سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل' 24۔ نومبر 1998ء

(سہ شنبہ' 4۔ شعبان المعظم 1419ھ)

جلد 12 شمارہ 7

(بشمول شمارہ جات 1 تا 11)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	546
پوائنٹ آف آرڈر:	
مقررہ وقت سے پہلے اجلاس کو ملتوی کرنا	547
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ آبپاشی و قوت برقی)	554
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	575
تحاریک التوائے کار:	
اڈا مرید والا تحصیل سمندری تا بنگلا سندھیانوالہ ماموں کانجن	
سڑک کی خستہ حالی (۔۔۔۔۔جاری)	583

جاری ....

صفحہ

___ پنجاب میں مہلک بیماری ہیپاٹائٹس بی کا پھیلنا (------جاری) ________ 584
___ گجرات کے سینما گھروں میں فحش فلموں کی نمائش ________ 588
___ تحصیل گوجر خان کے مڈل سکولوں میں طالبات کے داخلے کا مسئلہ ________ 588
___ گورنمنٹ ہائی سکول کونتریلہ، تحصیل گوجر خان میں کلاسوں
کے اجراء کا مسئلہ ________ 593

قراردادیں:-

دیہات کو بجلی فراہم کرنے کی سکیموں کی ترقیاتی
پروگرام میں شمولیت ________ 596
___ ملتان، ڈی جی خان اور بہاول پور کی طالبات کے لیے ہوم اکنامکس
کالج کا قیام ________ 600

مسودہ قانون،

مسودہ قانون (ترمیم) دیوار وں پر اشہار معاملات کی ممانعت پنجاب،
مصدرہ 1998ء ________ 601

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

منگل، 24۔ نومبر 1998ء

(سہ شنبہ، 4۔ شعبان المعظم 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 9 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْبِحَارُ
فُجِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝٥
يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝١٣ وَّاِنَّ
الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝١٤ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٥ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝١٦ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٧ ثُمَّ مَاۤ
اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ
شَيْئًا ۚ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝١٩

سورۃ الانفطار آیات ۱ تا ۱۹

اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے جھڑ جائیں گے۰ اور جب دریا بہ (کر ایک دوسرے سے مل) جائیں گے۰ اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی۰ تب ہر شخص معلوم کرے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا۰ اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا؟۰ (وہی) تو ہے جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضاء کو) ٹھیک کیا اور (تیری قامت کو) معتدل رکھا ۰ اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۰ مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہو۰حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں۰ عالی قدر (تمھاری باتوں کے) لکھنے والے۰ جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۰ بے شک نیکو کارنعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۰ اور بدکردار دوزخ میں۰ (یعنی)جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے۰ اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے۰ اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے۰ پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے ۰ جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کر سکے گا۔ اور حکم اس روز اللہ ہی کا ہو گا۰

وما علینا الا البلاغ۰

مقررہ وقت سے پہلے اجلاس کو ملتوی کرنا

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب ایک سیکنڈ مجھے ایک بات کرنے دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب ایک منٹ لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب تلاوت قران حکیم ہو رہی ہو تو اس وقت بھی ہاؤس میں سے آوازیں آتی ہیں۔ کتنے شرم کی بات ہے میں اس سے زیادہ کیا کہوں۔ منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کل آپ تشریف لے جا چکے تھے اور پینل آف چیئرمین کے ایک معزز رکن جو اس وقت چیئر پر تھے انہوں نے crude' غیر جمہوری 'بھونڈے انداز میں اور غیر آئینی طریقوں سے کل کے اجلاس کو ملتوی کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف اس ایوان کے ساتھ ہی نہیں جمہوریت کے ساتھ بھی مذاق ہوا ہے۔************************

****
****
****
****
****
****
****
****
****
****
****

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ میرے معزز بھائی ہیں ان کو تو میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اتنی بڑی اسٹیبلشمنٹ جو ان کے پاس ہیں اور جناب سپیکر! اگر آپ مباحثات اٹھا کر دیکھیں تو جب میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو مجھے اس وقت معزز وزیر قانون نے یہ کہا تھا کہ ہم نے آپ کو سٹاف دیا ہوا ہے۔ ہم نے آپ کو کمرہ دیا ہوا ہے' ہم نے آپ کو فلاں چیز دی ہوئی ہے۔ تو آپ وقت پر کیوں نہیں دیتے؛ مجھے تو انھوں نے ایک پرائیویٹ سیکرٹری اور ایک پی اے دیا ہوا ہے۔ یہاں آپ دیکھیں محکمہ قانون کی اور محکمہ بلدیات کی فوج ظفر موج ہے۔ وہ اتنے نااہل ہیں کہ وقت پر بھی کوئی چیز نہیں دے سکتے۔ ان کو اتنا بھی پتا نہیں چلتا کہ آرڈیننس جب lapse ہو جاتا ہے تو وہ dead ہو جاتا ہے۔ مردہ آرڈیننس کے کمالات کی وجہ سے ان کے الیکشن کی جتنی کارروائی تھی' جو دھاندلی والی تھیں یا جو بھی تھیں سب futile ہو گئی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئینی طور پر ان الیکشنز کا وجود ہی نہیں رہا اور جناب' میں اس لیے کہتا ہوں کہ یک دم یہ اجلاس بلا لیے جاتے ہیں اور اس کو ایک شاہی دربار کا درجہ دے دیا گیاہے۔ تھانے داروں کے ذریعے میرے معصوم دوستوں کو یہاں پر بلا لیا جاتا ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ protest کرتے ہیں اور protest کر کے واک آؤٹ بھی کریں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں تو اپنا protest یہاں lodge کرنے لگا ہوں بلکہ میں تو آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ کبھی کبھی آپ suo moto action بھی لے لیا کریں۔ جب چار پانچ لوگوں سے اجلاس شروع ہو جائے تو سپیکر صاحب ازخود بھی نوٹس لے لیا کریں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کل حکومت میدان چھوڑ کر بھاگ گئی اور اب ایک دوسرا پنجابی کا لفظ ہے۔ وہ میں یہاں پر کہنا نہیں چاہتا۔ وہ شاہی کے ساتھ پہلے ایک لفظ لگتا ہے کہ یہ سب کچھ تو یہی چل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ کہیں خدانخواستہ آپ یہ نہ کہہ دیں کہ protest کرنے کے بعد میں واک آؤٹ بھی کرتا ہوں۔ اب وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے اس کے بعد میں آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔

وزیر قانون: (جناب محمد بشارت راجا) جناب سپیکر! مجھے اس بات کا انتہائی افسوس ہے کہ معزز قائد حزب اختلاف نے یہ ایک طریقۂ کار بنا لیا ہے' اور میں نے دو دن پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ قائد حزب اختلاف جس بات پر اڑ جاتے ہیں پھر وہ اپنا ایک حق سمجھتے ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو

وہاں سے ہٹا نہیں سکتی اور جو کچھ وہ فرما رہے ہیں وہی کچھ درست ہے باقی ساری دنیا غلط کہہ رہی ہے۔یہ انھوں نے ایک طریقۂ کار اپنا لیا ہے۔ وہ میرے انتہائی قابل احترام بھائی ہیں۔ کل انھوں نے اجلاس کے بعد پریس بریفنگ دی اور خواہ مخواہ ایک کریڈیٹ لینے کی کوشش کی کہ حکومت بھاگ گئی اور آج بھی یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ خدانخواستہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے کہ جس سے حکومت کی سبکی ہوئی ہے۔میں اس کو ماسوائے اس بات کے کسی اور بات سے تعبیر نہیں کرتا کہ وہ ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کوئی پوائنٹ گورنمنٹ کے خلاف سکور کر لیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے انھیں اس میں کامیابی نہیں ہوتی۔بہرحال' میں اس میں مزید نہیں جانا چاہتا' لیکن اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جو بھی رویہ اپنائیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہم پر تنقید کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں' حکومت پر تنقید کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ وزراء یہاں پر موجود ہیں' وہ وزراء کو spare کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ان کی تنقید کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں وہ ہم پر تنقید کریں۔ لیکن کم ازکم خدا کے لیے چیئر پر تنقید نہ کیا کریں۔ انھوں نے آج سے تین چار دن پہلے سپیکر صاحب کی موجودگی میں سپیکر صاحب کی ذات پر تنقید کی اور اس کے بعد سپیکر صاحب نے انھیں پھر وہ سارے ******************************

****

****

****

****

****

****

جناب سپیکر ! جہاں تک ان کی کل کی ترمیم کا تعلق ہے' یہ فرماتے ہیں کہ یہ آرڈیننس lapse ہو چکا تھا۔ میں نے یہاں حاضر ہونے سے پہلے ہی آج پریس کے لیے بریفنگ رکھی ہوئی تھی اور میں پریس کو دکھانا چاہتا تھا کہ ہاؤس میں ایک غلط فہمی اور ابہام پیدا کرنے کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ خاص طور پر معزز قائد حزب اختلاف جو ابہام پیدا کرتے ہیں' کیا انھیں اس بات کا احساس نہیں اور انھوں نے ایجنڈا نہیں دیکھا کہ یہاں اسی قانون سازی میں ہم نے ایک ترمیم واپس

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

لی ہے اور اس کے آگے ہم نے ایک ترمیم دی ہوئی ہے۔ صرف اور صرف مسئلہ یہ تھا کہ یہ پوائنٹ سکور کرنا چاہتے تھے اور ان کا اعتراض یہی ہونا تھا کہ کل وہ ترمیم ٹیک اپ نہیں ہوسکی تھی اور اس وقت آٹھ بج چکے تھے اجلاس تو ویسے ہی آٹھ بجے ختم ہو جانا تھا۔۔۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ان کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت آٹھ نہیں بجے تھے' بلکہ پچیس منٹ باقی رہتے تھے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اسی بات پر عرض کرتا ہوں کہ اگر آٹھ بجنے میں پچیس منٹ رہتے تھے تو میں غلط ہوں۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ اگر آٹھ بجنے میں پچیس منٹ نہیں رہتے تھے بلکہ اجلاس ختم ہونے میں چند منٹ رہتے تھے اور آگے ابھی اس بل کی چھ یا سات کلاز بقایا رہتی تھیں۔ اور پینل آف چیئرمین کے چیئرمین نے اجلاس کو adjourn کیا ہے۔ انھوں نے اس بل کے حوالے سے جو بات کرنی تھی' کل اس نے take up ہونا ہے کل اپنی بات کریں' اور ان کی بات کا technically بھی ہم جواب دیں گے اور ان کو مطمئن کریں گے۔ لیکن جو انھوں نے حکومت پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش پریس کے ذریعے کی ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ آج پریس کانفرنس میں دیکھیں گے کہ میں اس کو دور کر دوں گا۔ شکریہ جناب والا!۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب والا! میں قائد حزب اختلاف کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔ وہ بڑے محترم ہیں اور وہ اس ہاؤس کے بڑے پرانے ممبر ہیں۔ کم از کم انھیں تو اس معزز ایوان کی ساری روایات کا خیال کرنا چاہیے۔ پہلے تو راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ چیئر کے متعلق انھیں اس قسم کے ریمارکس نہیں دینے چاہییں تھے کہ انھیں ڈکٹیٹ کیا جا رہا ہے۔ کوئی بھی چیئر پر بیٹھا ہو اس وقت وہ سپیکر کا رول ادا کر رہا ہوتا ہے۔ دوسرے جناب والا! انھوں نے تو آج ممبران کو بھی معاف نہیں کیا۔ معزز ممبران کے بارے میں فرما گئے ہیں کہ تھانے داروں کے ذریعے انھیں لایا جاتا ہے۔ کون سا یہاں ایسا ممبر لایا گیا ہے؟ جناب والا! آپ 1985ء سے یہاں ممبر ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہاں پر کوئی ایسا ممبر رہا ہے جس کو تھانے دار کے ذریعے لایا گیا ہے؟ جناب والا! یہ ممبران کی اتنی تو توہین نہ کریں۔ یہ بڑی قابل اعتراض بات ہے۔ اور ان سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف ان کی اطلاع کے لیے اتنا جتانا چاہتا ہوں کہ مجھے خود ٹریژری بنچز کے ایم پی اے نے یہ جتایا ہے کہ روبکاریں لے کر تھانے دار ہماری تعمیل کرواتے پھر رہے تھے۔

وزیر قانون، منیس صاحب میرے بڑے بھائی ہیں میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ میں ان کا احترام کرتا ہوں کہ اگر یہ حلف اٹھا کر یہ بات کہہ دیں کہ کسی ایک ممبر کو روبکار کے ذریعے یہاں طلب کیا گیا ہے تو خدا کی قسم، ہم ہر بات قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن یہ اتنا جھوٹ نہ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ ان کی اس اشتعال انگیزی پرمشتعل نہ ہوں جو وہ چاہتے ہیں۔ میں ایک بات عرض کروں گا کہ میں اس بات پر بڑا حیران ہوں کہ میرے اس طرف سے جب بھی کوئی معزز دوست بات کرتے ہیں تو وہ اکثر یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ ٹریژری بنچز کے لوگوں نے ہمیں آ کر یہ کہا۔ بعض اوقات یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ بات اور بڑے مثبت انداز میں کہتے ہیں کہ یہ بات۔ غالباً کل یا پرسوں کی بات ہے کہ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا آپ کے پاس آ کر کسی نے شکایت کی کہ حکومت ہمارے ساتھ یہ کر رہی ہے؟ تو مثبت انداز میں بات کریں تاکہ پتا چلے کہ کیا ہوگیا۔ اور یہ تنقید، تعمیری تنقید اور یہ باتیں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ اس نظام کا حصہ ہیں۔ بڑی اچھی بات ہے کہ یہ تعمیری تنقید اور یہ باتیں چلتی رہیں۔ مگر ایک بات جو معزز لاء منسٹر صاحب نے اور وزیر آبپاشی نے بھی پوائنٹ آؤٹ کی ہے اس بات کا پھر ایسی شخصیت سے، اور ایسی شخصیت کے منہ سے یہ کہا جانا کہ جو خود بھی اس کرسی کی زینت رہے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب ایک بات رولز میں ہے کہ چیئر کے کنڈکٹ پر ہاؤس کے اندر یا باہر تنقید نہیں کی جا سکتی۔ پھر ایک ایسی شخصیت اس پر تنقید کرے جو خود بھی یہاں پر تشریف فرما رہی ہے۔ اس پر مجھے واقعی افسوس ہوا ہے۔ حکومت کے متعلق آپ جو باتیں کہتے ہیں حکومت جو آپ کو کہتی ہے آپ دیکھتے ہیں کہ چیئر کی طرف سے کبھی جانب داری نہیں ہوئی۔ چیئر کو کبھی ڈکٹیٹ نہیں کیا گیا۔ چیئر کبھی ڈکٹیٹ ہوتی بھی نہیں اور کیا بھی نہیں گیا۔ میں یہاں پر جب سے بیٹھا ہوں میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ آج تک اگر کبھی کوئی ایسا موقع آیا اور کہا بھی گیا کہ یہ بات شارٹ کردو یا یوں کر دو۔ آپ دیکھتے ہیں کہ میں نے کبھی اس بات پر عمل نہیں کیا۔ جو بات بھی ہے وہ رولز کے تحت چیئر نے ہمیشہ اپنی مرضی کی ہے۔ اور پھر ایسے حالات میں تو ضرورت بھی نہیں ہے۔ ہم روز ایک بات

دہراتے ہیں' چیئر کی طرف سے روز ایک بات دہرائی جاتی ہے' ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہماری یہ چھوٹی سی ننھی منی سی ایک اپوزیشن ہے۔ ان کو اس طرح ساتھ لے کر چلیں کہ نہ ہاؤس کی اکثریتی پارٹی کو یہ احساس ہو کہ اپوزیشن بہت کمزور ہے نہ اپوزیشن کے معزز اراکین کو یہ محسوس ہو کہ ہم چونکہ تعداد میں بہت کم ہیں اور ہمارے ساتھ یہ سلوک نہیں ہوتا۔ ووٹنگ میں تو صاف ظاہر ہے جو بات ہوگی وہ اکثریت نے ہی جیتنی ہے۔ یہ بات میں ضرور کہوں گا جناب اپوزیشن لیڈر سے کہ چیئر کے اوپر تنقید کرنے سے پرہیز کریں۔ اور وہ روایات کو observe کرتے ہوئے اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے چیئر پر جو اعتراضات کیے ہیں یا اس پر جو تنقید کی ہے اس کو وہ واپس لے لیں تو بہت ہی اچھا ہے۔ ورنہ میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وقفہ سوالات کو ہم لیں اور اس بات کو اب ختم کریں۔ جناب ایس اے حمید صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! آپ کا یہ فرمان کہ چیئر کو کبھی ڈکٹیٹ نہیں کیا گیا اور چیئر کا کنڈکٹ زیر بحث نہیں لایا جا سکتا' بالکل بجا ہے۔ لیکن منیس صاحب جو کہتے ہیں وہ بات بھی ٹھیک ہے۔جناب والا! ان کے دور میں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ اس بات کو چھوڑیئے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں حقائق کی بات کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ میں خود بھی ان کو بڑی اچھی مثال دے سکتا تھا۔ لیکن آپ اس بات کو چھوڑیں۔ ہم اس میں جانا نہیں چاہتے۔ میں نے جب ایک بات کر دی کہ چیئر کے کنڈکٹ کو ہدف تنقید نہیں بنا سکتے۔ اگر آپ سابقہ بات کریں گے تو وہ بھی چیئر کے کنڈکٹ پر ہی تنقید ہوگی۔ پلیز چھوڑیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! ان کے دور میں جب بل پاس کروایا گیا تو کرسی کے نیچے بیٹھ کر پچاس ایم پی اے صاحبان کو پاس کھڑا کرکے آرڈر کے اوپر ڈکٹیٹ کرنے کے بعد پاس کروایا گیا۔ اس لیے وہ ٹھیک کہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ بڑی مہربانی۔ وہ سب جانتے ہیں آپ بھی اور میں بھی جانتا ہوں۔ میں نے ایک بات ختم کردی کہ چیئر کے کنڈکٹ کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اپوزیشن لیڈر اٹھ کر کہہ دیتے کہ میں نے یہ جو الفاظ ادا کیے ہیں یہ میں واپس لیتا ہوں۔ غالباً وہ اپنے وہ

الفاظ واپس لینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ تو میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اور میں یہ ایک بات بتا دوں کہ اپوزیشن جان بوجھ کر ہاؤس میں ایسا ماحول پیدا کرنا چاہتی ہے۔ ان کی اپنی باتیں صحیح ہوں یا نہ ہوں تلخیاں بڑھیں۔ میری معزز اراکین سے درخواست ہے کہ ہم تلخیاں کیوں بڑھائیں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اور ویسے تو بڑی عجیب بات ہے میں کہنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن کہہ دیتا ہوں۔ پہلے ہی یہ عالم ہے کہ آج کا اخبار اگر آپ نے پڑھا ہو' کل میرے ایک دوست اخبار پر اپنی تحریک دے رہے تھے' میں ان کو کہہ رہا تھا کہ وہ کچھ نہ کہیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں ان کو کچھ نہ کہیں۔ آج کا اخبار پڑھیں تو اس میں سپیکر صاحب کا نام لیا گیا' پتا نہیں کہ سپیکر صاحب اپنے ماموں کی فاتحہ پر گئے ہوئے ہیں۔ کل میں نے یہاں ایک وزیر صاحب اور صدیق سالار کے متعلق کوئی بات کی تو وہ سپیکر صاحب سے منسوب کرکے by name خبر لگا دی ہے۔ یہ تو عالم ہے well informed ہونے کا۔ اور یہ اس اخبار میں آئی ہے جس کا نمائندہ چوبیس گھنٹے لگ بھگ جب بھی اسمبلی کا دروازہ کھلتا ہے وہ اسمبلی میں تشریف لاتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ سب سے بعد میں جاتے ہیں۔ اور ان کو یہ علم نہیں کہ کل چیئر کس نے کیا۔ اور کس نے کس سے کیا کہا۔ اگر آپ ان کمزور انفارمیشنز پر جائیں گے تو بات نہیں چلے گی۔ میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ معزز اراکین اپوزیشن اور معزز اراکین ہاؤس ٹریژری بنچز ایک بات کو ذہن میں رکھیں کہ اس چیئر کے کنڈکٹ کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔ اس پر ہاؤس کے اندر اور باہر تنقید نہیں کی جاسکتی۔ اگر انھوں نے چیئر پر بحث کرنی ہے تو یہ رولز کو تبدیل کرلیں۔ اس کے بعد جو جی چاہے کریں۔ جب آپ کو بھی یہاں پہ اپنے behaviour کا احساس نہیں ہے تو باہر دوسری ایجنسیاں کیوں آپ کی عزت کریں گی' وہ کیوں آپ کا احترام کریں گی؟ آپ کس بات پہ کلیم کر سکتے ہیں کہ اس معزز ہاؤس کے اراکین کے اوپر تنقید نہ ہو' ان کے استحقاقات مجروح نہ ہوں' ان کے کنڈکٹ کو نشانہ نہ بنایا جائے۔ جب آپ خود ہی اپنے behaviour سے اپنے رولز کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟ جی گھمن صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ: جناب! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ: آپ نے بہت اچھے طریقے سے دونوں طرف کے اراکین اسمبلی کو

ہاؤس کے ڈیکورم' ممبران کے کنڈکٹ کے حوالے سے بہت خوب صورت باتیں کیں اور یہی اس چیئر کے شایان شان ہے۔ ابھی چند لمحے پہلے آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ کاش! وہ یہ گریس شو کرتے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیتے' ورنہ آپ نے وہ حذف تو فرما ہی دیے۔ بحیثیت انسان جناب قائد حزب اختلاف بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں۔ بڑے بااخلاق ہیں۔ ہم ان کا بھائیوں جیسا احترام کرتے ہیں لیکن نہ جانے کیا وجہ ہے کہ بعض اوقات وہ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی انفرمیشنز زیادہ تر سنی سنائی باتوں پر مبنی ہوتی ہیں اور وہ اس ایوان میں آ کر بیان فرماتے ہیں۔ ابھی انھوں نے جو روبکار کے حوالے سے بات کی' میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی وساطت سے میں انھیں ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں اور وہ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ، "کسی کے دروغ گو ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتوں کو بغیر تصدیق کیے آگے پہنچا دے"۔ بہت شکریہ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آب پاشی و قوت برقی)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ وقفۂ سوالات شروع کرتے ہیں۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب۔

چوٹ ڈرین کی صفائی

*1454۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیرآب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوٹ ڈرین جو کہ گاؤں شمہاری سے لے کر مونہ سیداں تک جاتی ہے اس کی کھدائی عرصہ سے نہیں ہوئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈرین کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے حالیہ بارشوں میں وسیع علاقہ پر فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈرین کی کھدائی کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطاء خان کھوسہ):

(الف) سیم نالہ چوٹ گاؤں شمہاری سے مونہ سیداں تک طویل لمبائی پر مشتمل ہے اور اس

کی کھدائی 92-1991ء میں U.S. AID کے تعاون سے کی گئی تھی اور بعد ازاں نہیں ہوئی۔

(ب) 1997ء میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے بارشیں ہوتی رہیں اور ڈرین سے ملحقہ علاقہ جات پانی کی بہتات سے متاثر ہوئے۔ مذکورہ ڈرین کی صفائی عرصہ دراز سے نہیں ہو سکی تھی جس کی وجہ سے ڈرین نے ڈیزائن کے مطابق پانی کی نکاسی نہ کی اور فصلوں کا نقصان ہوا۔

(ج) حکومت نے سیم و تھور کے مسئلے سے نپٹنے کے لیے ایشیائی ترقیاتی بنک اور ورلڈ بنک کے تعاون سے ایک جامع پروگرام بعنوان نیشنل ڈرینج پروگرام ترتیب دیا ہے۔

اس پروگرام کے تحت صوبہ بھر کی تمام ڈرینوں بشمول چوٹ ڈرین کا ازسر نو جائزہ لیا جا رہا ہے اور حتی المقدور اس کا بہت جلد ازالہ کر دیا جائے گا۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! اس ڈرین کے ڈیزائن میں جو تبدیلی ہوگی' اس کی چوڑائی میں تبدیلی کرائیں گے یا گہرائی میں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، سوال ذرا دوبارہ ارشاد فرمائیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ اس ڈرین کے ڈیزائن کا جو ازسر جائزہ لیا جا رہا ہے اس کا ڈیزائن جب تبدیل ہو گا تو اس کو چوڑا بھی کریں گے یا اس کو گہرا کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جی ہاں۔ اس میں دیکھا جائے گا کہ وہاں سے کس طرح کی ٹریفک کا گزر ہے' اس کے مطابق اس کو ڈیزائن کیا جائے گا۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب کے مطابق فصلوں کو جو نقصان ہوا ہے' اس کا ازالہ کرنے کے لیے زمین داروں کو بھی کوئی مفاد حاصل ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ یہ سوال پوچھنا چاہتے ہیں کہ کاشت کاروں کو فصلوں کا جو نقصان ہوا ہے اس کا ان کو کوئی معاوضہ دیا جا رہا ہے یا آپ کے علم میں کوئی ایسی بات ہے کہ یہ دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، میری گزارش یہ ہے کہ سیم بڑا موذی مرض ہے۔ یہ ایک دم آفت کے طور پر نازل نہیں ہوتا۔ بتدریج پراسیس ہے' تو اس میں اس کی compensation ممکن نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی گوندل صاحب۔

چودھری سلطان محمود گوندل، مہربانی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال بھی چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل: 1457۔

معاوضے کی ادائیگی

*1457۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں اجووال ڈرین ایکسٹینشن 1992ء میں بنائی گئی تھی۔

(ب) اس ضمن میں جن مالکان کی زمین حاصل کی گئی تھی۔ ان میں سے کتنے مالکان کو زمین کی قیمت ادا کر دی گئی ہے۔ اگر قیمت ادا کر دی گئی ہے تو ان مالکان کی مکمل تفصیل بیان کی جائے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطاء خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں 92-1991ء اور 93-1992ء کے دوران اجووال ایکسٹینشن ڈرین بنائی گئی تھی۔ لیکن اس وقت یہ علاقہ ضلع گجرات کا حصہ تھا۔

(ب) ڈرین مذکورہ کی تعمیر کے لیے آٹھ مواضعات کی کل 366 کنال 12 مرلے اراضی حاصل کی گئی تھی۔ منظور شدہ تخمینہ کے مطابق مذکورہ رقبہ کی کل مالیت مبلغ 21,83,549/90 روپے کلکٹر اراضیات محکمہ انہار کو 92-1991 اور 93-1992ء کے دوران ہی کر دی گئی تھی۔ بعد ازاں معاوضہ زمین کا تخمینہ مبلغ 25,30,400/55 منظور ہوا۔ رقم مبلغ 3,46,850/65 روپے ادائیگی معاوضہ اراضی اجووال ڈرین ایکسٹینشن کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام 99-1998ء میں مختص کر دی گئی ہے۔ اس طرح اس سال کارروائی حسب ضابطہ بمطابق طریقہ کار حصول اراضی ایکٹ 1894ء مکمل کر کے مالکان اراضی کو زمین کے معاوضہ کی ادائیگی کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی گوندل صاحب۔

چودھری سلطان محمود گوندل، مہربانی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جواب سے مطمئن ہیں۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، 1607۔

سدووالی پل کی تعمیر و مرمت

*1607۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت پنجند کینال کی برجی نمبر 108 سدو والی پل پر re-decking کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ پل بنیادی طور پر cart loading کے لیے ہے جبکہ اب اس پر بھاری ٹریفک کا گزر ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پل پر Regulation Plat-form ٹوٹ جانے سے حال ہی میں قیمتی انسانی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔

(د) کیا حکومت نئے مالی سال کے بجٹ میں نیا Plat form اور Slab-reinforcement کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا کھوسہ)۔

(الف) محکمہ ہذا کا پل کو دوبارہ تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں، کیونکہ یہ ریگولیشن کے لیے استعمال نہیں ہوتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ پل محکمہ ہذا نے صرف (cart loading) کے لیے تعمیر کیا تھا۔ لیکن بعد ازاں سڑک کو چوڑا کیا گیا اور بھاری ٹریفک بھی گزرنے لگی۔

(ج) کیونکہ یہ پل محکمہ شاہرات کے زیر استعمال ہے۔ اس لیے متعلقہ محکمہ ہی حادثات کے بارے میں بہتر بتا سکتا ہے۔

(د) محکمہ ہذا اس کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ پل / سڑک اب محکمہ شاہرات کے زیر استعمال ہے۔ اس لیے متعلقہ محکمہ سے رپورٹ طلب کیا جانا مناسب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب! ضمنی سوال۔

سیدمسعود عالم شاہ: ضمنی سوال یہ ہےکہ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ یہ پل محکمہ ہذا نے صرف کارٹ لوڈنگ کے لیےتعمیر کیا تھا' کیوں کہ اسی محکمے نے تعمیر کیا تھا اور یہ اسی کی custody میں رہا ہے اس کے بعد اس پہ سڑک بنائی گئی ہے۔ تو اس کارٹ لوڈنگ کے پل سے اس وقت بھاری ٹریفک ٹرکس وغیرہ اور ہیوی لوڈڈ وہیکلز وہاں سے گزر رہے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ کیا محکمہ نے محکمہ شاہرات کو اس کی proposal نہیں بھیجی اور جیسے کہ انھوں نے جز (الف) میں بتایا ہے' کوئی ارادہ نہیں رکھتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ جب یہ محکمہ شاہرات کو چلا جاتا ہے تو کنسٹرکشن تو وہی کرتے ہیں۔ آپ کے محکمے کی طرف سے ان کو کوئی ایسی proposal بھیجی گئی ہے کہ یہ پل چھوٹا تھا' ہیوی ٹریفک کے لیے نہیں تھا۔ اب ہیوی ٹریفک گزر رہی ہے تو اس کو آپ بڑا کریں یا اس کو مضبوط کریں۔ کوئی ایسی proposal آپ نے بھیجی؟

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی: سردست تو محکمے نے کوئی ایسی proposal تیار نہیں کی ہے اور اگر۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھیجنے کا پروگرام ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی: فی الحال نہیں۔ فنڈز کی کمی ہے تو فی الحال ہم نے ایسی کوئی proposal نہیں بنائی۔ اگلے سال 2000-1999ء کے اے ڈی پی میں کوشش کی جائے گی' وگرنہ میرا خیال تو یہ ہے کہ وہاں کے لوکل کونسل کے ادارے بھی ہیں جن کے پاس فنڈز ہیں۔ وہ اگر یہ پل قائم کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

مخدوم سیدمسعود عالم شاہ: میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ پل تقریباً دو اڑھائی سو فٹ چوڑا ہے' تو کوئی لوکل کونسل اس پر فنڈز خرچ کرنے کو تیار نہیں اور یہ محکمہ شاہرات میں ہے۔ یہ کروڑوں کا پراجیکٹ ہے۔ اس پر دوبارہ غور کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' آپ اس کا ایسا کریں کہ منسٹر س اینڈ ڈبلیو یا پی اینڈ ڈی سے مل کر بات کریں۔ کیونکہ اس پر جو بھی فنڈز آنے ہیں' وہ محکمہ نہر کی طرف سے تو نہیں آنے ہیں۔ آپ ان

سے بات کریں یا کوئی ایسی تحریری صورت سے آئیں کہ ان کو یہ کہا جائے کہ ADP میں شامل کر کے اس کو ٹھیک کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ): میں ان کی تسلی کے لیے اضافی معلومات جناب کی اجازت سے دینا چاہ رہا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب دو چار دن پہلے وہاں تشریف لے گئے تھے۔ یہ مطالبہ بھی وہاں کیا گیا تھا تو انھوں نے ایک میٹنگ یہاں منعقد کی تھی۔ اس میں انھوں نے یہ کہا ہے کہ اس کا تخمینہ تیار کیا جائے تو امکان ہے کہ فنڈز مہیا کیے جا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال 1608 بھی مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے' اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد ملک محمد ممتاز احمد بھچر صاحب کا سوال ہے۔

چودھری غلام احمد خان: ان کے ایماء پر' سوال نمبر 1696۔

کمیٹیوں میں عوامی اور کاشت کار کے نمائندوں کو شامل کرنے کے اقدامات

*1696۔**ملک ممتاز احمد بھچر**۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبے میں نہروں کی سالانہ مرمت پر ہر سال کتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔

(ب) کیا نہروں کی مرمت کے کام کی نگرانی کے لیے کمیٹیاں بنائی گئیں ہیں۔

(ج) کیا ان کمیٹیوں میں عوامی نمائندوں اور کاشت کار نمائندوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

(د) اگر جزبالا کا جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نمائندوں کو شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ):

(الف) صوبے کی نہروں کی سالانہ مرمت پر سال 1997-98، کے دوران 311 00 روپے خرچ ہوئے۔

(ب) نہروں کی مرمت کے کام کی نگرانی کے لیے باقاعدہ کوئی کمیٹیاں نہیں بنائی گئی ہیں۔ البتہ کام کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے consultants مقرر کیے گئے تھے۔ جنہوں نے سالانہ مرمت کے تمام کاموں کی باقاعدگی سے نگرانی کی۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ کوئی کمیٹی نہ بنائی گئی ہے۔

(د) (PIDA) کے معرض وجود میں آنے کے بعد اگلے مرحلے میں جب متعلقہ قوانین نافذ کیے جائیں گے تو کاشتکاروں پر مبنی ایسی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی۔ جن کو (F.O) فارمرز آرگنائزیشن کے نام سے منسوب کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب۔

چودھری غلام احمد خان: جواب میں فرمایا گیا ہے کہ کوئی کمیٹی نہیں بنائی گئی، البتہ کام کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے consultants مقرر کیے گئے تھے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ consultants عوام میں سے تھے یا کسی ایجنسی کے تھے یا ماہرین میں سے تھے۔ اگر وہ ہیں تو کیا ان سے کوئی مطمئن ہونے کا سرٹیفکیٹ لیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: جی ہاں۔ محکمہ آب پاشی کے جو کام ٹیکنیکل لیول کے ہوں تو ان میں ٹیکنوکریٹس کو ہی as consultants contract پر بھرتی کیا جاتا ہے اور جب تک یہ سرٹیفکیٹ نہیں دیتے تو اس وقت تک اس کام کی تکمیل کو مکمل نہیں کیا جاتا اور ادائیگی نہیں کی جاتی۔ محکمہ کو یہ تسلی ہوتی ہے کہ consultants اپنا کام ٹھیک انداز سے کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب۔

چودھری غلام احمد خان: جناب سپیکر! میرا مسئلہ تشنہ تکمیل ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ وہ consultants کون لوگ تھے، کس ایجنسی سے ان کا تعلق تھا۔ اگر کوئی contract تھا تو اس کے متعلق بھی فرمائیں کہ کن terms and conditions پر contract تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: اس کی بڑی لمبی تفصیل ہے۔ اگر معزز ممبر consultants کے ناموں کی تفصیلات جاننا چاہیں تو----

جناب ڈپٹی سپیکر: ضرورت نہیں ہے۔ آپ صرف یہ فرما دیں کہ وہ محکمے کے ہی لوگ تھے یا ان کو کسی contract کی بنیاد پر رکھا گیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: میری اطلاع کے مطابق محکمے سے ہٹ کر یہ لوگ تھے۔ اگر ان کی تفصیلات جاننا چاہتے ہیں تو وہ ان کو مہیا کر دی جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی، وہ یہی جاننا چاہتے تھے۔ وہ ان کو جواب مل گیا ہے۔

اس کے بعد ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا سوال ہے' تشریف نہیں رکھتے۔حاجی احمد خان ہرل صاحب کا سوال ہے' تشریف نہیں رکھتے۔اگلا سوال بھی حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے' وہ بھی تشریف نہیں لائے۔ اس کے بعد بھی ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

سردار سعید انور: سوال نمبر 1813۔

برالہ برانچ اور سلطان پور سب ڈویژن میں پانی کی گنجائش

*1813۔ سردار سعید انور۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) برالہ برانچ اور سلطان پور سب ڈویژن میں کتنے پانی کی گنجائش ہے۔ اپریل1998ء سے جون 1998ء تک مہیا کیے گئے پانی کی اوسط کیا ہے۔

(ب) اگر گنجائش سے کم پانی مہیا کیا گیا ہے۔ تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، (سردار محسن عطا خان کھوسہ):

(الف) I۔ برالہ برانچ کے منظور شدہ پانی کا اخراج ہیڈ پر 1912 کیوسک ہے۔

II۔ سلطان پور سب ڈویژن کمالیہ کا پانی (مقرر شدہ) برجی نمبر 320189 پر 472 کیوسک ہے۔

III۔ اپریل 1998ء تا جون 1998ء میں سلطان پور سب ڈویژن کو مہیا کیے جانے والے پانی کی اوسط مقدار درج ذیل ہے۔

اپریل 1998ء	255 کیوسک
مئی 1998ء	224 کیوسک
جون 1998ء	243 کیوسک

(ب) برالہ برانچ کے کمزور کناروں / ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے پانی کی منظور شدہ مقدار کو نہر میں نہیں چلایا جا سکتا۔ برالہ برانچ کی Remodelling کی سکیم تیار کی جا رہی ہے۔ نہروں کی بحالی کے لیے اس سال A.D.P میں 20 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس سکیم کے مکمل ہونے کے بعد مذکورہ سب ڈویژن میں پانی کی کمی نہ ہو گی۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! جز II میں ہے کہ سلطان پور سب ڈویژن کمالیہ کا پانی (مقرر شدہ) برجی

نمبر 320189 پر 472 کیوسک ہے۔ حقیقت میں ہمیں پہلے تو چھ سو کچھ کے قریب بتایا جاتا رہا ہے۔ کیونکہ برالہ برانچ کا کل 1912 کیوسک ہے اور اس میں تین سب ڈویژن ہیں۔ اس کا منظور شدہ پانی چھ سو کچھ کیوسک بنتا ہے۔ بہرحال 472 کیوسک ہی لے لیں۔ انھوں نے فرمایا کہ،

اپریل 1998ء	255 کیوسک
مئی 1998ء	224 کیوسک
جون 1998ء	243 کیوسک

یہ انھوں نے اوسط نکالی ہے۔ تقریباً آدھا پانی برالہ برانچ میں جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ انھوں نے 472 کیوسک کے مطابق آدھا پانی برالہ برانچ کو جاتا ہے' یہ اس سے زیادہ پورا پانی کیوں نہیں تقسیم ہوتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوسہ صاحب' انھوں نے پوچھا ہے کہ یہاں پر جو کہا گیا ہے کہ 472 کیوسک پانی ہے تو ملتا کم ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ پورا پانی کیوں نہیں دیا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: اس کا جو sanctioned water allowance ہے۔وہ تو یقیناً اتنا ہے۔ مگرہمیں جو معلومات ملی ہیں کہ وہاں پر کچھ لوگوں نے ڈائریکٹ چوبیس کے قریب غیرقانونی outlet لگا رکھے ہیں تو پانی چوری ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے بھی کمی ہے۔ جنھوں نے غیر قانونی outlet لگا رکھے ہیں۔ جب محکمے نے اس پر کارروائی کی کوشش کی اورختم کروائے اور ان کے خلاف کیس رجسٹر کروائے گئے تو انھوں نے کورٹ سے stay لے لیا جو ابھی تک چل رہا ہے اور اس طرح سے وہاں پانی کی چوری چل رہی ہے جس کی وجہ سے کمی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' سردار صاحب۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! یہ جو پانی چوری کی شکایت ہے' کیا یہ سلطان پور سب ڈویژن کی ہے؟ جہاں پانی کم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: اس میں کچھ کیس ایسے بھی ہیں جو اس سب ڈویژن میں ہیں' جن پر کچھ لوگوں نے کورٹ سے stay orders لے رکھے ہیں۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! یہ جو انھوں نے فرمایا ہے کہ ڈائریکٹ پائپ لگائے ہوئے ہیں وہ میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا کوئی ڈائریکٹ پائپ سلطان پور سب ڈویژن سے بھی ہے جہاں سے اصل چوری

ہوتی ہے؟ معمولی تو ہوتی رہتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، میں اپنے معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے سوال کو ذرا دوبارہ دہرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ کچھ سلطان پور سب ڈویژن جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں میں بھی یہ ہیں۔ لیکن جب ان پر کارروائی کرنے کی کوشش کی گئی تو انھوں نے کورٹ سے سٹے آرڈر لے لیے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! سلطان پور سب ڈویژن میں کوئی ڈائریکٹ پائپ نہیں لگا ہوا اور نہ ہی اس کا کوئی ایسا چوری کا کیس ہے۔ پچھلی سب ڈویژن میں اگر کوئی چوری کا کیس ہے یا چوری کرتے ہیں تو اس کی سزا سلطان پور سب ڈویژن کو کیوں ملتی ہے؟ پچھلا پانی تو پچھلے سب ڈویژن کو پورا ملتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ ensure کریں کہ ان کو پانی ان کے حصے کے مطابق ملے۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی بات ہو۔ ہمارے ضلع قصور میں بھی یہ بیماری ہے۔ ادھر بھی پانی کم جاتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جو بااثر لوگ ہیں اور بااثر سے مراد میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جن کا محکمے کے ساتھ کوئی اندرونی تعلق ہوتا ہے ان کی نہروں اور ان کی راجباہوں کو اکثر پانی زیادہ دیا جاتاہے اور وہ چلتے رہتے ہیں۔ جہاں پر ان کے اوپر کوئی پریشر نہیں پڑتا یا ان کے ساتھ تعلقات نہیں ہوتے وہاں پر پانی کم جاتا ہے اور بہانہ بنا لیا جاتا ہے کہ یہ پانی ہے۔ ہمارے ہاں تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ بی آر بی ٹوٹ گئی اور وہ بی آر بی اکثر ٹوٹتی ہے تو بجلی جو گرتی ہے وہ ضلع قصور پر گرتی ہے۔ یہ آپ ensure کریں کہ سلطان پور سب ڈویژن کا پانی جتنا منظور ہے اتنا ان کو ملے اور اگر اس میں کوئی ایسی رکاوٹ ہے کہ پانی واقعی کم ہے تو متعلقہ محکمے کو آپ یہ حکم دیں کہ وہ معزز ممبر کے ساتھ بیٹھ کر ان کو مطمئن کریں کہ پانی واقعی کم ہے' اس لیے کم آ رہاہے اور اگر کم نہیں ہے تو آئندہ ان کو پانی پورا ملے گا۔ جی' سردار صاحب! اور کوئی آپ کا ضمنی سوال ہے؟

سردار سعید انور، جی' نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال ہے' میاں طارق محمود صاحب۔

چودھری غلام احمد خان، میاں طارق محمود کے ایماء پر سوال نمبر 1833۔

نہر اپر جہلم موضع رندھیر کے مقام پر پل کی تعمیر

*1833-میاں طارق محمود، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر اپرجہلم موضع رندھیر تحصیل کھاریاں کے مقام پر واقع پل نہایت ہی خستہ حالت میں ہے جس کی وجہ سے اس پل پر آمدو رفت نہیں ہو سکتی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعدد بار اس پل پر سے گزرنے والے مویشی نہر میں گر کر مر چکے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پل کی تعمیر کے لیے محکمہ نے ٹینڈر بھی طلب کئے تھے مگر ابھی تک موقع پر اس پل کی تعمیر شروع نہیں ہوئی۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ٹینڈر طلب کرنے کے باوجود ابھی تک پل کی تعمیر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا حکومت اس پل کی تعمیر جلد از جلد کروانے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) ریکارڈ نقصان مویشیاں محکمہ ہذا کے پاس نہ ہے۔

(ج) پل کی مخدوش حالت کے پیش نظر محکمہ ہذا نے ٹینڈر طلب کیے تھے۔ لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے کام نہ ہو سکا۔ اب اس کام کو (NDP) نیشنل ڈرینج پروگرام میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس کام کا تخمینہ 10.36 لاکھ روپے ہے۔

(د) جیسا کہ جزو(ج) میں بیان کیا گیا ہے۔

چودھری غلام احمد خان، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چودھری غلام احمد خان، جناب سپیکر! جواب میں فرمایا گیا ہے کہ "نقصان کا ریکارڈ محکمہ ہذا کے پاس نہ ہے"۔ میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس نقصان کا ریکارڈ کس محکمے کے پاس ہے تاکہ اس کی طرف ہم رجوع کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں جس محکمے کی طرف سے ذمہ

داری نبھا رہا ہوں، میں سردست نہیں کہہ سکتا کہ مویشیوں کے نقصان کا ریکارڈ کون سا محکمہ رکھتا ہے۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اس بات کا ذمہ دار نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری غلام احمد خان: جناب سپیکر! میں نے تو آپ کے توسط سے پوچھا ہے۔ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ہم اس نقصان کے متعلق کس محکمے سے پوچھیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کس قسم کے نقصان کے متعلق؟

چودھری غلام احمد خان: یہ جو مویشی پل کی وجہ سے تلف ہوتے ہیں۔ ناقص پل ہونے کی وجہ سے گر کر مر جاتے ہیں۔ ہم کس محکمے سے اس کے متعلق پوچھیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو اس طرح ہے کہ اگر اس پل سے کوئی سڑک وغیرہ نہیں گزرتی تو یہ تو محکمہ نہر ہی سے آپ پوچھیں اور اگر اس کے اوپر کسی اور کی سڑک گزر گئی ہے تو آپ اس سے پوچھیں۔

چودھری غلام احمد خان: جناب والا! سڑک نہیں گزر رہی۔ یہ تو نہر کا پل ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس یہ محکمہ نہر ہی سے پوچھیں۔

چودھری غلام احمد خان: نہر والے تو کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے پاس ریکارڈ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ریکارڈ ہی نہیں ہے پل کا!

چودھری غلام احمد خان: نہیں، پل کا نہیں، مویشیوں کے نقصان کا ریکارڈ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہو سکتا ہے کہ آپ نے علاج ہی نہ کروایا ہو۔

چودھری غلام احمد خان: نہیں، علاج تو ہم کرواتے ہیں۔ جب نقصان ہوتا ہے تو زمیندار علاج تو کرواتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دیکھیں جی، کھوسہ صاحب! یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے کہ اگر پل کے ناقص ہونے کی وجہ سے وہاں کے کاشت کاروں اور عوام کے مویشیوں کا نقصان ہوتا ہے تو بالکل یہ تو compensation آپ کو ہی دینی پڑے گی یا وہ پل ٹھیک کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال کیا تھا اس کا

ہم نے یہ جواب دیا کہ مویشیوں کا ریکارڈ ہم نہیں رکھتے۔ اوپر انھوں نے اپنا جو سوال کیا وہ یہ تھا کہ پھر اس کا ریکارڈ کون سا محکمہ رکھتا ہے؟ میں نے اس کا جواب ان کو یہ دیا کہ کم از کم محکمہ نہر اس نقصان کا ریکارڈ نہیں رکھتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل صحیح ہے۔ ریکارڈ نہیں رکھا جاتا لیکن---

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی: اب اگر وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ نقصان پل کی خستہ حالت کی وجہ سے ہوتا ہے تو اس کی مرمت کی کوشش کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو اگر ان کے مویشی تلف ہوتے ہیں تو وہ محکمے کو لکھیں اور یہ آپ ensure کریں۔ ریکارڈ کوئی نہیں رکھتا۔ اس پل کو میرے خیال میں ٹھیک کروائیں۔ کوئی اور ضمنی سوال؟ نہیں ہے۔ اگلا سوال ہے پیر مختار احمد صاحب۔

میاں محمد ثاقب خورشید: سوال نمبر 1848 پیر مختار احمد کے ایماء پر۔

راجہ محمد خالد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میاں ثاقب خورشید صاحب پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ سوال کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے "ان کے ایماء پر" کہا ہے۔ تو آنے دیں۔ آپ سوالات کیوں خراب کرتے ہیں؟ پھر "پیر مختار احمد کے ایماء پر" انھوں نے کہا ہے۔

راجہ محمد خالد خان: ٹھیک ہے جی۔

لاہور کی نہر میں کوڑا کرکٹ پھینکنے والے افراد اور عملہ کے خلاف کارروائی کرنے کے اقدامات

*1848۔ پیر مختار احمد: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار نے لاکھوں روپے خرچ کرکے نہروں کی بھل صفائی کروائی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار نے نہروں کی دیکھ بھال کے لیے بیلدار و دیگر عملہ بھرتی کیا ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور کی نہر میں لوگ کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں جس کی وجہ سے

بھل صفائی کا مقصد ہی فوت ہو گیا ہے

(د) اگر جزو (ج) کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت نے اس کے سدباب کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں اور کیا اقدامات مزید کرنے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ نے لاکھوں روپے خرچ کر کے نہروں کی صفائی کروائی ہے۔ جس کی نگرانی حکومت کے مقررہ کردہ consultants نے کی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ نہروں کی دیکھ بھال کے لیے بیلدار اور دیگر عملہ موجود ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ لاہور برانچ کے کناروں پر غیر مہذب لوگ کئی جگہوں پر کوڑا کرکٹ پھینکتے رہتے ہیں جس سے نہر میں گندگی بڑھتی ہے۔ لیکن اس گندگی کی وجہ سے فوری طور پر نہر کی گنجائش میں اس قدر کمی واقع نہیں ہوتی کہ بھل صفائی کا مقصد ہی فوت ہو جائے۔

(د) محکمہ انہار نے جگہ جگہ تنبیہ کے نوٹس بورڈ آویزاں کیے ہوئے ہیں نیز عملہ بھی کوڑا کرکٹ ڈالنے والوں کو روکنے کی مسلسل کوشش کرتا رہتا ہے۔ اس سلسلے میں انتظامیہ اور ایل۔ڈی۔اے سے تعاون حاصل کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال ہے نوابزادہ منصور احمد خان۔

سید مسعود عالم شاہ ، نوابزادہ منصور احمد خان کے ایماء پر سوال نمبر 1865۔

مسٹر افتخار احمد آپریٹر کے خلاف کارروائی کرنے کے اقدامات

*1865۔**نوابزادہ منصور احمد خان،** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر افتخار احمد ٹیوب ویل آپریٹر مرید کے سب ڈویژن ضلع شیخوپورہ اجازت کے بغیر جنوری 1988ء میں سعودی عرب چلے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیوب ویل آپریٹر نے تقریباً دس سال بغیر منظوری کے رخصت گزار کر دسمبر 1997ء کو دوبارہ (service join) کر لی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں کا تدارک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی

وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)

(الف) مسٹر افتخار احمد 1978ء میں بطور ٹیوب ویل آپریٹر سٹورز اینڈ ورکشاپ ڈویژن سانده روڈ میں تعینات ہوا اور 1979ء کو ٹیوب ویل آپریشن ڈویژن سکارپ IV میں تبدیل ہو کر آیا۔ مورخہ 31-12-87 تک نوکری کرتا رہا بعد ازاں مورخہ 1-1-88 سے بغیر کسی اطلاع کے غیر حاضر ہو گیا۔ جس کی ضابطہ کے مطابق کارروائی ہو رہی ہے۔

(ب) بہرحال مذکورہ آپریٹر نے 1997ء میں اپنی حاضری رپورٹ ارسال کی جس کے بعد E&D رولز کی روشنی میں باقاعدہ انکوائری کرائی گئی اور درج ذیل شرائط پر ڈیوٹی پر واپس لیا گیا۔

1۔ غیر حاضری کا عرصہ 1-1-88 تا 1-1-98 غیر قانونی غیر حاضر تصور ہو گا۔

2۔ اس عرصے کا شمار سروس ریکارڈ میں نہ ہوگا اور یہ عرصہ پنشن کے وقت سروس میں شمار نہ ہو گا۔

3۔ مذکورہ آپریٹر عرصہ غیر حاضری کے ہر قسم کے بقایا جات کا حق دار نہ ہو گا۔

(ج) حکومت ایسی بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں کے تدارک کا مکمل ارادہ رکھتی ہے۔ ہر کیس باقاعدہ میرٹ پر ڈیل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اب اس حکومت کے دور میں کافی محکموں میں ڈاؤن سائزنگ کی جا رہی ہے۔ ان کو کیا مجبوری تھی کہ ایک ٹیوب ویل آپریٹر جو دس سال غیر حاضر رہا ہے اس کو دوبارہ حاضر کر لیا گیا ہے۔ یہاں تو پہلے ہی بے روزگاری ہے۔ یہ سوال کے جز (ب) میں انھوں نے جواب دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب! انھوں نے ضمنی سوال یہ کیا ہے کہ جب تمام محکموں میں ڈاؤن سائزنگ کی جا رہی ہے اور بوجھ ہلکا کیا جا رہا ہے تو اس کی کیا مجبوری تھی کہ جو دس سال غیر حاضر رہا اس کو پھر حاضر کر لیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں معزز ممبر کی تسلی اس طرح سے کرانا چاہ رہا ہوں کہ واقعی وہ آپریٹر اتنا عرصہ غیر حاضر رہا۔ ڈاؤن سائزنگ بھی مختلف محکموں میں ہو

رہی ہے تاکہ مالی بوجھ کم کیا جائے۔ مگر اتنا عرصہ اس کا جو غیر حاضری کا پیریڈ تھا اس کی باقاعدہ انکوائری ای اینڈ ڈی رولز کی روشنی میں کروائی گئی اور اس کو conditional job دیا گیا۔ اس کو re-instate کیا گیا۔ اور وہ شرائط کچھ اس طرح کی تھیں کہ ایک تو جو غیرحاضری کا عرصہ یکم جنوری 1988ء سے یکم جنوری 1998ء تک کا تھا اس کے لیے وہ غیرقانونی اور غیر حاضر تصور ہوگا' دوسرے اس عرصے کا شمار سروس ریکارڈ میں نہ ہوگا اور یہ عرصہ پنشن کے وقت سروس میں شمار نہ ہوگا۔ تیسرے مذکورہ آپریٹر عرصہ غیر حاضری کے ہرقسم بقایاجات کا حقدار نہ ہوگا اور (ج) میں یہ جواب ہے کہ حکومت ایسی بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں کے تدارک کا مکمل ارادہ رکھتی ہے۔ تو جو محکمہ کے E&D Rules ہیں ان کے مطابق محکمہ پابند ہو گیا کہ وہ اس کو reinstate کرے اور محکمے نے اس کا کیس fight کیا کہ اس کیس میں جو allegations تھے ان کے مطابق اس کو سزا دی جائے۔ تو جناب والا! اس کو میرٹ کے مطابق reinstate کیا گیا ہے اور وہ جو benefits لینا چاہ رہا تھا اس کو نہیں دیے گئے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے کیا یہ پورے پنجاب کے لیے بھی اپنایا جائے گا یا یہ صرف لاہور والوں کے لیے ہے؟ کیونکہ یہ شخص لاہور سے تعلق رکھتا ہے اور اگر لاہور کو یہ relaxation مل سکتی ہے تو کیا وزیر موصوف یہ جتانا چاہیں گے کہ باقی جگہوں پر جہاں اس قسم کے کیسز آئے ہیں اور apply کیے گئے ہیں کیا ان کو بھی انھوں نے relaxation دی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، صوبہ پنجاب میں جس جس محکمے کے E&D Rules کی جو جو شکل ہے اس کے مطابق کارروائی ہوگی اور بلا امتیاز اور بلا تفریق علاقے کے کارروائی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 1898 حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب۔ فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے۔ کوئی ان سے کہہ دے کہ یہ آ بھی جایا کریں کیونکہ ان کے سوالات بھی ہوتے ہیں ان کی تحاریک التوائے کار بھی ہوتی ہیں۔ جب بھی میں یہاں حاضر ہوتا ہوں تو میں نے تو ان کو کبھی حاضر نہیں پایا۔ کوئی دوست ان تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ یہ آ بھی جایا کریں۔ اگلا سوال نمبر 1911 چودھری مسعود احمد صاحب کا ہے۔ جی چودھری صاحب۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234):ان کے ایماء پر سوال نمبر 1911۔

ترکزی ڈرین' لیاقت پور خان پور سیکشن کے خراب ٹیوب ویلوں کو چالو کرنا

*1911۔**چودھری مسعود احمد**، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ترکزی ڈرین لیاقت پور خانپور سیکشن کے تمام ٹیوب ویل بند پڑے ہیں اور ڈرین قدرتی نباتات سے بند ہو گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے اس علاقے کو سیم سے بچانے کے لیے کروڑوں روپے خرچ کیے ہیں مگر پورا علاقہ سیم کی لپیٹ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانی کا لیول کبھی چیک نہیں ہوا اور جس مقصد کے لیے خطیر رقم خرچ کی گئی تھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خراب ٹیوب ویلوں کو چالو کرنے اور پانی کا لیول چیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) ترکزی ڈرین سکارپ نمبر 6 پنجند عباسیہ منصوبہ کے سیلائن ٹیوب ویل و ڈرینج سسٹم کا حصہ ہے۔ اس پر کل 123 ٹیوب ویل نصب ہیں۔ ان میں سے 100 ٹیوب ویل چالو ہیں۔ جبکہ 23 ٹیوب ویل بجلی کی ایچ۔ٹی((11.KV) لائن چوری ہونے کی وجہ سے بند ہیں اور ان کو چلانے کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے۔ یہ درست ہے کہ ڈرین کے پانی اورمٹی کی طبعی خاصیت کی وجہ سے ڈرین میں قدرتی نباتات ہیں۔ جس کی وجہ سے نکاسیٔ آب میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

(ب) لیاقت پور اور اس کے گردونواح کے علاقے کو سیم اور تھور سے بچانے کے لیے واپڈا نے ترکزی ڈرین کی تعمیر اور اس کے ساتھ ساتھ 123 ڈرینج ٹیوب ویل نصب کیے۔ یہ ڈرینج سسٹم مکمل ہونے پر سال 94-1993، سے چالو کیا گیا۔ ڈرین کی لمبائی تقریباً 51 میل ہے۔

ابتدائی چند سالوں کے بعدسسٹم کی ڈرینج کی استعداد (drainage efficiency) کافی حد تک کم ہو گئی ہے۔ سالانہ M&R کے تحت محدود فنڈز کےسسٹم کی خاطر خواہ صفائی نہیں

ہو پاتی۔ نیشنل ڈرینج پروگرام (NDP) کے تحت سسٹم کی اصلاح کرنے کی تجویز ہے۔ اس ضمن میں چیف انجینئر بہاول پور کو ہدایت کی گئی ہے کہ ڈرین کا تفصیلی سروے کر کے اس کی بحالی اور اصلاح (rehabilitation & improvement) کے لیے مناسب سکیم مرتب کرے تاکہ نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت مزید کارروائی کی جا سکے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ واپڈا کا ادارہ "سکارپ مانیٹرنگ آرگنائزیشن" نہ صرف پنجاب بلکہ تمام صوبوں کے نہری رقبہ جات میں ہر سال دو مرتبہ (ماہ جون اور اکتوبر میں) زیر زمین پانی کا سروے کرتا ہے۔ اس نہری رقبہ جات میں زیر زمین پانی کے لیول کا پتا چلتا رہتا ہے۔ محدود رقبہ کے سوا سکارپ نمبر 6 پنجند عباسیہ کے ڈرینج کے منصوبے کی وجہ سے وسیع رقبہ جات (تقریباً چھ لاکھ ایکڑ) مستفید ہو رہے ہیں۔

(د) جیسا کہ جز بالا میں وضاحت کی گئی ہے ترکڑی ڈرین کے کل 123 ٹیوب ویلوں میں سے 100 ٹیوب ویل ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ جبکہ 23 ٹیوب ویل جو واپڈا کی H.T (11.KV) لائن کی وجہ سے بند ہیں' ان کو چلانے کے لیے واپڈا سے بجلی کی لائن بحال کرائی جا رہی ہے اور بند ٹیوب ویلوں کو بتدریج بجلی مہیا کی جا رہی ہے۔ 12 ٹیوب ویلوں کی لائن بحال کر دی گئی ہے اور باقی پر کام ہو رہا ہے۔ زیر زمین پانی کا لیول بھی باقاعدگی سے چیک ہوتا رہتا ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234): جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ باقی 23 ٹیوب ویل کو کب تک چالو کر دیں گے؟ یہ کوئی ایک تاریخ دے دیں چاہے چھ مہینے کی یا ایک سال کی مدت بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں توجہ نہیں کر سکا کہ انھوں نے کیا سوال کیا ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234): جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ ایچ۔ ٹی (11 KV) لائن غائب ہونے کی وجہ سے یہ جو 23 ٹیوب ویل بند ہیں اور جس کی بحالی کے لیے آپ کا محکمہ کوشش کر رہا ہے آپ کی یہ کوشش کب تک کامیاب ہو جائے گی اور آپ یہ 23 ٹیوب ویل چالو کر دیں گے؟ کوئی ایک وقت بتا دیں' ایک مہینے میں' دو مہینے میں' پانچ مہینے میں یا سال میں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! میں معزز رکن کی تسلی کے لیے عرض کرتا ہوں کہ چند ہی روز تک ان کی تسلی ہو جائے گی' کیونکہ یہ چالو ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا بات ہے۔ آپ تو چند مہینوں کی بات کر رہے ہیں یہاں تو چند دنوں کی بات ہوئی۔ جی اور کوئی ضمنی سوال۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234)، جناب والا! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ یہ جو ڈرین ہے اور جس کی لمبائی 51 کلو میٹر ہے جس کے بارے میں اکثر کہا گیا ہے کہ یہ اب چوک ہو رہی ہے کیا اس کی صفائی کے لیے سالانہ رقم مختص کی گئی ہے؟ اگر مختص کی گئی ہے تو کون سی ایجنسی اس کا استعمال کرتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ fresh question بنتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جی میں اس بارے میں بھی ان کی تسلی کرا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اگر جواب دیتے ہیں تو یہ تو ان کی competency ہے' ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے۔ آپ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی ، جی - میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا بات ہے جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! پورے پنجاب لیول پر جو بھی آج تک ہمارے کینال سسٹم میں کوتاہیاں ' خامیاں' یا وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں ہوئی ہیں اور ہمارے جو ایریاز water logged ہوتے ہیں اس کے لیے ہمارا ایک جامع پروگرام نیشنل ڈرینج کے نام سے معرض وجود میں آ چکا ہے۔ اس پر کام شروع ہو چکا ہے اور اس کے پیسے بھی almost آ چکے ہیں اور ان شاء اللہ اس سال اس ڈرینج کے سیکٹر میں ہمارے ممبران اور ہمارے پنجاب کے عوام واضح تبدیلی دیکھیں گے۔ اور اس میں ہی ہم اس کو include کریں گے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! آپ فرما رہے تھے کہ اگر وہ جواب دے دیں تو ان کی

competency ہے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بڑے competent ہیں اور وہ حاضر جواب بھی ہیں۔ مگر میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا بلکہ میرے خیال میں یہ ہاؤس کے لیے point of information ہوگا کہ already جب یہ ڈرینج بنی تھیں تو technically ان کے لیے cleaning period بھی مقرر کیا گیا تھا' کیونکہ ان کو جو slopes دی گئی ہیں اور اس کے silting up period کا ہر انجینئر کو پتا ہوتا ہے کہ کتنے عرصے میں یہ silt up ہو جائیں گی اور اس کی وجہ سے یہ رکے گا اور پھر ایک پیریڈ ہوتا ہے جس میں یہ cleaning process چلتا ہے' کیونکہ میں بھی اسی ضلع سے تعلق رکھتا ہوں۔ گو میرے بھائی نے سوال پوچھا ہے' مگر میرا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے۔ جب سے یہ بنی ہیں اس وقت سے لے کر آج تک ان کی صفائی نہیں ہوئی۔ یہ اربوں روپے کا پراجیکٹ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ پراجیکٹ بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کتنے عرصے کے بعد ان کا cleaning process ہوتا ہے اور اب تک یہ اس پر کتنا پیسہ خرچ کر چکے ہیں؟ تاکہ یہ اس ہاؤس کی انفارمیشن میں آ جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! سردار صاحب نے جو بات point out کی ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ محکمہ جات ضرور غلط منصوبہ بندی کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہماری کوشش یہ ہے کہ ماضی میں' میں نہیں کہتا کہ اس حکومت میں' ایڈہاک ازم پر یہ ساری کارروائی ہوتی آئی ہے اور جب سے ہماری حکومت برسر اقتدار آئی ہے تو ہماری حکومت کی کوشش یہی ہے کہ ایڈہاک ازم کو ختم کیا جائے' اسے دفن کیا جائے' long term پلاننگ ہو اور انھوں نے جو منصوبے point out کیے ہیں ان شاء اللہ جو بھی منصوبہ بنے گا اس پر عمل درآمد یقیناً اس انداز میں ہوگا کہ اس کے objectives ہم سو فی صد حاصل کریں۔ یہ نہیں کہ ہم نے ایک غلط سکیم design کی اور وہ اپنے انجام کو بھی پہنچ گئی اور عوام facilitate نہ ہو سکے۔ ہم اس کی تلافی کر رہے ہیں اور آئندہ ہمارے جو بھی پراجیکٹس وجود میں آئیں گے وہ پبلک کی facilitation کے لیے ہوں گے اور ان شاء اللہ ان کا fruit ضرور ملے گا۔ اور جو انھوں نے point out کیا ہے کہ یہ ڈرینج غلط منصوبہ بندی سے بنائی جاتی تھیں اور ان کا فائدہ کوئی نہ ہوا۔ یہ درست ہے کہ غلط ڈیزائننگ ہوئی ہے۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 1912 بھی چودھری مسعود احمد صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار، ان کے ایماء پر سوال نمبر 1912۔

عباسیہ لنک کینال کو چالو کرنے کے اقدامات

*1912۔چودھری مسعود احمد ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والی عباسیہ لنک کینال کو چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کینال کے بروقت نہ چلنے کی وجہ سے کروڑوں روپے کے ضیاعہونے کا خطرہ ہے' کیونکہ نہر جنگل اور بارشوں کے پانی کے ساتھ مٹی آنے کی وجہ سے بند ہو گئی ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا چولستان کے افراد عباسیہ لنک کینال کے چلنے سے پانی حاصل کر سکیں گے' اگر حاصل کر سکیں گے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) عباسیہ لنک کینال واپڈا نے سکارپ نمبر 6 پنجند عباسیہ منصوبہ کے تحت تعمیر کی ہے جو کہ ابھی نامکمل ہے اور واپڈا ہی کی تحویل میں ہے۔ نہر کی تعمیر مکمل ہونے اور اسے ٹیسٹ کرنے کے بعد ہی چلایا جا سکتا ہے۔ تاہم محکمہ آبپاشی حکومت پنجاب واپڈا سے رابطہ رکھے ہوئے ہے تا کہ نہر کو مکمل کرنے کے بعد اسے چلانے کے لیے اقدامات کیے جا سکیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ نہر بروقت نہ چلنے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ اور مٹی آنے کی وجہ سے کئی جگہوں سے بہت خراب ہو چکی ہے۔

(ج) منصوبے کے تحت واپڈا نے جو نئی نہریں تعمیر کی ہیں جن میں عباسیہ لنک کینال بھی شامل ہے ابھی نامکمل ہیں اور واپڈا ہی کی تحویل میں ہیں۔ منصوبے کا یہ حصہ مکمل ہونے اور محکمہ آب پاشی کی تحویل میں ہونے کے بعد چولستان کے افراد کی پانی تک رسائی ممکن ہو سکے گی۔

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234)، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ آبپاشی پنجاب عباسیہ لنک کینال کو واپڈا سے کب تک لینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس کے بارے میں تو میں یہ عرض

کروں گا کہ واپڈا جب اپنا کام مکمل کرے گا اس کے بعد handing over and taking over کی ایک سٹیج آئے گی۔

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234)،، واپڈا کے ساتھ کیا کوئی معاہدہ نہیں ہوا کہ فلاں وقت تک ان کا کام مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! ہم ان سے جلد معلوم کرتے ہیں کہ اس کی کیا progress ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234)، جناب والا! کیا یہ کوئی وقت بتا دیں گے کہ یہ دس دن میں یا پندرہ دن میں ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب، آپ مہینوں کی بات کرتے ہیں وہ دنوں کی بات کر دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب یہ ایک reasonable time میں ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسا کریں کہ آپ ان سے پوچھ کر ان کو بتا دیں کہ اس کو مکمل کرنے کا کب تک خیال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جی بہتر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 1937 جناب محمود خان کھچی صاحب کا ہے۔ چونکہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا تو وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پل کی تعمیر

*1534۔چودھری عامر سلطان چیمہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا فیصل آباد روڈ تا چک نمبر 117 جنوبی براستہ 104 جنوبی، 108 جنوبی 109 جنوبی، 142 جنوبی ہمراہ FS سیم نالہ کے درمیان 109 جنوبی کی طرف جو سڑک

جاتی ہے۔وہاں پر جو پل تھا وہ کافی عرصہ سے ٹوٹ چکا ہے اور ان چکوک کا رابطہ ایک دوسرے سے منقطع ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پل کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ سرگودھا فیصل آباد روڈ تا شاہین آباد براستہ 104 جنوبی' 108 جنوبی' 109 جنوبی' 142 جنوبی پر فقیریاں سلانوالی ڈرین (F.S) کی برجی 110 پر پل فلڈ 1997ء میں گر چکا ہے اور مذکورہ بالا چکوک کا آپس میں رابطہ منقطع ہو چکا ہے۔

(ب) محکمہ اس پل کی تعمیر اور مرمت کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس پل کی تعمیر و مرمت کے لیے تخمینہ -/4,50,000 روپے تیار کیا ہے۔ اس پل کی تعمیر کا کام اس مالی سال میں مکمل کر دیا جائے گا۔

پل کی دوبارہ تعمیر کے لیے اقدامات

*1571۔**چودھری عامر سلطان چیمہ**۔ کیا وزیر آبپاشی قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کانڈیوال روڈ تا باہیوال روڈ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ کے درمیان جو پل تھا وہ گر چکا ہے اور ان دیہات کا آپس میں رابطہ منقطع ہے۔

(ب) کیا حکومت اس پل کو دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ کانڈیوال روڈ تا ساہیوال روڈ یہ پل جو کہ دریا کی پرانی گزر گاہ پر واقع ہے گر چکا ہے۔ جو کہ محکمہ آبپاشی کی ملکیت نہ ہے۔ کیونکہ یہ سڑک محکمہ ضلع کونسل کی ملکیت ہے۔ لہذا پل کی مرمت کی ذمہ داری محکمہ آبپاشی پر عائد نہ ہوتی ہے۔

(ب) مذکورہ پل کی دوبارہ تعمیر محکمہ ہذا کے ذمہ نہ ہے۔ متعلقہ محکمہ ہی اس بارے میں جواب دے سکتا ہے۔

راجباہ لالو گدڑ پر پل کی تعمیر

*1629۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ لالو گدڑ جو کہ ایریگیشن ڈویژن قصور کے تحت ہے پر پل چک حافظ لال اور پل واں سڑک والی کے درمیان کوئی پل نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں پلوں کے درمیان کافی آبادیاں واقع ہیں مگر ان کے گزرنے کے لیے کوئی پل تعمیر نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے لوگوں کو گزرنے کے لیے کافی دشواریوں کاسامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محمد نگر تیجیکا داخلی واں سڑک والی کے مقام پر پلی تعمیر کے لیے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ راجباہ لالو گدڑ اریگیشن ڈویژن قصور کے تحت ہے اور یہ بھی درست ہے کہ راجباہ ہذا کے اوپر پل چک حافظ لال اور پل واں سڑک والی کے درمیان کوئی پل نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ان دونوں پلوں کے درمیان کافی آبادیاں واقع ہیں اور ان کے گزرنے کے لیے کوئی پل تعمیر نہ کیا گیا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ ان دونوں پلوں کے درمیان تقریباً 100 مکانات پر مشتمل آبادی واقع ہے اور یہ آبادی برجی نمبر 79-78 پر واقع ہے اور اس آبادی کے لیے برجی نمبر 76-75 کے اوپر راجباہ مذکورہ پر پل بنایا گیا ہے اور قرب و جوار کی آبادیوں کے لیے محض دو میل کے فاصلے پر برجی نمبر 85-84 پر ایک اور پل موجود ہے۔ جو کہ لوگوں کے گزرنے کا ذریعہ ہے۔ محکمانہ رولز کے تحت چھوٹی نہروں پر 5 میل اور بڑی نہروں پر تقریباً 2 میل کے فاصلوں پر پل تعمیر کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا لالو گدڑ راجباہ پر محکمانہ رولز کے تحت پل تعمیر شدہ ہیں۔

(ج) فاضل ممبر کے سوال کے اس جز کے بارے رقم ہے کہ حکومت اپنی عوام کی سہولت کے لیے ہر نہر اور راجباہ پر پل تعمیر کرنے کے لیے تیار ہے۔ لیکن اس کے لیے باقاعدہ ایک ضابطہ اور طریق کار وضع کیا گیا ہے۔ نہر کی تعمیر کے بعد تعمیر کردہ آبادیوں کے لیے جا سڑکوں اور گزر گاہوں پر واقع نہروں کے اوپر پلوں کی تعمیر کی ذمہ داری حسب ضابطہ

یونین و ضلع کونسلوں کی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں محکمہ انہار بھی ڈیپازٹ ورک کے طور پر پلوں کی تعمیر کا کام کرواتا ہے۔ بشرطیکہ متعلقہ یونین یا ضلع کونسل جملہ کام کے لیے پیشگی رقم محکمہ انہار کے اکاؤنٹ میں حسب ضابطہ جمع کروائے۔

میانوالی میں بھونکی مائنر سکیم کا اجراء

*1697۔**ملک ممتاز احمد بھچر**۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ میانوالی میں بھونکی مائنر عرصے سے بند پڑی ہے اور اس کی کھدائی کا تخمینہ برائے منظوری کافی عرصے سے تیار ہے اگر ایسا ہے تو حکومت اس سکیم کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی میں راجباہ بھونکی عرصہ دراز سے بند پڑی ہے۔ بھونکی ڈسٹری بیوٹری مہاجر برانچ سے نکالی گئی تھی۔ لیکن ریتلی زمین ہونے کے وجہ سے مذکورہ ڈسٹری بیوٹری 1964ء سے بند پڑی ہوئی ہے۔

عوام کے مطالبہ کے پیش نظر 97-1996ء کے دوران ریسٹورنگ بھونکی ڈسٹری سسٹم ضلع میانوالی کا 58.99 لاکھ کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ جسے سال 97-1996ء کے دوران منظور کیا گیا تھا۔ لیکن حکومت پنجاب کی ترجیحات کی بناء پر یہ منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 98-1997ء اور 99-1998ء میں شامل نہ ہو سکا۔ اب اسے آئندہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 2000-1999ء میں شامل کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے گی۔

تجدید شدہ وارہ بندی کا انتظام

*1734۔**حاجی احمد خان ہرل**۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) نہر شاہ پور برانچ کے غربی فیڈر موگہ نمبر ایل/43460 پر موضع وڈھن اور موضع روشن پور تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا کتنے ایکڑ رقبہ چک بندی سی۔سی۔اے میں شامل ہے حکومت کی طرف سے منظور شدہ اور موقع پر موجود کھال ہائے و نکہ جات اور کل رقبہ کی تفصیلات مع خاکہ موگہ اور مربع نمبر، کھہ نمبر کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا حکومت ان کی تجدید شدہ وارہ بندی کا اہتمام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب

تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

(الف) موگہ نمبر 43740/L غربی فیڈر کی چک بندی میں موضع ودھن کا 235 ایکڑ موضع روشن پور کا 114 ایکڑ اور موضع بھنی سیداں کا 4 ایکڑ رقبہ شامل ہے۔ خاکہ موگہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ جس میں موجودہ کھال ہائے و نکتہ جات علامات سے ظاہر کر دیے گئے ہیں۔

(ب) تجدید وارہ بندی صرف زمیندار کی درخواست پر ہی کی جا سکتی ہے۔

موضع روشن پور میں بجلی کی فراہمی

*1735۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع روشن پور مع جناح آبادی روشن پور تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے آدھے کلو میٹر کے فاصلے پر موضع گوند پور' موضع اعوان اور موضع بھنی سیداں میں بجلی فراہم کی گئی ہے لیکن موضع روشن پور جس کی آبادی تقریباً ہزار نفوس پر مشتمل ہونے کے باوجود ابھی تک بجلی جیسی بنیادی سہولت سے محروم ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مالی سال 99-1998ء کے دوران موضع مذکورہ میں بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)،

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ طلب کی گئی۔ جس کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ موضع روشن پور تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر موضع گوند پور' موضع اعوان اور موضع بھنی سیداں میں بجلی فراہم کی گئی ہے۔ جبکہ موضع روشن پور میں بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے۔ موضع گوند پور میں دس سال پہلے سے بجلی موجود ہے۔ جبکہ موضع اعوان اور موضع بھنی سیداں میں سال 96-1995ء کی حکومتی پالیسی کے تحت بمطابق پیپلز ورکس پروگرام متعلقہ ایم۔پی۔اے کی سفارش پر بجلی فراہم کی گئی ہے۔

(ب) حکومت نے مالی سال 99-1998ء کے لیے ابھی تک دیہاتوں میں بجلی فراہم کرنے کی پالیسی کا اعلان نہیں کیا ہے۔ اگر وفاقی حکومت موجودہ مالی سال کے لیے پالیسی وضع کرتی

ہے تو اس پالیسی کے تحت موضع روشن پور کے کیس کا جائزہ لے کر فراہمی بجلی ممکن ہو سکتی ہے۔

تھل کینال کو دوسرے علاقوں کے برابر پانی فراہم کرنا

*1789۔ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں کل کتنا نہری علاقہ ہے اور فی ہزار ایکڑ کو کتنے کیوسک پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا تھل کینال علاقہ میں بھی اسی تناسب سے فی ہزار ایکڑ پانی فراہم کیا جاتا ہے جتنا کہ باقی پنجاب کو فراہم کیا جاتا ہے۔ اگر نہیں تو اس تفریق کی وجہ کیا ہے۔

(ج) سندھ اور پنجاب کے پانی کی تقسیم کے فیصلے سے تھل کینال میں پانی کی فراہمی میں کیا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

(د) تھل کینال کی زمین ریتلی ہونے کی وجہ سے کیا حکومت اس علاقے کو دوسرے علاقوں کے برابر پانی فراہم کرنے کو تیار ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تھل کینال کی ری ماڈلنگ کی منظوری دے دی ہے۔ کیا اس ریماڈلنگ میں حکومت تھل کینال کو بھی اس قدر پانی فراہم کرنے کو تیار ہے جس قدر پنجاب کے دوسرے علاقوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)۔

(الف) پنجاب میں کل 2 کروڑ 38 لاکھ ایکڑ نہری علاقہ ہے۔ اور عام طور پر فی ہزار ایکڑ 3 کیوسک پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) تھل کینال کے زیر آمدہ رقبہ کو 3.18 کیوسک فی ہزار ایکڑ کے حساب سے پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ جبکہ پنجاب کے دیگر سرکلوں کی دوامی نہروں کو بھی پانی کم و بیش اسی حساب سے مل رہا ہے۔

(ج) سندھ اور پنجاب کے پانی کی تقسیم کے فیصل کی رو سے تھل کینال میں مرحلہ وار پانی کی مقدار میں اضافہ 7500 کیوسک سے بڑھا کر 9,000 ہزار کیوسک تک کیا جائے گا۔

(د) جیسا کہ اوپر نمبر شمار (ب) میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ تھل کینال کو پہلے ہی پنجاب کی دیگر

دوامی نہروں کے مطابق پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔

(ہ) حکومت نے تھل کینال کے منظور شدہ 7500 کیوسک پانی کی مقدار کو 9000 کیوسک تک بڑھانے کے لیے ریماڈلنگ تھل کینال کی سکیم منظور کی ہے اور رواں مالی سال کے لیے 200 ملین روپے مختص کیے ہیں اور اس سکیم کا کام موقعہ پر شروع ہو چکا ہے۔ یہ کام 2002ء تک مکمل ہو جائے گا۔ جس کے بعد پانی کی موجودہ کمی دور ہو جائے گی۔

تھل کینال کے منظور شدہ پانی کی مقدار بڑھانے کے لیے اقدامات

*1800۔ملک غلام شبیر جوئیہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت تھل کینال کا منظور شدہ پانی کتنا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تھل کینال کی ریماڈلنگ ہو رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھل کینال جن علاقوں کو پانی فراہم کرتی ہے وہ تمام علاقے ریتلے ہیں جس کی وجہ سے اس کینال کو اب جو پانی دیا جا رہا ہے وہ بہت کم ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کینال کے منظور شدہ پانی کی مقدار بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ):

(الف) اس وقت تھل کینال کا منظور شدہ پانی 7500 کیوسک ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) اکثر علاقے ریتلے ہیں۔ تھل کینال 16,13,000 ایکڑ رقبہ کو سیراب کرنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ بعد میں رفتہ رفتہ اضافی رقبہ نہر کی چک بندی میں شامل ہوتا رہا۔ لہذا موجودہ صورت میں تھل کینال 21,23,000 ایکڑ رقبہ کو سیراب کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی کم رہتا ہے۔

(د) موجودہ حکومت نے تھل کینال کے منظور شدہ 7500 کیوسک پانی کی مقدار کو 9000 کیوسک تک بڑھانے کے لیے ریماڈلنگ تھل کینال کی سکیم منظور کی ہے۔ اور رواں مالی سال کے لیے 200 ملین روپے مختص کیے ہیں اور اس سکیم کا کام موقعہ پر شروع ہو چکا

ہے۔ یہ کام 2002ء تک مکمل ہو جائے گا۔

بی۔آر۔بی نہر کے ٹوٹنے کی وجوہات

*1898۔حاجی امداد حسین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(BRB) نہر 98-1997ء میں کتنے مقامات سے ٹوٹی اور پھر کتنی لاگت سے مرمت کرائی گئی۔ (BRB) نہر کے ٹوٹنے کی وجہ بتائی جائے۔ جو افراد اس کے ذمہ دار ہیں کیا ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ):

بی۔آر۔بی۔ڈی (BRBD) نہر 98-1997ء میں صرف ایک مقام آر۔ڈی 377-378/L پر ٹوٹی اور اس کی مرمت پر مبلغ -/7,75,999 روپے خرچ آئے۔ (BRBD) نہر ٹوٹنے کی وجوہات جاننے کے لیے مکمل انکوائری ہو رہی ہے۔ اس وقت کے متعلقہ انچارج ایکسین معطل ہے اور ضروری محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل میاں ثاقب خورشید صاحب کی ایک تحریک استحقاق pending ہوئی تھی اس کا جواب آج آنا ہے ۔ انھوں نے وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھنا تھا' کوئی بات ہونی تھی ۔

وزیر قانون: جناب آج بیٹھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے' تو اس کو pending کرتے ہیں ۔ آج بیٹھ کر بات کر لیجیے۔

تحریک استحقاق نمبر 36 میاں عبدالستار صاحب کی ہے ۔جی میاں صاحب۔

میاں عبدالستار (پی پی ۔ 234): جناب اس کو pending کر دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ اس کو pending کر دیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی یہ تحریک التوائے کار نمبر 19 ہے جو move ہو چکی ہے۔

اڈا مرید والا تحصیل سمندری تا بنگلا سندھیانوالہ ماموں کانجن سڑک کی خستہ حالی

(---------جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ ہذا نے ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل فیصل آباد سے تحقیق کی۔ جس پر انھوں نے بتایا کہ کہ مرید والا تا بنگہ سندھیانوالا ماموں کانجن کی سڑک واقعی خراب ہے یہ سڑک ضلع کونسل فیصل آباد کی اے ڈی پی برائے سال 99-1998 میں شامل کر لی جائے گی اور بااختیار اتھارٹی سے منظوری حاصل کرنے کے بعد اس پر فوری کام شروع کر دیا جائے گا۔ تو جناب والا! یہ محکمہ نے assurance دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس assurance کے بعد اس کو اے۔ڈی۔پی میں شامل کیا جائے گا اور منظوری حاصل کرنے کے بعد اس پر مرمت کا کام فوری شروع کر دیا جائے گا۔ ہذا میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن اس کو press نہیں فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب' یہ تو آپ کا مسئلہ حل ہو گیا۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! میں نے کل ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی وہ کل بھی نہیں آئی اور آج بھی نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کی ایک چھوٹی سی ٹیکنیکل وجہ بھی ہو گی۔ سپیکر صاحب یہاں پر نہیں ہیں' وہ کل تشریف لے آئیں گے تو جب تک وہ ان کی نظر سے نہیں گزرے گی اس وقت تک یہ ذرا مشکل ہو جاتی ہے۔ یہ کل پرسوں آ جائے گی' کیونکہ ہمارے پاس آئی ہی نہیں۔ تو میرے خیال میں یہ کل یا پرسوں آ جائے گی۔

سید محمد مسعود عالم شاہ، جناب والا! آپ مہربانی کریں' اگر آپ اپنی discretionary powers استعمال کریں تو یہ جلدی آ سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اسے آج دیکھ لیتا ہوں۔

سید مسعود عالم شاہ: شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ چودھری محمد صفدر شاکر صاحب۔

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں آپ کا اور وزیر موصوف کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے خصوصی توجہ فرمائی اور میرے علاقے کی اس سڑک کا مسئلہ حل ہوا ہے جس کی 1962 کے بعد پہلی دفعہ مرمت ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ 21 نمبر کی جناب سعید احمد خان منیس ' جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو ' سید مسعود عالم شاہ اور جناب سعید اکبر خان صاحب نے move کی تھی ۔ یہ move ہو چکی تھی یہ pending تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون: جناب والا! کل آپ نے وزیر صحت صاحب کو حکم دیا تھا مگر وہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اگر آپ مجھے حکم فرماتے تو میں اس کا جواب دے دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی انھوں نے مجھے بتایا ہے۔ کوئی بات نہیں' آپ اس کا جواب دے دیں۔

پنجاب میں مہلک بیماری ہیپاٹائیٹس بی کا پھیلنا

(جاری-------)

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جگر کی بیماری Hepatitis کے متاثرین کی تعداد خطرناک حد تک پہنچ گئی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ یہ ایک خطرناک مرض ہے کیونکہ خون اور خون کے اجزا کے انتقال transfusion کرنے یا سرنج کو sterilize کیے بغیر بار بار استعمال کرنے سے پھیلتا ہے۔ اس مرض سے متاثر ہونے سے زیادہ ہم خطرہ (Health professionals, doctors, nurses) اور دیگر سٹاف' منشیات کے عادی افراد اور انتقال خون (blood transfusion) سے ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ یہ بیماری تیزی سے پھیل رہی ہے۔

حکومت پنجاب لوگوں کو ہیلتھ ایجوکیشن کے ذریعے استعمال شدہ سرنجوں کے خطرات سے آگاہ کر رہی ہے۔ لوگوں کو پانی ابال کر پینے اور حفظان صحت کے اصولوں مثلاً صفائی اور ہاتھ دھونے وغیرہ پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کرتی رہتی ہے انتقال خون کے سلسلے میں محکمہ صحت نے Safe Blood Transfusion Act تیار کر لیا ہے جس کے ذریعے سے نہ صرف سرکاری ہسپتالوں

میں بلکہ پرائیویٹ سیکٹر میں چلنے والے Blood Banks کو regulate کیا جا سکے گا اور Safe Blood Transfusion کو یقینی بنایا جائے گا۔ اس طرح انتقال خون کے ذریعے Hepatitis کے پھیلنے کو کنٹرول کیا جا سکے گا ہسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر سٹاف کو سوئی چبھنے کی صورت میں فوری طور پر اس مرض کے بچاؤ کے لیے حفاظتی ٹیکے لگا دیے جاتے ہیں۔ حفاظتی ٹیکے لگانے کی مہم عوامی سطح پر شروع نہیں کی جاسکتی۔ اس کی وجہ وسائل کی کمی ہے۔ کیونکہ ویکسین بہت مہنگی ہے اور پورے صوبے کی سطح پر Hepatitis کے بچاؤ کے ٹیکے لگانا فی الحال ممکن نہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ وہ جواب ہے جو محکمے نے دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر قائدحزب اختلاف کا تحریک پیش کرنے کا جو مقصد تھا وہ محکمہ اور حکومت کے نوٹس میں یہ بات لانے کا تھا۔ حکومت نے اس بات کا نوٹس لیا ہے اور اس وقت تک حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں۔ اس سے بھی معزز ایوان اور قائد حزب اختلاف کو آپ کے توسط سے آگاہ کیا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں محکمے کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں برتی جائے گی اور اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے حتی الوسع اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ اس موذی مرض کے تدارک کے لیے جو کچھ بھی ممکن ہو وہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! واقعی وزیر قانون صاحب نے بجا فرمایا ہے کہ تحریک التوائے کار دینے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ اس جانب دلائی جائے۔ کچھ دوستوں کو علم ہوگا کہ Hepatitis کی پانچ چھ اقسام اے، بی، سی، ڈی، ای ہیں اور شاید Hepatitis-B ان میں سب سے زیادہ مہلک ہے۔ جناب والا! یہ ایڈز سے بھی سو گنا مہلک بیماری ہے۔ گو کہ وزیر قانون صاحب نے محکمے کا جواب پڑھ دیا ہے، لیکن وزیر صحت آ کر اس بارے میں تفصیلاً گفتگو فرما دیں گے تو زیادہ تسلی ہو جائے گی۔ لہٰذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اسے کل تک pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منیس صاحب! اس میں مزید آپ کیا جاننا چاہتے ہیں؟ وزیر قانون نے آپ کو بتا دیا ہے کہ اس بارے میں حکومت کون سے اقدامات کر رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! انھوں نے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ پورے طریقے سے اس بیماری پہ قابو پا سکے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت اس بیماری کو پھیلانا چاہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، حکومت اسے پھیلانا نہیں چاہتی۔ لیکن وسائل کے مطابق ہی کام ہونا ہوتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! Hepatitis-B سب سے مہلک بیماری ہے، یہ تو ایڈز سے بھی سو گنا مہلک بیماری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجا فرماتے ہیں۔ لیکن حکومت نے اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ہی کام کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاج میں استعمال ہونے والی اشیاء مثلاً سرنجیں، ادویات، ٹیکے وغیرہ حکومت نے اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ہی مہیا کرنے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگوں کو educate کرنے کے لیے جو مہم چلائی جاتی ہے اس میں بھی وسائل ہی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ لوگوں کو ٹیلی ویژن، ریڈیو کے ذریعے، بورڈز لگا کر اور لٹریچر چھاپ کر educate کیا جاتا ہے۔ اور وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے یہ سب کچھ کر رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ وسائل ایسے کاموں میں جھونکے جا رہے ہیں جن کی اہمیت اس کی نسبت کم ہے۔ اگر مین بلیوارڈ گلبرگ کی ڈویلپمنٹ کے وسائل اس انسانی بیماری کی طرف divert کر دیے جائیں تو کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منیس صاحب! امریکہ میں اس بیماری کے بارے میں انجکشن لگتے ہیں جبکہ نیوزی لینڈ والوں نے اس کے لیے گولیاں بنا لی ہیں۔ اب نیوزی لینڈ کے اپنے وسائل ہیں اور امریکہ کے اپنے وسائل ہیں۔ کیا آپ یہ کہیں گے کہ امریکہ والوں کے پاس وسائل کم ہیں؟ ہماری حکومت بھی اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اس بیماری کے تدارک کے لیے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: چلیں، میں وزیر قانون صاحب کی بات کے بعد اس پہ stress نہیں کرتا۔ لیکن اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ جو غیر اہم منصوبے ہیں انھیں ذرا curtail کر کے زیادہ اہمیت کے حامل منصوبوں پر یہی وسائل صرف کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بتائیں کہ کون سا منصوبہ غیر اہم ہے؟

سردار رفیق حیدر لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ financial aspect کی بات کر رہے ہیں اور آپ قائد حزب اختلاف سے پوچھنا چاہ رہے تھے کہ کون سے وسائل کو divert کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ قائد حزب اختلاف اس قابل نہیں ہیں کہ وہ مجھے بتا سکیں؟

سردار رفیق حیدر لغاری: نہیں، وہ مجھ سے بہت زیادہ قابل ہیں، مگر مجھے وزیر موصوف یہ بتائیں کہ Hepatitis-B کو کہیں پاپولیشن پلاننگ کے تحت آبادی کو کم کرنے کے لیے استعمال تو نہیں کیا جا رہا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا، آپ اس کو سوال کی شکل میں دے سکتے ہیں۔ تو معزز قائد حزب اختلاف بتانا پسند فرمائیں گے کہ کون سا غیر اہم منصوبہ ختم کر کے اس کے وسائل اِدھر لائے جائیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! صوبے کے باقی تمام شہروں کو چھوڑ کر صرف لاہور ہی میں سارے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ اس بات میں نے مین بلیوارڈ لاہور کی ایک مثال دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بات صحیح نہیں ہے، میں اس تحریک کو dispose of کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں اس کو press نہیں کرتا۔ پھر آپ اتنی جلدی میں اسے کیوں dispose of کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں لاہور کی کیا بات تھی؟ آپ ہمیشہ ایسی ہی بات کرتے ہیں۔ کیا آپ صوبائی دارالحکومت کو کھنڈر دیکھنا چاہتے ہیں؟ اگر لاہور میں کوئی ترقیاتی کام ہوتا ہے تو کیا وہ صرف کسی ایک گھر یا خاندان کے لیے ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: لاہور میں ترقیاتی کام ہونے چاہییں۔ لیکن not at the cost of other districts.

جناب ڈپٹی سپیکر: منیس صاحب! آپ ہمیشہ یہ بات کرتے ہیں جبکہ مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔ اگر لاہور میں صرف ایک گھر یا خاندان کے لیے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں تو ہم نہیں کرتے، روک دیتے ہیں۔ لاہور صوبائی دارالحکومت ہے، آپ دوسرے شہروں کی نسبت اس کی آبادی دیکھ لیں، اس کی ضروریات دیکھ لیں۔ تو جہاں ضروریات زیادہ ہوں گی وہاں پیسہ بھی زیادہ لگے گا۔ ترقیاتی کام تمام شہروں میں ہو رہے ہیں۔ بات تو Hepatitis کی ہو رہی تھی اور آپ نے لاہور کا ذکر شروع کر دیا۔

بہرحال اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24 جناب سعید احمد خان منیس' جناب سعید اکبر خان' جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو اور سیدمسعود عالم شاہ کی طرف سے ہے۔ سیدمسعود عالم شاہ صاحب! آپ اس کو پڑھیں گے؟

گجرات کے سینما گھروں میں فحش فلموں کی نمائش

سیدمسعود عالم شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلے یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور کی مورخہ 19 نومبر 1998ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ گجرات میں سینما گھر فحاشی پھیلا رہے ہیں اور نوجوان نسل گمراہ ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں ایک 45 رکنی وفد نے چیف سیکرٹری پنجاب سے ملاقات بھی کی اور اس گھمبیر مسئلے پر حکومت کی توجہ بھی مبذول کروائی۔

نوجوان کسی بھی معاشرے کا سرمایہ ہوتے ہیں اور یہی ملک و قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ ان کے اخلاق و کردار کی تشکیل اور تعمیر پر خصوصی توجہ دینے کی بجائے ان کے اخلاق کو تباہ کیا جارہا ہے۔ سینما مالکان صرف بلیو فلمیں چلانے تک محدود نہیں' بلکہ ان فحش فلموں کی بھرپور تشہیر کے لیے شہر بھر کے مختلف مقامات پر بڑے بڑے سائن بورڈ آویزاں کیے گئے ہیں' پوسٹر چسپاں کیے گئے ہیں' اور دیواروں پر چاکنگ کی جاتی ہے۔ اس سارے فحش عمل سے صوبے بھر کے عوام بالعموم اور گجرات کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے اور اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا' میری استدعا ہوگی کہ اسے کل کے لیے pending فرما لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ جواب موصول نہیں ہوا' اس لیے اسے کل تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 25' راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

تحصیل گوجر خان کے مڈل سکولوں میں طالبات کے داخلے کا مسئلہ

راجہ محمد جاوید اخلاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی 11 تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں بچیوں کے مکمل شدہ سکولوں میں اس

سال داخلہ شروع نہ ہو سکا۔ جس سے مڈل سکول ماہندرہ' نور دولال' اراضی صفال جھونگل' موہڑہ جاڑیاں' ڈہوک اعوان اور ملحقہ علاقوں کی بچیاں چھٹی کلاس کے داخلہ سے محروم رہ گئی ہیں۔ جس سے علاقے کے عوام میں سخت بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں والدین محکمہ تعلیم کے دفاتر اور مختلف ممبران کے گھروں کا طواف کر رہے ہیں اور پریشان ہیں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اس کو زیر بحث لایا جائے۔

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی ڈھلوں)، جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جن 6 سکولوں کی نشاندہی کی ہے ان میں سے صرف دو ایسے سکول ہیں جو اس سال ستمبر میں محکمہ تعلیم کے حوالے ہوئے ہیں۔ باقی چار سکول ابھی تک محکمہ تعلیم کے حوالے نہیں ہوئے۔ ان دو سکولوں کے لیے سٹاف کی requisition ہم نے محکمہ خزانہ کو بھجوا دی ہے۔ جیسے ہی ان کی طرف سے منظوری آئی تو ان شاء اللہ کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے گا۔ جو سکول مکمل ہو کر محکمہ تعلیم کی تحویل میں آ چکے ہیں ان میں ایک مڈل سکول ماہندرہ اور دوسرا موہڑہ جاڑیاں کا سکول ہے۔ باقی چار سکول نور دولال' اراضی صفال جھونگل' ڈہوک اعوان ابھی تک محکمہ تعلیم کے حوالے نہیں ہوئے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! یہ سکول میرے حلقے میں ہیں اور میں نے ذاتی طور پر ان سکولوں کا معائنہ کیا۔ یہ سارے ایک ہی سال کے ADP میں شامل تھے اور یہ چھ کے چھ سکول ہر لحاظ سے مکمل ہو چکے ہیں جن میں سے صرف دو سکولوں میں سٹاف مہیا کرنے کا وزیر موصوف نے وعدہ فرمایا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ایک ایسی مربوط پالیسی آنی چاہیے کہ جتنے بھی سکول مکمل ہوں انھیں فوری طور پر محکمہ تعلیم اپنے قبضے میں لے اور وہاں کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ یہ تو قومی سرمائے کا نقصان ہے کہ تین سال سے باقی سکولوں کی بھی عمارتیں مکمل ہیں' لیکن proper طریقے سے ان کی دیکھ بھال بھی نہیں ہو رہی اور وہاں پر سٹاف بھی تعینات نہیں۔ تو میری تجویز ہے کہ وزیر موصوف اپنے محکمہ کو ہدایت جاری کریں کہ فوری طور پر جا کر ان سکولوں کا visit کریں اور محکمہ بلڈنگ یا جس محکمے نے بھی ان کو تعمیر کیا ان سے سرٹیفکیٹ حاصل کر کے کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ مزید تاخیر عمارات کی تباہی کا باعث بنے گی اور علاقے کے لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہوگا۔ اتنی بڑی رقم خرچ ہونے کے باوجود بچیاں تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ رہی ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! آپ کو تو طریق کار کا پتا ہے۔ C&W اور ان کے ٹھیکے داروں کا کوئی

تصفیہ ہونے والا ہوگا جس وجہ سے ابھی تک انھوں نے ان کی completion کے متعلق حتمہ ٹیم کو inform نہیں کیا۔ مگر موصوف ممبر کی اطلاع کے لیے ہے کہ ہم ان سکولوں کا C&W کو لکھتے ہیں کہ یہ کافی دیر سے مکمل ہیں لیکن آپ اسے محکمہ تعلیم کے حوالے کرنے کے بارے میں مزید کارروائی نہیں کر رہے۔ تو ہم اپنے طور پر C&W سے کیس take up کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہوں گا کہ جیسے آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ مجھے بھی علم ہے۔ آپ کو بھی اپنے محکمے کا علم ہوگا کہ یہ لین دین چلتا رہتا ہے۔ آپ note فرما لیجیے اور یہاں سے آپ کو پتا چل جائے گا کہ محکمہ C&W سے متعلق آپ کو یا دوسرے دوستوں کو جو اعتراضات ہیں لیکن آپ کے اپنے محکمے کی کیا حالت ہے؟ مثال کے طور پر میرے حلقے میں گھنے والا گاؤں میں ایک سکول ہے۔ یہ پچھلے تین ساڑھے تین سال سے مکمل ہے اور جب بھی میں نے لکھا ہے تو محکمے والے کہتے ہیں کہ یہ مکمل نہیں ہے' حالانکہ حالت یہ ہے کہ وہ مکمل ہو کر پھر خراب ہو جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اب ہم اسے کیوں لیں چونکہ اس کی یہ دیوار گر گئی ہے۔اس کو خاص طور پر note فرمائیے کہ جو مکمل ہو جائے آپ ذاتی دلچسپی سے محکمے سے کہیے کہ اسے فوری طور پرtake up کر کے اس میں کلاسز کا اجراء کروا دیں۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔ آپ ذرا اپنے محکمے کو بھی سیٹ کریں۔ یہاں ایک اور بات چل رہی ہے اور آپ کے علم میں ہوگی کہ پچھلے سال سے حکومت نے ایک پالیسی چلائی تھی کہ فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کا الگ الگ امتحان ہوگا۔ او لیول کرنے والوں کا جو last badge تھا ان کو کالجوں میں داخلے کے لیے مشکل پیش آ رہی ہے۔ آپ ان کے لیے بھی کچھ کیجیے کیونکہ مجھے کافی بچوں اور بچیوں نے approach کیا ہے کہ ہم نے او لیول کیا ہے لیکن چونکہ اب پالیسی چل نکلی کہ فرسٹ ایئر کا الگ امتحان ہوگا اور سیکنڈ ایئر کا الگ ہوگا تو جنھوں نے او لیول کیا ہوا ہے ایسے ہی پھر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس کو ذہن میں رکھ کر کسی میٹنگ میں کر لیجیے اور جو میرے پاس آئے گا میں آپ کو refer کر دوں گا۔

میاں محمد ثاقب خورشید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' میاں ثاقب خورشید صاحب۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ کے بعد بات کرنی تو نہیں بنتی۔ لیکن پھر بھی میں گزارش کروں گا کہ میرے حلقے میں تقریباً 18 ایسے پرائمری سکول ہیں جہاں عمارتیں بنی

ہوئی ہیں، لیکن صاف نہیں ہے۔ یہ عمارتیں 1990ء میں ایم پی اے کے کوٹے سے بنی تھیں۔ لیکن جب بھی محکمے سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ SNE منظور نہیں ہوئی۔ اب عمارتیں تباہ ہو رہی ہیں ان کی دیواریں تباہ ہو رہی ہیں، براہ کرم اس پر خصوصی مہربانی فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تحریری طور پر وزیر تعلیم کے notice میں لائیں۔ جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہیں اگر ان کے حلقوں میں ایسی عمارات ہیں جہاں پر کلاسوں کا اجراء نہیں ہو رہا یا hand over نہیں کی گئیں، وہ تحریری طور پر معزز وزیر تعلیم کے notice میں لائیں تاکہ آئندہ اجلاس میں کم از کم ہم یہ بات تو نہ سن سکیں کہ یہ ان کے notice میں نہیں ہے۔ وزیر مواصلات و تعمیرات بھی سن رہے ہیں وہ چیک کرائیں اور hand over کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب سپیکر! ابھی C&W کے محکمے کا ذکر ہوا تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب محکمہ C&W کو کام دیا جاتا ہے اور اس کا ٹینڈر کال کیا جاتا ہے تو ٹھیکیدار کو جو کنسٹرکشن پیریڈ ملتا ہے۔ محکمہ بھی پابند ہے اور ٹھیکیدار بھی پابند ہے کہ اس ٹائم کے اندر کام مکمل کرے۔ جہاں تک محکمے کی efficiency کا تعلق ہے تو جب محکمہ تعلیم اسے کام دے گا تب ہی وہ کرے گا۔ میں اس سال کے حوالے سے ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ foreign aided project کے تحت جو مڈل سکول کے پراجیکٹ ہیں میرے محکمے نے ان کے تخمینہ جات مکمل کروا کر محکمے سے انتظامی منظوری وغیرہ حاصل کر کے اس کے ٹینڈر کال کر کے کام شروع کر دیے ہیں۔ چونکہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ضلع فیصل آباد میں تقریباً کوئی بیس سکول ایسے ہیں جن پر کام شروع ہو چکا ہے اور تقریباً 25 فی صد کام مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن محکمہ تعلیم کی یہ حالت ہے کہ چار ماہ قبل میرے اپنے حلقے کے دو سکول جن کے تخمینہ جات اور feasibility رپورٹ مکمل ہو کر سیکرٹری صاحب کے پاس آئی ہوئی ہے۔ انھوں نے اس کی formal approval دینی ہے، A A وغیرہ دینی ہے اور صرف ایک میٹنگ کرنی ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ابھی تک پورے پنجاب میں محکمہ تعلیم سے کسی سکول کی کسی کالج کی A A نہیں مل سکی۔ میں نے آج سے پندرہ بیس روز پہلے وزیر تعلیم سے بھی درخواست کی کہ بڑی مشکل سے اور منت سماجت کے ساتھ ایک آدھ سکیم ADP میں رکھوائی ہے۔ ان کی feasibility بن چکی ہے محکمہ نے اس کی منظوری دے دی ہے اور آپ نے صرف formal approval دینی ہے ذرا اسے expedite کروا دیں۔ جناب والا! اس میں C&W کی کوئی سستی

ہیں۔ اسے کسی بھی پراجیکٹ کا جو copmletion period دیا گیا ہے وہ اسی پیریڈ میں اسے مکمل کرنے کا پابند ہے۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز ممبران سے میری یہی گزارش ہے کہ ان کے حلقے میں جتنی عمارات مکمل ہیں وہ وزیر تعلیم کے notice میں لے آئیں۔ اگر وہ take over نہیں کی گئیں تو ہو جائیں اور کوئی نقص ہے تو وہ وزیر مواصلات و تعمیرات سے رابطہ کر لیں گے۔

ملک مظہر عباس راں، جناب والا! گزارش ہے کہ ایک سکول کے سلسلے میں تقریباً تین وزارتیں involve ہوتی ہیں۔ یہ ایک حلقے کا مسئلہ نہیں' بلکہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اور ہر جگہ پر ایسے مسائل موجود ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو اسی لیے عرض کر دیا ہے کہ ان کے notice میں لائیں۔

ملک مظہر عباس راں، میں ایک چھوٹی سی تجویز دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے سکولوں میں تو اپنی پالیسی کے مطابق کریں۔ لیکن آئندہ جو بھی سکول بنایا جائے اس سے پہلے محکمہ تعلیم' محکمہ خزانہ اور محکمہ C&W کا فیصلہ ہو اور وہیں پر سکول کی عمارت بنائی جائے جہاں تینوں محکمے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔

سردار احمد خان عاکوکا، جناب والا! اس سلسلے میں میری ایک گزارش ہے کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بحث تو ختم کر دی ہے۔ کیا آپ مزید کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار احمد خان عاکوکا، جناب والا! میں ایک معمولی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک کالج کے معاملے میں محکمہ تعلیم بھی agreed ہے۔ محکمہ فنانس نے بھی فنانس کر دیا ہے محکمہ C&W بھی بنانا چاہتا ہے' مگر ان کے شعبہ لیبارٹری نے اس پر قدغن لگا دی ہے اور وہ کالج نہیں بن رہا۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ میں کہاں جاؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے کہاں جانا ہے۔ یہ تو محکمہ تعلیم اور خزانہ کی بات ہے۔

سردار احمد خان عاکوکا، جناب والا! اسی point پر بات اڑی ہوئی ہے کہ وہ نہیں بن سکتا کہ وہاں پر سیم ہے۔ پہلے سے بلڈنگز بھی موجود ہیں۔ مگر اب یہ جو پورشن بننا ہے اس میں یہ رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے لیبارٹری ونگ نے کہا ہے کہ یہاں پر عمارت تعمیر نہیں ہو

سکتی۔ اب اس کا کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب، اگر وہاں پر واقعی سیم ہے اور تعمیر نہیں ہوسکتی تو اتنا پیسا وہاں پر کیسے خرچ کر دیں؟ کوئی اور جگہ دے دیں۔

جناب سردار احمد خان عاکوکا،جناب والا! باقی دنیا وہاں پر بیٹھی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، باقی دنیا کے ذاتی گھر ہیں اور یہ حکومت کا پیسہ لگتا ہے۔

جناب سردار احمد خان عاکوکا، جناب والا! حکومت کی بلڈنگیں بھی کھڑی ہیں۔ بلکہ حال ہی میں ایک بلڈ نگ ابھی چھ ماہ ہوئے ہیں کہ بنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایک فنی بات ہے، آپ ان سے بیٹھ کر بات کرلیں۔ یہاں پر اب چیئر تو یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہے کہ ایک فنی مسئلہ ہے اور اس کے باوجود یہ بلڈنگ ضرور بنائیں۔وزیر مواصلات اور وزیرتعلیم سے بیٹھ کر بات کرلیں۔ بلکہ میں دونوں وزرائے کرام سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ معزز رکن سے بیٹھ کر اس مسئلے کا حل تلاش کریں۔ اگر وہاں پر اور عمارتیں بنی ہوئی ہیں تواس کا کوئی نہ کوئی حل تو ہوگا کہ وہاں پرکس انداز سے عمارت بن سکتی ہے۔ اس پر فنی رائے لے کر ان کا کام کریں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 26 راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔

گورنمنٹ ھائی سکول کونتریلہ تحصیل گوجر خان میں کلاسوں کے اجراء کا مسئلہ

راجہ محمد جاوید اخلاص، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یونین کونسل کونتریلہ اور ملحقہ علاقہ کی آبادی کے لیے جو تقریباً پچاس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ حکومت نے ہائی سکول کونتریلہ کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا۔ لوگوں نے اس امید پر کہ اس سال کلاسوں کا اجراء ہونا ہے اپنے بچوں کو باہر کے دور دراز کالجوں میں داخل نہ کروایا۔ مگر اب کونتریلہ میں بھی ہائر سیکنڈری کلاسوں کا اجراء نہ ہو سکا۔ جس سے سینکڑوں طلباء فرسٹ ایئر کے داخلہ سے محروم ہو گئے ہیں جس سے علاقے میں بالعموم اور بچوں کے والدین میں بالخصوص جنہیں داخلہ نہیں ملا سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتاہے۔ لہٰذا اس معاملے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی ڈھلوں)، جناب والا! جس سکول کا ممبر موصوف نے ذکر کیا ہے اس کے اوپر مالی سال 97-1996، میں کام شروع ہوا تھا اور اس سال دس لاکھ کے قریب رقم کا اجراء کیا گیا ہے جو اسی سال اس پر خرچ بھی ہو گئی اور اس کا ٹوٹل تخمینہ تقریباً 45 لاکھ 30 ہزار کے لگ بھگ ہے اور پھر 96-1997، میں بھی اس پر 15 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ مگر اس سال مالی مشکلات کی بنیاد پر کچھ جاری سکیموں کو کیپ کرنا پڑا ہے۔پی اینڈ ڈی کی ہدایات کے مطابق on going schemes جو ساٹھ فی صد تک مکمل ہو چکی ہیں ان کو انھوں نے کیپ کیا ہے اور ان کے لیے صرف ٹوکن منیrelease کی ہے۔ جس کے لیے اس سال تقریباً 50 ہزار کے قریب رقم اس کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ جیسے ہی صوبے کی مالی حالت بہتر ہوگی اور اللہ کرے گا کہ اگلے بجٹ میں اس پراجیکٹ پر پوری رقم لگا دی جائے گی اور اس کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! جیسا کہ محترم وزیر صاحب کے جواب سے یہ بات ظاہر ہے کہ ایک بڑی رقم اس پراجیکٹ پر خرچ ہو چکی ہے۔ گزشتہ تین سالوں سے یہ منصوبہ زیر تکمیل ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ محکموں کی ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے حکومت کا کروڑوں روپیہ خرچ ہونے کے باوجود عوام کو وہ سہولتیں نہیں مل رہیں جس کے لیے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب دن رات محنت کرکے اور خاص طور پر محکمہ تعلیم کے حوالے سے وہ ایک انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فنڈز کا انتہائی ضیاع ہے اور دانستہ طور پر ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے یہ منصوبے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔بجائے اس کے کہ حکومت کو اس بات کا کریڈیٹ جائے کہ وہ دور دراز دیہی علاقوں میں کالجوں کی تعمیر کرکے لوگوں کو ان کے دروازے تک تعلیمی سہولتیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بجائے فائدے کے الٹا عوام میں ایک مایوسی اور بے چینی پائی جاتی ہے کہ یہ پراجیکٹ جو شروع کیے گئے ہیں وہ ادھورے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے کوئی کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان معاملات کا سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لے۔ محکمہ پی اینڈ ڈی، محکمہ فنانس، محکمہ تعمیرات، محکمہ تعلیم اور ان کے وزراء صاحبان مل بیٹھ کر ان پر کوئی فیصلہ کریں۔ جناب والا! یہ کتنی سکیمیں ہوں گی؛ دو چار یا دس سکیمیں ایسی ہیں جو تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں

کہ اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے آپ خصوصی طور پر کمیٹی تشکیل دیں' کیونکہ جناب سپیکر یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اور جس یونین کونسل کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کے نزدیک پچیس تیس کلو میٹر تک کوئی بچوں اور بچیوں کا کالج موجود نہیں ہے۔ لوگوں کو انتہائی مشکلات ہیں اور ان مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے اس کالج کے اجراء کی منظوری دی ہے۔ لیکن جس طرح وزیر موصوف نے جواب دیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح تو مزید دو سال اس کالج کی تکمیل میں لگ جائیں گے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی زیادتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ خصوصی مہربانی کرتے ہوئے کوئی ایسی کمیٹی بنا دیں جو اس قسم کی سکیموں کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں re-appropriation کے ذریعے فنڈز کے اجراء کا بندوبست کروائیں تاکہ یہ سکیمیں مکمل ہوں اور لوگوں کو اس کا فائدہ حاصل ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ راجہ صاحب! آپ جانتے ہیں کمیٹیاں تو پہلے بھی بنی ہوئی ہیں۔ فنڈز کی کمی کمیٹی کہاں سے پورا کرے گی؟ وزیر تعلیم سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ خود اس میں ذاتی دلچسپی لے کر اور متعلقہ محکمے سے مل کر فنڈز وا گزار کروائیں تاکہ جو منصوبہ شروع ہو جاتا ہے وہ جلدی پایہ تکمیل تک پہنچے۔ خاص طور پر یہ چونکہ کالج کا مسئلہ ہے اور جس طرح معزز رکن فرما رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی نزدیک کالج نہیں ہے اور بچے اس انتظار میں ہیں' آپ اس میں ذاتی طور پر دلچسپی لیں۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری اراکین کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب غیر سرکاری اراکین شروع کرتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میری غیر حاضری میں ربوہ کے نام کی تبدیلی کی جو قرار داد متفقہ طور پر ایوان نے آپ کی صدارت میں منظور کی ہے' میں اس سلسلے میں ایک قرار داد تہنیت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! آپ کی مہربانی۔ اب آپ اس بات کو چھوڑیں۔ آپ تشریف رکھیں' وہ بات ہو گئی۔ اس میں اب اس بات کی ضرورت ہی نہیں ہے' وہ قرار داد متفقہ طور پر منظور ہو گئی ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑی بات ہے' اس پر آپ مزید تہنیت کی قرار داد کیا پاس کریں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! ایک منٹ کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! اپنے ہی کام پر تہنیت کی ویسے ہی اجازت نہیں ہوسکتی۔ رولز کے تحت بھی نہیں ہوسکتی۔ جو کام اسمبلی نے خود کیا ہو اب اسی کو ہم appreciate کر رہے ہیں۔ یہ قرار داد رولز کے تحت پیش ہی نہیں ہوسکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! یہ ایک تاریخ ساز فیصلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بالکل۔ پوری اسمبلی کو مبارک ہو۔ لیکن اس پر قرارداد تہنیت پیش نہیں ہو سکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں اس کا پس منظر بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ اب تشریف رکھیں ۔ اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد ملک ریاض صاحب کی ہے، وہ اسے پیش کریں۔ (تشریف نہیں رکھتے)۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اگر اجازت دیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! ہم تو دوسری قرارداد بھی ٹیک اپ کر چکے، اب آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ آپ تشریف رکھیں ۔ بڑی مہربانی۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

دیہات کو بجلی فراہم کرنے کی سکیموں کی ترقیاتی پروگرام میں شمولیت

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی قرار داد میاں عبدالستار صاحب (پی پی - 234) کی اور شیخ محمد اسلم صاحب کی ہے۔ اپنی قرار داد پیش کریں گے۔

میاں عبدالستار، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے سفارش کرتا ہے کہ دیہات کو بجلی فراہم کرنے

کی سکیمیں بھی ترقیاتی پروگرام میں شامل کی جائیں"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے سفارش کرتا ہے کہ دیہات کو بجلی فراہم کرنے کی سکیمیں بھی ترقیاتی پروگرام میں شامل کی جائیں"۔

وزیر آب پاشی: جناب سپیکر! فاضل دوست نے بڑی اچھی قرارداد پیش کی ہے۔ لیکن یہ اس میں تھوڑی سی ترمیم کر لیں۔ اس میں کوئی وضاحت کر دیں کہ یہ جو بجلی فراہم کروانا چاہتے ہیں' left over آبادی کو کروانا چاہتے ہیں' پورے دیہات کو کروانا چاہتے ہیں' اور اس کے لیے فنڈز کون دے گا؟ کیونکہ پہلے وفاقی حکومت فنڈنگ کرتی تھی جو آج کل نہیں ہو رہی۔ اس لیے یہ وضاحت کر دیں کہ ان کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ ایسا کریں کہ وزیر صاحب سے بیٹھ کر اپنی قرارداد کو نئی ترتیب سے لے آئیں۔ وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے میرے خیال میں کافی اہم بات ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں مناسب یہ ہوگا کہ محرک نے ایک قرار داد پیش کی ہے۔ اگر وزیر موصوف اس پر object کر رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ پہلے وہ اس کی مخالفت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ انھوں نے ایک تجویز دی ہے' اپوز نہیں کیا۔

جناب سعید احمد خان منیس: تجویز نہیں۔ وہ قرارداد ہے۔ وزیر صاحب پہلے اس کو اپوز کریں' اس کے بعد آپ جیسے بھی چاہیں اس کا فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض سن لیں جناب' کہ ایک constructive چیز کو آپ کیوں ایسے کرتے ہیں؛ یہ بڑی خوبصورت بات ہے کہ یہاں سے جو بھی قرارداد ہے وہ وفاقی حکومت کو جاتی ہے۔ وہ اتنی ٹھوس اور جامع ہو' اس پر عمل ہوتا ہے یا نہیں یہ الگ بات ہے۔ کم از کم ہم تو ان تمام باتوں کو اس میں لے آئیں۔ انھوں نے یہی کہا ہے کہ یہ left over آبادیوں کو بھی بجلی فراہم کروانا چاہتے ہیں' بعض اوقات ہوتا یہ ہے کہ جو major and main villages ہوتے ہیں' آپ کو یاد ہوگا last time یہ ہوتا تھا کہ وہ electrify ہو جاتے تھے مگر جو left over آبادیاں ہوتی تھیں وہ electrify نہیں ہوتی تھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، غالباً ان کا مقصد پنجاب گورنمنٹ کے فنڈ میں سے بھی left over آبادیوں کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو بڑا مشکل ہے' آپ تو جانتے ہی ہیں۔ آپ ساتھ شامل ہو جائیں اور اس میں اپنا نام لکھوائیں تاکہ اچھے طریقے سے یہ نئی قرارداد آ جائے۔ متفقہ طور پر منظور ہو اور ہم آگے بھیج دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ہم تو اسے بھی منظور کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ چاہتے ہیں کہ ایسی قرارداد منظور ہو جائے جس کا آگے کوئی اثر ہی نہ ہو؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! محترم اپوزیشن لیڈر کو بات الجھانے کی عادت سی ہوگئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' نہیں۔ جب وہ بات کرنے کے بعد مسکرا کر بیٹھتے ہیں تو ان کا مطلب ہوتا ہے کہ بات ٹھیک ہے۔ جی میاں صاحب! آپ ایسے کریں کہ اس کو نئے سرے سے ڈرافٹ کر لیں۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234)، جناب والا! مجھے اس میں قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔ اگر اجازت دیں تو تھوڑی سی عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234)، گزارش یہ ہے کہ میری اس قرارداد کے ذریعے حکومت پنجاب کو استدعا کی جا رہی ہے۔ پہلے جو ہمارا ترقیاتی فنڈ ہوتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ چاہتے ہیں کہ اس پر بات کر لی جائے۔ اگر چاہتے ہیں تو پھر میں سوال put کر دیتا ہوں۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234)، میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات تھوڑی سی ہی ہے۔ تو آپ یہ کہیں کہ نئی قرارداد لانا چاہتے ہیں' تو well and good' اگر نہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہے؟ پھر ہم سوال put کر دیتے ہیں۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234) ویسے میں تو چاہتا تھا کہ اس پر تھوڑی سی بات ہو جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میاں صاحب! یہ بات نہیں ہے۔ آپ بات تھوڑی سی کریں یا زیادہ کریں۔

لیکن یہ کریں کہ اگر اس قرار داد پر بات کرنی ہے تو ہم اس کو لے آتے ہیں۔ ورنہ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ آجاتی ہے۔
میاں عبدالستار (پی پی - 234)، چلیں' پھر جیسے وزیر صاحب کہتے ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' جیسے آپ کہتے ہیں۔ وزیر صاحب کو چھوڑیں۔ اگر آپ اسے لانا چاہتے ہیں تو لے آئیں۔
میاں عبدالستار (پی پی - 234)، جناب والا! میری یہ گزارش تھی کہ-----
جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! یہ بات نہیں۔ اگر بات ہوگی تو پھر وہ چل نکلے گی۔ آپ فیصلہ یہ کریں کہ کیا ہم یہ قرار داد لے آئیں اور ہاؤس میں سوال put کر دیں' یا آپ اس کو دوبارہ ڈرافٹ کرنا چاہتے ہیں؟
جناب سعید احمد خان منیس، میں پھر گزارش کروں گا کہ یہ تو حکومت پنجاب سے سفارش کرنی ہے۔اور حکومت پنجاب کو سفارش کرنے میں کیا حرج ہے؟
جناب ڈپٹی سپیکر، اگر اچھے طریقے سے یہ ڈرافٹ ہو جائے تو کیا حرج ہے؟
جناب سعید احمد خان منیس، میرے خیال میں یہ بہت ہی اچھے طریقے سے دی ہوئی ہے کہ دیہات کو بجلی فراہم کرنے کی سکیمیں بھی ترقیاتی پروگرام میں شامل کی جائیں۔ معزز رکن پر اگر معزز وزیر صاحب اعتراض کرتے ہیں تو وہ اس کو اپوز کر دیں۔ پھر آپ اس کو put to vote کر دیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، بتائیں جی میاں صاحب! آپ اپنی قرارداد کو take up کرتے ہیں یا بعد میں لائیں گے؟
جناب سعید احمد خان منیس، وہ تو اسے آج ہی لانا چاہتے ہیں۔
میاں عبدالستار (پی پی - 234)، میں وزیر صاحب سے اتفاق کرتا ہوں۔ بے شک۔
جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' بے شک نہیں۔ منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ آپ اس کو اپوز کرتے ہیں تو میں اس کو لیتا ہوں۔
وزیر آبپاشی و قوت برقی، فاضل دوست فرما رہے ہیں کہ آپ اس کو اگلے منگل کے لیے pending

کر دیں' اس کو ہم amend کرکے بہترین طریقے سے دیں گے۔

میاں عبدالستار (پی پی - 234)، اتفاق اس بات پر ہوا کہ مشترکہ ڈرافٹ آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ آپ اس کو نئے سرے سے ڈرافٹ کرکے لے آئیں' ہم اس کو لے لیں گے۔ اگلی قرار داد مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کی ہے۔

ملتان' ڈی جی خان اور بہاول پور کی طالبات کے لیے ہوم اکنامکس کالج کا قیام

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، شکریہ جناب والا! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ،

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ ملتان' ڈی جی خان اور بہاول پور کے اضلاع میں بسنے والی طالبات کے لیے ہوم اکنامکس کالج اسی مالی سال میں قائم کیا جائے"۔

جناب والا! میں اس میں تھوڑی سے وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میں نے اس میں تحریر کیا تھا کہ اسی مالی سال میں' کیونکہ آدھے سے زیادہ سال گزر چکا ہے۔ میں اس قرار داد میں اتنی ترمیم کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اگلے مالی سال میں قائم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

> ملتان' ڈی جی خان اور بہاول پور کے اضلاع میں بسنے والی طالبات کے لیے ہوم اکنامکس کالج اسی مالی سال یا آئندہ مالی سال میں قائم کیا جائے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! اسی مالی سال یا آئندہ مالی سال' اس میں آئندہ مالی سال کے الفاظ نہیں ہیں۔ کیا یہ ترمیم ایسے ہو سکتی ہے؟ میں اپنی معلومات کے لیے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا جناب سپیکر موقع پر قرار داد میں کوئی ترمیم محرک کے زبانی کہنے پر کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نہیں۔ جی منسٹر صاحب! چونکہ اس کو اپوز نہیں کیا گیا۔ تو یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ ایوان کی رائے ہے کہ،

> ملتان' ڈی جی خان اور بہاول پور کے اضلاع میں بسنے والی طالبات کے لیے ملتان

میں ہوم اکنامکس کالج اسی مالی سال میں قائم کیا جائے۔

(قرار داد منظور ہوئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)۔ جناب والا! شیخ صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا تھا کہ وہ ترمیم move کر سکتے ہیں یا نہیں۔ رول 120 بڑا واضح ہے۔

"Amendment of Resolution: After a resolution has been moved, a Member may subject to these rules move an amendment".

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی ٹھیک ہے۔ ریکارڈ کی درستی کے لیے ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) دیواروں پر اظہار معاملات کی ممانعت پنجاب مصدرہ 1998ء

MR DEPUTY SPEAKER: Mr S.A. Hameed may move his Bill for consideration of the House, i. e. The Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998 (Bill No 1 of 1998) We take up First Reading of the Bill. Mr S. A. Hameed.

MR S. A. HAMEED: Sir, I move :

> "That the Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

> "That the Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:-

"That the Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

Now, we take up the Bill Clause by Clause

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That the Preamble do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it , the question is:-

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAEKR: Now, we take up the third reading of the Bill.

Mr S.A. Hameed may move the motion.

MR S. A. HAMEED: Sir I move:-

> "That the Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998, be passed"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

> "That the Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998, be passed"

(The motion was not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:-

> "That the Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998 (Bill No 1 of 1998), be passed"

(The motion was carried)

The Bill was passed.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ معزز رکن نے جو یہ ایک بل پیش کیا ہے یہ ایک amendment bill ہے جو کہ 1995ء میں پاس ہوا تھا۔ لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج تک اس پہ عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ آج معزز رکن کا یہ amendment bill تھا' اس میں میں بھی سمجھتا تھا کہ اہمیت کا حامل یہ ایک بل ہے' اس کی مخالفت نہیں کی گئی اور متفقہ طور پہ اسے منظور کیا گیا ہے۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے

حکومت سے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ with letter and spirit اس قانون پہ عمل کریں۔ آپ دیکھ لیں کہ 1995ء میں اس ہاؤس نے یہ بل پاس کیا تھا' اس کے بعد آج تک اس پہ کوئی توجہ نہیں دی گئی اور کوئی ایکشن نہیں لیا گیا اور آپ دیکھیں کہ ساری دیواریں وال چاکنگ کے ساتھ بھری پڑی ہیں اور نہ جانے کیا کیا غلیظ باتیں اس پہ لکھی ہوتی ہیں اور جب بھی باہر کا کوئی آدمی آتا ہے' جیسے اگلے دن سعودی شہزادہ تشریف لائے تھے تو ساری صفائی کر دی گئی' لیکن اگلے ہی دن اس پہ لکھ دیا گیا اور پھر نیچے تنظیموں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ اس پہ ایکشن بھی لیں۔ اگر قانون بناتے ہیں تو اس پہ پھر ایکشن بھی لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ نے بالکل بجا فرمایا۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' جی۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں آپ کا خصوصی طور پر اور تمام ممبران اسمبلی کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے میں میرے بل کو پورے ایوان نے مشترکہ طور پر پاس کیا ہے اور ساتھ یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیشہ پرائیویٹ بلوں کو پروموٹ کرتے رہے اور آپ کی یہ کاوشیں رہیں کہ کسی نہ کسی طور پر عوام میں قانون سازی کا کام initiate ہو۔ لیکن میری اور میرے باقی ساتھیوں کی observation یہ ہے کہ جو ممبران قانون سازی کے شعبے میں دلچسپی رکھتے ہیں ان کی راہ میں بے شمار رکاوٹیں کھڑی کی جاتی رہی ہیں۔ یہ بل میں نے 1990ء کے دسمبر کے مہینے میں پیش کیا تھا۔ جناب سپیکر! آج تقریباً آٹھ' نو سال ہو گئے اور یہ بل 13۔ اپریل 1995ء میں پاس ہوا اور آج تین سال کے بعد اس میں مجھے ایک معمولی ترمیم کرانے کے لیے پھر تین سال انتظار کرنا پڑا۔ ہوا اس طرح کہ حکومت پنجاب کے رولز بنانے کے اختیارات کو اس بل سے delete کیا گیا۔ ایک پروگرام کے تحت کہ قانون ساز کسی طور پر قانون سازی کے عمل میں شریک ہو کے اپنے قد کو' اپنے image کو بڑھا نہ سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طور پر آپ اس بارے میں اور ہمارے سپیکر صاحب بہت زیادہ concerned رہے ہیں اور آپ بار بار ہاؤس کو جذبات کی یاد آوری کراتے رہے ہیں کہ ممبران کو اسمبلی میں پہنچنے کے بعد بہت seriously' بہت sincerely اور sober طریقے سے قانون سازی کے عمل میں حصہ لینا چاہیے۔ لیکن میں یہاں یہ عرض

کرنی چاہتا ہوں کہ جو ممبر قانون سازی کے عمل میں حصہ لینا چاہتا ہے اسے بہت زیادہ پریشان کیا جاتا ہے' اس کا وقت ضائع کیا جاتا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کون کرتا ہے؟

جناب ایس اے حمید، میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' آپ صرف یہ بتائیں کہ قانون سازی میں جو معزز ممبر حصہ لینا چاہے اس کو پریشان کون کرتا ہے؟ ماشاء اللہ آپ کا قد تو آج بڑھ گیا۔ مبارک ہو اور میری آپ سے خواہش بھی ہے کہ بار بار ایسے بل لائیے۔۔۔۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں' میری بات مکمل ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ یہ ضرور mention کر دیں کہ پریشان کون کرتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بھنڈر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب! جیسا کہ میرے فاضل قائد حزب اختلاف نے بھی بات کی اور شیخ صاحب بھی بات کر رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے یہاں پر جو بات کی ہے کہ پرائیویٹ ممبرز کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ تو گزارش یہ ہے کہ آج بھی یہ مثال دیکھ لیں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پہ ان کا بل آیا ہے اور حکومت نے اس کی مخالفت نہیں کی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اپوزیشن نے بھی مخالفت نہیں کی۔ یہ unanimously پاس ہوا ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، اس لیے ان کی وہ بات کہ مشکلات آتی ہیں یا دبایا جاتا ہے تو ایسی کوئی بات نہیں۔ درحقیقت بات یہ تھی کہ جب یہ بل کسی وقت آیا' جس وقت پاس ہوا اس میں ٹیکنیکل چند ایک خامیاں رہ گئی تھیں جس کی وجہ سے cognizance لینا مشکل تھا۔ لیکن cognizance لیا جا رہا ہے۔ جہاں پہ رائٹنگ ہوتی ہے بلدیاتی ادارے وہاں پہ جا کے مٹاتے ہیں۔ لیکن فوری طور پہ مٹانا جیسے اپوزیشن سے میرے فاضل دوست نے بات کی ہے اگر جناب' جا کے لکھ دیتے ہیں بے نظیر احتجاج 30 ستمبر' فلاں ستمبر' اگر ہم اس پہ کارروائی کریں گے پھر یہ کہیں گے جناب' ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ تو ان کو وہ چیزیں لکھنی ہی نہیں چاہئیں۔ ان کو خود پتا ہے کہ اس

کی ممانعت ہے تو ان کی پارٹی کو وہ چیزیں لکھنی ہی نہیں چاہئیں۔ تو جیسے میرے دوست نے کہا' جناب! اس میں قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ پرائیویٹ ممبرز کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے-----

جناب ڈپٹی سپیکر، بات ایک پارٹی کی نہیں ہے' وہ تو سبھی کر رہے ہیں۔ مجھے خاکوانی صاحب کے وہ الفاظ بڑی اچھی طرح سے یاد ہیں جب وہ پہلی بار بولے تھے۔ انھوں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہوتی ہے کہ جب ہم جا رہے ہوتے ہیں تو دیوار پہ آتا ہے کہ جناب نواب' اقبال احمد خان خاکوانی امیدوار برائے مردانہ کمزوری' شرطیہ علاج۔ تو مطلب ہے وہ صحیح ہے۔ نہ کسی ایک پارٹی کی بات نہیں ہے اور معزز قائد حزب اختلاف نے بڑی خوب صورت بات کی ہے کہ آج اگر یہ تاریخ ساز چیز ہوئی ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ایک معزز ممبر بڑا خوب صورت بل لائے اور وہ ترمیم پاس ہوگئی تو اس پہ سختی سے عمل ہونا چاہیے۔ یہ کوئی نہیں چھوڑے گا۔ بھنڈر صاحب! یہ پارٹی کی بات نہیں ہے۔ بات تو وہ ہے کہ آپ باہر نکلیں۔ اب پارٹیز کی باتیں کتنی ہیں؟ یہ ایک روایت بن چکی ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ ٹریفک کے سائنز کے اوپر لوگ چسپاں کر جاتے ہیں۔ تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات صحیح ہے' اس پر ذرا سختی سے عمل ہو تو ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اب ہاؤس کل صبح 9:30 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

بدھ' 25۔ نومبر 1998ء

(چہار شنبہ' 5۔ شعبان المعظم 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ
سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ﴿٣٨﴾
الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا
اللَّهَ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ
وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

سورۃ الاحزاب آیات 38 تا 40

پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ٹھہر چکا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ تعالیٰ حساب کرنے کو کافی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

وما علینا الا البلاغ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ ایک سوال نمبر 1264 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا محکمہ صحت کے بارے میں تھا جو مؤخر ہوا تھا۔حاجی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ وہ آ جائیں تو پھر اس کو ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔ وزیر صحت صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ آج محکمہ تعلیم کے متعلق سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے ۔

ملک ممتاز احمد بھچر: سوال نمبر 630۔

اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں

*630۔**ملک ممتاز احمد بھچر:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

میانوالی میں گونگے اور بہرے بچوں کے کتنے سکول ہیں اور ان میں طلباء کی تعداد کتنی ہے۔ ان میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

ڈائرکٹوریٹ خصوصی تعلیم پنجاب کے ماتحت میانوالی میں گونگے اور بہرے بچوں کا صرف ایک سکول ہے اور اس میں طلبہ کی کل تعداد 16 ہے۔ اس سکول میں اساتذہ کی منظورشدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	بنیادی سکیل	منظور شدہ اسامیاں	خالی
1۔	ہیڈ ماسٹر	17	1	-
2۔	اڈیالوجسٹ	17	1	1
3۔	جے۔او۔ایم	9/17	2	2
4۔	اے۔او۔ایم	9/17	5	4
5۔	ووکیشنل ٹیچر	11	1	1
6۔	ڈرائینگ ماسٹر	11	1	1
		میزان	11	9

نوٹ: حکومت کی طرف سے تقرریوں پر پابندی کی وجہ سے اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں حکومت کی طرف سے تقرریوں پر سے پابندی ختم ہوئی اساتذہ کی اسامیاں پُر کر دی گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر: سوال نمبر 631۔

خالی اسامیوں کو پر کرنا

*631۔ ملک ممتاز احمد بھچر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ کالج میانوالی اور گرلز کالج میانوالی میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں۔

(ب) اس وقت دونوں کالجوں میں کتنا سٹاف تعینات ہے۔

(ج) کیا حکومت اس پس ماندہ علاقے کے ان کالجوں میں خالی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) گورنمنٹ کالج میانوالی میں منظور شدہ اسامیاں 68

گورنمنٹ کالج برائے خواتین میانوالی میں کل منظور شدہ اسامیاں 43

(ب) اس وقت دونوں کالجوں میں کل 88 سٹاف تعینات ہے۔ جس میں 57 مردانہ کالج او زنانہ کالج میں ہیں۔

(ج) گریڈ 18 اور 19 کی تمام اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی جا چکی ہیں۔ مورخہ 26 اپریل 1998ء کو مختلف اخبارات میں مشتہر بھی ہو چکی ہیں۔ ان پوسٹوں کے کمشن کی سفارشات بھی موصول ہو چکی ہیں اور ان کو پُر کرنے کا عمل جاری ہے۔ گو کالج برائے خواتین میانوالی میں موجود گریڈ 17 کی خالی اسامیوں پر cally adjusted ایڈھاک لیکچرار تعینات کر دی گئی ہیں۔ (آرڈر برائے معلومات ایوان کی میز پر رکھ ، ہے۔) اسی طرح پس ماندہ علاقوں میں موجود باقی ماندہ کالجوں کی خالی اسامیاں cally adjusted ایڈھاک لیکچراروں کو ٹرانسفر کر کے جلد پر کر دی جائیں گی۔

سردار سعید انور: جناب والا! میانوالی کے علاوہ جو خالی اسامیاں ہیں ان کو کب تک پر کر۔

ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! اس کے لیے ایک طریقہ کار ہے اور جن اسامیوں پر محکمہ خود بھرتی کر سکتا ہے اس کے لیے تو کنٹریکٹ پر بھرتی کے لیے ایک پالیسی بنائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں محکمے نے مشتہر بھی کیا ہے۔اس نئی پالیسی کے تحت جلد تقرریاں ہونے کی امید ہے۔ جہاں تک پبلک سروس کمشن کی طرف سے تقرریوں کا سوال ہے، ہم نے تمام محکموں کی خالی پوسٹیں ان کے پاس بھیج دی ہیں۔ اس سلسلے میں وہ اپنی سفارشات بھیج بھی رہے ہیں اور ہم ان کی تقرریاں کر بھی رہے ہیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! یہ خالی اسامیاں کب تک پُر کرنے کا ارادہ ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ ابھی ان کی سفارشات آ رہی ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ ایک طریقہ کار ہے، اس نے اپنا وقت تو لینا ہے۔ میں اس کے لیے وقت کا تعین کر کے ہاؤس کو بتانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تو پبلک سروس کمشن کے work load پر منحصر ہے۔

جناب سپیکر، ویسے کئی سکول خالی پڑے ہوئے ہیں۔ اکثر سکولوں اور کالجوں کی عمارات بھی تیار ہو چکی ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! محکمے نے کالجوں کے لیے پبلک سروس کمشن کو ہزار سے اوپر اسامیاں indicate کی ہوئی ہیں۔ آج کل وہ ہمیں اساتذہ بھیج رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک مہینے میں انھوں نے ہمیں کافی بھیجے ہیں اور ہم appoint بھی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ریشنلائزیشن بھی کر رہے ہیں کہ کئی کالجوں میں سٹاف زیادہ ہے اور کئی میں کم ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ شہروں کی طرف لوگوں کا رجحان زیادہ ہے۔ دیہاتی علاقوں میں جتنے بھی کالج اور سکول ہیں کم لوگ ادھر جانا پسند کرتے ہیں۔ مختلف وجوہات کی بنیاد پر پچھلے سالوں میں کافی ایسے لوگ شہروں کی طرف concentrate ہو گئے ہیں۔ اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس gravity کو ریشنلائز کریں اور ان لوگوں کو واپس ان سکولوں میں بھیجیں جہاں ان کی ضرورت ہے۔ اس طرح سے بھی ہم اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور پبلک سروس کمشن کے ذریعے سے بھی کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں امید ہے اور پبلک سروس کمشن نے بھی ہمیں بتایا ہے کہ اگلے سال کے مڈل تک ہم آپ کو ٹارگٹ پورا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: چیئرمین صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتیاں کی جا رہی ہیں اور اس کو مشتہر بھی کر دیا گیا ہے۔ میرے خیال میں انٹرویوز بھی ہو چکے ہیں اور وہ جو تمام طریقہ کار تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔ لیکن اب پھر ہم نے اخبار میں پڑھا ہے کہ اس پر پھر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو اس پر پابندی لگانے کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں اپوزیشن لیڈر کی معلومات کے لیے یہ بتانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا کہ اس میں کچھ بے ضابطگیاں ہمارے ہی اراکین نے پوائنٹ آؤٹ کی ہیں۔ اور اس کی روشنی میں وزیر اعلیٰ صاحب نے پھر ایک کانفرنس بلائی۔ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ یہ جتنی بھی تقرریاں ہیں یہ ہم اپنے متعلقہ محکمے کے مجاز افسران کے ذریعے نہیں کریں گے۔ کیوں کہ یہ ابھی جو گھپلوں کی شکایتیں آ رہی ہیں۔ یہ موزوں نہیں' جس ذہن کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب چاہتے ہیں کہ میرٹ پر لوگ appoint ہوں۔ انھوں نے اب یہ حکم دیا ہے کہ ہم ہر ضلع میں ریٹائرڈ جج یا ریٹائرڈ clean record گورنمنٹ آفیسرز کو پینل میں appoint کریں گے۔ وہ ان کے میرٹ کا تعین کریں گے اور وہی مجاز ہوں گے۔ سر اب ہم اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پہلے ہی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹیز قائم کی گئی ہیں جن کے چیئرمین ایم این ایز کو بنایا گیا ہے۔ پہلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایم این ایز کو چیئرمین بنانا صوبائی اسمبلی یا اراکین اسمبلی یا صوبہ پنجاب کے حقوق کو سلب کرنے کے مترادف ہے۔ ایم این ایز کو چیئرمین کیوں بنایا گیا ہے؟ جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ چیف منسٹر صاحب کے حکم پر دوبارہ اس کی سکروٹنی ہوگی۔ آیا وہ کمیٹیاں function کرتی رہیں گی یا ختم کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر، نہیں، سکروٹنی والا سوال ٹھیک ہے۔ یہ کیوں بنائے گئے ایم این ایز؟ ضمنی سوال اس کے متعلقہ نہیں ہے۔ آپ سکروٹنی کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں۔ وزیر صاحب سکروٹنی کے بارے میں جو حصہ ہے وہ بتا دیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں منیس صاحب کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کروں کہ وہ جو ایم این ایز ایجوکیشن اتھارٹی یا کمیٹی میں appoint کیے ہیں ان کا function یہ تو نہیں ہے کہ وہ appointment کریں گے۔ ان کا function عوام کی نمائندگی ہے۔ They have to watch the public interest. اس میں ہم ان سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ آپ اپنے ضلع کے اندر تعلیم کے سارے مسائل کی طرف توجہ کریں اور ان کی نشان دہی کریں اور آپ کی سفارش پر ہم وہ کمزوریاں اور خامیاں دور کریں گے۔ ان کا ایک قسم کا مانیٹرنگ کا کردار ہے۔ اس میں بھی وہ دیکھیں گے کہ اگر کوئی تعیناتیاں ایسی ہوئی ہیں جن میں میرٹ کا خیال نہیں رکھا گیا تو وہ اس میں بھی مجاز ہیں کہ وہ ہمیں پوائنٹ آؤٹ کریں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ دوسرا بھی انہی کا ہے۔ پھر جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا سوال ہے، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ خواجہ سعد رفیق صاحب، تشریف نہیں رکھتے سوال بھیج کر آنا چاہیے۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 1150۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1150۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمے میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے، اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے حکم سے کوئی سرکاری ملازم نہ معطل ہوا اور نہ بحال ہوا۔

اس میں جناب والا! گزارش ہے کہ یہ صرف ڈیڑھ سطر کا جواب ہے۔ میرے خیال میں اس کی implication اور statement بڑی واضح ہے۔ وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے محکمہ تعلیم میں کوئی آفیسر معطل نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔ حاجی امداد حسین صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ پھر حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب۔

ایک معزز رکن: سوال نمبر 1279 (جناب عبدالرؤف مغل کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

محکمہ تعلیم کے ملکیتی رقبہ کا ناجائز استعمال

*1279۔ **جناب عبدالرؤف مغل:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک کنال 15 مرلے زمین جو کہ خسرہ نمبر 187 کھیوٹ نمبر 725 موضع یعقوب پور، ضلع گوجرانوالہ محکمہ مال نے محکمہ تعلیم کو برائے تعمیر سکول دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ زمین پر ایک سکول تعمیر کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ زمین کا انتقال خورشید خان کے نام بابت انتقال نمبر 11460 مورخہ 15 مئی 1998ء کر دیا گیا ہے۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب ہاں میں ہے تو محکمہ تعلیم کو مذکورہ انتقال کا علم کب ہوا اور آیا محکمہ نے مذکورہ انتقال ختم کروانے کے لیے کوئی کارروائی عمل میں لائی ہے اگر ہاں تو کیا اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت ان افراد کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جنہوں نے قانون کے مطابق مناسب وقت پر غیر قانونی انتقال ختم کروانے میں کوئی کارروائی نہ کی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

جناب والا! یہ درست ہے کہ یہ زمین کی الاٹمنٹ جو ہے یہ بذریعہ حکم عدالت 11-4-82 کو خورشید خان کے نام منتقل کر دی گئی تھی جس کے اوپر یہ سکول بنایا گیا تھا۔ مگر اس کا ایک پس منظر ہے اور وہ یہ کہ یہ اس وقت کے متعلقہ ایم پی اے کے صوابدیدی فنڈ سے سکول بنا تھا اور پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے اس کی تعمیر کروائی تھی جس کا محکمہ تعلیم کو کوئی علم نہیں۔ جب محکمہ

تعلیم کو یہ دیا گیا اور اس نے take over کر لیا تو اس کے بعد اس کی جو زمین کی الاٹ منٹ تھی وہ منسوخ کر دی گئی بذریعہ حکم عدالت' جس کا محکمے کو پھر بھی علم نہ ہوا۔ مگر جب ہمیں اس بات کا علم ہوا' یہ حقیقت ہے کہ ہمیں اس بات کا علم بھی اس سوال کے ذریعے سے ہوا ہے۔ اس معاملے کو ہم نے متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحب سے take up کیا ہوا ہے۔ اور اس کو ہم pursue بھی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار: سوال نمبر 1287۔

سکولوں/ کالجوں کی تعداد

*1287۔**میاں عبدالستار** (PP-234)۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 98-1997ء میں فیصل آباد' گوجرانوالہ' راولپنڈی اور لاہور ڈویژنوں میں تعلیم کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی۔ اس کے مقابلے میں ڈیرہ غازی خان' بہاول پور' ملتان اور سرگودھا ڈویژنوں کے لیے اس سلسلے میں کتنے فنڈز دیے گئے۔

(ب) فیصل آباد' گوجرانوالہ' راولپنڈی اور لاہور ڈویژنوں میں طلبہ و طالبات کے کتنے کتنے سکول و کالج ہیں اور ڈیرہ غازی خان' بہاول پور' ملتان اور سرگودھا ڈویژنوں میں طلبہ و طالبات کی تعداد کتنی ہے نیز سکول و کالج کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) سال 98-1997ء میں فیصل آباد' گوجرانوالہ' راولپنڈی اور لاہور ڈویژنوں میں تعلیم کی مد میں 9622.003 ملین روپے کی رقم رکھی گئی۔ اس کے مقابلے میں ڈیرہ غازی خان' بہاول پور' ملتان اور سرگودھا ڈویژنوں کے لیے اس سلسلہ میں 8086.202 ملین روپے دیے گئے۔

(ب) فیصل آباد' گوجرانوالہ' راولپنڈی اور لاہور ڈویژنوں میں طلباء و طالبات کے لیے سکولوں اور کالجوں کی تعداد بالترتیب 34191 اور 340 اسی طرح ڈیرہ غازی خان' بہاول پور' ملتان اور سرگودھا ڈویژنوں میں سکولوں اور کالجوں کی تعداد بالترتیب 31286 سکول اور 239 کالج ہے۔ ڈیرہ غازی خان' بہاول پور' ملتان اور سرگودھا ڈویژنوں میں طلباء و طالبات کی تعداد تقریباً 34

لاکھ 30 ہزار ہے۔

جناب سپیکر، ابھی انھیں کوئی ضمنی سوال کر تو لینے دیں۔ آپ کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا گیا۔ میاں صاحب! کوئی ضمنی سوال؛ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب، تشریف نہیں لائے۔ خواجہ محمد اسلام صاحب، تشریف نہیں لائے۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب، اگلا سوال بھی چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔ اس کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

سردار سعید انور، سوال نمبر 1334 (مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

مسجد مکتب سکیم سکولوں کے اساتذہ کو گریڈ دیے جانا

*1334۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسجد مکتب سکیم کے تحت حکومت نے عرصۂ دراز سے ایک سکیم شروع کی ہوئی ہے اور اس میں امام معلم تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ امام معلم کا ماہانہ معاوضہ (تنخواہ) 250 روپے ہے جبکہ وہ قران پاک کی تعلیم کے علاوہ پی۔ٹی۔سی ٹیچر کی عدم موجودگی میں بچوں کو مروجہ نصاب تعلیم کے مطابق پڑھاتا بھی ہے۔

(ج) کیا حکومت مسجد مکتب سکیم کے تحت کام کرنے والے امام معلم حضرات کے معاوضے میں کم از کم پی۔ٹی۔سی ٹیچر حضرات کے گریڈ کے مطابق اضافہ کرنے اور ان کی مستقل تقرری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ امام معلم قرآن پاک کی تعلیم اور چند بنیادی مہارتیں بچوں کو سکھاتا ہے۔

(ج) حکومت مرحلہ وار سکیم کے تحت مسجد مکتب سکولوں کو ریگولر سکولوں میں تبدیل کر رہی ہے۔ سکول ریگولر ہونے کے بعد امام معلم کی خدمات ختم کر دی جاتی ہیں۔ فی الحال حکومت کا معلم حضرات کے معاوضے میں اضافے کا ارادہ نہیں ہے۔

سردار سعید انور، جز (ج) کے متعلق میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ امام معلم نے اگر پی ٹی سی کیا ہوا ہو تو کیا اس کو ریگولرائز کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟

وزیر تعلیم، جناب! میں اس میں معزز ممبر سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے تحت پی ٹی سی ٹیچرز کی بھرتی کے لیے ایک مروجہ پالیسی ہے۔ اس کی سلیکشن کے لیے درخواست دیں ان کو ضرور consider کیا جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے کہا ہے کہ سکول ریگولر ہونے کے بعد امام معلم کی خدمات ختم کر دی جاتی ہیں۔ کیا یہ امام صاحبان کو بے روزگار کرنے کے مترادف نہ ہوگا۔ بجائے اس کے کہ بے روزگاری بڑھائیں حکومت کو تو چاہیے کہ روزگار پیدا کرے اور پھر شریعت کا نفاذ بھی ہو رہا ہے۔ تو امام ایسی شخصیت ہے جو کہ دینی تعلیم دیتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بےروزگار کرنا مناسب نہیں۔ کیا معزز وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ کیا یہ لوگوں کو بے روزگار کرنے کے مترادف نہ ہوگا؟

وزیر تعلیم، جناب! میں اس میں یہ گزارش کروں گا کہ جب یہ تعینات کیے گئے تھے تو اس وقت بھی اس میں روزگار کا معاملہ نہیں تھا۔ یہ ایک اعزازیہ ہے جو دیا جاتا ہے' تنخواہ تو ہے نہیں-----

جناب سپیکر، یہ پہلے ہی مسجد میں بنے ہوئے تھے۔

وزیر تعلیم، یہ مسجد میں employed ہیں اور گاؤں میں اپنی جو خدمات دیتے ہیں اس کے معاوضے میں کچھ نہ کچھ پہلے ہی دیتے رہتے ہیں تو یہ تو ایک اخلاقی اعزازیہ تھا جو ایک incentive کے طور پر دیا جا رہا تھا کہ اگر آپ یہ بھی خدمات انجام دیں تو حکومت اس کے لیے آپ کو یہ کچھ کر دے گی۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ معزز وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کو ختم کرنے کے بعد دینی درس دینے کے لیے کیا متبادل انتظام کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم، جناب! پنجاب بھر کے سارے سکولوں میں بلکہ کالجز میں بھی دینی تعلیم ہمارے curriculum کا ایک بہت اہم جز ہے جس میں ناظرہ قرآن' اسلامیات اور دوسرے دینی مسائل کے اوپر ایک مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب (موجود نہیں) اگلا سوال حاجی عبدالرزاق صاحب کا ہے۔

حاجی عبدالرزاق، سوال نمبر 1351۔

سکولوں کی مرمت

*1351۔حاجی عبد الرزاق، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول درس بڑے میاں مغل پورہ لاہور کے کمروں کی حالت نہایت خستہ اور انتہائی بوسیدہ ہے جس سے کسی وقت بھی کمروں کی چھتیں گرنے سے جانی نقصان ہونے کا احتمال ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ملت ہائی سکول شاہ کمال روڈ مغل پورہ لاہور انتہائی نیچی جگہ پر واقع ہونے کی وجہ سے معمولی بارشوں کے دوران کمروں اور صحن میں پانی بھر جاتا ہے جس سے سکول میں طالبات کا تعلیم جاری رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول ذرائی پورٹ مغلپورہ کی دوسری منزل کے کمرے نامکمل ہیں اور دوسری منزل پر حفاظتی جنگلہ نہ ہونے کی وجہ سے حادثہ بھی ہو چکا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت جز(الف) میں مذکورہ سکول کے کمروں کی مرمت اور تعمیر، جز(ب) کے سکول میں مٹی ڈلوا کر فرش اونچا کرنے اور جز(ج) میں مذکورہ سکول کی دوسری منزل کے کمروں کی تکمیل اور دوسری منزل میں حفاظتی جنگلہ لگوانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔ مگر کلاسز سکول میں موجود کھلی جگہ میں لگائی جاتی ہیں اور کمرے استعمال نہیں کیے جاتے۔

(ب) سکول میں نکاسی آب کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے بھرتی ڈال کر نئے بیت الخلاء تعمیر کروا لیے گئے ہیں تاکہ سیوریج کا پانی براہ راست گٹر میں جا سکے۔ صحن نیچا ہونے کی وجہ سے بارش کا پانی صحن میں اکٹھا ہو جاتا ہے جسے پمپ لگوا کر نکلوایا جاتا ہے۔ کمروں کی سطح زمین سے قدرے اونچی ہے۔

(ج) سکول کی دوسری منزل کے پانچ کمروں کی مرمت مقامی لوگوں کی مدد سے کروائی جا چکی ہے اور جنگلہ لگوایا جا چکا ہے۔

(د) جز(الف) (ب) اور (ج) میں جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! ضمنی سوال۔

حاجی عبدالرزاق: میرا ضمنی سوال ہے کہ بچے کتنے عرصے سے کھلے آسمان تلے پڑھ رہے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب! اس میں یہ آپ نے پوچھا تو نہیں۔ جو آپ نے موجودہ حالت کے متعلق سوال کیا ہے اس کا جواب آپ کو دیا گیا ہے اور اگر آپ یہ بھی پوچھیں گے تو ہم آپ کو ادھر وزٹ بھی کروادیں گے۔

حاجی عبدالرزاق، حکومت کروڑوں اور اربوں روپے بلڈنگز پر خرچ کرتی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں-----

جناب سپیکر، حاجی صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ حاجی صاحب یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس سکول میں کھلی جگہ پر کب سے بچے زیر تعلیم ہیں۔ ان کو اسی حالت میں پڑھتے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے؟

وزیر تعلیم، میں اس سوال کا جواب یقیناً تو کچھ بھی نہیں دے سکتا۔

جناب سپیکر، اس کے لیے نیا سوال چاہیے؟

وزیر تعلیم: اگر یہ اس کے لیے نیا سوال کرلیں گے تو ہم ضرور جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، اگر حاجی صاحب ہی بتا دیں تو بہتر ہو گا۔

حاجی عبدالرزاق: اگر آپ جواب پینڈنگ کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ پینڈنگ کرلیں اور اس بات کا جواب دیں کہ بچے کب سے کھلی جگہ پر پڑھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ ہی بتا دیں۔

حاجی عبدالرزاق، 5 سال تو مجھے ایم پی اے بنے ہو گئے ہیں' اس سے پہلے کا مجھے پتا نہیں کہ کتنے عرصے سے کھلی جگہ پر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کے حلقے میں ہے' آپ کو پتا ہو گا۔

حاجی عبدالرزاق: میں یہ سوال دوسری مرتبہ کر رہا ہوں' اس کا مناسب جواب نہیں آ رہا۔

جناب سپیکر: ایک یہ بات تو واضح ہو گئی کہ یہ بچے 5 سال سے کھلی جگہ پر پڑھ رہے ہیں۔ حاجی

صاحب! آپ کا اگلا سوال کیا ہے؟

وزیر تعلیم، 5 سال سے پہلے سے کھلی جگہ پر پڑھ رہے ہیں تو ان کو اُس وقت 94-1993ء میں بھی یہ سوال کرنا چاہیے تھا' اب انھوں نے یہ سوال کیوں کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی ہاں' یہ سارا قصور حاجی صاحب کا ہی ہے۔

حاجی عبدالرزاق، جناب! میں اس سے پہلے بھی یہ سوال کر چکا ہوں لیکن اس وقت ہم اپوزیشن میں تھے' حکومت دوسری تھی۔ اب ہماری اپنی حکومت ہے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! یہ تو سوال نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) وزیر صاحب! ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ حاجی صاحب! اس کے علاوہ آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

حاجی عبدالرزاق، جز (ج) میں انھوں نے جواب دیا ہے کہ لوگوں کی مدد سے وہ کام کیا گیا ہے۔ ان کو یہ علم نہیں کہ وہاں کیا کام کیا گیا ہے۔ ابھی تک وہاں فرش نہیں لگے' کھڑکیاں نہیں ہیں۔ ایک مخیر آدمی نے پیسے دیے اور وہ جنگلہ لگ گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب محکمے نے کیا کیا؟

وزیر تعلیم، میں پھر یہی گزارش کر سکتا ہوں کہ حاجی صاحب ڈی پی آئی (سکولز) کے ساتھ جا کر وزٹ کر لیں اور یہ جو مناسب تجاویز دیں ہم ان پر بھی عمل در آمد کے لیے تیار ہیں۔

حاجی عبدالرزاق، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان سکولوں کے اس کام کے لیے آئندہ کوئی پیسے رکھنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب! میرا تعاون غیر مشروط ہے۔ فنڈز کا مسئلہ ہے۔ اگر فنڈز ہوئے تو آپ جو کہیں گے وہ مکمل کر دیں گے۔

حاجی عبدالرزاق، محترم! جہاں تک فنڈز کا مسئلہ ہے پچھلے بجٹ میں 6 کروڑ 74 لاکھ 76 ہزار روپے آپ نے بلڈنگز کے لیے رکھے تھے۔ اس سال 99-1998ء کے بجٹ میں 10 کروڑ 84 لاکھ 7 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ وہ کیا criteria ہے کہ آپ نے ان سکولوں کو نظر انداز کیا۔

جناب سپیکر، وہ پوچھنا چاہتے ہیں اگر محکمے نے اتنے فنڈز رکھے ہیں تو وہ کیا criteria ہے کہ آپ ان فنڈز کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔

وزیر تعلیم، سر! آپ کو بھی پتا ہے کہ بجٹ سے پہلے 28 مئی کو جو صورت حال ڈویلپ ہوگئی تھی۔ اس میں جتنے بھی ہمارے ترقیاتی منصوبے تھے' ان میں کافی حد تک کٹوتی ہو چکی ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہمارا سکولوں کی مرمت کا وسیع ارادہ تھا' اور حاجی صاحب' وزیر اعلیٰ صاحب نے کل ہی یہ فرمایا ہے کہ ہم تعلیم کے موجودہ نظام کو مضبوط کرنے پر اگلے سال زور دیں گے۔ بجائے اس کے

کہ ہم وسیع کریں۔ ان شاء اللہ آپ کے جتنے مرمت کے کام ہیں' وہ ہو جائیں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا اور انھوں نے کہا کہ میں حاجی صاحب کو یہ کہوں گا کہ وہ ڈی پی آئی صاحب کے ساتھ جا کر موقع دیکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک معزز ایوان ہے' اور وہ ایک معزز ممبر ہیں۔ منسٹر صاحب کو یہ فرمانا چاہیے تھا کہ میں ڈی پی آئی کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ایم پی اے صاحب کو ساتھ لے کر موقع دیکھیں۔ یہ مناسب طریقہ ہو گا۔ یہ ایک معزز ایوان ہے۔

وزیر تعلیم، جناب! میں معذرت چاہتا ہوں۔ اگر میرے انداز بیان پر قائد حزب اختلاف کو اعتراض ہے تو میں اس طرح سے ترمیم کر دیتا ہوں۔ جیسا یہ چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب عبد الرحمٰن گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب عبد الرحمٰن گجر، جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے کہ ہمارے پاس محکمہ تعلیم کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ کئی ممبران نے وہاں ڈیرے بنا رکھے ہیں' سکولوں کو ڈیروں میں تبدیل کر لیا ہے' کبھی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ انھیں ہمیں یہ بتا دینا چاہیے کہ جو ایم پی ایز نے ڈیرے بنا رکھے ہیں' ان کا انھوں نے کیا کیا ہے اور ان کے لیے کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اور سوال بھی نہیں بنتا۔ یہ اس کے متعلقہ نہیں ہے۔ جی' خواجہ ریاض محمود صاحب۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے یا ضمنی سوال ہے؟

خواجہ ریاض محمود، ضمنی سوال سمجھ لیں۔

جناب سپیکر! یہ بات ایک زندہ حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے کہ پنجاب حکومت نے بجٹ میں سب سے زیادہ رقم جس محکمے کے لیے رکھی ہے' وہ تعلیم کا محکمہ ہے۔ لیکن سکولوں کی تعمیر و

مرمت کے لحاظ سے جو صورت حال ہے' میں سمجھتا ہوں کہ وہ انتہائی قابل افسوس صورت حال ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ برگیڈیئر صاحب شریف اور نیک آدمی ہیں اور اس سلسلے میں بڑی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ لیکن تعلیم کے شعبے میں تعمیر کا شعبہ بڑا کرپٹ ہے' وہاں کے افسر بڑے کرپٹ ہیں۔ میں نے حال ہی میں سرگودھا ڈویژن میں دو تین جگہ پر کھلی کچہریاں لگائیں۔ مجھے یہ دیکھ کر اتنا افسوس ہوا کہ بچیوں اور بچوں کے سکولوں کی چھتیں گری ہوئی ہیں' چار دیواریاں ٹوٹی ہوئی ہیں' پانی کا انتظام نہیں ہے' لیٹرینیں اتنی خراب ہیں کہ جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں پر بچیوں' بچوں اور ان کے ورثاء نے چیخ چیخ کر کہا کہ دیکھیں کہ کیا حال ہے۔ چالیس سکول ہیں کہ جہاں پر کسی وقت بھی حادثہ ہو سکتا ہے' جو انتہائی خطرناک سکول ہیں۔ انھوں نے چالیس سکولوں کا سروے کر کے یہاں پر رپورٹ بھجوائی ہوئی ہے کہ ہمیں کچھ پیسے دیے جائیں تاکہ ان سکولوں کی مرمت کی جا سکے۔ میرا خیال ہے کہ ان کو دس لاکھ روپیہ دیا گیا ہے اور رقم تو کروڑوں میں ہے۔ میں وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آپ کے کرپٹ افسر ہیں' جو کئی کئی سالوں سے تعینات ہیں وہ مالی سال کے ابتدائی پانچ سات آٹھ مہینوں میں تو فنڈز خرچ نہیں کرتے اور آخری دو چار مہینوں میں جعلی تعمیر کے بل ڈال کر اپنی جیبیں بھر لیتے ہیں۔ ان کو دفتروں سے پکڑیں' ان کی گردنیں توڑیں۔ انھوں نے کافی مال کما لیا ہے۔ ان کو کوٹ لکھپت جیل دکھائیں' ان کو کیمپ جیل دکھائیں اور ان کو سرگودھا کی جیل دکھائیں تاکہ ان کو پتا چلے کہ قوم کا پیسہ کس طرح لوٹا جاتا ہے اور جیل کے اندر بھی کالے چنے والی دال کھانی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر: جی' حاجی عبدالرزاق صاحب۔

حاجی عبدالرزاق: میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے کے اندر جو ڈائرکٹر ایجوکیشن ہوتے ہیں' انھوں نے کبھی سکولوں کا visit کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو last time کب visit کیا ہے؟

وزیر تعلیم: حاجی صاحب نے جو سوال کیا ہے' حقیقت یہ ہے کہ میں اس کا بڑا frank جواب دینا چاہتا ہوں۔ یہ سوال آنے کے بعد ڈی پی آئی صاحب خود ادھر گئے اور انھوں نے بھی دیکھ کر مجھے کہا کہ میں بڑا پریشان ہوا ہوں۔ میں پہلے ہی ان کو یہ کہہ چکا ہوں کہ آپ ڈائرکٹر کے خلاف کارروائی کریں۔ یہ ان کا کام ہے کہ اپنے دائرہ کار میں جو سکول ہیں' ان کی مشکلات سے آپ کو مسلسل آگاہ

رکھیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نچلی سطح پر اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہے۔ اس کے اوپر میں پہلے ہی ان سے کہہ چکا ہوں۔ اسی لیے میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ ڈی پی آئی صاحب بھی آپ سے رابطہ کریں گے اور گزارش کریں گے کہ ان کے ساتھ آپ تشریف لے جائیں۔

حاجی عبدالرزاق، میں ان کی یقین دہانی پرمطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی حاجی عبدالرزاق صاحب کا ہے۔

حاجی عبدالرزاق، سوال نمبر 1353-

انٹر گرلز کالج مصطفیٰ آباد کی عمارت کی تکمیل

*1353-**حاجی عبدالرزاق۔** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ انٹر گرلز کالج مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) لاہور کی عمارت کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا' اس کی تعمیر کے لیے کتنے فنڈز رکھے گئے تھے' اب تک کتنے فنڈز سے کتنے کمرے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے کمرے ابھی نامکمل ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کالج کی عمارت نامکمل ہونے کی وجہ سے طالبات کو کھلے آسمان تلے موسم سرما اور گرما میں تعلیم حاصل کرنا پڑتی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہےتو کیا حکومت کالج مذکورہ کے نامکمل کمروں کی فوری تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم(برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) سال 93-1992ء کے دوران اس وقت کے ممبر صوبائی اسمبلی جناب ملک محمد صادق نے اپنے صوابدیدی فنڈز میں سے گورنمنٹ گرلز انٹر کالج مصطفیٰ آباد دھرم پورہ لاہور کی عمارت کی تعمیر کے لیےمحکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کو مبلغ پندرہ لاکھ روپے فراہم کیے جن سے ایک تجربہ گاہ اور چھ کمرے (بغیر پلستر) تعمیر کیے گئے۔ تعمیر ہونے والی عمارت میں بجلی کی وائرنگ اور دروازے و کھڑکیوں کی تنصیب کے علاوہ ایک کتب خانہ اور دو تجربہ گاہوں کی تعمیر کا کام ابھی باقی ہے۔ اس ضمن میں محکمہ تعلیم سے پلان منظور نہیں کرایا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے' کیونکہ تدریسی حصہ کی تعمیر کا کام کم و بیش مکمل ہو جانے کی وجہ

سے طالبات اس میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(ج) اگرچہ کالج مذکورہ کی تعمیر کا کام ممبرصوبائی اسمبلی کے صوابدیدی فنڈز کے ذریعہ مکمل ہونا چاہیے تھا لیکن پھر بھی حکومت وسائل دست یاب ہونے کی صورت میں بقیہ کام مکمل کرانے کے لیے آئندہ مالی سال میں فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کرے گی۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب کوئی ضمنی سوال۔

حاجی عبدارزاق: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج سے چھ سال پیشتر اس سکول کی عمارت، ایم پی اے فنڈ سے تعمیر ہوئی تھی اور اس کے بعد آج تک اس پر کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوا اور نہ حکومت نے خرچ کیا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آخر جو پیسہ حکومت خرچ کرتی ہے' اس کا کیا معیار ہے؟ یہ کس جگہ پیسہ خرچ کرتے ہیں؟

وزیرتعلیم: محمد صادق صاحب جو پہلے ممبرصوبائی اسمبلی تھے۔ ان کے فنڈ سے یہ بنا ہے۔ ابھی تک اس کے علاوہ مزید پیسہ خرچ نہیں کیا گیا جو ان کے فنڈ سے تھا۔ اس میں ابھی کافی کام ہونے والا ہے' بجلی کی وائرنگ نہیں ہوئی ہے' دروازے کھڑکیاں نہیں لگے ہیں لیکن پھر بھی اس میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ میں نے ان کو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ اگر ایسے ادارے' جن پر پیسہ لگ چکا ہے اور ہم ان کو مکمل نہیں کر رہے تو یہ افسوس ناک بات ہے۔ میں اس میں حاجی صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ یہ مکمل ہو گا۔

جناب سپیکر: جی' حاجی صاحب۔

حاجی عبدالرزاق: جناب سپیکر! میں وزیرتعلیم صاحب کو پریشان نہیں کرنا چاہتا اور میری یہ خواہش ہے کہ اب یہ اپنے محکمے پر کنٹرول سخت کریں اور محکمے کے لوگوں کو ہدایت کریں کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کریں۔ یہ ان کا فرض تھا کہ وہ آپ کو اطلاع دیتے کہ جناب' بجٹ میں اس کام کے لیے پیسہ رکھنا چاہیے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس میں توجہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی اگلا سوال حاجی محمد نواز صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد بھی حاجی محمد نواز صاحب کا سوال ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد ملک احمد علی اولکھ صاحب کا سوال ہے۔

ملک احمد علی اولکھ: سوال نمبر 1374۔

کروڑ لعل عیسن گرلز ہائی سکول کی عمارت کے لیے فنڈز

*1374۔ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل صدر مقام کروڑ لعل عیسن شہر جس کی آبادی 50 ہزار سے زائد ہے میں صرف ایک گرلز ہائی سکول ہے۔ اس سکول کا رقبہ کتنا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ طالبات کی تعداد اور ضروریات کے مطابق سکول کی عمارت ناکافی ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ سکول کی عمارت کی تعمیر کے لیے فنڈز مختص کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈئیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔ (رقبہ 02 مرلہ 5 کنال ہے۔)

(ب) درست ہے۔

(ج) جونہی حکومت کے پاس وسائل میسر آئیں گے مزید کمروں کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، اولکھ صاحب' کوئی ضمنی سوال؟

ملک احمد علی اولکھ، میری یہ گزارش ہے کہ منسٹر صاحب اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ وہ سکول کی عمارت بنوا دیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک ہائی سکول ہے' وہاں پر اس کی عمارت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کا مزید کمروں کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کرنے کا کب تک ارادہ ہے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! ہم ان شاء اللہ کوشش ضرور کریں گے کہ اگلے مالی سال میں ان کے لیے فنڈز مہیا کیے جائیں۔ جہاں تک انھوں نے کالج کا فرمایا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ کرائے کی بلڈنگ میں ہے۔ محل وقوع بھی مناسب نہیں ہے۔ اولکھ صاحب نے اس کے لیے دوسرے محکمہ زراعت یا جس محکمہ کی بھی کوئی زمین ہے وعدہ کیا تھا کہ ہم ان سے این۔ او۔ سی دلوائیں گے۔ آپ این۔ او۔ سی دلوا دیں۔ ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ بنوا دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے؟

ملک احمد علی اولکھ: شکریہ جی۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی ملک احمد علی اولکھ صاحب کا ہے۔

ملک احمد علی اولکھ: سوال نمبر 1376۔

گورنمنٹ کمرشل کالج کروڑ لعل عیسن کی عمارت

*1376۔ملک احمد علی اولکھ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کروڑ لعل عیسن گورنمنٹ کمرشل کالج جس عمارت میں چلایا جا رہا ہے۔ کیا یہ کالج عمارت اور محل و وقوع کے لحاظ سے مناسب جگہ پر ہے۔

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کی تعمیر کے لیے اراضی اور فنڈز مہیا کرنے کے لیے تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) کالج کی موجود عمارت کرائے پر حاصل کی گئی ہے جو کہ مکانیت اور محل وقوع کے لحاظ سے موزوں نہیں ہے۔

(ب) بدیں وجہ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب اس کوشش میں ہے کہ جلد زمین ملے اور ادارے کی عمارت تعمیر ہو۔ اس کے لیے محکمہ زراعت سیڈ فارم کے پاس اس کی ضرورت سے زائد زمین منتخب کی ہے اور مقامی ایم۔پی۔اے صاحب نے ان سے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ دلانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس شرط کے پورا ہونے کے فوری بعد عمارت کی تعمیر کا منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔ اس کی بھی میں نے گزارش کر دی ہے کہ ہمیں صرف این۔ او۔ سی کا انتظار ہے۔ آپ وہ دلوا دیں۔ ان شاء اللہ آپ کا یہ ادارہ بن جائے گا۔

جناب سپیکر: جی' اولکھ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

ملک احمد علی اولکھ: کوئی نہیں۔

جناب سپیکر: وہ پہلے ہی آپ کا جواب آ گیا ہے۔ اگلا سوال ہے جناب عثمان ابراہیم صاحب!

میاں عثمان ابراہیم: سوال نمبر 1377۔

ایم۔پی۔اے گرانٹ سے سکول کی تعمیر

*1377۔**میاں عثمان ابراہیم**: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی ۔89 گوجرانوالہ میں ایم۔پی۔اے گرانٹ سے محلہ مومن آباد چراغ نگر، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کے لیے جگہ خریدی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جگہ پر محکمہ تعلیم نے محکمہ مقامی حکومت سے عمارت تعمیر کروائی تھی جو ابھی تک نامکمل ہے اور سکول میں تعلیم کا سلسلہ بھی شروع نہ ہوا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک عمارت مکمل کروانے اور تعلیم کا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کی تعمیر کے سلسلے میں محکمہ تعلیم کا تعلق صرف جگہ کی نشان دہی تک ہے جبکہ اس کی تعمیر محکمہ مقامی حکومت کے ذریعے کرائے جانے سے محکمہ تعلیم کا کوئی تعلق نہ ہے۔ بہرحال یہ درست ہے کہ سکول کی عمارت ابھی نامکمل ہے اور تعلیم کا سلسلہ بھی شروع نہ ہوا ہے۔

(ج) چونکہ مذکورہ سکول کی تعمیر ایم۔پی۔اے گرانٹ سے محکمہ لوکل گورنمنٹ نے شروع کی تھی، لہذا اس کی تعمیر مکمل کرنے کی ذمہ داری بھی اسی محکمہ پر عائد ہوتی ہے۔ تعمیر مکمل ہونے پر ہی مذکورہ سکول میں تعلیم کا سلسلہ شروع کرانے کے لیے اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عثمان ابراہیم صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ اس جواب سے مطمئن نہیں۔۔۔

جناب سپیکر، عثمان ابراہیم صاحب! اس کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میرا اس پرضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی جو عمارت ہے یہ تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ محکمے کو ہدایت کریں کہ وہ اس کو take over کرے۔ اس کے بعد وہاں پر سٹاف کی تعیناتی کرے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! ویسے تو میں اس convention کی طرف بھی توجہ دلواؤں گا کہ

Education Minister traditionally don't ask other questions.

جناب عثمان ابراہیم، ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر، جی' اگلا سوال ہے سید مسعود عالم شاہ صاحب!

سید مسعود عالم شاہ، سوال نمبر 1396۔

پنجاب مڈل سکولنگ پراجیکٹ کی منسوخی کی وجہ

*1396۔ سید مسعود عالم شاہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

پی۔ پی 232 میں محکمہ تعلیم نے Punjab Middle Schooling Project کے کتنے تعمیراتی پراجیکٹ ختم کر دیے ہیں۔ ان تعمیراتی پراجیکٹ کو ختم کرنے کی وجہ کیا ہے؛ تفصیل بتائی جائے۔

وزیر تعلیم (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

مڈل سکولنگ پراجیکٹ کے تحت حلقہ پی پی-232 میں 23 تعمیراتی منصوبے منظور ہوئے جن میں سے 17 تعمیراتی منصوبے ختم کیے گئے' کیونکہ یہ ورلڈ بنک کے مقرر کردہ معیار کے مطابق نہ تھے۔ پنجاب مڈل سولنگ پراجیکٹ کی مدد سے تین قسم کے مڈل سکول بنائے جا رہے ہیں۔ جن کا معیار (criteria) مندرجہ ذیل ہے،

1۔ موجودہ سکولز میں اضافی سہولیات (improvement)

(الف) زمین / رقبہ کم از کم 4 چار کنال میسر ہو۔

(ب) طلباء کی تعداد۔

(i ثانوی سطح (VI-VIII) پر کم از کم 90 طلباء ہوں اور ابتدائی درجہ (I-V) میں کم از کم 125 طلباء ہوں۔ پرانے کمروں سمیت کل آٹھ کمرے بنائے جائیں گے۔

(ii ثانوی سطح پر کم از کم 75 طلباء اور پرائمری درجے میں 100 طلباء ہوں گے تو کل سات کمرے بنائے جائیں گے۔

(iii ثانوی درجوں میں 60 طلباء اور پرائمری سطح پر 80 طلباء ہوں تو کل پانچ

کمرے بنائے جائیں گے۔

(iv ایسے مڈل سکولز جو مندرجہ بالا کسی category میں شامل نہ ہوں گے۔ ان میں پانچ کلاس رومز بنائے جائیں گے۔

(ج) اس میں دیہاتی علاقوں والے سکول شامل کیے جائیں گے اور 70 فی صد گرلز مڈل سکولز شامل ہوں گے۔

UP GRADATION

کسی پرائمری سکول کو مڈل سکول میں تبدیل کرتے وقت مندرجہ ذیل معیار کو مدنظر رکھا جائے گا۔

(I کم از کم 6 کنال زمین میسر ہو۔

(II موجودہ عمارت کم از کم دو کمروں اور ایک برآمدے پرمشتمل ہو۔

(III جس پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دیا جانا مقصود ہو اس کی اپنی پنجم کلاس کے طلباء کی تعداد کم از کم چالیس ہو اور نزدیکی پرائمری سکولز کے کلاس پنجم کے طلباء کی تعداد بھی 40 ہونی چاہیے۔ بوائز سکولز کا درمیانی فاصلہ کم از کم 4 کلومیٹر اور گرلز کا درمیانی فاصلہ کم از کم دو کلومیٹر ہونا چاہیے۔

(IV کم از کم 20 سکولز شہری اضافی بستیوں میں بنائے جائیں گے۔

نئے مڈل سکولز ESTABLISHMENT کا قیام

(I کم از کم 6 کنال رقبہ میسر ہو۔

(II کم از کم 5 کلومیٹر کے اندر کوئی پرائمری، مڈل، ہائی اور سیکنڈری سکول موجود نہیں ہونا چاہیے۔

(III اس علاقے کی آبادی جہاں پر مڈل سکول قائم کیا جا رہا ہو کم از کم 2500 افراد پرمشتمل ہو۔

(IV 6-5 کلاس رومز بنائے جائیں گے۔

(V 20% سکولز اضافی بستیوں میں بنائے جائیں گے۔ 80% گرلز سکولز

قائم کیے جائیں گے۔

جو تعمیراتی منصوبے ختم کیے گئے ہیں وہ معیار پر پورے نہیں اترتے۔ ان منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے۔ میرا سوال تھا کہ یہ پراجیکٹ کیوں ختم کیا گیا ہے؟ یہ 23 سکولوں کا پراجیکٹ تھا جس میں سے 17 سکول cancel کیے گئے ہیں اور ان کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ یہ general policy بتائی گئی ہے کہ یہ یہ reasons ہوں گی۔

جناب سپیکر، جی، کیا وجہ ہے، کیوں یہ ختم کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ سکول محکمہ تعلیم یا حکومت پنجاب کے فنڈ سے تعمیر نہیں ہو رہے۔ یہ پنجاب مڈل سکول پراجیکٹ کی مد سے بنائے جا رہے تھے جو World Bank funded project ہے۔ انھوں نے اس کے لیے بڑے strict criterias مقرر کر رکھے ہیں۔ انھوں نے ان criterias کی چیکنگ اور verification کے لیے بھی consultants مقرر کر رکھے ہیں جن کا محکمے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ہم وہ سائیڈ منتخب کر کے ان کو بتاتے ہیں۔ وہ verification کر کے ہماری سائیڈ کو اپنے criteria کے مطابق دیکھتے ہوئے approve کرتے ہیں یا disapprove کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب!

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جب یہ منصوبہ بنایا گیا تھا تو یہ سارا سروے ہوا تھا، یہ منظور ہوا تھا۔ صرف گورنمنٹ تبدیل ہونے کی وجہ سے جو چھ سکول جاری ہو چکے تھے وہ چونکہ یہ بند نہیں کر سکتے تھے وہ چھ سکول جاری رہے۔ باقی جو صرف reasons میرے پاس آئی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس بستی میں سڑک کی approach صحیح نہیں ہے۔ ایک بستی جہاں بجلی نہیں ہے، جہاں سڑک نہیں ہے، جہاں سکول نہیں ہے، ایک اگر benefit ملا ہے تو وہ بھی withdraw کر لیا گیا ہے اور reason یہ لکھ دی گئی ہے کہ اس بستی کو سڑک نہیں جا رہی یا دوسری reason آئی ہے کہ جناب، یہ اس وڈیرے کے گھر کے قریب ہے۔ اگر ایک زمیندار کو approach کیا جاتا ہے کہ آپ زمین منتقل کر دیں تو اس کو یہ کہہ دیں کہ اپنے گھر سے دور بستی کے ساتھ زمین دیں۔ ویرانے میں تو یہ سکول بننے نہیں۔

جناب سپیکر! یہ بالکل کوئی صحیح reasons نہیں دیے گئے۔ یہ صرف گورنمنٹ تبدیل ہونے کی وجہ سے اس پس ماندہ علاقے کو مزید محروم کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں شاہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ الحمد للہ تعلیم یا دوسرے کسی بھی سماجی معاملے میں اس حکومت کا ایسا کوئی رویہ نہیں جس میں کہ سماجی indiscrimination کی جائے اور میں خدا کے فضل سے یہ دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ جہاں تک انھوں نے یہ کہا ہے کہ ان بنیادوں پر کیے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پراجیکٹ کے ساتھ ورلڈ بنک کے جو کنسلٹینٹس ہیں میں ان کے ساتھ ان کی تفصیل کے ساتھ میٹنگ کرا دیتا ہوں۔ یہ ان کے ساتھ بے شک discussion کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بہتر ہے۔ اس میں واضح ہو جائے گا۔

سید مسعود عالم شاہ: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ہے۔ جناب خالد جاوید وڑائچ صاحب!

جناب منظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب خالد جاوید وڑائچ صاحب کے ایماء پر سوال نمبر 1401 دریافت کیا۔

پرائیویٹ امیدواروں کا پریکٹیکل کا امتحان

*1401۔**جناب خالد جاوید وڑائچ:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ثانوی تعلیمی بورڈ لاہور کے زیر اہتمام 1996ء کے سالانہ انٹرمیڈیٹ امتحان میں تقریباً 500 سے زائد پرائیویٹ امیدواروں نے ایسے مضامین کا امتحان دیا جن کا پریکٹیکل دینا پڑتا ہے لیکن بورڈ کے قواعد و ضوابط کے مطابق پرائیویٹ امیدوار پریکٹیکل والا مضمون نہیں رکھ سکتا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ انتظامیہ نے تمام امیدواروں کو رول نمبر سلپس جاری کر دیں اور پریکٹیکل کے لیے کسی گورنمنٹ کے تعلیمی ادارے کی طرف سے جاری شدہ سلپ لانے کے لیے کہا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سالانہ امتحان 1996ء کا رزلٹ آیا تو مذکورہ بالا تمام طلبہ اور طالبات کو رزلٹ کارڈ جاری نہیں کیے گئے' بلکہ ان امیدواروں کو نئے سرے سے رجسٹریشن کرانے اور دوبارہ انٹر کا امتحان دینے کے لیے کہا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ کے افسران و اہل کاران کی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے ان امیدواروں کے دو قیمتی سال ضائع ہو گئے ہیں۔

(ہ) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افسران اور اہل کاران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ تقریباً 500 سے زائد پرائیویٹ امیدواروں نے 1996ء کے سالانہ انٹرمیڈیٹ امتحان میں ایسے مضامین کا انتخاب کیا جن کا پریکٹیکل دینا پڑتا ہے۔ بلکہ ایسے امیدوار صرف 122 (ایک سو بائیس) تھے۔ بورڈ کے قواعد و ضوابط کے مطابق پرائیویٹ امیدوار پریکٹیکل کا مضمون اس صورت میں رکھ سکتا تھا کہ اگر اس نے مجوزہ تعداد میں پریکٹیکل کسی ایسے ادارے سے مکمل کیے ہوں جس کا الحاق لاہور بورڈ سے ہو۔ اس مقصد کے لیے مذکورہ ادارے سے ایک سرٹیفکیٹ اس امر کا حاصل کر کے اپنے داخلہ فارم کے ساتھ منسلک کرنے کا امیدوار پابند تھا جس سرٹیفکیٹ سے یہ ثابت ہو جائے کہ امیدوار نے مجوزہ تعداد میں پریکٹیکل مکمل کیے تھے۔ یہ قواعد و ضوابط نصاب کے اس کتابچے میں بھی درج تھے جس کتابچے کی رہ نمائی میں امیدوار امتحان کی تیاری کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ان قواعد و ضوابط پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے داخلہ فارم پر بھی بہت واضح ہدایات درج تھیں۔ پھر بھی اگر کوئی امیدوار پریکٹیکل والا مضمون اختیار کر لیتا تھا تو تسلیم کر لیا جاتا تھا کہ ایسے امیدوار نے قاعدہ و قانون کے مطابق بورڈ سے الحاق شدہ کسی ادارے سے پریکٹیکل کا مجوزہ کورس مکمل کر لیا ہے' نیز یہ کہ وہ امیدوار مجوزہ تصدیقی سرٹیفکیٹ داخلہ فارم کے ساتھ منسلک کرنا بھول گیا ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے' کیونکہ ایسے امیدواروں کو متواتر تاکیدی خطوط جاری کیے گئے پھر بھی ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ امتحان بالکل سر پر آ پہنچا تو انہیں کسی

تعلیمی نقصان سے بچانے کے لیے "مشروط" (PROVISIONAL) طور پر رول نمبر جاری کر دیے گئے بشرطیکہ وہ نتیجہ کی اشاعت سے پہلے پہلے مذکورہ بالا تصدیقی سرٹیفکیٹ بورڈ کے ساتھ الحاق شدہ ادارے سے حاصل کر کے مہیا کریں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ جو کوئی امیدوار نتیجے کی اشاعت سے پہلے پہلے مذکورہ تصدیقی سرٹیفکیٹ لے آیا۔ اس کا نتیجہ نہیں روکا گیا۔ اور اسے زرلٹ کارڈ جاری کر دیا گیا۔ لیکن جس امیدوار نے بتایا کہ اس نے مطلوبہ پریکٹیکل نہیں کیے یا جس امیدوار نے کہا کہ وہ مذکورہ تصدیقی سرٹیفکیٹ مہیا نہیں کر سکتا، تو بورڈ کے پاس اس کا نتیجہ روک لینے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ پھر بھی اگر کسی امیدوار نے ثابت کر دیا کہ اس نے اختیار کرنے کے باوجود پریکٹیکل والے مضمون کا امتحان نہیں دیا اور یہ کہ وہ مضمون تبدیل کرنا چاہتا تھا، تو اس کا مضمون تبدیل کروانے کے بعد اسے کمپارٹمنٹ کے زمرے میں لایا گیا اور پھر اسے تبدیل شدہ مضمون میں اگلے امتحان میں بٹھا دیا گیا۔ اگر کوئی امیدوار اتنی رعایتیں دیے جانے کے بعد بھی غلط بیانی کر کے اور دھوکہ دہی سے، نااہل ہونے کے باوجود امتحان میں شریک ہو جاتا ہے تو اس کے پاس نئے سرے سے مگر پرانی ہی رجسٹریشن کے ساتھ امتحان دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔

(د) بورڈ کے اہل کار یا افسر ہرگز غافل نہیں ہیں، بلکہ خود امیدواروں کی غفلت اور دیدہ و دانستہ غلط بیانی کے باعث ان کے تعلیمی سال ضائع ہوتے ہیں۔

(ہ) جز(د) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ اس لیے کسی آفیسر یا کسی اہل کار کے خلاف کارروائی کا سوال ہی نہیں رہ جاتا۔

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں معزز وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اس سوال کا جواب محکمے نے دیا ہے اس میں ہے کہ "122 امیدواروں نے بورڈ آف انٹرمیڈیٹ کا امتحان دیا اور انھوں نے ایسے مضمون کا انتخاب کیا جس کا پریکٹیکل ہوتا ہے۔" اور اس میں اس کی requirement ہے کہ "کسی مجوزہ ایسے ادارے کا سرٹیفکیٹ دیا جائے کہ انھوں نے پریکٹیکل کلیئر کیے ہوئے ہیں"۔ تو جب ان امیدواروں نے وہ سرٹیفکیٹ اپنے فارم کے ساتھ منسلک نہیں کیا تو اس

سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انھوں نے کسی ایسے ادارے سے پریکٹیکل مکمل نہیں کیے۔ تو ان کو رول نمبر سلپ کیوں جاری کی گئیں؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے دو سال ضائع ہو گئے جب بعد میں ان کو کہا گیا کہ وہ نئے سرے سے امتحان دیں۔ کیا اس میں محکمے کی غفلت نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس جواب میں یہ بات بڑی واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے اور جتنے بھی امتحانات کے ادارے ہیں ان کے بہت واضح رولز ہیں اور وہ ان رولز کے اندر رہتے ہوئے ہی اپنی کارروائی کرتے ہیں۔ ہم نے کہا ہے کہ انھوں نے اس رول کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ انھوں نے اس رول کو اس حد تک relax کیا کہ بچوں کا اس سرٹیفکیٹ کے بغیر اس امید پر امتحان بھی لے لیا کہ شاید وہ پریکٹیکل مکمل کر کے جو اس امتحان کی ایک بنیادی شرط ہے اگر وہ دے دیں گے تو پھر بھی ہم ان کے رزلٹ شائع کر دیں گے۔ اس لحاظ سے ان کو مزید وقت دیا گیا کہ اگر آپ نے یہ مکمل نہیں کیے تو آپ کر لیں۔ اس شرط کے ساتھ انھوں نے امتحان بھی لے لیا۔ اس میں آپ محکمے کو کیا blame کریں گے کہ امیدوار کا اپنا بھی کوئی فرض بنتا ہے اور اس رول کے مطابق اگر وہ اپنے آپ کو ان شرائط پر پورا نہیں کرتا تو پھر تو مسئلہ حکومت کی یا ادارے کی لاپرواہی کا نہیں ہے۔ پھر کسی اور کو بھی اس سلسلے میں اس الزام کو share کرنا چاہیے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں محکمے نے اپنی غلطی کو چھپانے کے لیے ان طالب علموں پر سارا blame کیا ہے۔ جب ان کو پتا ہے کہ اس کی requirement ہے کہ وہ پریکٹیکل مکمل کیے جائیں تو جن امیدواروں نے پریکٹیکل کے سرٹیفکیٹ ساتھ منسلک نہیں کیے تو اس کا مطلب ہے کہ انھوں نے وہ پریکٹیکل کیے ہی نہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو وہی آپ کا سوال repeat ہو گیا ناں۔

جناب جہانزیب احمد خان وٹو: ان کو رول نمبر سلپس کیوں جاری کی گئیں؟

جناب سپیکر: یہ تو سوال repeat ہو گیا ہے۔ اس کا جواب انھوں نے دے دیا ہے۔ اگلا سوال ہے۔ جناب خالد جاوید وڑائچ، موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ہے۔ حاجی محمد اشرف کلیار صاحب۔

خالی اسامیاں پُر کرنا

*1407۔ حاجی محمد اشرف کلیار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے بوائز ہائی سکولوں میں تقریباً 90 ہیڈ ماسٹرز اور گرلز ہائی سکول میں تقریباً 56 ہیڈ مسٹریسز اور ایس۔ایس۔ٹی کی 260 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس۔ایس ٹیچرز کے پروموشن کے کیس ڈی۔پی۔آئی کے دفتر میں ایک سال سے مکمل پڑے ہیں مگر ابھی تک ان کا تصفیہ نہیں ہو سکا۔ حکومت کب تک ان کیسز کا فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اساتذہ کی کمی دور ہو سکے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) سرگودھا ڈویژن کے بوائز/ ہائی سکولوں میں 88 ہیڈ ماسٹرز اور گرلز ہائی سکولوں میں 48 ہیڈ مسٹریسز اور ایس۔ایس۔ٹی 240 مردانہ 234 زنانہ اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ب) حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان اسامیوں کو عنقریب پُر کیا جائے گا۔

(ج) ڈی۔پی۔آئی۔ آفس میں موجود مکمل تمام پروموشن کیسز کی تکمیل ہو گئی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں پروموٹ ہونے والے ایس۔ایس۔ٹیز نے اپنی اپنی نئی پوسٹنگز جائن کر لی ہے۔ مزید پروموشن کیسز زنانہ و مردانہ تیار کیے جا رہے ہیں توقع ہے کہ جلد ہی تمام اسامیاں پُر ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر، بہرحال آپ ان کو بتا دیں کہ یہ سکول کب سے خالی پڑے ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! کچھ سیٹیں 1992ء سے بھی خالی ہیں مگر زیادہ تر 1997ء سے خالی پڑی ہیں۔ اور ان کے لیے ہم نے promotion cases تیار کر لیے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان سکول میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی جو خالی اسامیاں ہیں یہ جلدی پوری کر دی جائیں گی۔

حاجی محمد اشرف کلیار، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ تین سال سے ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس جو سکولوں میں نہیں ہیں ان کے بغیر سکول چل رہے ہیں اور ہمارے بچے تعلیم مکمل نہیں کر سکتے۔ آپ

خود ملاحظہ فرما لیں کہ ہمارے ایریا میں 240 سکول ہیں اور ان سکولوں میں ایس۔ ایس۔ ٹی اور ایس۔ ٹی' سی ٹی کوئی اساتذہ نہیں۔ تو جناب' ہمارے بچوں کے میرٹ کا کیا بنے گا اور جو امتحان ہو رہے ہیں ان میں ان کے داخلے کا کیا بنے گا اور کالجوں میں داخلے کے لیے وہ بچے رہ گئے ہیں۔ تو جناب' کیا حکومت ان کو داخلوں میں کوئی رعایت دے دی گی؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ .....We have already اور ہمیں اس کا پورا احساس ہے' بلکہ ہم نے میٹنگز میں کافی کھینچا تانی بھی کی ہے کہ یہ مسئلہ آج تک کیوں overlook ہوا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ نہ صرف حاجی صاحب کے ایریا میں بلکہ پنجاب میں ہر سکول میں کوئی کمی نہیں رہنا دینا چاہتے۔ اس کے اوپر ہماری بھرپور توجہ ہے اور حاجی صاحب کو بھی میں گزارش کروں گا کہ وہ کسی وقت آ کر مجھے یہ معاملات بتائیں-----

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ ٹیچرز کی کب تک تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم: جناب والا! ان کی تعیناتی ہم بہت جلدی کر رہے ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ سیکنڈری لیول کے ہمارے جو ڈی۔پی۔آئی ہیں وہ ان سے رابطہ کریں' وہ ان کو بتائیں گے کہ کیا اقدامات کر رہے ہیں۔ ویسے ان شاء اللہ وہ اقدامات کر رہے ہیں' مجھے اس معاملے کا پتا ہے۔

حاجی محمد اشرف کلیار: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے جو نوجوان امتحان نہیں دے سکے اور جو پڑھ نہیں سکے ان کا کیا بنے گا' ان کو تو داخلے نہیں ملے اور وہ کالجوں میں تو جا نہیں سکے کیونکہ وہاں پر استاد نہیں ہیں۔ اور اگر ان کے پاس عملہ نہیں ہے تو وہ سکول بند کیوں نہیں کر دیے جاتے تا کہ بچے دوسرے سکولوں میں جا کر داخلہ لیں؟

جناب سپیکر: جی۔ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ ایسے سکول جہاں پر اساتذہ ہی پورے نہ ہوں وہاں پر بچے کیسے پڑھیں گے اور وہ آگے داخلہ کیسے لیں گے؟

ڈپٹی سپیکر صاحب سے گزارش ہے کہ منسٹر صاحب ذرا توجہ نہیں دے پا رہے۔

وزیر تعلیم: ویسے جناب والا! ڈپٹی سپیکر صاحب کا کوئی right نہیں کہ ان دی فلور آف دی ہاؤس سے کھڑے ہو جائیں ویسے جب یہ عموماً کرسی پر بیٹھے ہوتے ہیں تو

He commands the House from there. Why should he share? He knows, the floors with the member.

سردار حسن اختر موکل (ڈپٹی سپیکر)، جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ جب میں یہاں پر بیٹھا ہوں تو کیا میں کوئی سوال کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر، جی کلیار صاحب کا سوال یہ تھا کہ جو بچے وہاں پڑھ رہے ہیں جبکہ وہاں سکولوں میں اساتذہ بھی پورے نہیں ہیں تو ان کے آگے داخلے کا کیا بنے گا' اور ان کے امتحانوں کا کیا بنے گا؟

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ واقعی بڑا گھمبیر مسئلہ ہے اور اگر حاجی صاحب بھی کوئی وقت spare کر سکیں تو ڈی۔پی۔آئی سرگودھا ان کے ساتھ جا کر سکولوں میں visit کرنے کو تیار ہیں ادھر on the spot ان کے مسائل حل کرنے کی ہم کوشش کریں گے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! یہ پورے سرگودھا ڈویژن کا مسئلہ ہے نہ کہ صرف سرگودھا ڈسٹرکٹ کا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے اور جواب میں بھی یہ دیا ہوا ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں 88 ہیڈ ماسٹر اور گرلز ہائی سکولوں کی 48 ہیڈ مسٹریس اور ایس۔ایس۔ٹی کے 240 مردانہ اور 234 زنانہ اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیوں کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ڈی۔پی۔آئی آفس آ جائیں اور وہاں آپ کی تسلی کروا دی جائے گی۔ ہماری منسٹر صاحب تسلی کروائیں کیونکہ محکمے کے ہیڈ تو یہی ہیں اور انچارج منسٹر ہیں اور یہ بتائیں کہ یہ اسامیاں کتنے سال سے کیوں خالی پڑی ہیں اور ان کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ کا یہ سوال valid نہیں ہے کیونکہ یہ سیٹ آپ کی اپنی نہیں ہے۔ آپ اپنی سیٹ پر چلیں۔

حاجی محمد اشرف کلیار، جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کا ہمیں کوئی معقول جواب نہیں ملا۔ آپ خود فرمائیں کہ ہمارے وہ طالب علم کہاں جائیں گے یا تو جب وہاں پر کلاسوں کا اجراء نہیں ہوتا اور وہاں پر اساتذہ تعینات نہیں ہوتے ان کو سال' دو' یا تین سال کا relief دیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ کوئی نوکری کا مسئلہ تو نہیں ہے' وہ تو پڑھائی کر کے ہی امتحان دینا پڑے گا۔

منسٹر صاحب' حاجی صاحب پوچھنا یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ جو اتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور طالب علموں کا حرج ہو رہا ہے' ان اسامیوں کو پُر کرنے کا کب تک ارادہ ہے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ جتنی ٹیچرز کی اسامیاں ہیں ان کی بھی ہم کنٹریکٹ پوسٹنگ کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ ان کی اسامیاں ہم پہلے پوری کریں گے۔

جناب سپیکر، وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ کب تک پُر ہو جائیں گی۔ کیونکہ یہ ان کے پورے ڈویژن کا مسئلہ ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! ہمارا تو ارادہ ہے کہ یہ دسمبر کے آخر تک یہ سارے کا سارا کام ہو جائے۔

جناب سپیکر، کیا آپ اس وقت تک مکمل کر لیں گے؟

وزیر تعلیم، ان شاء اللہ ہم نے یہی امید رکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 1408 بھی حاجی محمد اشرف کلیار صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب۔

حاجی محمد اشرف کلیار، سوال نمبر 1408

حلقہ پی پی 27 میں اساتذہ کی خالی اسامیاں

*1408۔حاجی محمد اشرف کلیار۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی۔27 (سرگودھا) کے بوائز اور گرلز ہائی سکولوں میں AT, OT, SV,E-S-T,S-S-T, S-S اور P-E-T کی اسامیاں خالی پڑی ہیں جس سے طلبہ کا تعلیمی نقصان ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو مذکورہ بالا اسامیاں' عہدہ وائز کتنی کتنی اور کب سے خالی پڑی ہیں' کیا حکومت مذکورہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) ایس۔ایس۔ٹی' ای۔ایس۔ٹی' عربی معلم' او۔ٹی اور پی۔ای۔ٹی کی اسامیوں پر بھرتی کے لیے میرٹ لسٹیں تیار ہو رہی ہیں۔ جلد ہی مجاز افسران ان اسامیوں پر کنٹریکٹ کی بنیاد پر تقرری کر دیں گے۔ متعلقہ مضامین کے ایم۔اے پاس ایس۔ایس۔ٹیز کی بطور ایس۔ایس پروموشن ہونے پر یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

حاجی محمد اشرف کھیار: جناب والا! اس میں آپ خود اندازہ کر لیں کہ ایک پی پی میں سیٹوں کی کیا پوزیشن ہے۔ یہاں پر کتنی سیٹیں خالی پڑی ہیں اور کتنے سکول ہیں جو بے یارو مددگار ہیں۔ ہمارا سارا دیہاتی علاقہ ہے اور دور دور تک لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں میسر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اب تو انہوں نے commitment دے دی ہے کہ 31 دسمبر تک ان کو پورا کر لیں گے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! حاجی صاحب نے اس میں سوال کیا تھا کہ یہ سیٹیں کب سے خالی پڑی ہیں اور کتنی کتنی سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ تو جواب میں اس کی تفصیل تو آئی نہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! ان کے ضمنی سوال کا جواب میں دیتا ہوں کہ۔

چک نمبر 131۔ جنوبی ہائی سکول میں ایس ایس ٹی کی ایک سیٹ خالی ہے ۔ ای۔ایس۔ٹی کی ایک سیٹ خالی ہے۔ اور ایک 1992ء سے خالی ہے اور ایک 1996ء سے خالی ہے۔

اگلا سکول چک نمبر 63 جنوبی میں ہے اس میں ایس۔ایس۔ٹی میں دو سیٹیں خالی ہیں اور 1993ء سے خالی ہیں اور ایس۔وی کی دو سیٹیں خالی ہیں جو ایک 1996ء سے اور ایک 1997ء سے خالی ہے ۔

اسی طرح سے اگر یہ چاہیں تو میں ان کو سارے سکولوں کی تفصیل بتا سکتا ہوں جو کل 12 ہیں اور چھ اور گرلز ہائی سکول ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو میں ان کو پوری لسٹ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! یہ ٹوٹل سیٹیں بتا دیں۔

وزیر تعلیم: یہ پھر میں ٹوٹل کر کے بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اندازاً بتا دیں۔

وزیر تعلیم: یہ بوائز سکولز میں کوئی 58 کے قریب اسامیاں خالی ہیں اور زنانہ سکولوں میں بھی خالی ہیں مگر وہ اتنی زیادہ نہیں ہیں ویسے یہ 19 کے قریب ہیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! یہ بتا رہے ہیں کہ 58 بوائز سکولوں میں ہیں اور 19 کے قریب گرلز سائڈ پر ہیں۔ جناب یہ صرف ایک پی پی کا بتا رہے ہیں۔ اب جناب آپ پورے ڈویژن کی حالت کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، وہ تو سامنے آ گئی ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، تو جناب منسٹر صاحب ہماری تسلی کروا دیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، اس کے بارے میں تو انھوں نے کہا ہے کہ یہ دسمبر تک پُر ہو جائیں گی۔ اس کا جواب آ گیا ہے۔ اگلا سوال راجہ جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 1411 ۔

وقار النساء کالج راولپنڈی میں تھرڈ ایئر میں داخلوں کی تفصیل

*1411۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وقار النساء گورنمنٹ گرلز کالج راولپنڈی میں تھرڈ ایئر کے لیے کل کتنی طالبات کے داخلے کیے گئے ہیں اور آخری میرٹ کیا ہے۔

(ب) تھرڈ ایئر میں اسی کالج کی کتنی طالبات داخل ہوئی ہیں اور کتنی باہر سے داخل کی گئی ہیں۔ ہر ایک کے نمبر اور تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض داخلے سفارش کی بنیاد پر ہوئے ہیں اور زیادہ نمبر والی طالبات داخلہ حاصل نہیں کر سکیں۔ اگر یہ درست ہے تو محکمہ کیا کارروائی کر رہا ہے؟

جناب سپیکر، اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) گورنمنٹ وقار النساء گرلز کالج راولپنڈی میں تھرڈ ائیر یعنی بی۔اے / بی۔ایس۔سی 1997ء میں کل داخلے 809 طالبات کے ہوئے۔ اس میں سے 699 داخلے بی۔اے تھرڈ ائیر میں ہوئے اور 110 بی۔ایس۔سی تھرڈ ائیر میں کیے گئے۔ میرٹ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے،

1۔	جن طالبات نے ایف۔اے وقار النساء کالج سے 1997ء میں کیا ان کے لیے میرٹ	479
2۔	جن طالبات نے ایف۔اے دوسرے کالجز سے کیا ان کے لیے میرٹ	500
3۔	جن طالبات نے ایف۔ایس۔سی کی وقار النساء کالج سے کی ان کے لیے بی۔ایس۔سی میں داخلے کا میرٹ	550

4۔ جن طالبات نے ایف۔ایس۔سی دوسرے کالجز سے کی ان کے لیے

بی۔ایس۔سی میں داخلے کا میرٹ 582

(ب) تھرڈ ائیر میں اس کالج میں داخلہ حاصل کرنے والی طالبات کی تعداد 417 ہے۔ جبکہ دوسرے کالجز کی ٹوٹل طالبات جن کو اس کالج میں داخلہ دیا گیا۔ 392 ہیں۔

بی۔اے اور بی۔ایس۔سی میں داخلے کے حوالے سے مندرجہ بالا کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

I) وقارالنساء کالج کی کل طالبات جنہوں نے بی۔اے

تھرڈ ائیر میں داخلہ حاصل کیا' 377

II) جبکہ دوسرے کالجز کی کل طالبات جنہوں نے بی۔اے

تھرڈ ائیر میں داخلہ حاصل کیا' 322

III) وقارالنساء کالج کی کل طالبات جنہوں نے بی۔ایس۔سی

تھرڈ ائیر میں داخلہ حاصل کیا' 40

IV) جبکہ دوسرے کالجز کی کل طالبات جنہوں نے بی۔ایس سی

تھرڈ ائیر میں داخلہ حاصل کیا' 70

V) ہر ایک طالبہ کے نمبر بمع نام اور رول نمبر کی ایک فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نوٹ:۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بی۔ایس۔سی تھرڈ ائیر میں داخلے کے لیے سائنس کے اساتذہ کی کالج کونسل کی سفارشات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ کونسل کی اس سلسلہ میں میٹنگ میں کیے گئے فیصلوں کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ کوئی داخلہ سفارش کی بنیاد پر نہیں کیا گیا۔ نیز تمام داخلے میرٹ کی بنیاد پر ہوئے ہیں اور ایسا بالکل نہیں ہوا کہ زیادہ نمبر حاصل کرنے والی طالبات جنہوں نے ہمارے کالج میں داخلے کے لیے بروقت داخلہ فارم بھیجے ہوں داخلہ حاصل نہ کر سکی ہوں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ جواب میں وزیر موصوف نے یہ بتلایا ہے کہ وقار النساء گرلز کالج سے 1997ء میں جن بچیوں نے ایف اے کا امتحان پاس کیا ان کے لیے انھوں نے میرٹ 479 مقرر کیا۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ان بچیوں کی تعداد کیا ہے

کہ جن کے نمبر 479 سے کم تھے اور وہ داخلے سے محروم رہ گئیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! ابھی تو میں یہ تعداد بتانے سے قاصر ہوں مگر ضروری ہے کہ کالج کی اپنی جو بچیاں ہیں ان کو اس میں داخلے کے لیے ترجیح دیتے ہیں۔ مگر اس میں شاید اور بھی سیٹیں ہوتی ہیں جیسے sports ' extra curricular یا ایسی کسی دوسری بنیاد پر انھوں نے اپنی بچی اس میرٹ سے کم بھی داخل کی ہے وہ اس سے الگ ہوسکتی ہیں اور شاید ان کا میرٹ بھی ان نمبروں سے کم ہو۔ ان کی تعداد میں ابھی جاننے سے قاصر ہوں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا سوال کرنے کا یہ مقصد تھا کہ جو بچیاں اسی کالج کی طالب علم تھیں۔ ان میں سے اکثر بچیوں کو داخلہ وہاں نہیں دیا گیا۔ جس سے پورے ضلع کی بچیاںاور خاص طور پر گوجر خان کی چند مثالیں موجود ہیں کہ ان کے والدین وہاں دھکے کھا رہے ہیں ان کی بچیوں کو داخلہ نہیں مل رہا۔ تو میری یہ گزارش ہو گی کہ کیا کوئی ایسی پالیسی ہے کہ بچیاں یا بچے اسی کالج کے طالب علم ہوں اور اگر ان کے نمبر کم بھی ہوں تو ان کو وہاں سے نکالنا نہیں چاہیے' بلکہ ان کو اگلی کلاس میں پروموشن دے کر وہاں داخل کیا جانا چاہیے ۔

جناب سپیکر، کیا ایسی کوئی پالیسی ہے؟

وزیر تعلیم، جہاں تک دوسرے کالجز کی بچیوں کا تعلق ہے جہاں انھوں نے 417 کے قریب اپنے کالج کی بچیاں داخل کی ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ 392 باہر کے کالجوں کی بچیوں کو بھی داخلہ دیا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ تقریباً پچاس فی صد تو انھوں نے اپنے کالج کی بچیوں کا داخلے دیا ہے اور پچاس فی صد کے قریب باہر سے لڑکیوں کو داخلہ دیا ہے۔ اور It is fair کہ ایک ادارہ اپنی بچیوں کو ترجیح دیتا ہے۔ اور ہم ان کی اس داخلہ پالیسی میں مداخلت نہیں کرتے۔ ان کی اپنی بچیوں کا حصلے حق ہے ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، میں سمجھتا ہوں جو بچے اسی ادارے کے پہلی جماعت سے کالج تک جا رہے ہوں ان کو وہاں سے کم نمبروں کی وجہ سے نکالنا زیادتی ہے۔ میں منسٹر صاحب سے صرف اتنی یقین دہانی چاہتا ہوں کہ جو بچے اسی کالج میں پڑھتے ہیں اور انھوں نے ایف اے یا ایف ایس سی کا امتحان پاس کر لیا ہے تو انھیں اس کالج سے بے دخل نہ کیا جائے۔ وہ کسی دوسرے کالج میں جا کر پریشان

ہوتے ہیں اور وہ بھی ان کو داخلہ نہیں دیتے۔ لہذا یہ کوئی ایسی پالیسی وضع کریں کہ کم از کم اس کالج کے جتنے بھی بچے اور بچیاں ہیں ان کو ہر حالت میں داخلہ ملے۔ کیا وہ اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میرٹ بہر حال میرٹ ہونا چاہیے چاہے آپ اپنے کالج کی بچیوں کو بھی داخل کر رہے ہیں۔ اگر ہم یہ شرط نہیں رکھیں گے اور اس میں اگر ہم کوئی لچک پیدا کریں گے تو ظاہر ہے کہ دوسرے بچوں میں تعلیم کے بارے میں رغبت نہیں آئے گی جب وہ یہ سوچیں گے کہ ان کا اگلی کلاس میں داخلہ determined ہے۔ یہ pre-guaranteed داخلہ میرٹ کے لیے خراب ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

مخدوم زادہ سید مسعود عالم شاہ: سوال نمبر 1432۔

کمرشل/ٹیکنیکل ونگ میں یکساں گریڈ دینا

*1432۔ سید مسعود عالم شاہ: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم (کمرشل ونگ) میں تعینات جونیئر انسٹرکٹر کو سکیل نمبر 14 دیا جا رہا ہے، جبکہ ٹیکنیکل ونگ میں تعینات انسٹرکٹر، سینئر انسٹرکٹر اور چیف انسٹرکٹر کو سکیل نمبر 17 اور 18 دیا جا رہا ہے حالانکہ یہ تمام اساتذہ انٹر لیول کلاسز کو پڑھاتے ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تفاوت کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

جناب سپیکر: یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) کمرشل انسٹی ٹیوب و پولی ٹیکنک اساتذہ کے سکیل میں کوئی فرق نہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے، کیونکہ ٹیکنیکل ونگ محکمہ تعلیم کمرشل انسٹی ٹیوٹ میں تعینات جونیئر انسٹرکٹر اور پولی ٹیکنک اداروں کے جونیئر انسٹرکٹر کے سکیل میں کوئی فرق نہیں۔ ہر دو کو ایک ہی سکیل یعنی سکیل نمبر 14 میں بھرتی کیا جاتا ہے۔ انسٹرکٹر و سینئر انسٹرکٹر اور چیف انسٹرکٹر کی اسامیاں چار درجاتی فارمولا کے تحت علی الترتیب گزیٹڈ سکیل 17، 18 اور

19 میں ہیں اور یہ بھی کرسٹل و پولی ٹیکنک میں یکساں سکیل کی حامل ہیں۔
جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی نہیں۔ سوالات مکمل ہوئے۔ ایک سوال pending ہے۔ منسٹر صاحب آ گئے ہیں، اس کو ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔

وزیرصحت، دو سوال pending تھے۔ سوال نمبر 1175 اور 1264۔

جناب سپیکر، ہمارے پاس ایک ہی آیا ہے۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے سوال نمبر 1264۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ آپ پڑھ دیں۔

وزیرصحت، ویسے میری ان سے تفصیلاً بات ہو گئی ہے۔ اس دن ڈپٹی سپیکر صاحب نے حکم دیا تھا کہ آپ ان سے بات کر لیں، ہم اس وقت تک اس کو pending کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کو اور حاجی مقصود بٹ صاحب کو میں نے چیمبر میں ان کے سوالات کے حوالے سے مطمئن کر دیا تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! یہ ایک لسٹ اور بھی ہے محکمہ تعلیم کے سوالات کے جوابات کی۔

جناب سپیکر، وہ دوسرے غیر نشان زدہ سوالات ہیں۔ ان کے صرف جوابات آتے ہیں وہ زیر بحث نہیں لائے جاتے۔ اب سوال نمبر 1264 کو پڑھ دیں گے

ملتوی کردہ نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(محکمہ صحت)

گنگارام ہسپتال کا بجٹ

*1264 حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مالی سال 98-1997، کا گنگارام ہسپتال کا بجٹ کتنا ہے۔

(ب) موجود مالی سال میں بجٹ کو کس کس مد میں خرچ کیا گیا ہے۔ اس وقت ہسپتال میں کتنے شعبے کام کر رہے ہیں۔

(ج) گنگارام ہسپتال میں اس وقت کل کتنا عملہ کام کر رہا ہے۔ ان کے نام، عہدہ اور تعلیمی قابلیت بتائی جائے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) مالی سال 1997-98، کا گنگارام ہسپتال کا بجٹ مبلغ 88082275 روپے ہے۔ یہ رقم ساڑھے سات فی صد economy cut کے بعد کی ہے۔

(ب) موجودہ مالی سال میں بجٹ کو مندرجہ ذیل مدوں میں خرچ کیا جا رہا ہے،

عملے کی تنخواہیں ' ادویات وغیرہ کی خریداری ' پانی ' بجلی ' گیس کے واجبات کی ادائیگی' مرمت برائے میڈیکل مشینری' گاڑیاں' فرنیچر وغیرہ۔ ہسپتال میں استعمال ہونے والی متفرق اشیاء جنرل سٹورز وغیرہ کی خریداری۔ ہسپتال میں اس وقت چودہ شعبے کام کر رہے ہیں۔ میڈیکل ، سرجیکل ، گائنی ، ایمرجنسی ' آؤٹ ڈور ' ایڈمنسٹریشن ' ایکس رے ' ریڈیو تھراپی ' ویکسین ' چلڈرن ' پتھالوجی لیب اور آرتھوپیڈک ۔

(ج) گنگا رام ہسپتال میں اس وقت 1201 افراد پر مشتمل عملہ کام کر رہا ہے ۔ ان کے نام عہدہ اور تعلیم قابلیت کے متعلق تفصیلات منسلک ہیں۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سنٹرل ماڈل سکول کا انتظام

*832۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنٹرل ماڈل سکول' لوئر مال نیشنلائزڈ ہے اور اگر ہے تو اس کا انتظام کس کے تحت چل رہا ہے۔

(ب) سکول ہذا میں طلباء سے جو فیس وصول کی جاتی ہے اس کا باقاعدہ کوئی فیس کارڈ ہے جس میں علیحدہ علیحدہ کالم ہو اور ان میں درج ہو کہ ٹرانسپورٹ فیس' رسالہ فیس اور دیگر اخراجات فی طالب علم کتنے ہیں؟ اگر طالب علموں کو کارڈ جاری نہیں ہوتے یا ان میں علیحدہ علیحدہ اخراجات کا اندراج نہیں ہوتا ہے تو ایسا کیوں ہے۔

(ج) سکول ہذا میں جو ٹرانسپورٹ مہیا ہے اس کے لیے فی طالب علم جو اس میں سفر کرتے ہیں

ان سے 200 رروپے ماہانہ اور جو اس سہولت سے فائدہ نہیں اٹھاتے ان سے بھی 5 روپے ماہانہ وصول کیے جاتے ہیں جب طالب علموں کو سیر و تفریح پر بھیجا جاتا ہے تو ان سے 900 روپیہ اور 450 روپیہ فی کس کے حساب سے لینے کے علاوہ ان کے ذمہ بس کے ڈیزل کا خرچہ بھی ہوتا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ سکول ہذا میں جو سالانہ میگزین کے نام پر کے۔جی سے لے کر دہم تک 80 روپے فی طالب علم جبری وصول کیے جاتے ہیں یہ کس اکاؤنٹ میں جمع کرائے جاتے ہیں۔ کیونکہ میگزین بروقت شائع نہیں ہوتا اور اس سال 1997ء کا میگزین بھی ابھی تک شائع نہیں ہوا' جبکہ طالب علموں سے خرچہ لے لیا گیاہے۔ پھر اس میں جو پنجاب بنک' خالد بک ڈپو اور امتیاز بک ڈپو' اردو بازار کی پبلسٹی ہوتی ہے ان سے بھاری رقمیں وصول کی جاتی ہیں جن کا کہیں بھی ریکارڈ نہ ہے۔ اس مد میں اب تک کتنا روپیہ جمع ہو چکا ہے' تفصیل بتائی جائے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا کا پراسپکٹس 50 روپے میں ہر سال فروخت ہوتا ہے۔ اس مد میں کتنی رقم ہر سال جمع ہوتی ہے۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افراد کے خلاف جو غریب طالب علموں سے زیادہ اخراجات بغیر کسی اندراج کے وصول کر رہے ہیں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست نہیں ہے۔ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور ایک خود مختار ادارہ ہے جس کا انتظام بورڈ آف گورنرز کے تحت چل رہا ہے۔

(ب) فیس کارڈ موجود ہے۔(جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔) فیس کارڈ ہر طالب علم کو جاری کیا جاتا ہے جس پر فیس درج کی جاتی ہے۔ فیس کارڈ پر الگ الگ کالم نہیں ہیں' البتہ بنک کے چالان فارم / رسید پر ہر فنڈ کا الگ الگ کالم موجود ہے جس کے ہر کالم کے سامنے اکاؤنٹ نمبر بھی درج ہے جو ہر طالب علم وصول کرتا ہے۔ دیگر فنڈز کی وصولی کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکول کے پاس دو بسیں ہیں جو حکومت پنجاب نے ستمبر 1996ء میں مہیا کی تھیں۔ ان کو درست اور چالو رکھنے کے لیے B.O.G کی ہدایت کے مطابق سکول کی سٹیئرنگ کمیٹی نے حصہ ہائی سکول کے طلبہ سے 5 روپے ماہانہ maintenance فنڈ کی وصولی کا فیصلہ کیا ہے۔ تمام طالب علم تعلیمی یا تفریحی ٹورز (tours) کی صورت میں ان بسوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ مطالعاتی دورے پر جو کلاسیں جاتے ہیں ان سے فی طلب علم فاصلے کی مناسبت سے 10 روپے تا 15 روپے ڈیزل و دیگر اخراجات کے لیے وصول کیے جاتی ہیں۔ اس سے زائد کی ہرگز اجازت نہیں۔ پک اینڈ ڈراپ کی سہولت سے استفادہ کرنے والے طلباء سے دو سو روپے ماہانہ وصول کیے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں غریب طلباء کو فری بس پاس جاری کیے جاتے ہیں۔ سکول اساتذہ کے بچوں اور جملہ ملازمین کے علاوہ سکول ملازمین کے بچوں کو بھی فری بس پاس کی سہولت حاصل ہے۔ نیز دو یا تین بھائیوں کی صورت میں ایک کے علاوہ دیگر بھائیوں سے نصف یعنی سو روپے وصول کیے جاتے ہیں۔ دونوں بسوں سے تقریباً 150 بچے پک اینڈ ڈراپ سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ٹرانسپورٹ فنڈ کا اکاؤنٹ پنجاب بنک میں موجود ہے۔ اس فنڈ میں سے دو ڈرائیوروں اور کنڈکٹروں کی تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں۔

(د) درست ہے۔ سکول میگزین" کوشش" اس ادارے کا ترجمان ہے۔ طلبا سے فنڈ جبری نہیں لیا جاتا ہے کیونکہ غریب' نادار اور مستحق طلباء اس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہیں۔ بوجوہ 12 سال تک اس کی اشاعت بند رہی۔ 1996ء سے اس کا دوبارہ اجراء کیا گیا۔ اس مجلہ کے تمام شماروں کی اشاعت بروقت ہو رہی ہے اور طلباء میں بروقت تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور ادبی ذوق کی تسکین کے لیے یہ کلیدی رول ادا کر رہا ہے۔ ہماری اس کوشش کو اعلیٰ سطح پر سراہا گیا ہے۔ اور اسی بناء پر ادارہ ہذا کی انتظامیہ کو سیکرٹری تعلیمات کی طرف سے سند امتیاز سے نوازا گیا ہے۔ پاکستان بھر کے اہم اداروں' لائبریریوں' تعلیمی و تنظیمی دفاتر' اولڈ بوائز کے علاوہ معروف شخصیات کو بھی اس کی کاپیاں ارسال کی جاتی ہیں' اس لیے اس کی اشاعت طلباء کی تعداد سے ایک تہائی زیادہ ہوتی ہے۔ پنجاب بنک اور خالد بک ڈپو نے اشتہار دیے تھے جن کی رقم میگزین فنڈز پنجاب بنک اکاؤنٹ نمبر 1010 میں جمع ہوئی۔ میگزین فنڈ میں وصول ہونے والی رقم براہ راست پنجاب بنک اکاؤنٹ نمبر 1010 میں ہی جمع ہوتی ہے جس میں مالی بے ضابطگی کا ہرگز کوئی امکان

نہیں رہتا۔ سینئر اساتذہ پر مشتمل میگزین کمیٹی مالی امور کو بطریق احسن سرانجام دیتی ہے جبکہ جانچ پڑتال سکول کا بجٹ اینڈ اکاؤنٹ آفیسر اور اس کا عملہ خود کرتا ہے۔

(ہ) یہ بات کلی طور پر درست نہیں ہے۔ 1996ء میں پراسپکٹس کی قیمت 25 روپے تھی جس سے داخلہ ٹیسٹ کے لیے اخبار میں اشتہار' پراسپکٹس کی چھپوائی' داخلہ ٹیسٹ کے پرچوں کی تیاری جوابی کاپیوں کی فراہمی' مارکنگ اور نتائج کی تیاری کے مختلف مراحل پر اٹھنے والے اخراجات پورے نہیں ہوتے تھے۔ اب پراسپکٹس کو از سر نو مرتب کر کے خوبصورت' دیدہ زیب معیاری چھپائی کرائی گئی ہے۔ اخراجات میں اضافے کے پیش نظر 98-1997ء سے اس کی قیمت مبلغ 50 روپے مقرر کی گئی ہے۔ داخلہ کے خواہش مند پراسپکٹس پنجاب بنک سے خریدتے ہیں اور وصول ہونے والی رقم براہ راست اکاؤنٹ نمبر 1010 میں جمع ہوتی ہے۔ پراسپکٹس اور میگزین فنڈ کا اکاؤنٹ مشترک ہے اور مورخہ 98-11-18 کو بنک بیلنس شیٹ کے مطابق مبلغ 354431.80 روپے ہے۔ جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مڈل سکول چبہ کے لیے کمروں اور چار دیواری کی تعمیر

*885۔حاجی احمد خان بھرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1993ء میں گورنمنٹ مڈل سکول چبہ پرانا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کو مڈل سکول کا درجہ دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں صرف چار کلاس روم اور ایک دفتر کا کمرہ بنایا گیا جو طلباء کے لیے ناکافی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں ٹاٹ یا فرنیچر نہ ہے اور چار دیواری بھی نہیں ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے مزید کمرے اور چار دیواری تعمیر کرنے اور فرنیچر مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر تعلیم (بر گیڈئیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے اصل میں 1993 میں گورنمنٹ پرائمری سکول چبہ پرانا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کو مڈل سکول کا درجہ دیا گیا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) حکومت ایسے تمام مڈل سکولوں کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت فرنیچر فراہم کررہی ہے اور مذکورہ سکول بھی استحقاق کے مطابق اسی سہولت سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ جہاں تک مزید کمروں اور چار دیواری کی تعمیر کا تعلق ہے تو اس وقت اس مقصد کے لیے مختص کردہ فنڈز نہیں ہیں' البتہ آئندہ سالوں میں مالی وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مذکورہ سکول کو اضافی کمرے اور چار دیواری فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

گرلز سکول چبہ کے لیے فرنیچر کی فراہمی

*886۔حاجی احمد خان بھرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چبہ پرانا ضلع سرگودھا میں سٹاف اور طالبات کے لیے فرنیچر نہ ہونے کے برابر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول مذکورہ کی چار دیواری نہیں ہے جس سے طالبات اور اساتذہ کو پردے کی سخت دشواری ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سکول میں فرنیچر مہیا کرنے اور چار دیواری تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (بر گیڈئیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست نہ ہے کیونکہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چبہ پرانا ضلع سرگودھا میں سٹاف اور طالبات کے لیے مناسب مقدار میں فرنیچر موجود ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ سکول کو چار دیواری فراہم کرنے کے لیے رواں مالی سال کے دوران فنڈز کی فراہمی

ممکن نہیں۔ البتہ آئندہ سال کے ترقیاتی پروگرام کے تحت چار دیواری کی تعمیر کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

پاکپتن کے سکولوں میں اساتذہ کی تعیناتی

*922۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 63/D ضلع پاکپتن شریف میں بوائز اور گرلز پرائمری سکولوں کی عمارت بن چکی ہے۔ مگر طلباء اور اساتذہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے اس عمارت پر غیر متعلقہ افراد کا قبضہ ہے۔

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں اساتذہ تعینات کرنے اور ناجائز قابضین سے عمارت خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) بوائز اور گرلز سکولز کی عمارات بن چکی ہیں۔ بوائز پرائمری سکول اپنی عمارت میں کام کر رہا ہے۔ تاہم گرلز پرائمری سکول کی عمارت پر کسی غیر متعلقہ کا قبضہ نہ ہے۔ نیز یہ سکول تاحال محکمہ تعلیم کی تحویل میں نہ ہے۔

(ب) جواب (الف) کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔ تاہم گرلز پرائمری کی عمارت محکمہ تعلیم کے حوالے ہونے پر عملہ کی تعیناتی کے لیے محکمہ خزانہ سے منظوری حاصل کر لی جائے گی۔

ضلع سرگودھا کے کالجوں میں خالی اسامیاں

*950۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کالج ہیں۔ ان کالجوں میں اساتذہ اور دیگر عملے کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور ان میں سے کتنی خالی ہیں اور یہ کب تک پر کر دی جائیں گی۔

(ب) ان کالجوں میں پرنسپل صاحبان کی ریگولر اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی خالی ہیں اور یہ خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) ضلع سرگودھا میں انٹر اور ڈگری کالجز کی تعداد مع اساتذہ اور دیگر عملے کی تفصیل ایوان کی

میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پرنسپل صاحبان کی منظور شدہ خالی اسامیاں

1۔ مردانہ کالجز	تعداد منظور اسامیاں	10	خالی اسامیاں	1
2۔ زنانہ کالجز		12		3

تفصیل خالی اسامیاں

1۔ گورنمنٹ کالج فرد کہ

2۔ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج پھلرواں

3۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سلانوالی

پرنسپل کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لیے محکمے کو پینل برائے تعیناتی پرنسپل ارسال کیے جا چکے ہیں۔

سپلیمنٹری امتحانات کی سہولت

*1117۔خواجہ سعد رفیق ، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے مروجہ طریق کار کے مطابق بی۔اے کے سالانہ امتحانات کے بعد طلباء کو سپلیمنٹری امتحان دینے کی سہولت بھی میسر تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس طریق کار سے طالب علم اپنی سہولت کے مطابق سپلیمنٹری امتحان سے فائدہ حاصل کرتے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کی انتظامیہ نے ستمبر 1997ء سے سپلیمنٹری امتحانات کا سلسلہ اچانک ختم کر دیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپلیمنٹری امتحانات کا سلسلہ ختم کرنے کے لیے طلباء کو کسی قسم کی پیشگی اطلاع یا تشہیر نہیں کی گئی۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں' نیز سپلیمنٹری امتحانات کے خاتمے کا نوٹیفکیشن کب جاری ہوا اور اس نوٹیفکیشن کا اطلاق کب ہوا؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست نہ ہے۔ صرف وہ طلباء جو کم از کم 400 نمبروں کے پرچوں میں پاس ہوتے تھے۔ انہیں باقی مضامین میں دوسرے سالانہ امتحان میں شرکت کی اجازت تھی۔

(ب) درست نہ ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے قواعد و ضوابط کے تحت پہلے سالانہ امتحان میں 400 نمبروں کے مضامین کا امتحان پاس کرنا ضروری تھا اور باقی مضامین کی دوسرے سالانہ امتحان میں شرکت کرنے کی سہولت حاصل تھی۔

(ج) حقائق پر مبنی نہ ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ سپلیمنٹری امتحان کا قانون 1995ء میں اکیڈمک کونسل اور سنڈیکیٹ سے منظور ہوا تھا۔ اور اس کا اطلاق دو سال بعد یونیورسٹی کے قوانین کے مطابق سالانہ امتحان 1997ء سے کیا گیا اور اس فیصلے کے مطابق جو امیدوار صرف ایک مضمون میں فیل ہوں گے اور باقی مضامین میں سے ہر مضمون میں 33 فی صد اور مجموعی طور 40 فی صد نمبر حاصل کریں گے۔ ان کو ہی بی۔اے/ بی۔ایس۔سی سپلیمنٹری امتحان میں شرکت کی اجازت ہو گی۔ یہ فیصلہ تمام متعلقہ اداروں کو بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 106,107/ جی۔ایس مورخہ 19۔ اگست 1995ء بھیج دیا گیا تھا۔ یہ ترامیم تعلیمی معیار بلند کرنے اور امیدواروں میں سنجیدگی سے امتحان میں شرکت کرنے کے لیے کی گئی ہیں۔

(د) درست نہ ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ سپلیمنٹری امتحان کا سلسلہ ختم نہیں کیا گیا۔ بلکہ اکیڈمک کونسل اور سنڈیکیٹ کے فیصلے کے مطابق بی۔اے/ بی۔ایس۔سی سالانہ 1997ء سے سپلیمنٹری امتحان کا نظام شروع کیا گیا ہے۔ متعلقہ نوٹیفکیشن سہولت کے لیے ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) مکمل وضاحت اوپر کر دی گئی ہے۔ سپلیمنٹری امتحان کو ختم نہیں کیا گیا تھا۔ لہذا اس سلسلے میں کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔

سلانوالی کے بوائز/گرلز ڈگری کالجوں کی عمارات کی تعمیر

*1193۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر 85 جس کا جواب ایوان میں 21-10-97 کو پارلیمانی سیکرٹری تعلیم نے دیا تھا کے حوالہ سے بیان کریں گے کہ' کیا مذکورہ کالجوں کے لیے Amended Administrative Approval جاری کر

دی گئی ہے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

پارلیمانی سیکرٹری کے اسمبلی میں بیان کی روشنی میں سکیم برائے منظوری رسال کی گئی تھی۔ اس پر کارروائی کی جا رہی ہے۔ اگست 1998ء میں پھر Plinth Area Rates بدل گئے۔ اب نئے نرخوں کے مطابق سکیمیں تیار ہو کر وصول ہو چکی ہیں اور ان پر ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔ توقع ہے کہ دسمبر 1998ء میں ان کی انتظامی منظوری جاری کر دی جائے گی۔

سکول کی مرمت

*1203۔ حاجی **مقصود احمد بٹ:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ نیو ماڈل پرائمری سکول پریم نگر، گلی نمبر 6 لاہور میں اس وقت تقریباً پانچ سو کے قریب طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور سکول کی چھتیں گری ہوئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کی چھتیں گرنے کی وجہ سے طلباء کو ہفتہ میں دو تین چھٹیاں دی جاتی ہیں اور پڑھائی کے دوران طلباء کو کھلے آسمان کے نیچے بٹھا دیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی چھتیں مرمت کرنے اور طلباء کو ریگولر تعلیم دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگرنہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) یہ اس حد تک تو درست ہے کہ گورنمنٹ نیو ماڈل پرائمری سکول پریم نگر، گلی نمبر 6 لاہور کی چھتیں گری ہوئی ہیں لیکن طلباء و طالبات کی موجودہ تعداد تقریباً 220 ہے۔

(ب) یہ بھی جزوی طور پر درست ہے کیونکہ طلباء کو کھلے آسمان کے نیچے تو بٹھایا جاتا ہے لیکن درس و تدریس کا سلسلہ ماسوائے تعطیلات جاری رہتا ہے۔

(ج) چونکہ مذکورہ سکول کی عمارت کرایے کی ہے لہٰذا حکومت اس کی چھتوں کی مرمت کے لیے فنڈز فراہم نہیں کر سکتی۔ اگرچہ اس سکول میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے لیکن پھر بھی اگر مقامی آبادی دو کنال اراضی مفت فراہم کر دے تو مذکورہ سکول کے لیے نئی

عمارت بنانے کے لیے اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔

گرلز کالج باغبانپورہ میں اساتذہ کی تعداد

*1218۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی۔پی118 باغبانپورہ میں گورنمنٹ گرلز کالج میں کتنے پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر، لیکچرار، کلرک، چوکیدار، عملہ صفائی تعینات ہے۔ اور ان کو گورنمنٹ ماہانہ کتنی تنخواہ وغیرہ کی مد میں ادائیگی کرتی ہے۔

(ب) ہر کلاس میں طلباء کی تعداد اور لیکچرار و پروفیسرز کی تعداد کیا ہے۔ کیا اس کالج میں پروفیسروں، لیکچراروں کی تعداد طلباء کے مطابق ہے۔ اگر کالج میں پروفیسروں، لیکچراروں و دیگر عملے کی تعداد کم ہے تو حکومت تعداد کب تک پوری کر دے گی؟

وزیر تعلیم (برگیڈئیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) حلقہ پی۔پی118 باغبانپورہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں تدریسی اور غیر تدریسی عملے کی فہرست درج ذیل ہے۔

1۔ایسوسی ایٹ پروفیسر	7	ان کو گورنمنٹ ماہانہ تنخواہ کی مد میں حسب ذیل	
2۔اسسٹنٹ پروفیسر	28	ادائیگی کرتی ہے۔	
3۔ لیکچرار	40	تدریسی عملہ	660768-00 روپے
4۔اسسٹنٹ/ہیڈ کلرک	1	غیر تدریسی عملہ	62204-00 روپے
5۔ سینئر کلرک	1	میزان	722972-00 روپے
6۔ جونیئر کلرک	2		
7۔ لیکچرار اسسٹنٹ	5		
8۔ لائبریری کلرک	1		
9۔ عملہ صفائی، چوکیدار، درجہ چہارم	18		

(ب) ہر کلاس میں طالبات کی تعداد حسب ذیل ہے۔

	سال اول	سال دوم	سال سوم	سال چہارم	میزان
آرٹس گروپ	807	807	400	327	2341
سائنس گروپ	88	88	25	25	226
				کل میزان	2567

تدریسی و غیر تدریسی عملہ کی تعداد طالبات کالج ہذا میں طالبات کی تعداد سے کافی حد تک ہم آہنگ ہے۔ بلکہ محکمانہ ریکارڈ کے مطابق سائنس کے مضامین میں اساتذہ کی اسامیاں زائد (surplus) ہیں۔ محکمہ تعلیم ان دنوں ایک exercise کر رہا ہے جس کی تکمیل پر مختلف مضامین میں زائد (surplus) اسامیوں کو تبدیل کر کے وہاں منتقل کر دیا جائے گا جہاں ان کی ضرورت ہے۔ یہ عمل جاری ہے۔

سید مٹھا بازار ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر

*1265۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سٹی مسلم لیگ ہائی سکول سید مٹھا بازار کی عمارت کی حالت انتہائی خراب ہے جس کی وجہ سے سکول کے طلبہ کی تعداد انتہائی کم ہو گئی ہے۔

(ب) جز(الف) میں مذکورہ سکول کی عمارت اور کمروں کی تعمیر و مرمت کے لیے 1986ء تا 1997ء مالی سالوں کے دوران کتنے فنڈز مختص کیے گئے اور کہاں کہاں خرچ ہوئے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سکول مذکورہ کی عمارت کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ عمارت کی حالت خراب ہے۔ عمارت کا معائنہ جناب ڈی۔پی۔آئی' پنجاب کی سربراہی میں میں ڈائرکٹر ایجوکیشن سیکنڈری لاہور اور ڈی۔ای۔او لاہور سٹی نے بذات خود کیا ہے۔ تاہم طلباء کی تعداد کم ہے۔

(ب) جون 1985ء سے 1997ء تک بلڈنگ کی تعمیر پر 23 لاکھ 66 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اس کے بعد نظر ثانی شدہ سکیم گورنمنٹ کو بھیجی گئی جس کا تخمینہ لاگت 87 لاکھ 16 ہزار تھا' جس کی باقاعدہ منظوری نہ ہوئی اور گورنمنٹ نے وہ رقم واپس لے لی۔

(ج) جز(الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ جز(ب) کا جواب جز(الف) کے جواب میں درج کر دیا گیا ہے۔ تاہم وضاحت کے لیے عرض ہے کہ عمارت کی تعمیر پر 23 لاکھ 66 ہزار خرچ ہوئے ہیں اور سکول کی عمارت تعلیمی ضروریات کے لیے کافی ہے۔ فی الحال تعمیر کے لیے

مزید فنڈز کی ضرورت نہ ہے۔ تاہم مرمت کے لیے حسب قواعد فنڈز مہیا کیے جائیں گے۔

ڈنگہ ضلع گجرات میں بوائز ڈگری کالج کا قیام

*1306۔میاں طارق محمود: کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم نمبر S.O(P)3-96/90 مورخہ 15-6-93 کے ذریعہ ڈنگہ ضلع گجرات میں بوائز ڈگری کالج کے قیام کی منظوری دی تھی اور سال 1992-93ء کے اے۔ڈی۔پی میں پانچ لاکھ روپے منظور کیے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج کے قیام کے لیے 56 کنال رقبہ بھی محکمہ تعلیم کے نام منتقل ہو چکا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیرتعلیم کے حکم مورخہ 19-11-97 کے ذریعہ مذکورہ بوائز ڈگری کالج کے لیے پندرہ لاکھ روپے کی رقم بھی مختص کی جا چکی ہے۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک یہاں کالج کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے' نیز آئندہ مالی سال میں اس کالج کی تعمیر کے لیے کتنی رقم مختص کی جائے گی؟

وزیرتعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔

(د) مذکورہ کالج کے لیے سمری (summary) وزیر اعلیٰ کی منظوری کے لیے بھیجی گئی لیکن بعض وجوہات کی بناء پر مذکورہ کالج کے ڈگری لیول کے قیام کی تجویز منظور نہ ہوسکی۔لہٰذا فنڈز کی فراہمی کو زیر غور نہیں لایا جا سکتا۔

پی پی - 57 فیصل آباد میں سکولوں کی تعداد

*1307۔خواجہ محمد اسلام: کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی۔پی-57 فیصل آباد میں گزشتہ چار سالوں میں کتنے نئے پرائمری/مڈل سکول تعمیر ہوئے ہیں کتنے سکول مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے سکول نامکمل ہیں۔ جن سکولوں کی عمارات نامکمل ہیں حکومت ان سکولوں کی تکمیل کا کب تک ارادہ رکھتی ہے' نیز جو سکول مکمل ہو

چلے ہیں ان میں تدریسی عملہ ابھی تک تعینات نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ حکومت کب تک عملہ کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) جن ٹھیکے داروں نے کام مکمل نہیں کیا حکومت نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) حلقہ پی۔پی 57 فیصل آباد میں گزشتہ چار سالوں میں نو پرائمری اور ایک مڈل سکول کی تعمیر مکمل ہوئی، جبکہ چار پرائمری اور ایک مڈل سکول کی عمارات ابھی تک نامکمل ہیں اور ان کی تکمیل کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جو سکول مکمل ہو چکے ہیں ان میں سے صرف ایک گرلز پرائمری سکول کے علاوہ دیگر تمام سکولوں میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے۔ حکومت بغیر عملہ کے گرلز پرائمری سکول کو بھی عملہ فراہم کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔

(ب) سکولوں کی عمارات فنڈز دست یاب نہ ہونے کی وجہ سے نامکمل ہیں۔ لہذا ٹھیکے داروں کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں بنتا۔

منڈی بہاؤ الدین کے سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد

*1328۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع منڈی بہاؤالدین میں واقع سیکنڈری سکولز اور ہائر سیکنڈری سکولز میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور یہ اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں۔ ان خالی اسامیوں کی تفصیل بتائی جائے۔ نیز حکومت ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

کل 115 اسامیوں خالی ہیں۔ خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ خالی اسامیوں پر بھرتی کنٹریکٹ کی بناء پر زیرغور ہے۔ جلد پر کر دی جائیں گی۔ ایس۔ایس اور ہیڈ ماسٹرز کی اسامیاں ایس۔ایس۔ٹی اساتذہ کی ترقی ہونے پر پُر کر دی جائیں گی۔

گرلز ایلیمنٹری چک نمبر 29 (منڈی بہاؤالدین) میں ٹیچرز کی فراہمی

*1329۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین میں گرلز ایلیمنٹری چک نمبر 29 میں عرصہ پانچ سال سے صرف ایک ٹیچر کام کر رہی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سکول میں ٹیچرز کی کمی کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرتعلیم (برگیڈئیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) سابقہ دور میں واقعی مذکورہ سکول میں سٹاف کی کمی رہی ہے۔ لیکن اس وقت مذکورہ سکول میں حصہ مڈل کی چھ منظور شدہ اسامیوں (PET,1 S ST,1, SV,2, EST,2) میں سے چار اسامیوں (ای۔ایس۔ٹی2' ایس۔وی2) پر معلمات کام کر رہی ہیں۔ جب کہ ایک S.S.T اور ایکPET کی اسامی خالی ہے۔ PET کی اسامی کنٹریکٹ پر بھرتی کے لیے ویڈ کروائی جا چکی ہے۔SST کی اسامی کنٹریکٹ پر بھرتی کے لیے ڈائرکٹر سیکنڈری ایجوکیشن گوجرانوالہ کو بھیج دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں ایک PET اور ایک SST کی اسامی خالی ہے۔ جو گورنمنٹ کی موجودہ بھرتی پالیسی کے تحت تعیناتی کے ذریعہ پُر کر دی جائے گی۔

ہائر سیکنڈری سکول چک نمبر 16/8-BR (تحصیل میاں چنوں) کا درجہ

*1346۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک16/8-BR (تحصیل میاں چنوں) کو کب اپ گریڈ کیا گیا تھا۔ اس وقت اس سکول میں مڈل اور ہائی کلاسز میں زیرتعلیم بچیوں کی تعداد کلاس وائز کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد طالبات کو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے دور دراز کے سکولوں میں جانا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) مذکورہ سکول کو 1988ء میں ہائی سکول کا درجہ دیا گیا اور اس وقت سکول میں کلاس وائز طالبات کی تعداد اس طرح ہے۔

6	7	8	9	10	میزان
30	21	17	55	35	158

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سکول ہذا سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلہ پر گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کمبہ واقع ہے جہاں طالبات مزید تعلیم جاری رکھ سکتی ہیں۔

(ج) جز(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ کل تعداد جماعت چھٹی سے دہم تک 158 ہے۔ جماعت نہم میں 55 طالبات اور جماعت دہم میں 35 طالبات زیرتعلیم ہیں۔ چونکہ طالبات کی تعداد قلیل ہے' لہٰذا حکومت کی پالیسی کے تحت فی الحال اسے ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

حافظ آباد کے سکولوں کے لیے فرنیچر کی فراہمی

*1357۔حاجی محمد نواز، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع حافظ آباد میں حکومت نے سکولوں کے لیے یکم جولائی 1993ء سے آج تک کتنا فرنیچر خرید کیا ہے اور اس میں سے کس قدر فرنیچر کن کن اسکولوں میں تقسیم کیا گیا اور باقی ماندہ فرنیچر کس کی تحویل میں پڑا ہے۔

(ب) کیا حکومت باقی ماندہ فرنیچر کو بقیہ سکولوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) ضلع حافظ آباد میں یکم جولائی 1993ء سے آج تک سکولوں کے لیے خریدے گئے فرنیچر کی تفصیل درج ذیل ہے۔ مزید کوئی فرنیچر کسی کی تحویل میں نہیں پڑا ہوا۔

نمبر شمار	سال	نام سکول	ڈیسک	کرسی	میز	تختہ سیاہ	الماری
1۔	1993-94ء	گورنمنٹ گرلز کمیونٹی سکول جوریاں	75	42	-	-	
2۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔ کسوکی	75	42	-	-	
3۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔ بوتھیں	75	42	-	-	

4۔	1994-95ء	گورنمنٹ گرلز P/S	پریم کوٹ	30	2	2	-	
5۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	پنڈی بھٹیاں نمبر 1	30	2	2	-	
6۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	حاجی پورہ سکھیکی	30	2	2	-	
7۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	ٹھٹھہ خیر رمثل	30	2	2	-	
8۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ گرلز P/S نئی منڈی سکھیکی		30	2	2	-	
9۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	مرزا بھٹیاں	30	2	2	-	
10۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	کوٹ حشمت	30	2	2	-	
11۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ بوائز P/S	کڑیالہ	30	2	2	-	
12۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	کوٹ اسحاق	30	2	2	-	
13۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	قلعہ صاحب سنگھ	30	2	2	_	
14۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	پنڈی بھٹیاں	30	2	2	-	
15۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بھبری والا	30	2	2	-	
16۔	1995-96ء	۔ایضاً۔	بھنی مورہ	34	4	-	1	1
17۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	مہڑہ باشی	34	4	_	1	1
18۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً	ڈیر	34	4	-	1	1
19۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	ٹیوب ویل کالونی	34	4	-	1	1
20۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	نئی منڈی سکھیکی	34	4	-	1	1
21۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	کوٹ چہاں	34	4	-	1	1
22۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ P/S	بھنی مورہ	34	4	-	1	1
23۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	جانیاں	34	4	-	1	1
24۔	1995-96ء	گورنمنٹ پرائمری سکول ہنجرانوالا		34	4	-	1	1
25۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بھون کلاں	34	4	-	1	1

(ب) چونکہ تمام فرنیچر فراہم کیا جا چکا ہے اور بقایا کوئی سامان سٹور میں موجود نہ ہے۔

ضلع حافظ آباد میں اسامیوں کی تعداد

*1358۔حاجی محمد نواز، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1997ء سے آج تک ضلع حافظ آباد میں کتنے افراد کو محکمہ تعلیم میں بھرتی کیا گیا۔

(ب) جو پی۔ٹی۔سی اساتذہ بھرتی کیے گئے ہیں کیا انہیں متعلقہ مراکز میں بھرتی کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس خلاف ورزی کا کون ذمہ دار ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ج) اس وقت ضلع حافظ آباد میں گریڈ وائز کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر تعلیم (بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) 1997ء جنوری سے آج تک 209 اساتذہ کو بھرتی کیا گیا۔ تفصیل درج ذیل ہے:

D.M		E.T		E.S.T		S.V.T		P.E.T		O.T		P.T.C		A.T	
F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M
-	6	17	55	8	8	8	7	1	10	0	2	84	0	0	3

(ب) کل ضلع حافظ آباد میں 84 پی۔ٹی۔سی ٹیچرز (زنانہ) کو متعلقہ مراکز میں بھرتی کیا ہے۔

(ج) کل ضلع حافظ آباد میں 69 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

Class-Iv		A.T		E.T		E.S.T		S V		P E T		O.T	
F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M	F	M
16	-	5	5	10	15	5	5	-	-	4	4	-	-

ثانوی تعلیمی بورڈ لاہور میں جعلسازی

*1402۔ جناب خالد جاوید وڑائچ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انٹرمیڈیٹ سالانہ امتحان 1996ء میں ایک امیدوار یاسمین فجر دختر فجر علی رول نمبر 42975 انگلش میں فیل تھی اور اس کے 43 نمبرز تھے۔ لیکن اسے جو رزلٹ کارڈ سیریل نمبر 042975 مورخہ 14 ستمبر 1996ء کو جاری ہوا' اس میں پاس ظاہر کیا گیا ہے اور ٹوٹل نمبرز 547 لکھے گئے ہیں' جبکہ اس کے کل نمبر 551 بنتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یاسمین فجر کو پاس کروانے کے لیے آٹھ ہزار روپے طلب کیے گئے اور یہ رقم آرائیاں گاؤں جو رائے ونڈ روڈ پر واقع ہے کے رہائشی عبدالستار نے روپے لے کر اپنے ایک قریبی ساتھی حافظ محمد سعید جو اپنے آپ کو پنجاب یونیورسٹی کا ملازم ظاہر کرتا ہے دے دیے اور ازاں بعد انہیں پاس ہونے کا رزلٹ کارڈ مل گیا اور اس رزلٹ کارڈ پر تیار کنندہ' پڑتال کنندہ اور کنٹرولر امتحانات کے دستخط بھی موجود ہیں' اس گروہ میں بورڈ کے افسران بھی شامل ہیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس گروہ کے خلاف موثر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم (برگیڈئیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) یہ درست ہے کہ انٹرمیڈیٹ سالانہ امتحان 1996ء میں ایک امیدوار یاسمین فجر دختر فجر علی رول نمبر 042975 مضمون انگریزی میں فیل تھی اور 43 نمبر تھے۔ لاہور بورڈ کے ریکارڈ کے مطابق تاحال اس امیدوار کے انگریزی کے مضمون میں 43 نمبر ہیں۔ سیریل نمبر 042975 مورخہ 14 ستمبر 1996ء کا بورڈ کا جاری کردہ رزلٹ کارڈ بھی امیدوار کو مضمون انگریزی میں فیل ظاہر کرتا تھا۔ اس کے 547 نمبر لے کر پاس ظاہر کرنے والا رزلٹ کارڈ لاہور بورڈ کا جاری کردہ نہیں ہے۔ بلکہ مبینہ طور پر بظاہر کسی جلساز ایجنسی کا بوگس تیار کردہ رزلٹ کارڈ ہے۔

(ب) لاہور بورڈ کا دفتر ان تمام تفاصیل سے بے خبر اور لاعلم ہے۔ نیز رائے ونڈروڈ کے رہائشی عبدالستار یا اس کے ساتھی حافظ محمد یوسف کا بورڈ کے دفتر سے کوئی تعلق نہیں۔اس امیدوار کے بوگس کارڈ کے اجراء یا تیاری میں کسی اہل کار یا کسی افسر بورڈ کا ملوث ہونا نہیں پایا گیا ہے۔

(ج) جز (ب) کا جواب چونکہ اثبات میں نہیں' اس لیے کسی کے خلاف کارروائی کرنے کا سوال ہی نہیں رہ جاتا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گورنمنٹ انٹر کالج ملتان کی عمارت

347۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گورنمنٹ انٹر کالج چونگی نمبر 14 ملتان کب قائم کیا گیا۔ اس میں کتنی طالبات ہیں اور کتنی لیکچرار اس میں تعینات کی گئی ہیں۔ آیا اس میں طالبات کے لیے مکمل فرنیچر فراہم کر دیا گیا ہے۔

(ب) آیا اس کالج میں سائنس کے مضامین کے لیے مناسب لیبارٹری' سامان لیبارٹری' عمارت اور فرنیچر وغیرہ فراہم کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب نہ میں ہے تو حکومت اس کالج کے مسائل اور سامان کی کمی کو

دور کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے' نیز آیا یہ کالج سرکاری عمارت میں قائم ہے یا کرایہ کی عمارت میں۔ اگر کرایہ کی عمارت میں قائم کیا گیا ہے تو کن شرائط پر قائم کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) گورنمنٹ انٹر کالج چونگی نمبر 14 ملتان 1-9-96 کو قائم کیا گیا۔ اس میں طالبات کی تعداد 323 ہے جن کے لیے 10 لیکچرار '2' اسسٹنٹ پروفیسر اور ایک پرنسپل تعینات ہیں۔ سال 1996-97ء کے دوران مذکورہ کالج کو ایک لاکھ روپے مالیت کا فرنیچر فراہم کیا گیا۔

(ب) سال 1996-97ء کے دوران سائنس کے سامان کے لیے بھی ایک لاکھ روپے فراہم کیے گئے تھے۔ اس وقت مذکورہ کالج میں سائنس مضامین کی 80 طالبات زیر تعلیم ہیں جن کے لیے موجودہ سہولیات نا کافی ہیں۔

(ج) فنڈز کی دست یابی کی صورت میں مذکورہ کالج کو آئندہ سالوں میں مزید فرنیچر اور سائنس کا سامان فراہم کر دیا جائے گا۔ اس وقت یہ کالج سابقہ ٹی بی ہسپتال کی عمارت میں قائم ہے جس کا ایک صد روپیہ ماہانہ کرایہ ادا کیا جاتا ہے۔

اساتذہ سے دوبارہ میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ طلب کرنے کی وجوہات

404۔چودھری فضل الرحمان خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آرمی سروے کے دوران پرائمری سکولز کے اساتذہ پر IST Med. Fitness کا اعتراض لگایا گیا حالانکہ قانون کے مطابق میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ تنخواہ کے پہلے بل کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔ کیا میڈیکل کی اہمیت آرمی اور محکمہ تعلیم میں ایک جیسی ہے۔

(ب) کیا محکمہ تعلیم میں معذور افراد کا کوٹہ نہیں ہے۔

(ج) کیا 1961ء تک کے تعینات اساتذہ سے میڈیکل طلب کرنا خلاف قواعد نہیں اور جو اساتذہ اس وقت میڈیکلی فٹ ہیں کیا وہ اساتذہ دس پندرہ سال قبل بوقت تعینات زیادہ فٹ نہ ہوں گے۔

(د) اگر میڈیکل فٹنس سنبھال کر رکھنا ضروری ہے تو کیا اس کی ذمہ داری متعلقہ D.D.O اور

اکاؤنٹ آفیسر پر نہ تھی اور اگر D.D.O اور اکاؤنٹس آفیسر کی ذمے داری تھی تو اساتذہ پر ریکوری ڈالنے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) یہ درست ہے کہ آرمی سروے کے دوران First Medical Fitness نہ رکھنے والے اساتذہ کو مشکوک کیٹیگری میں رکھا گیا چونکہ کسی بھی سرکاری ملازمت میں داخلہ / بھرتی کے لیے میڈیکل فٹنس کا ہونا اشد ضروری ہے تاہم کام کی نوعیت کے لحاظ سے میڈیکل فٹنس کی اہمیت بدلتی رہتی ہے۔ آرمی میں افسران اور جوانوں کا مسلسل اے کیٹیگری میں ہونا ضروری ہے۔

(ب) درست نہ ہے، محکمہ تعلیم بھی مروجہ قانون کے مطابق معذور افراد کا کوٹہ موجود ہے۔

(ج) سروس ریکارڈ سے متعلقہ کوئی بھی دستاویز طلب کرنا خلاف قانون نہ ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ایسے تمام اساتذہ جو سروے کے دوران میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش نہ کر سکے تھے وہ بعد میں ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفسز سے ان کی نقل یا ریکارڈ میں موجود ہونے کا سرٹیفکیٹ لانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ جو آج میڈیکلی فٹ ہے وہ دس پندرہ سال پہلے بھی فٹ ہو گا۔

(د) اوپر بیان کیا جا چکا ہے مزید برآں محض اس وجہ سے کسی ملازم پر ریکوری نہ ڈالی گئی ہے تاہم فاضل ممبر کے علم میں اگر کوئی واقعہ ہے تو محکمہ ازالے کے لیے تیار ہے۔

پنجاب اسمبلی کی حدود میں مسجد کی تعمیر کے لیے چندہ کی فراہمی

جناب سپیکر، میں ہاؤس کی توجہ ایک نکتے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سیشن یا اس سے پچھلے سیشن میں پورے ہاؤس نے ایک متفقہ فیصلہ کیا تھا۔ پورے ہاؤس نے اس میں consent دی تھی اور بڑے جذبے اور جوش کے ساتھ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ چونکہ اسمبلی کے اندر مسجد موجود نہیں ہے اور آپ سب نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا کہ مسجد کی تعمیر کے لیے ایم پی اے حضرات اپنے الاؤنسز اور تنخواہ ملتی ہے اس میں سے contribute کریں گے۔ بلکہ یہاں پر ہمارے بھائی اقلیتی ممبران نے بھی بات کی اور پھر آپ نے بڑے جوش کے ساتھ فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم یہ مسجد خود بنائیں گے۔ لیکن اس میں افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ابھی بہت ہی کم تعداد

میں ممبران نے دستخط کر کے دیے ہیں۔ چونکہ ہم جلد ہی شروع کرنے والے ہیں۔ اس کے لیے آپ کو یاد کرانا ضروری تھا۔ اس کے بعد بار بار کہنا اچھا بھی نہیں لگتا کہ مسجد کے لیے بار بار یاد کرایا جائے ور اس میں براہ مہربانی خود ہی اپنے وعدے کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ بہر حال خدا کے فضل و کرم سے میں نے بھی کافی انتظامات کیے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی میں نے فنڈز کا بندوبست کیا ہے۔ آپ کی یہ اپنی مرضی ہے کہ آپ جو بھی دینا چاہیں تو ضرور دیں۔ اگر نہ دینا چاہیں تب بھی آپ کی مرضی ہے۔ ان شاء اللہ مسجد ضرور خدا کے فضل و کرم سے بنے گی۔ مسجد کے فنڈز کے لیے میں نے اور بھی انتظامات کیے ہیں۔ مسجد کی جگہ منتخب کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنی تھی۔ یہ مسجد پیچھے کی طرف بالکل اسمبلی کے ساتھ ہی ہوگی اورمسجد کو راستہ ہاؤس کے اندر سے ہوگا تاکہ سکیورٹی کے انتظامات بھی رہیں۔ اس کے نقشے پر تین چار ماہ سے کافی محنت سے کام ہوا ہے۔ ہم نے تین چار نقشے نامنظور کیے اور اب جو نقشہ منظور ہوا ہے وہ بالکل اسمبلی کی عمارت سے مطابقت رکھتا ہے' اس سے ملتا جلتا ہے۔ جب یہ مسجد باقاعدہ شروع کی جائے گی تو آپ سب کو ان شاء اللہ وہ نقشہ دکھائیں گے۔ مسجد کو راستہ اندر سے ہی ہو گا اور ممبران کو مسجد میں جانے کے لیے کوئی دقت نہیں ہو گی۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! جب تمام ممبر صاحبان نے on the floor of the House یہ commitment دی تھی کہ ہم مسجد کے لیے پیسے دیں گے تو اب مزید ان سے کچھ لکھوانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ان کی تنخواہ سے کاٹے نہیں جا سکتے؟

جناب سپیکر: نہیں، پہلے آپ کی طرف سے لکھ کر دیا جاتا ہے پھر ہم کاٹ سکتے ہیں' ہم اپنے طور پر پیسے نہیں کاٹ سکتے اور پھر اس میں تو کوئی زبردستی نہیں ہے۔

چودھری صفدر شاکر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس نیکی کے کام کے ساتھ میں نے بھی ایک رخواست اس ایوان میں کی تھی کہ ہماری اسمبلی کے مرکزی دروازے پر کلمہ طیبہ لکھا جائے۔ اور اس قت کھوسہ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس کا بندوبست کروں گا۔ اگر مسجد کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی ہو جائے تو بڑا نیکی کا کام ہو گا۔

جناب سپیکر: صفدر شاکر صاحب! اس بارے میں دو تین آرکیٹیکٹس کے ساتھ رابطہ کیا گیا کہ کس ریقے سے اور کس جگہ پر یہ کلمہ طیبہ لکھا جائے۔ جب ان کی طرف سے رپورٹ آئے گی تو پھر ان شاء للہ آپ کو آگاہ کریں گے۔

جناب سپیکر، تو اب تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ میاں ثاقب خورشید صاحب کی تحریک استحقاق move ہو چکی تھی۔ صفدر شاکر صاحب تو شاید تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کا جواب تو میں نے دے دیا تھا۔ لیکن اس بابت ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ حکم فرمایا تھا کہ میں محرک کے ساتھ بات کروں اور اگر وہ مطمئن ہو جاتے ہیں تو پھر اس تحریک کو disposed of تصور کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ مطمئن نہیں ہوتے تو پھر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے گا۔ جناب والا! محرک سے میری کل بھی بات ہوئی ہے اور ان کا استدلال یہ ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ اگر آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: تو اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے اور کمیٹی اس پر دو مہینے میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی، کیونکہ پہلے ہی ان کے پاس بہت زیادہ کام ہے۔ اگلی تحریک استحقاق میاں عبدالستار صاحب کی ہے جو کہ pending ہے۔ راجہ صاحب! کیا یہ پیش ہو چکی ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! یہ ابھی پیش نہیں ہوئی، کیونکہ کل انھوں نے خود درخواست کی تھی کہ اسے pend کیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں عبدالستار صاحب اس وقت یہاں تشریف نہیں رکھتے، صبح تو آئے تھے۔ اب اس کا کیا کیا جائے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میری ان سے بات ہوئی تھی اور متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر کا جواب بھی آ چکا ہے۔ جس اخباری خبر کو بنیاد بنا کر انھوں نے یہ تحریک استحقاق دی تھی اسی اخبار نے اس خبر کی تردید بھی چھاپ دی ہے اور اسسٹنٹ کمشنر نے بھی categorically deny کیا ہے کہ اس نے اس قسم کا کوئی بیان دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ معزز رکن اس پہ مطمئن تھے اور کل انھوں نے یہ تحریک pend بھی اسی لیے کروائی تھی۔ ان کا خود بھی متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے رابطہ تھا۔ آج اس کی تردید اخبار میں بھی آ چکی ہے۔ بہرحال جناب جیسے مناسب سمجھیں، میرا خیال ہے کہ dispose

of کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں' ٹھیک ہے اسے disposed of تصور کرتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق سید مسعود عالم شاہ صاحب کی ہے۔

تحریک التوائے کار پیش کرنے پر محکمہ کی طرف سے ایم پی اے کے خلاف انتقامی کارروائی

سید مسعود عالم شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے بارھویں اجلاس میں' میں نے ایک تحریک التوائے کار نمبر 23 بابت احمد پور شرقیہ سب ڈویژن سکارپ کے ٹیوب ویل کی بندش سے کپاس اور گندم کی فصلوں کو شدید نقصان پہنچنے پر دی تھی جو ایوان میں مورخہ 20 نومبر 1998ء کو پیش ہوئی تھی۔ جس پر حکومت نے میرے مؤقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ واقعی ٹیوب ویل 25-9-98 تا 31-10-98 تک بند پڑے رہے ہیں۔ مگر اب مورخہ یکم نومبر 1998ء کو دوبارہ چلا دیے گئے ہیں۔ حکومت کی اس یقین دہانی کے بعد میں نے اپنی مذکورہ تحریک التوائے کار پر مزید زور نہ دیا تھا۔

میں نے متذکرہ مسئلہ احمد پور شرقیہ کے عوام کی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے جو حقیقت پر مبنی ہے ایوان میں پیش کیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس کے فوری بعد نتائج یہ نکلے کہ میرے ذاتی تین ٹیوب ویلوں کے کنکشن کاٹ دیے گئے' جبکہ ان ٹیوب ویلوں کے بل بھی ادا کیے ہوئے ہیں اور کوئی بقایا بھی میرے ذمے واجب الادا نہ ہے۔

محکمے کی کوتاہیوں کی وجہ سے میرے حلقے کے عوام کو جن تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا' اس کو ایوان میں پیش کرنے کی سزا میرے بجلی کے کنکشن کاٹ کر دی گئی ہے جس سے علاقہ بھر میں میری ساکھ کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار پیش کرتے ہوئے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ میرے ٹیوب ویل بند کر دیے گئے ہیں اور میں نے اس دوران متعلقہ عملے سے بھی رابطہ کیا' اور میں نے اپنے بلوں کی فوٹو کاپیاں بھی فیکس کے ذریعے منگوا لی ہیں۔ اگر ہاؤس اس بات کی تسلی کرنا

چاہے تو میں وہ کاپیاں پیش کرنے کو تیار ہوں۔ موقعے پر ایکسیئن اپنے عملے کے ساتھ خود گیا ہے۔ اسے یہ بتایا گیا کہ بلز ادا ہیں' لیکن اس کے باوجود اس نے یہ کنکشن کٹوا دیے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا) جناب سپیکر! جو کچھ محرک نے فرمایا مجھے اس سے قطعی طور پر اختلاف نہیں۔ لیکن صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق ابھی ایوان میں بیٹھے ہوئے مجھے موصول ہوئی ہے اور اس پر تاریخ بھی آج 25 نومبر کی ہے۔ میں نے جواب کے لیے ابھی متعلقہ محکمے کو لکھا' ان شاء اللہ جواب آنے کا تو میں عرض کر دوں گا۔ لیکن میں اس سلسلے میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! شاید آج کے اخبارات آپ کی نظر سے گزرے ہوں۔ بعض اخبارات میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ یہاں پر جو معاملات زیر بحث آتے ہیں' خواہ وہ تحریک التوائے کار ہو یا تحریک استحقاق' جن کا ہم جواب نہیں دیتے اور جواب کے انتظار میں انھیں pend کروا لیتے ہیں تو اس سے یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ شاید اسمبلی کے عملے یا متعلقہ محکمے کی کسی سستی یا کاہلی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ جیسا کہ آج ابھی اس وقت ایوان میں مجھے ایک تحریک استحقاق دی گئی اور کہا گیا کہ اس کا جواب دیں۔ جناب والا! میں نے ابھی متعلقہ محکمے سے بات کرنی ہے' متعلقہ محکمے نے احمد پور شرقیہ سے اس کا جواب لینا ہے۔ پھر اس جواب کی متعلقہ وزیر صاحب سے منظوری لینا ہوگی اور جب متعلقہ وزیر اس کی منظوری دے دیتے ہیں تو تب وہ جواب اسمبلی سیکرٹریٹ میں دیا جاتا ہے۔ اب اسمبلی اس جواب کو اپنے ریکارڈ پہ لائے گی اور پھر میں یہ جواب ایوان میں دوں گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سارے عمل کے لیے تھوڑا سا وقت ضرور درکار ہوتا ہے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے پریس اور ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جان بوجھ کر معاملات کو pend نہیں کرتے' بلکہ ایک natural process ہے اور اس process کے لیے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ اس لیے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ اسمبلی کا سٹاف یا متعلقہ محکمے کا سٹاف جان بوجھ کر تاخیر کرتا ہے۔ معزز رکن سید مسعود عالم شاہ صاحب کی تحریک مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کل اس کا جواب آجائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' اس کو pending کر لیتے ہیں۔ راجہ صاحب! آپ کی بات واقعی ٹھیک ہے کہ اس میں وقت درکار ہوتا ہے۔

سید مسعود عالم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! 20 تاریخ کو جب یہ تحریک التواء پیش کی گئی تھی تو میں نے اس میں point out کیا تھا' اور جس پر ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی تھی کہ اگر واقعی کسی نے ایسا جرم کیا ہے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ اب اس رولنگ کو بھی پانچ دن گزر چکے ہیں۔ میرے یہ بل ہیں اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں پیش کر دیتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن درست فرما رہے ہیں کہ انھوں نے point out کیا تھا اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے کہا تھا۔ تو ہم نے already وہ رپورٹ مانگی ہوئی ہے جیسے ہی رپورٹ آئے گی' میں جواب دے دوں گا۔

(اس مرحلے پر سید مسعود عالم شاہ نے بل کی فوٹو کاپیاں جناب سپیکر کو پہنچائیں' جنھوں نے یہ کاپیاں وزیر قانون کے حوالے کر دیں)

توجہ دلاؤ نوٹس

جہانیاں کے نواحی گاؤں میں چھ افراد کا قتل

(---------جاری)

وزیر قانون، جناب والا! آج سے دو دن پہلے ایک Call Attention Notice کے دوران معزز قائد حزب اختلاف نے ایک امر کی نشان دہی کی کہ جس واقع کو بنیاد بنا کر انھوں نے Call Attention Notice دیا تھا کہ ڈیرہ غازی خان پولیس نے اس فریق کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کی ہے۔ اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب نے مجھے حکم دیا کہ اس سارے معاملے کی چھان بین کی جائے اور اس کے بعد ایوان میں رپورٹ دی جائے۔ میں نے ابھی معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں بھی گزارش کی ہے اور آپ کی خدمت میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق نہیں تھی' بلکہ صرف ان کے point out کرنے پر میں نے متعلقہ محکمے سے بات کی اور اس سلسلے میں یہ کارروائی کی ہے کہ ڈی ایس پی صدر ڈیرہ غازی خان امیر امان اللہ نیازی کو معطل کر دیا ہے۔ اسی طرح انسپکٹر / ایس ایچ او کوٹ چھٹہ (عظیم) کو بھی معطل کر دیا ہے۔

تفتیشی افسر کو بھی معطل کیا گیا ہے اور سب انسپکٹر احمد بخش کو بھی معطل کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تھوڑا سا بھی اس بات کا شائبہ ہو کہ کسی معزز رکن کی بات پر re-action کے طور پر اگر کوئی محکمہ اس قسم کی کارروائی کرتا ہے جس سے کسی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا کسی کے خلاف کارروائی ہوتی ہے تو میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ اس کو قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جائے گا اور متعلقہ اہل کاروں کے خلاف بھرپور کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اس کا جواب آ لینے دیا جائے۔ اسے pending کرتے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، اب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 اور نمبر 2 میں خالی اسامیوں پر اراکین کا انتخاب

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سے پہلے میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ رول (1) 150 کے تحت جناب چودھری صفدر شاکر ایم پی اے اور جناب رانا ثناء اللہ خان ایم پی اے کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کے اور جناب دیوان عاشق حسین سید ایم پی اے کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کے منتخب شدہ اراکین تصور کیا جائے۔ جناب والا اس سلسلے میں،

> There is an agreement between the Leader of the House and the Leader of the Oppositon that Ch Safdar Shakir and Rana Sana Ullah Khan MPAs be elected as members of Public Accounts Committee No . II against the vacancies caused on account of resignations of Ch Shamshad Ahmad Khan and Mr Muhammad Afzal Sahi and Dewan Ashiq Hussain Syed, MPA may be elected as Member of the Public Accounts Committee No . 1 against the vacancy caused owing to the resignation of

resignation of Haji Muhammad Sharif.

جناب سپیکر، اجازت ہے؟

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر قانون، شکریہ۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 24 pending ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ راجہ صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

گجرات کے سینما گھروں میں فحش فلموں کی نمائش

(---------جاری)

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک ایک اخباری خبر پر مبنی ہے جس میں عمومی طور پر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ گجرات میں سینما گھر فحاشی پھیلا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں کسی سینما گھر، کسی خاص فلم، کسی تاریخ یا دیگر تفصیل کی نشان دہی نہیں کی گئی۔ اس لیے قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی کے تحت یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں ہے۔ جہاں تک قابل اعتراض فلموں اور پوسٹرز وغیرہ کی تشہیر کا تعلق ہے تو حکومت نے پہلے ہی تمام ڈپٹی کمشنروں کو ضروری ہدایات جاری کی ہوئی ہیں جن کا وقتاً فوقتاً اعادہ کیا جاتا ہے۔ The Motion Pictures Ordinance and Section 292 PPC کے تحت کارروائی کرتے رہتے ہیں اور قابل اعتراض مواد کے خلاف مقدمات درج کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فلم سنسر بورڈ کے انسپکٹر بھی فحش اور قابل اعتراض فلموں کو چیک کر کے ضروری کارروائی کرتے ہیں۔

جناب والا! معزز اراکین نے اس میں اس بات کا بھی حوالہ دیا ہے کہ گجرات سے کوئی 45 رکنی وفد نے چیف سیکرٹری صاحب سے ملاقات کی تھی۔ آج میں نے ان سے بھی ریکارڈ منگوایا ہے کہ کیا اس وفد نے کسی خاص سینما کی نشاندہی کی ہے کہ جہاں پر اس قسم کی فلمیں دکھائی جاتی

ہیں۔ اور آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اور یہ بات آپ کے ضلع سے بھی متعلقہ ہے کہ آپ کے ضلع یا آپ کے شہر کے سارے سینما گھر اس مکروہ فعل میں شامل نہیں ہوں گے۔ اس لیے ضروری بات یہ ہے کہ صرف ان لوگوں کی نشاندہی کی جائے جو اس گندے کام میں ملوث ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں اس تحریک کے محرکین کی تسلی کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو کہا گیا ہے کہ وہ تمام علاقہ مجسٹریٹس کو ہدایات جاری کریں کہ وہ تمام سینما گھروں کی سختی سے نگرانی کریں اور اگر کہیں بھی اس قسم کا مکروہ فعل ہو رہا ہے تو سختی سے انسدادی کارروائی کی جائے۔ شکریہ۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! لاءمنسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کوئی مخصوص علاقہ نہیں بتایا گیا۔ تو میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ گجرات میں علی پور روڈ ہے۔ اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس روڈ پر اسلامیہ گرلز کالج ہے' کیمرج سکول ہے' بلھے شاہ اکیڈمی ہے۔ بچوں اور بچیوں کے چار پانچ سکول ہیں اور وہاں پر پوسٹر آویزاں ہیں اور اسی سڑک پر چار پانچ سینما گھر بھی ہیں۔ تو میں آپ کے توسط سے ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ pin point کیا گیا ہے' اس لیے خاص طور پر اس علاقے کو دیکھا جائے اور ان کو تنبیہہ کی جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے نوٹ کر لیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ تحریک disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 27 جناب سعید احمد خان منیس' جناب سعید اکبر خان' سید مسعود عالم شاہ' معظم جہاں زیب احمد خان وٹو کی طرف سے ہے۔ سعید احمد خان منیس صاحب پیش کریں گے۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام پر عمل درآمد میں سست روی

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دی نیشن" لاہور کی مورخہ 12 نومبر 1998ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ، "Only 6 per cent of ADP Fund utilised in three months" تفصیل اس کی یہ ہے کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پنجاب کے چیئرمین نے ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ رواں مالی سال

کی پہلی سہ ماہی کے اختتام پر سالانہ ترقیاتی پروگرام جس کی کل مالیت 17 بلین روپے بتائی گئی تھی پر عمل درآمد کی شرح صرف 6 فی صد رہی ہے اس سے واضح ہو گیا ہے کہ اس پیش رفت سے اس بار سالانہ ترقیاتی پروگرام اپنے ہدف تک نہیں پہنچ سکے گا۔ ہدف تک نہ پہنچنے کی وجہ انتظامی بدنظمی ہے۔ تعمیر و ترقی کے پروگرام میں سست روی اور متعلقہ انتظامیہ کا تساہل پسندانہ انداز شدید پریشانی کا باعث ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کو بروقت تکمیل تک نہ پہنچانے والے اور اس میں رکاوٹ ڈالنے والے مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ قومی دولت کے ضیاع، غفلت اور تساہل مجرمانہ سے صوبے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو ایوان میں فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی لودھی صاحب!

وزیرصنعت(جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ اگر قانونی اور تکنیکی پہلو سے دیکھا جائے تو یہ تحریک التوائے کار اس ضمن میں نہیں آتی کیونکہ primarily یہ purely گورنمنٹ کا concern ہے۔ It is upto Government اس نے 30 جون کو یہ جواب دینا ہے کہ اس کی implementation ہوئی ہے یا نہیں۔ جناب والا! اگر ویسے بھی دیکھا جائے تو یہ recent نہیں ہے یہ urgent نہیں ہے اور یہ specific one question نہیں ہے کیونکہ ہمارے محرک بھائی نے اس میں so many questions اٹھائے ہیں۔ آپ اگر غور کریں کہ انھوں نے خود ہی یہ فرمایا ہے کہ اس میں نمبر ایک وجہ انتظامی بدنظمی ہے۔ تعمیروترقی کے پروگرام میں سست روی ہے۔ متعلقہ انتظامیہ کا تساہل پسندانہ انداز ہے۔ اس طرح انھوں نے ایک تحریک التوائے کار میں کئی سوال اٹھائے ہیں۔لیکن اس کے باوجود یہ چونکہ بڑی اہم بات ہے اور ہم اس کے جواب دہ ہیں اور ہمارے معزز ممبران کے متعلقہ بات بھی ہے۔ اس لیے ان سب باتوں کے باوجود میں اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! پہلی سہ ماہی جو ہے عموماً آپ دیکھیں گے کہ پہلے تین ماہ ہمیشہ اس میں dela ہوتی ہے۔ اس کی بھی وجوہات ہیں۔ اس دفعہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 57 فی صد نئے منصوبوں کی جناب وزیر اعلیٰ نے جو اجازت دی تھی، تقریباً 60 فی صد نئے منصوبے اس میں رکھے گئے ہیں۔ اس کے تحت تقریباً 1326 نئی سکیمیں اس سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کی گئی ہیں۔ اس

کے بارے میں آپ کو پتا ہے کہ پہلے اس کا rough تخمینہ ہوتا ہے۔ پہلے سکیموں کی تشکیل اور identification ہوتی ہے۔ اس کے بعد اور مراحل جیسے اس کی تشہیر کی جاتی ہے اس کی منظوری ہوتی ہے۔ پھر ایک اور رکاوٹ جو اکثر آ جایا کرتی ہے کہ اس کے محل وقوع کو بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ کسی کیس میں litigation ہو جاتی ہے اور عدالتوں میں مسئلہ چلا جاتا ہے۔ اس کی acquisition ہونی ہوتی ہے۔ اس قسم کے تمام مراحل ہیں جن پر عمل درآمد سے پہلے sort out کرنا پڑتا ہے۔ جناب سپیکر! اس کے بھی علاوہ اگر آپ دیکھیں تو اس دفعہ اس میں سہولت پیدا کرنے کے لیے اس کو expedite کرنے کے لیے، ہم نے اس کو ڈی سنٹرلائز کر دیا ہے۔ یہ تمام پاورز جو پی اینڈ ڈی کے متعلقہ ہیڈ آفس میں ہوتی تھیں، ہم نے ممبران کی سہولت کے لیے عوام کی سہولت کے لیے اور پنجاب میں تعمیر و ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے اس کو ڈی سنٹرلائز کر دیا ہے۔ ضلع لیول پر ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی بنا دی ہے۔ ڈویژنل لیول پر ڈویژنل ڈویلپمنٹ کمیٹی بنا دی ہے۔ ڈسٹرکٹ لیول پر ہم نے پچاس لاکھ روپے کی سکیموں کو منظور کرنے کا اختیار ان کو دے دیا ہے۔ انھوں نے ہی identify کرنا ہے، انھوں نے ہی تشہیر کرنا ہے انھوں نے ہی منظور کرنا ہے اور انھوں نے ہی اس کی منظوری دینی ہے۔ اس کے بعد ڈویژنل لیول تک ایک کروڑ روپے تک کی سکیموں کی ان کو اجازت دے دی ہے۔ اس کے بعد پھر محکمہ دو کروڑ روپے تک کی سکیموں کو منظور کرتا ہے۔ اس سے زیادہ اگر کوئی سکیم ہوگی تو وہ ہمارے پاس آئے گی۔ اس کے بعد چونکہ ہم پر بوجھ کم ہو جائے گا۔ ہم نے اس کی مانیٹرنگ اپنے پاس رکھی ہے۔ میں خود ذاتی طور پر ان پر عمل درآمد کروانے میں کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ 30 جون سے پہلے پہلے ہم اس کو مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جناب سپیکر! میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ہمارے یہ بھائی اس سے مطمئن ہوں گے اور میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس پر عمل درآمد ہوگا۔ ویسے بھی اس میں جو 6 فی صد لکھا ہے وہ غلط quote ہوا ہے۔ اس کی رفتار 10.86 ہے۔ یہ تقریباً 11 فی صد بنتا ہے۔

جناب سپیکر، 11 فی صد کیا ہے؟

وزیر صنعت، یہ عمل درآمد کی شرح پہلی سہ ماہی میں ہے۔ ان کا موقف ہے کہ عمل درآمد کی رفتار 6 فی صد ہے اور یہ انھوں چیئرمین پی اینڈ ڈی کا حوالہ دیا ہے کہ انھوں نے کسی میٹنگ میں یہ بات کی ہے اور اخبار میں بھی شائع ہوئی ہے۔ لیکن اصل حقائق وہ ہیں جو میں نے بتائے ہیں۔ اس کو ہم

expedite بھی کریں گے اور میں آپ کو مکمل طور پر یقین دلاتا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پہلے یہ بات کی ہے کہ فنی طور پر یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی اور یہ ہاؤس نہیں پوچھ سکتا اور یہ کہ گورنمنٹ جواب دہ ہے۔ پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ public exchequer ہے اور اس کی منظوری بھی یہ معزز ایوان دیتا ہے۔ اس لیے یہ معزز ایوان اس کی utilisation کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے competent ہے کہ یہ slow کیوں ہے' یا اس کو غلط استعمال کیا جا رہا ہے' یا صحیح استعمال کیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ انھوں نے جو یہ فرمایا کہ اس کی رفتار 6 فی صد نہیں' اس سے زیادہ ہے۔ ان کی بات صحیح ہوگی۔ لیکن مجھے یہ خدشہ ہے کہ 17 بلین کا ایک window dressing کے طور پر جو بجٹ میں سالانہ ترقیاتی پروگرام reflect کیا گیا تھا' جان بوجھ کر اس کی رفتار slow رکھی جا رہی ہے۔ کیونکہ وہ 17 بلین روپے گورنمنٹ کے پاس نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس دن بھی بجٹ کے موقع پر ایوان کے فلور پر یہ کہا تھا کہ 17 بلین کا جو انھوں نے window dressing کے لیے پیسہ رکھا ہے یہ ان کے پاس نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر! میں پچھلے اجلاس میں بھی یہ عرض کر چکا ہوں اور ایوان کے فلور پر عرض کر چکا ہوں کہ 17 بلین بھی نہیں اور یہ چار پانچ بلین سے زیادہ نہیں ہوگا۔ 17 بلین جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس نہیں ہے۔ اگر ہے تو یہ اگلے چھ ماہ میں خرچ نہیں کر سکیں گے۔ یہ utilisation پوری نہیں ہو سکے گی۔ یہ بات کہ میں اس تحریک التوائے کار پر specific نہیں ہوں' میں کہتا ہوں کہ میں specific ہوں۔ میں نے اپنی تحریک میں کہا ہے کہ پچھلے تین مہینے میں سالانہ ترقیاتی فنڈز کا صرف 6 فی صد استعمال ہوا ہے۔ یہ ایک specific بات ہے جو میں نے کی ہے اور جس کا وزیر موصوف نے جواب دیا ہے۔ میں ان کی توجہ صرف یہ دلانا چاہتا ہوں اور ان سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ ضرور بتا دیں کہ آپ کے پاس 17 بلین روپے موجود ہیں اور اس سال آپ 17 بلین ہی خرچ کریں گے اور اس کو پورا utilise کریں گے۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل ڈویلپمنٹ کمیٹیاں بن گئی ہیں۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بہت سے ممبرز جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں جو

کہ ان کمیٹیوں کے ممبر ہیں، انکو ان کمیٹیوں میں شرکت کے لیے نہیں بلایا جا رہا اور نہ ہی ان سے سکیمیں مانگی جا رہی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی عرض کروں گا کہ ان کو شرکت کے لیے بھی بلایا جائے اور ان کو برابر کے فنڈز بھی مہیا کیے جائیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔لودھی صاحب۔

وزیرصنعت، جناب سپیکر! اگر ہم اس بحث میں چلے گئے کہ یہ تحریک التوائے کار بنتی ہے یا نہیں بنتی، وہ تو پھر کتابیں میرے پاس بھی ہیں اور ان کے پاس بھی ہیں۔

جناب سپیکر، جی درست ہے۔

وزیرصنعت، جناب سپیکر! اس کو چھوڑ کر میں بات کروں گا۔ اصل بات وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ 17 ارب روپے کی رقم ہے یا نہیں ہے؟ میں اس لیے کہہ رہا ہوں Primarily it is the concern of the government. گورنمنٹ نے جب اسے بجٹ میں رکھا ہے، جب اس کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رکھا ہے۔ It is understood کہ اتنی رقم ہے تو ہم نے وہ سکیمیں فلوٹ کی ہیں۔ وہ یقین رکھیں اور ان شاء اللہ حالات اور واقعات بہت بہتر ہو رہے ہیں۔ فکر نہ کریں یہ اربوں روپے پاکستان مسلم لیگ کی حکومت اس پنجاب پر پاکستان پر لگائے گی (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ پڑھیں تو ڈویلپمنٹ کمیٹیاں جو ہیں یہ کوئی ایم پی ایز پروگرام نہیں ہے یہ رورل ڈویلپمنٹ پروگرام ہے۔ یہ غلط فہمی بھی دور ہو جانی چاہیے، اس رقم کو ہم دیہاتی علاقے میں خرچ کریں گے۔ لیکن ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی جو ہے اس میں تمام محکموں کے سربراہ اور ہمارے معزز ممبران صوبائی اسمبلی شامل ہیں۔ اس کمیٹی میں یہ بھی شامل ہوں گے۔ اگر کسی جگہ پر نہیں بلایا گیا تو شاید ان کو اطلاع نہ مل سکی ہو۔ لیکن ہم ہر حال میں اس کمیٹی میں معزز رکن کو بلائیں گے۔ جناب وزیر اعلیٰ نے فیصلہ یہ کیا ہے کہ ممبران صوبائی اسمبلی اس ڈویلپمنٹ کمیٹی کے رکن ہوں گے۔ پنجاب بھر کے ہر حصے کو ہم نے مساوی تقسیم کیا ہے۔ بلکہ ہمارے جو کم ترقی یافتہ علاقے ہیں اس میں ہم نے ان کو دس فی صد زیادہ دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ اس میں انصاف ہوگا۔ اور ہم تمام دوستوں کو اس میں شامل کر کے چلیں گے۔ اور اپوزیشن لیڈر کو یہ علم بھی ہے کہ آپ کے جو بھائی یہاں سے کہیں گے، پھر اس کی ان شاء اللہ implementation بھی ہو گی۔

ب سپیکر: شکریہ جی۔

ب سعید احمد خان منیس: جناب والا! ٹھیک ہے معزز وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے میں اس
، بعد اس کو پریس نہیں کرتا۔

ب سپیکر: پریس نہیں کرتے، یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔

یر قانون: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

ب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر لاء منسٹر۔

یر قانون: جناب والا! میں آپ کے توسط سے قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لیے عرض کرنا
نا تھا کہ ان کے ذہن میں کافی سارا ابہام ہوتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پورے بجٹ اجلاس کے
ران قائد حزب اختلاف ٹریکٹر سکیم پر اعتراض کرتے رہے ہیں کہ فراڈ ہے، جھوٹ ہے یہ نہیں ملیں
ے، عوام سے دھوکہ کیا جا رہا ہے، میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا تھا کہ کل عوام کو
کٹر مل گئے ہیں۔ اس لیے آپ تسلی رکھیں۔ جس طرح لودھی صاحب نے فرمایا ہے کہ جو کچھ
رنمنٹ commitment کی ہوئی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ commitment پوری ہو گی۔

ب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

اب سپیکر: منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

اب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں تو معزز وزیر صنعت کی بات سے مطمئن ہوگیا تھا۔
ن معزز وزیر قانون نے جو بات فرمائی ہے، میں آپ کو پچھلے بجٹ اجلاس پر لیے چلتا ہوں۔ جہاں
، نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی بجٹ بک میں کتنی زیادہ خرابیاں تھیں۔ اور آپ
ے سامنے بھی یہ بات آئی تھی کہ واقعی اس میں غلطیاں تھیں اور ان غلطیوں کی میں نے نشان دہی
، تھی جس میں انھوں نے exaggeration کی ہوئی تھی اور اس پر تحاریک استحقاق بھی دی گئی
ں جو کہ take up نہ ہوسکیں۔ یہ تمام باتیں جب سامنے آتی ہیں تو پھر یہ خدشات اپنی جگہ پر ظاہر
تے ہیں۔ اور جو گرین ٹریکٹر سکیم کی بات کر رہے ہیں وہ خدشات ابھی تک میرے دل میں موجود
ں۔ کیوں کہ معزز وزیر قانون نے پہلے کہا کہ اگر وہ بجٹ میں reflect نہیں ہے تو میں استعفیٰ
ے دوں گا۔ اور اگر ہوئی تو آپ دے دیں۔ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں تشریف لائے تو انھوں نے

کہا کہ بجٹ میں اس کی provision نہیں ہے۔ ہم ضمنی بجٹ میں اس کو مہیا کریں گے۔ اور ضمنی بجٹ میں بھی پھر یہ کہاں سے divert کریں گے۔ اس diversion کا بھی انھوں نے نہیں بتایا۔ جو ٹریکٹر اب دیے جا رہے ہیں' جناب والا! میں آپ کا وقت لے رہا ہوں وہ اس لیے کہ معزز وزیر قانون نے ایک بات فرمائی ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم جسے یہ کہہ رہے ہیں کہ کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کمپیوٹرائزیشن کرنے کے لیے کمپیوٹر کو کمانڈ دی گئی تھی کہ وہ فلاں فلاں بندے کے نام نکالے۔ میں اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہوں گا کہ ڈیرہ غازی خاں میں جب چیف منسٹر صاحب نے اس کا افتتاح کیا تو اس وقت وہاں نہ جانے کتنی سینکڑوں درخواستیں موجود ہوں گی۔ لیکن اس قرعہ اندازی سے پہلے پندرہ آدمی سرٹیفکیٹس لینے کے لیے لائن اپ ہوگئے تھے۔ لوگ میری اس بات کو support کرتے ہیں کہ قرعہ اندازی کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہی وہ لائن اپ ہو چکے تھے تو کمپیوٹر کو تو کمانڈ دی گئی تھی۔

جناب سپیکر، اس میں تھوڑا سا سمجھنے والی بات ہے کہ سرٹیفکیٹس تو بعد میں دیے گئے۔ ظاہر ہے پہلے کمپیوٹر میں قرعہ اندازی ہوئی تھی تو اس کے بعد ہی ان کو وہ سرٹیفکیٹس ملنے تھے۔ بہرحال لاء منسٹر صاحب اس میں بات کو واضح کریں گے۔ اپوزیشن لیڈر کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں نام ہی پہلے سے فیڈ کیے ہوئے تھے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان کا پرابلم ہے۔ انھوں نے ایک اعتراض کرنا ہے اور پھر اس اعتراض پر قائم بھی رہنا ہے۔ وہ اب بھی فرما رہے ہیں کہ گرین ٹریکٹر نہیں ملیں گے۔ اب میں اس پر انھیں کیسے سمجھا سکتا ہوں؟

جناب سپیکر، جی ہاں وہ تو ظاہر ہے۔

وزیر قانون، میرے خیال میں جناب والا! یہ واحد شکایت آج ہم نے سنی ہے۔ میں خود اس ضلع میں اپنی کمیٹی کا سربراہ تھا جس نے ٹریکٹر سکیم کی قرعہ اندازی کی ہے۔ اور تمام منسٹر صاحبان اپنے اپنے اضلاع میں اس کے سربراہ تھے۔ یقین کیجئے کہ کسی بھی ضلع میں سے ایک بھی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ وہ اپنے ضلع کی بات نہیں کر رہے۔ وہ ڈیرہ غازی خان کی بات کر رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج کل قائد حزب اختلاف کے پاس جو سارا مواد اعتراضات کا آ رہا ہے وہ ڈیرہ غازی خان سے آ رہا ہے۔ وہ جو بات کرتے ہیں ڈیرہ غازی خان کے حوالے سے کرتے ہیں اپنے ضلعے کے حوالے سے

نہیں کرتے۔

جناب سپیکر، آپ اپنے ہی ضلعے میں چیک کرلیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خاں کی بات میں نے اس لیے کی ہے کہ وہاں قرعہ اندازی کا افتتاح ہوا تھا اور ٹیلی وژن پر وہ ٹیلی کاسٹ کیا گیا تھا۔ اور اس میں یہ تھا کہ جس وقت ابھی کمپیوٹرائزیشن شروع ہی نہیں ہوئی تھی تو پہلے پندرہ بندے لائن اپ ہوگئے تھے۔

جناب سپیکر، کسی بھی ضلع میں سے ابھی تک ایسی کوئی اطلاع نہیں آئی کہ جو قرعہ اندازی ہوئی ہے وہ جعلی ہوئی ہے۔ آپ اپنے ضلع میں چیک کرلیں۔ اس میں کوئی دقت والی بات نہیں ہے۔ وہاں پر دیکھیں کہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں تو پورے پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کا ضلع پنجاب میں نہیں آتا؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی بالکل آتا ہے۔

جناب سپیکر، تو اس کے بارے میں مجھے بتا دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کو ٹیلی وژن پر نہیں دکھایا گیا تھا' ڈیرہ غازی خان کو دکھایا گیا تھا۔

جناب سپیکر، ٹی وی کی بات نہ کریں' ٹی وی کی بات چھوڑیں۔ اور آپ مجھے یہ بات بتائیں کہ آپ کے ضلع میں قرعہ اندازی صحیح نہیں ہوئی؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ بات چھوڑنے والی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں آپ میری بات کا جواب دے دیں۔ آپ کے ضلع میں قرعہ اندازی صحیح نہیں ہوئی؟

جناب سعید احمد خان منیس، میں سمجھتا ہوں کہ جب باقی ضلعوں میں صحیح نہیں ہوئی تو وہاں بھی صحیح نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، باقی ضلعوں کی بات نہ کریں۔ آپ خاص طور پر اپنے ضلع کی بات بتائیں کہ وہاں قرعہ

اندازی صحیح ہوئی ہے یا نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرعہ اندازی سے پہلے آدمیوں کا لائن اپ ہونا کیا ہے؟

جناب سپیکر، آپ ایک بات کا صرف جواب دے دیں کہ قرعہ اندازی آپ کے ضلع میں صحیح ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ قرعہ اندازی سے پہلے' لائن اپ کیسے پہلے ہو گئے؟

جناب سپیکر، نہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر میں allow ہی نہیں کرتا۔ جی ساہی صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی)، جناب والا! ڈیرہ غازی خان کا ذکر ہوا' وہاں پر جس دن قرعہ اندازی ہوئی' وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ میں بھی تھا۔ اس بات میں قطعاً کوئی حقیقت نہیں ہے کہ قرعہ اندازی پہلے ہی آدمی لائن اپ کر دیے گئے تھے۔ قرعہ اندازی پہلے ہوئی اور جن کے نام قرعہ اندازی میں آئے ان کو ہی لائن اپ کیا گیا تھا۔ اپوزیشن لیڈر کا یہ بھی کہنا کہ کمپیوٹر کو پہلے ہی نام فیڈ کر دیئے گئے۔ اگر ایسا ہوتا کے کزن کا ٹریکٹر نہ نکلتا۔

جناب سپیکر، کیا ان کے کزن کا ٹریکٹر بھی نکلا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی ہاں۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر جناب خاکوانی صاحب۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خاکوانی)، جناب والا! آپ کا مشکور ہوں۔ اور اس حوالے سے میں آپ کے توسط سے کہ اپوزیشن لیڈر نے پہلے نمبر پر تو یہ اعتراض کیا تھا کہ یہ جو سبسڈائزڈ ٹریکٹر ہیں ان کے لیے بجٹ میں رقم ہی نہیں رکھی گئی۔ پہلے نمبر تو انھوں نے یہ اعتراض کیا تھا۔ اور شکوک و شبہات کا اظہار کیا تھا کہ یہ صرف کاغذی کارروائی ہے۔ گراؤنڈ پر یہ implement نہیں ہوگی۔ اس کے بعد یہ نہ صرف کمپیوٹر کے ذریعے شفاف طریقے سے ہر ضلع میں ان خوش نصیبوں کے نام نکلے۔ بلکہ اس کے بعد اگلے مرحلے پر' ابھی تو یہ ناموں پر بات کر رہے ہیں' کل ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے

عملی طور پر وہ ٹریکٹر hand over بھی کیے ہیں۔ الحمد للہ' ہم جو بات کرتے ہیں اس پر عمل کرکے دکھاتے ہیں۔ اس لیے ان کے خدشات بالکل بے بنیاد ہیں۔ ما سوائے مایوسی پھیلانے کے اور کچھ بھی نہیں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 28 جناب سعید احمد خان منیس صاحب سعید اکبر خان صاحب' سید مسعود عالم شاہ صاحب اور معظم جہاں زیب وٹو صاحب کی طرف سے ہے۔ تو یہ آپ پیش کریں گے؟ جی۔

چوبرجی کوارٹرز لاہور میں سوئی گیس کا اخراج

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چوبرجی کوارٹرز کے رہائشی کمروں' صحن' پودوں کی کیاریوں غرض یہ کہ ہر جگہ سے سوئی گیس خارج ہو رہی ہے۔ صورت حال اس قدر تشویش ناک ہوگئی ہے کہ باہر گلیوں میں بھی گیس کا اخراج بہت زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے گلے خراب ہو رہے ہیں اور انسانی صحت پر اس کے مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ خصوصی طور پر سی بلاک میں صورت حال کافی پریشان کن ہے۔ اس وجہ سے وہاں کے لوگوں میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کرکے اسے فوراً زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی ساہی صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس تحریک میں جو نکات اٹھائے گئے ہیں ایک تو یہ کہ یہ چوبرجی کوارٹرز کے مکینوں میں بڑا اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے اور مکانوں کے اندر باہر گلیوں اور صحن میں ہر جگہ گیس کی لیکیج ہو رہی ہے۔ جناب والا! اگر اتنی بڑی مقدار میں گیس کی لیکیج ہوتی تو پھر یہ گیس پورے لاہور کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ گیس کی یہ پائپ لائن آج سے 28 سال پہلے لگائی گئی اور یہ لائن پرانی ہونے کی وجہ سے کبھی کبھار لیکیج ہو جاتی ہے اور اس کو فوری طور پہ بند کر دیا جاتا ہے۔ جناب والا! پچھلے سال تقریباً ایک لاکھ روپے کی لاگت سے اس پائپ لائن کو درست کیا گیا یا پرانی پائپ لائن کو ہٹا کر نئی پائپ لائن لگائی گئی اور اس سال پرانی ناقص پائپ لائن کا ایک لاکھ 60 ہزار 3 سو روپے تخمینہ لگایا گیا ہے اور جب یہ اس سال ایک لاکھ

60 ہزار 3 سو روپے سے پرانی پائپ لائن کو ہٹا کر نئی لگا دی جائے گی تو کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں آئے گی۔ باقی جو گھر کے کمروں کے اندر کی بات کر رہے ہیں تو جناب والا! یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کمروں کے اندر بھی گیس لیک ہو رہی ہو' باہر صحن میں بھی لیک ہو رہی ہو اور یہ ہفتے یا مہینوں چلتی رہے۔ جہاں گھر کے اندر کوئی چھوٹی موٹی لیکیج ہوتی ہے وہ تو فوری طور پہ ہمارے آدمی اس کو بند کر دیتے ہیں۔ جہاں تک انھوں نے سی بلاک کا ذکر کیا' جناب والا! آج سے دو تین روز پہلے شکایت ملی تھی کہ سی بلاک میں گیس کی کوئی لیکیج ہے۔ تو آج سے دو دن پہلے وہاں پہ کام شروع ہے' آج شام تک ان شاء اللہ تعالیٰ وہ کام مکمل کر دیا جائے گا اور وہ لیکیج بند ہو جائے گی۔ تو میں اپنے بھائی قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو پریس نہ کریں کیوں کہ انھوں نے جو "سی" بلاک کا کہا تھا کہ وہاں ابھی بھی لیکیج ہو رہی ہے وہ ہم نے بند کر دی ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سعید احمد خان منیس، معزز وزیر صاحب نے جو بات بتائی ہے اس میں میں خاص طور پر "سی" بلاک کے کوارٹر نمبر "25 سی" اور "2" سی کا حوالہ دوں گا جہاں کہ جلتی ہوئی سلائی پھینکنے سے کیاری میں آگ لگ گئی تھی۔ میں ان کی اطلاع کے لیے کہ وہ صوبائی محکمے کے تحت آتا ہے اور وہاں زیر زمین پائپ پھٹے ہوئے ہیں جو یہ تسلیم بھی فرما رہے ہیں کہ ان کی مرمت کی جا رہی ہے۔ تو میرا مقصد یہ ہے کہ یہ صرف اندر نہیں' باہر بھی ایک خطرناک بات ایک بہت بڑے سانحے کا سبب بن سکتا ہے لیکن جیسے معزز وزیر صاحب نے کہا ہے کہ وہ اس پہ ایکشن لے رہے ہیں اور وہاں کام ہو رہا ہے تو پھر میں اس پہ پریس نہیں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ ساہی صاحب! یہ آپ ذرا "25" سی نوٹ کر لیں جس کا وہ ذکر کر رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! ابھی دو دن سے 10 سی سے لے کر "25" سی تک کام ہو رہا ہے اور اس پہ 15 ہزار روپے لاگت آئے گی اور آج شام تک یہ مکمل ہو جائے گا۔ اور باقی اس کے علاوہ بھی قائد حزب اختلاف جو فرماتے ہیں ان شاء اللہ ان کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر، disposed of تصور کی جاتی ہے۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید اختر حسین رضوی، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔ نمبر 1۔ تحریک استحقاق نمبر 6 بابت 1998ء پیش کردہ جناب شوکت محمود صاحب ایم پی اے۔ تحریک نمبر 2۔ تحریک استحقاق نمبر 10 بابت 1998ء پیش کردہ جناب امتیاز احمد لالی ایم پی اے۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب ایم پی اے۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی غلام صابر انصاری صاحب ایم پی اے۔ تحریک استحقاق نمبر 13 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی اللہ یار انصاری صاحب ایم پی اے۔ تحریک استحقاق نمبر 17 بابت 1998ء پیش کردہ چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب ایم پی اے۔ تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری پارلیمانی سیکرٹری تعلیم۔ تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق صاحب ایم پی اے۔

جناب سپیکر۔ جی اجازت ہے۔ (جملہ تحاریک استحقاق متفقہ طور پر منظور ہوئیں)

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر۔ جی اجازت ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ سوال نمبر 1369 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر۔ جی اجازت ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی طرف سے پیش کردہ تحریک متعلقہ نصاب گورنمنٹ کالج لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، جی اجازت ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون ترمیم بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، جی اجازت ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سعید احمد چودھری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون ترمیم پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، جی اجازت ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت، پنجاب مصدرہ 1998ء (-----جاری)

MR SPEAKER: Now, we resume consideration of Clause 5 of the Punjab Loca Government (second amendment) Bill, 1998.

پارلیمانی سیکرٹری قانون: جناب! اس کو رول 102 کے تحت postpone فرما دیں، کیوں کہ اس پہ ہماری ترامیم ہیں۔

جناب سپیکر: جی postpone کی جاتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس: یہ کون سے رول کے تحت واپس لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: 102 کے تحت انھوں نے postpone کرائی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: یہ ختم ہوسکتی ہے یا---

جناب سپیکر: نہیں، postpone ہوسکتی ہے آپ 102 پڑھ لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں ذرا ایک منٹ پڑھ لوں۔

MR SPEAKER: The Speaker may, if he thinks fit, postpone the consideration of "A" Clause.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ اس میں کافی کلیئر ہے۔ آپ کی وہ بات ٹھیک ہے لیکن میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ اس کو پیش نہیں کرنا چاہتے-----

جناب سپیکر: postpone ہوسکتی ہے۔ postpone ہونے میں کوئی رکاوٹ ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی رکاوٹ ہے۔

جناب سپیکر: جی کیا رکاوٹ ہے؟ رولز کے تحت بات کریں ناں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب! یہ میں رولز کے تحت ہی بات کرتا ہوں کہ repeal کی کلاز

میں انھوں نے کہا ہے کہ،

The Punjab Local Government second amendment Ordinance 1998, 19 of 1998 hereby repealed.

جناب! یہ اس کو کیا postpone کریں گے؟ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ جس آرڈیننس کی بات کر رہے ہیں۔ آرڈیننس جب under Article 128(2) issue ہوتا ہے تو اس کی میعاد تین مہینے ہوتی ہے۔ میں relevant Article میں پڑھ دیتا ہوں،

"An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provincial Assembly and shall be subject to like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws, but every such Ordinance-

(a) shall be laid before the Provincial Assembly and shall stand repealed at the expiration of three months from its promulgation ....."

جناب یہ جو آرڈیننس ہے' اس کا نوٹیفکیشن 19 اگست کو issue ہوا ہے اور اس کی زندگی 18 نومبر کو ختم ہوگئی جب تین مہینے گزر گئے۔ تو یہ ایک مردہ آرڈیننس ہے۔ اس کلاز کو کس لیے ملتوی کر رہے ہیں؟ یہ مردہ آرڈیننس کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں؟ یہ تو آرڈیننس ہی ختم ہو چکا ہے۔ اس کو آپ کس لیے ملتوی کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون(چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے یہ درخواست کی تھی کہ اس کو ملتوی کر دیں' کیونکہ اس میں ہماری ترمیم ہے۔ اگلی جو کلاز آئے گی اس کی passage کے بعد اس نے ویسے ہی redundant ہو جانا ہے۔ اس لیے میں نے اسے ملتوی کرایا ہے اور آپ اس کو 102 کے تحت ملتوی کر سکتے ہیں۔ رولز بڑے واضح ہیں۔ یہ تو ویسے ہی بے نتیجہ بحث میں الجھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اگلی کلاز میں سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' یہ ویسے ہی redundant ہو جاتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب with

the law کچھ well informed نہیں ہیں۔ اگر یہ نہیں لانا چاہتے تو پھر یہ اس کو پیش ہی نہ کریں۔
جناب سپیکر: انھوں نے پیش نہیں کی ہے۔ ابھی تو اس کے اوپر بحث ہی vaild نہیں ہے۔ جب پیش ہوگی تو پھر آپ والی بات آئے گی۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ آپ والی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن وہ سوال اس وقت پیدا ہوگا جب یہ کلاز پیش ہوگی۔ ابھی پیش ہی نہیں ہوئی۔ وہ پیش کرنے سے پہلے کہہ رہے ہیں کہ رول 102 کے تحت سپیکر جب یہ سمجھے کہ اس کو ملتوی کیا جا سکتا ہے تو ہو سکتی ہے۔اس میں کون سی رکاوٹ کی بات ہے۔
جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ dead law ہے۔
جناب سپیکر: یہ تو صرف بحث برائے بحث ہے۔ اس کی کوئی تک نہیں بنتی۔ جب ایک کلاز پیش ہی نہیں ہوئی تو اس کے اوپر آپ بحث کر رہے ہیں۔

CLAUSE 1

Now , Clause 1 of the Bill is under consideration An amendment has been received from Law Minister. He may move.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move:-

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill , as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:
>
> "(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 1998 (XIX of 1998) stands repealed under Article 128 (2) of the Constitution "

MR SPEAKER: The amendment moved is.

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill . as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 1998 (XIX of 1998) stands repealed under Article 128 (2) of the Constitution."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، منیس صاحب oppose کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! قانون زیر غور آرڈیننس 19 بابت 1998ء کے ذریعے 18-11-98 تک نافذ العمل تھا۔ اس قانون کو جاری رکھنے کے لیے یہ ترمیم کی جا رہی ہے۔ جناب والا! گزارش اس میں یہ ہے کہ جب ایک آرڈیننس پیش کیا جاتا ہے اور اس کی extension اجلاس کے دوران نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح یہ تو سپریم کورٹ بھی hold کر چکی ہے کہ اجلاس کے دوران اس کی extension نہیں ہو سکتی، اس طرح یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جاتا ہے تو lapse کر جاتا ہے۔ اس میں یہ مشکل آتی ہے اور اس مشکل کو آئین ہی remove کرتا ہے اور ویسے بھی سپریم کورٹ کا فیصلہ ہی اس کو allow کرتا ہے کہ جہاں پر مشکل آئے۔ وہاں پر یہ کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں اور یہ جو ترمیم ہے۔ اس کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، جی، قائد حزب اختلاف۔

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سے پہلے بھی متعدد بار آپ کی وساطت سے معزز ایوان آپ کی اور خصوصاً وزیر قانون اور محکمہ قانون کی توجہ اس طرف دلوا چکا ہوں کہ یہ بار بار repromulgation of Ordinances کی بات فرما رہے ہیں کہ سپریم کورٹ کے مطابق ہے۔ سپریم کورٹ نے یہ منع کیا ہوا ہے۔ سپریم کورٹ کہتا ہے کہ آپ ایک آرڈیننس جب جاری کرتے ہیں تو اس کے اوپر دوسرا آرڈیننس جاری نہیں کر سکتے۔ میں اس کے حق میں پہلے ہی اس ایوان میں کچھ حوالہ جات پیش کر چکا ہوں لیکن Just to renew it and just to put it in the minds of the Honourable Members through Mr Speaker میں یہ بات جتانا چاہتا ہوں کہ رولنگز موجود ہیں۔ میں پہلے آل انڈیا رپورٹر کی طرف سے ایک رولنگ پڑھ کر سناؤں گا کہ succesive repromulgation of Ordinances غلط ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ،

The only question is whether the Governor has powers to repromulgate the same Ordinance successively that clearly the Governor cannot do. He cannot assume legislative functions in excess of the strictly defined limits set out in the Constitution because otherwise he would be usurping the functions which does not belong to him.

اور اس کے آگے پھر انھوں نے کہا ہے کہ

There must not be Ordinance Raj in the country.

یہ میں نے انڈیا کا حوالہ آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔ اس کے بعد PLD 1989 میں معزز ججز ہیں۔ یہ اکثریت سے انھوں نے اپنی رائے دی تھی، جسٹس محمد حلیم اور جسٹس نسیم حسن شاہ کا نام میں خاص طور پر لینا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی تسلی ہو اور باقی ججز ہیں۔ انھوں نے جو hold کیا تھا۔

It should be clear that by its very nature in the context of the present impasse the power under Article 82 (2) and Article 128 capable of being invoked once, I stress "once", so as not to exceed in all the periods of four months under Article 89 (2)(a) and three months under Article 128 (2)(a)

یہ جناب reference تھا' made by the President of the Pakistan. انھوں نے اس پر یہ فیصلہ سنایا تھا۔ میں نے relevant portion qoute کیا ہے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد PLD, 1994 Supreme Court یہ مناسب ہوگا کہ اگر معزز وزیر قانون تشریف نہیں رکھتے تو پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب ذرا notes لے لیں۔ ان کے علم کے لیے میرے خیال میں یہ بہتر ہو گا۔ کیوں کہ جیسے میں پہلے بھی عرض کرتا ہوں کہ یہاں ہم صرف دن پورے کرنے آتے ہیں۔ قانون سازی کے کام میں کوئی دل چسپی نہیں۔ لاء ڈیپارٹمنٹ جس طرح سے بھی ان کو guide کر دیتا ہے' غلط guidence دے دیتا ہے اور ماشاء اللہ یہ تو خود ایک لاء گریجوایٹ ہیں اور لاء گریجوایٹ ہونے کے ناتے ان کو پہلے یہ ساری چیزیں سٹڈی کر لینی چاہئیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ان کو ذرا note down کر لیں۔ یہ ایک علم کی بات ہے۔ یہ ایک academic بحث ہے۔ تو اس کو اگر note

note کر لیں۔ یہ ایک علم کی بات ہے۔ یہ ایک academic بحث ہے۔ تو اس کو اگر down فرمائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ PLD, 1994 Supreme Court Page 387 ' اس میں یہ کیس تھا، "Collector of Customs Versus New Electronics" اس میں جسٹس اجمل میاں صاحب اس کو head کر رہے تھے اور ان کے ساتھ دوسرے دو جج بھی تھے۔ انھوں نے کہا کہ:

> It has been held that the President or the Governor cannot react an expired Ordinance.

اس کے علاوہ فیڈرل شریعت کورٹ نے ایک فیصلہ دیا تھا۔NLR, 1992 SP-IV,1991 جسٹس سعیدالزمان صدیقی اس بنچ کو head کر رہے تھے جو کہ تین ججوں پر مشتمل تھا۔ انھوں نے فیصلہ دیا تھا کہ:

> President is not empowered to repromulgate Ordinance which could repealed after expiry of four months in Clause 2 of Article 89.

جو کہ یہاں Provincial 128-A بنتا ہے۔

> Such a repromulgated Ordinance would be invalid piece of legislation as it would tentamount to circumventing provisions of Article 89 by indirectly extending validity of expired Ordinances beyond four months.

اب یہ جو آرڈیننس 1998ء ہے اس کو کئی دفعہ repromulgate کیا گیا ہے۔ جو وہ بات کی گئی ہے کہ There is an Ordinance Raj in the Province. کہ بار بار آپ آرڈیننسز جاری کرتے رہیں اور پھر یہ جو آخری آرڈیننس ہے۔ یہ جو میں نے عرض کیا کہ جس کی زندگی تین مہینے ہوتی ہے۔ یہ 19۔ اگست کو notify ہوا۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ پہلے کورم پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔۔ کورم پورا نہیں ہے۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔۔اس مرحلہ پر 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں۔۔۔۔ گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔۔ کورم پورا ہے۔ جی سعید منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ بات درست ہے کہ جب اتنی اہم قسم کی legislation ہو رہی ہو تو ہاؤس میں کورم ہونا چاہیے' بلکہ میں نے تو کل بھی آنریبل ڈپٹی سپیکر صاحب کو propose کیا تھا کہ کبھی کبھی آپ کو suo moto action بھی لے لینا چاہیے تاکہ interest پیدا ہو اور legislation اچھے انداز میں ہو سکے اور یہ نہ کہا جائے کہ ہم صرف دن پورے کرنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ چونکہ ہم نے صرف ستر دن پورے کرنے ہیں اور ہم ستر دن ہی پورے کریں۔ اس سے تو صرف یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ حکومت صرف دن پورے کر رہی ہے جیسا کہ میں نے اگلے روز بھی عرض کیا تھا کہ کابینہ کی میٹنگ کو ہوئے بھی ستر دن گزر گئے ہیں لیکن کابینہ نے بھی meet نہیں کیا۔ تو جب ہاؤس کی بھی ضرورت نہ ہو اور کابینہ کی بھی ضرورت نہ ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اکٹھا ہونا اور یہ سارے الاؤنسز اور یہ privileges' اور یہ اخراجات ان کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر! میں نے جو ریفرنسز quote کیے ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ سپریم کورٹ کی رولنگز کو violate کر رہی ہے کہ گورنر کو صرف ایک signing machine بنا دیا گیا ہے اور بار بار ان سے آرڈیننسز جاری کروا لیے جاتے ہیں۔۔۔۔ Sir, I request that the House is not in order.

جناب سپیکر، جی۔ خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اگر میرے بھائی میری یہ گفتگو سنیں گے تو یہ ان کے knowledge کے لیے بھی بہتر ہوگا۔ ویسے تو یہ by majority ہونا ہوتا ہے لیکن یہ ایک academic debate ہے اور یہ knowledgeable ہے بلکہ اس میں کچھ دوست راہ نمائی فرمائیں تو یہ زیادہ بہتر ہے

جناب سپیکر! میں نے یہ جو سپریم کورٹ کے ریفرنسز quote کیے ہیں ان میں یہ بات clear دی گئی ہے اور Successive Promulgation of Ordinances. انھوں نے منع کی ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ .This would be invalid piece of legislation دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ It will be a bad legislation. جیسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ It will be a dirty legislation. تو ہم یہ bad legislation کس لیے کر رہے ہیں؟ جناب' یہ جو 1998ء کا آرڈیننس 19 ہے اس پر جناب گورنر نے 15۔ اگست 1998ء کو دستخط کیے اور 19 اگست کو یہ notify ہوا۔ تو اگر آرٹیکل 128 کے مطابق دیکھیں تو تین ماہ 18 نومبر کو ختم ہو گئے۔ تو اس دن اس آرڈیننس کی میعاد ختم ہو گئی' یہ مر چکا ہے۔ اب اس گورنمنٹ نے اپنی اس نااہلی کو چھپانے کے لیے یہ ایک نیا طریقہ ڈھونڈا ہے کہ کلاز 1 میں آپ ترمیم کر دیں۔ اب مجھے پہلے تو یہ بتائیں کہ انھوں نے یہ ترمیم 21 نومبر 1998ء کو 3.55 P.M. پر پیش کی اور اس کے لیے آپ نے رولنگ فرمائی تھی کہ two clear days ہونے چاہییں۔ جب یہ پرسوں پیش ہوئی تو یہ two clear days نہیں بنتے تھے ابھی وقت باقی تھا حکومت نے یہ محسوس کیا کہ ہمارا تو بھٹہ بیٹھ گیا تو فاف ہاؤس کو adjourn کر دیا گیا تاکہ یہ دو دن پورے ہو سکیں حالانکہ ابھی وقت بقایا تھا۔ تو جناب' just to save the skin روایت کے خلاف یہ بات کی گئی لیکن جناب سپیکر! ان کی skin save نہیں ہوئی۔ 18۔ نومبر کو جب یہ آرڈیننس مردہ ہو گیا اس کے بعد 19, 20 اور 21 تاریخ ہو گئی اور 21 تاریخ کو انھوں نے امنڈمنٹ move کی اس کے بعد 22, 23 تاریخ ہو گئی اس دوران کوئی لاء موجود نہیں ہے۔ اب جس وقت ایک لاء مردہ ہو گیا ہے اور انھوں نے اسے وقت پر revalidate نہیں کیا اور اگر انھوں نے bad legislation ہی کرنی تھی' successive promulgation ہی کرنی تھی تو 17۔ تاریخ کو ان کو وہ آرڈیننس دوبارہ جاری کر دینا چاہیے تھا اور انھوں نے وہ آرڈیننس جاری نہیں کیا۔ 21 تاریخ کو یہ امنڈمنٹ لے کر آئے ہیں۔ اب وہ آرڈیننس تو مردہ ہے' اگر اس مردے کو آپ نے بحال کرنا تھا تو آپ 17 تاریخ کو بحال کرتے۔ آپ اس مردے میں جان کیسے ڈال سکتے ہیں؟ یہ تو اب اپنی افادیت کھو چکا ہے اور اس کے نتیجے میں لوکل باڈیز کے جو الیکشن ہوئے ہیں وہ null and void ہو گئے ہیں اور آج جو سربراہوں کے الیکشن کا شیڈول announce ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس مردے آرڈیننس کے بعد 20 مئی والے الیکشن کی بھی حیثیت نہیں رہی اور جو آج شیڈول announce کیا گیا ہے اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ 18, 19, 20 and 21 کے دنوں

میں کوئی لاء موجود نہیں تھا اور یہ جو trick game کھیل رہے ہیں کہ کلاز ۱ میں ہم امنڈمنٹ دے دیں' جناب سپیکر! یہ امنڈمنٹ نہیں دے سکتے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات وزیر قانون اور پارلیمانی سیکرٹری (قانون) کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو اس سے آگے مزید convince کرنے کی کوشش کروں گا ۔ میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ یہاں پر ایڈووکیٹ جنرل کی ایک سیٹ ہے آپ ان کو یہاں بلائیں اور ان سے یہ ڈسکشن ہو اور اس ڈسکشن کے نتیجے میں اگر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس امنڈمنٹ کی validity درست ہے تو پھر اس کو valid سمجھا جائے اور اگر میں ایڈووکیٹ جنرل کو بھی convince کر دوں کہ یہ validity نہیں ہے تو پھر جناب' جو الیکشنز ہو چکے ہیں اور جو الیکشن آج announce ہوئے ہیں ان کی legally کوئی value نہیں۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ جناب' ہم یہاں صرف دن پورے کرنے آتے ہیں۔ ہم یہاں ایسے unconstitutional کام نہ کریں جن سے ہمارے اس معزز ایوان پر کوئی دھبہ لگے' ہم باہر مذاق نہ بنیں ۔ اگر آپ میری اس بات کو by majority rule out کرتے ہیں اور یہ question put کرتے ہیں اور ہاؤس اسے carry کرتا ہے تو یہ dirty legislation میں شمار ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر! نہ آپ اس کو اچھا سمجھیں گے اور نہ ہی یہ آنریبل ممبر جو یہاں بیٹھے ہیں اسے اچھا سمجھیں گے۔ afterall ان کو ہمارے constituents نے پڑھنا ہے' وکلاء نے پڑھنا ہے ' اس کو ججز نے پڑھنا ہے اور کل کو یہ bad legislation چیلنج ہوگی تو کل جو ہمیں بدنامی ہونی ہے تو بہتر یہ ہے کہ ہم ایڈووکیٹ جنرل کو یہاں بلائیں اور ان سے یہ ڈسکس کریں' وہ ہاؤس میں آ کر سمجھائیں۔ آنریبل پارلیمانی سیکرٹری کو جو بار بار لابی کی طرف جانا پڑتا ہے' حالانکہ حکومت یہ کہتی ہے کہ جناب' ہم بوٹی مافیا کو ختم کر رہے ہیں ۔ یہاں آپ ہر روز دیکھتے ہیں کہ بوٹی مافیا چل رہا ہوتا ہے ' وزرائے کرام کو چٹیں آ رہی ہوتی ہیں اور کبھی وزرائے کرام خود اٹھ کر وہاں لابی میں جا رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ بوٹی مافیا کس طرح ختم ہوگا؟ جب وزرائے کرام ہی بوٹی مافیا پر یقین رکھتے ہیں تو باقی جو امتحانات ہیں-----

جناب سپیکر: آپ ذرا legislation کی طرف آئیں۔ بوٹی مافیا کا اس میں کیا تعلق ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میں اس میں irrelevant نہیں ہوں میں اس کی مثال اس لیے دے رہا ہوں -----

جناب سپیکر: اگر آپ irrelevant نہیں ہیں تو پھر آپ relevant بھی نہیں ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں یہ مثال آپ کو اس لیے دے رہا ہوں کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایڈووکیٹ جنرل کو یہاں بلائیں اور جو چیز میرے پارلیمانی سیکرٹری صاحب explain نہیں کر پا رہے' جو ان کی سمجھ سے بالاتر ہے' اور جو اس طرف لابی میں افسران بیٹھے ہیں جن کی نااہلی کی وجہ سے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے اور یہ bad legislation ہم سے کرا رہے ہیں اور معزز ایوان سے انگوٹھے لگوا رہے ہیں' وہ یہاں آ کر نہیں بول سکتے ۔ ایڈووکیٹ جنرل کی یہاں سیٹ ہے ۔ میرے کئی معزز دوست جو نئے تشریف لائے ہیں ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ یہاں ایک ایڈووکیٹ جنرل کی سیٹ ہے اور جب ایسے معاملات ہوتے ہیں تو ان کو یہاں بلا کے ان سے مشورہ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ان سب کو پتا ہے کہ ان کی یہاں سیٹ ہے' کیونکہ وہ یہاں تشریف بھی لائے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس: کیا وہ یہاں آئے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ادھر آپ بولیں اور ادھر وہ اندر آ جائیں۔ اتنی جلدی بھی کام نہیں ہو سکتا ۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں نے تو یہ کہا ہے کہ کچھ دوست نئے آئے ہیں ۔

جناب سپیکر: سب دوستوں کو پتا ہے' کیونکہ ایڈووکیٹ جنرل صاحب یہاں تشریف لائے تھے ۔

جناب سعید احمد خان منیس: تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ امنڈمنٹ پیش نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ یہ ایک dead Ordinance ہے ۔ retrospective effect بھی اسے نہیں دیا جاسکتا' کیونکہ اس کے درمیان میں جو عرصہ ہے اس کو cover نہیں کیا جا سکتا ۔ اور آئین یہ کہتا ہے کہ -----

جناب سپیکر: آئین بار بار کہتا ہے؟ ایک ہی دفعہ کہہ دیا ہے آئین نے ۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! آئین بڑی مقدس کتاب ہے ۔ یہ تو آپ کو سننی پڑے گی؟

جناب سپیکر: جی ہاں ! میں نے سنی ہے ۔ لیکن آپ بار بار دہرا رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب' میں نیا آرٹیکل quote کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں ' آپ خود حیران ہوں گے کہ آپ نے ایک ہی بات کو کتنی دفعہ repeat کیا ہے ' اس امنڈمنٹ کے حوالے سے کتنے relevant رہے ہیں۔ میں بعد میں آپ کو وہ ٹیپ دے دوں گا ۔ آپ آرام سے گھر بیٹھ کے اس کو سنیں۔ آپ کو خود پتا چلے گا ۔ اگر آپ relevant رہیں تو ہاؤس کا interest بھی رہتا ہے ' اگر آپ بار بار repeat کریں گے تو نہ interest رہے گا اور نہ کوئی سنے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں repetition نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، میں یہ آپ کی بہتری کے لیے بات کر رہا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس : میں آرٹیکل 264 کا حوالہ دینے لگا ہوں ۔ میں تو آپ کی assistance کے لیے کہہ رہا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ ایک غلط کام کر رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہم یہ غلط کام نہ کریں،

264. Where a law is repealed, or is deemed to have been repealed, by, under, or by virtue of the Constitution. the repeal shall not, except as otherwise provided in the constitution;

(a) revive any thing not in force or existing at the time at which the repeal takes effect,

(b) affect the previous operation of the law or any thing duly done or suffered under the law;

(c) affect any right, privilege, obligation or liability acquired, accrued or incurred under the law;

(d) affect any penalty, forfeiture or punishment incurred in respect of any offence committed against the law; or

(e) affect any investigation, legal proceeding or remedy in respect of any such right, privilege, obligation, liability, penalty, forfeiture or punishment;

and any such investigation, legal proceeding or remedy may be instituted, continued or enforced, and any such penalty, forfeiture or punishment may be imposed, as if the law had not been repealed.

لیکن پھر بھی گورنمنٹ کی faith ختم ہو جاتی ہے ۔ اب یہ جو بیچ میں تین چار پانچ دن کا عرصہ ہے جب کہ کوئی law ہی نہیں ہے تو کس حساب سے یہ کیسے entertain کی جائے گی ۔ یہ تو entertain ہی نہیں کی جا سکتی ۔ اب آپ ایک غلط کام کرلیں اور پھر آپ کو دو مہینے کے بعد یاد آئے تو حکومت کہے کہ ٹھیک ہے فلاں تاریخ سے آپ اس کو سمجھیں کہ amendment آ گئی ہے۔ آپ یہ امنڈمنٹ نہیں لا سکتے ۔ اور جو میں نے باتیں کی ہیں یہ بڑی valid باتیں ہیں ۔ اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ بھی اکیڈمک اور قانون والی باتوں کو ذرا تحمل سے سن لیا کریں۔ کیونکہ ہم تو آپ کی assistance کے لیے ہیں۔ ہم آپ کو assist کر رہے ہیں۔ فیصلہ تو آپ نے کرنا ہے۔ جج آپ ہیں' لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ judgement ایسی ہو کہ جو باہر جائے تو اس کو appreciate کیا جائے۔ باہر بیٹھے ججز یا وکلاء یہ نہ کہیں کہ یہاں سارے ان پڑھ لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں اور ایک bad legislation کر رہے ہیں۔ یہ جانتے بوجھتے ہوئے dead law کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جناب سپیکر ! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایک مردے میں جان ڈالی جاسکتی ہے؟ میرے خیال میں لاءمنسٹر صاحب بھی اور ہیلتھ منسٹر صاحب بھی یہ فرمائیں گے کہ ایک مردے میں جان نہیں ڈالی جا سکتی۔ جو آدمی ایک دفعہ مر جاتا ہے وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ اور بطور مسلمان ہمارا یہ یقین ہے کہ مردہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں' البتہ ہندو کہتے ہیں کہ اگلا جنم ایک ہوتا ہے ۔ لیکن وہ اگلا جنم بھی اس دنیا میں نہیں ہو سکتا ۔ یہ جو آرڈیننس مردہ ہو گیا ہے اس میں اگلا جنم نہیں آ سکتا۔

جناب سپیکر ! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ یہ آرٹیکل 128(2) آرٹیکل 264 اور جو میں نے relevant reference quote کیے ہیں ان سب کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ میری بات کو پذیرائی بخشیں اور بلکہ ان کو ہدایت فرمائیں کہ جو بھی لیجسلیشن لاتے ہیں وہ ہوم ورک کر کے لایا کریں۔ اس کو صحیح لایا کریں۔ جناب سپیکر! آپ کو وہ رولنگ یاد ہوگی کہ جس میں آپ نے مجھے ایک امنڈمنٹ پیش کرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور آپ نے مجھے یہ فرمایا تھا کہ آپ کو ہم نے سٹاف دیا ہوا ہے ' آپ کو ہم نے دفتر دیا ہوا ہے ' آپ اس کو کیوں نہیں صحیح استعمال کرتے ۔ جناب سپیکر! میں آج وہی بات دہراتا ہوں کہ آپ ان سے پوچھیں کہ پورا محکمہ قانون ' اتنی بڑی اسٹیبلشمنٹ

اور یہ لوکل گورنمنٹ کا محکمہ کہ جس کا متعلقہ یہ بل ہے ' اتنی بڑی اسٹیبلشمنٹ ہے ۔ یہ سب لوگ کیا کر رہے ہیں ۔ یہ کس چیز کی تنخواہ لے رہے ہیں۔ اور یہ جو غلط کام ہے وہ یہاں ہاؤس میں آ کر ہم سے کروانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جو رولنگ میں نے دی تھی اس کی نفی تو نہیں ہوئی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! اس کی نفی یوں ہو گئی کہ پرسوں میں نے کہا کہ ایک trick game کھیلی گئی کہ two clear days نہیں بنتے تھے۔

جناب سپیکر: اگر two clear days نہیں بنتے تھے تو آج میں نے take up نہیں کرنی تھی ۔ آج جب میں ٹیک اپ کر رہا ہوں تو یہ رولنگ کے عین مطابق ہے اور clear two days بن چکے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں تو اس حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ آپ ان کو ہدایت کریں کہ ان کے پاس کتنے بڑے سٹاف ہیں' کتنی گاڑیاں اور کتنا پیسہ ان پہ خرچ ہوتا ہے اور یہ غلط لیجسلیشن کراتے ہیں اور ہم سے صرف انگوٹھا لگوانا چاہتے ہیں۔ میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں ۔ اور اگر پرسوں اس کو یک دم ملتوی نہ کیا جاتا اور اس کو اُس دن move کیا جاتا تو یقیناً آپ کی وہ رولنگ اس پر binding ہوتی اور اس کی اجازت نہ دی جاتی ۔ آج میں یہ قانونی گراؤنڈ پر بات کر رہا ہوں کہ یہ جو ایک قانون ختم ہو چکا ہے آج پھر میں adament ہوں اور اس بات کو دوبارہ دہراتا ہوں کہ جو الیکشنز ہو چکے ہیں وہ بھی null and void ہیں اور جو آج announce کیے گئے ہیں ان کی ضرورت ہی نہیں' کیونکہ basically اس دن والے الیکشن null and void ہو گئے ہیں اور retrospective effect سے یہ امنڈمنٹ نہیں آ سکتی ۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ میری ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ میرے اس اعتراض کو پذیرائی بخشیں اور اس امنڈمنٹ کو move کرنے کی اجازت نہ دیں۔

جناب سپیکر: اب میں put کر رہا ہوں،

The amendment moved and the question is

That for sub clause 2 of Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development the following be substituted:-

"It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day of the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 1998 (XIX of 1998) stands repealed under Article 128 (2) of the Constitution "

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is:

That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, the question is:

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was lost)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration Since hereis no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Third reading starts. Parliamentary Secretary for Law

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move.

That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1998 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1998 be passed

جناب سعید احمد خان منیس: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: منیس صاحب! آپ oppose کرتے ہیں تو فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں اپنا یہ حق استعمال کرتے ہوئے آپ کی توجہ دوبارہ اپنی انہی باتوں کی طرف مبذول کرواؤں گا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ Repeal Clause اور Clause-1 کی ترمیم غلط طور پہ لائی گئی ہے اور اسے غیر آئینی طریقے سے پاس کیا جا رہا ہے۔ میں دوبارہ ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ Clause-5 کی جو repeal کی جا رہی ہے' یہ ایک مردہ آرڈی ننس ہے جسے repeal کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ جناب والا! جو چیز exist نہیں کرتی اسے کس طریقے سے آپ repeal کر سکتے ہیں؟ آپ ایک زندہ چیز کے حق میں یا اس کے خلاف تو کوئی بات کر سکتے ہیں' اس بارے میں کوئی ایکشن لے سکتے ہیں' لیکن ایک مردہ چیز کو آپ کس طرح زندہ کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں دلائل کے ساتھ بتا چکا ہوں۔ لیکن شاید ان کی سمجھ میں میری بات نہیں آ رہی' کیونکہ ان کے ذہن میں opposition for the sake of opposition والی بات بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم نے ایک صحیح بات کی ہے' صحیح جانب متوجہ کرایا ہے کہ ہم یہ bad legislation کر رہے ہیں' یہ قانون سازی قانون کے خلاف کر رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر آپ ایڈووکیٹ جنرل کو یہاں بلوا لیتے اور وہ ہمیں convince کر دیتے۔ میرے خیال میں یہ کوئی حرج والی بات نہیں تھی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ Repeal Clause اور جس ترمیم کی اجازت دی گئی ہے This is out of law. جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو پاس نہیں کیا جانا چاہیے۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون: جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے اپنی تقریر میں بہت سے غلط

الزامات لگائے ہیں' جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اپنے بیان کو بار بار دہراتے
اپنی ہی statement کو contradict کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ بار بار آرڈی ننس
خلاف قانون ہے' سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہے۔ جناب والا! یہ آرڈی ننس 17
اور اس دن House in session تھا۔ یہ خود کہتے ہیں کہ جب اجلاس ہو رہا ہو تو آرڈی ن
چاہیے' سپریم کورٹ کہتی ہے کہ آرڈی ننس نہیں آنا چاہیے۔ لہٰذا جب se in session
آرڈی ننس نہیں آ سکتا تھا۔ اسی لیے آرڈی ننس جاری بھی نہیں کیا گیا۔ یہ بار بار فرما
bad legislation ہے۔ عدلیہ کے حوالے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری برا
علم نہیں۔ جبکہ میں کہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کے شاید علم میں نہیں۔ انھوں نے سپ
کا فیصلہ پڑھا ہی نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! سپریم کورٹ کا فیصلہ واض
کہتا ہے کہ جہاں پر ضرورت ہو وہاں آرڈی ننس کو repeal کیا جا سکتا ہے اور ہم اسی حوال
کرتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ میرے محترم بھائی پہلے غور سے اس فیصلے کو پڑھیں کیو
ضرورت ہو وہاں سپریم کورٹ اجازت دیتی ہے۔ یہ بات تو سب مانیں گے کہ بار بار آرڈی
نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن یہ practical difficulties ہیں' اس دفعہ اسمبلی کا اجلاس شروع ہو
دوران آرڈی ننس جاری نہیں ہو سکتا تھا' ایک طرف تو یہ خود کہتے ہیں کہ اسمبلی کے اجلاس
آرڈی ننس جاری نہیں ہونے چاہییں اور اب جبکہ ہم نے اجلاس کے دوران آرڈی ننس ج
کیا تو یہ اسی پر تنقید کر رہے ہیں۔جناب والا! قائد حزب اختلاف نے حوالہ دیا کہ میں اپنے
بھائیوں کی رہ نمائی کے لیے یہ چیزیں point out کر رہا ہوں۔ تو میں ان سے گزارش کرنا
کہ جب وہ 1993ء کے دور میں سپیکر تھے اور ان سے جو رہ نمائی دوستوں نے حاصل کی' میرا
کہ ہمارے لیے وہی رہ نمائی کافی ہے۔ ہم ان سے مزید کوئی رہ نمائی نہیں لینا چاہتے۔ کبھی ا
گھوڑا" اور کبھی "زندہ گھوڑا" کہتے ہیں۔ جناب والا! یہ زبان قانون سازی میں استعمال نہیں کی
dirty language ہے۔ بار بار کہتے ہیں کہ انھوں نے مردہ گھوڑے کو زندہ کر دیا۔ چلیں' ہ
ہیں کہ ہم مردہ گھوڑے کو زندہ کرتے ہیں۔ انھوں نے تو بحال شدہ اسمبلی کو مردہ کر دیا' !
زندوں کو مردہ کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب

ُو قابو میں رکھ کر بات کریں۔ میں نے "مردہ گھوڑا" نہیں کہا۔

سپیکر چلیں ٹھیک ہے۔

سیکرٹری قانون جناب والا' پھر انھوں نے Clause-5 کا ذکر کیا۔ جناب سپیکر!

تو Cla According to the rules and the Constitution ہے Clause-5 اسمبلی میں

vot ہوئی ہے۔چونکہ وہ redundant ہو چکی تھی' آپ نے اسے put کیا اور یہ vote out ہو

ے۔ لہذا اب اس پہ مزید بحث کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ میری گزارش ہے کہ میرے

ـنے جتنے بھی حوالے دیے ہیں وہ بالکل applicable نہیں ہیں۔ یہ قانون سازی بالکل ٹھیک

قانون' ضابطے اور آئین کے مطابق ہے'لہذا بل کو پاس کیا جائے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is

> That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 199 passed

(The motion was carried)

The Bill was passed

MR SPEAKER: Now, we take up the Disposal of Land by Developi Authorities (Regulation) Bill, 1998

ـ سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ

پربھی ہم ہی نے بات کرنی ہے۔ آپ دس پندرہ منٹ کا وقفہ دیں تاکہ ہم تھوڑا سا سستا لیں اور

ـغیرہ پی لیں تو مہربانی ہو گی۔

ب سپیکر سستانے کے لیے کوئی وقفہ نہیں ہوتا' سستانے کے لیے کوئی provision نہیں۔

ب سعید احمد خان منیس: اگر آپ نے continue ہی کرنا ہے تو ٹھیک ہے۔ آپ کچھ وقت

ے دیتے تو بہتر تھا۔

ب سپیکر میرا خیال ہے کہ آپ تو دو تین دفعہ سستا بھی آئے ہیں جبکہ میں تو صبح سے بیٹھا ہوا

ں۔ ایک تو آپ کورم point out ہونے پر چکر لگا آئے ہیں اور ویسے بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔

ب سعید احمد خان منیس کورم تو شاید اب بھی نہ ہو۔

جناب سپیکر: تو آپ کورم کی نشان دہی کر رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: اگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی تو میں کورم point out کر دوں گا۔

مسودہ قانون (انضباط) فروخت اراضی ترقیاتی ادارہ جات مصدرہ 1998ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Disposal of Land by Development Authorities(Regulation) Bill, 1998. Parliamentary Secretary for Law.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move ·

> That the Disposal of Land by Development Authorities(Regulation) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

MR SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais oppose it. There are two amendments on this motion. The first amendment from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Mansoor Ahmad Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Syed Masood Alam Shah, Pir Shujaat Husnain Qureshi, Mr Ikram ullah Khan Niazi, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

SYED MASOOD ALAM SHAH: I am on point of order. The House is not in

quorum.

MR SPEAKER: Quorum is pointed out. Let there be a count.

سیدمسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سیدمسعود عالم شاہ، جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔۔ کورم پورا نہیں ہے، لہذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں۔۔۔۔ سارے معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی کی جا سکے۔ گنتی کی گئی۔۔۔۔ کورم پورا ہے۔ جناب سعید احمد خان منیس اپنی ترمیم پیش کریں۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ جو ممبر کورم پوائنٹ آوٹ کرے، گنتی کے وقت اس کا یہاں ہونا لازمی ہے یا نہیں؛

جناب سپیکر، کوئی ضروری نہیں۔ جی منیس صاحب اپنی ترمیم پیش کریں۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move:

> That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th of December, 1998.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting

opinion thereon by 30th of December, 1998.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: اس پر پہلے منیس صاحب' آپ ہی بات کریں گے۔ بسم اللہ کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اپنی بات شروع کرنے سے پہلے میں یہ عرض کروں گا اور ایک چھوٹا سا شعر ہے۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

جناب سپیکر! یہ ایل ڈی اے ایکٹ 1995ء۔۔۔۔۔

جناب آصف علی ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر قابل احترام قائد حزب اختلاف نے شعر پڑھا تھا کہ مصرع؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں amended تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو حکومت کو یہ مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ چوری کھانے کے بعد جب باقی کچھ بھی نہیں بچا تو یہ disposal of land کی ترمیم یہاں لے آئے ہیں۔جب کہ تمام ترقیاتی اداروں میں پلاٹس کوڑیوں کو بھاؤ پہلے ہی دے دیے گئے ہیں وہ بک چکے ہیں۔ خاص طور پر ایل ڈی اے جو سفید ہاتھی ہے یا اس کے علاوہ جو بھی ترقیاتی ادارے ہیں ان میں کوئی پلاٹ باقی بچے ہی نہیں۔ بات یہاں تک آ پہنچی ہے کہ آج یہ سوچ آ رہی ہے کہ اس میں ترمیم لائی جائے اور اس کی ڈسٹری بیوشن کے طریقے کو بہتر بنایا جائے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ جس وقت ڈویلپمنٹ اتھارٹیز اور خاص طور پر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس اربوں روپے تھے' کھربوں روپے کے اثاثے موجود تھے اس وقت یہ قانون نافذ کیا جاتا تاکہ اس صوبے کے اس ملک کے قیمتی اثاثے بچ جاتے۔ اب تو جناب سپیکر! ان ترقیاتی اداروں کے پاس نہ تو کوئی پلاٹ ہیں' نہ ہی ترقیاتی سکیموں کے لیے کوئی پیسہ ہے اور نہ ہی ترقیاتی اداروں کے ملازمین کو تنخواہیں دینے کے لیے کوئی پیسہ بچا ہے۔ اب یہ ترمیم لائی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کے ساتھ مذاق ہے۔ یہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ ہم ان سے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کی بہتری کے لیے یہ قانون بنا رہے ہیں۔ پھر جناب آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ ایل ڈی اے

میں ایک ایک گھنٹے میں ایک ایک دن میں سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں پلاٹ تقسیم ہوئے؟ جن کی میں آپ کو مثالیں بھی دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اتنا ظلم ان غیر ملکی حکم رانوں نے بھی نہیں کیا تھا جتنا کہ ہمارے اپنے حکم ران اس صوبے کے ساتھ کر چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر پلاٹ ایسے تقسیم کیے گئے کہ بغیر نام کی درخواستوں پر بھی آرڈر ہوئے۔ ایک ہینڈ رائٹنگ سے لکھے ہوئے پچاس پچاس پلاٹ جن پر لکھنے والے کا نام ہی نہیں تھا ان کو پلاٹ تقسیم کیے گئے۔ یہاں تک کہ ایک درخواست ایسی بھی تھی جس کی عبارت ایسی تھی کہ وہ مرد بن کر دی گئی لیکن نیچے نام ایک خاتون کا لکھ دیا گیا۔اس قدر جناب سپیکر! ظلم ہوئے ہیں۔ یہ سارا کچھ آپ کے سامنے ہے کہ سیاست دانوں کو بھی باہر کے صوبے کے سیاست دانوں کو ہارس ٹریڈنگ کے لیے یہاں پر انتہائی کم قیمت پر پلاٹ دیے گئے۔ کوڑیوں کے بھاؤ ان کو تقسیم کیا گیا اور اس طرح عوام کو کروڑوں اربوں روپے سے محروم کیا گیا۔ آج جناب سپیکر جو حالت ہو چکی ہے وہ آپ کو پتا ہے۔ 1985ء سے پہلے پنجاب کا بجٹ جو فاضل ہواکرتا تھا آج صوبے کے انتظامات اور اخراجات کی خاطر ہمیں صوبے کو چلانے کے لیے صوبے کی جو پراپرٹی ہے' ریسٹ ہاؤسز ہیں اور جو باقی سرکاری اثاثے ہیں ان کو فروخت کرنا پڑ رہا ہے۔ میں اس کی مثال یوں دوں گا کہ آج تو آپ اپنی پراپرٹی یا ریسٹ ہاؤسز فروخت کر رہے ہیں۔ آج تو آپ ان کو بیچ کر چند دن گزارا کرلیں گے لیکن اس کے بعد کیا کریں گے۔ آنے والے سالوں میں آپ کیا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں لیکن ہم نے تو اپنے ہی ہاتھوں اپنا بیڑا غرق کر دیا ہے۔جناب سپیکر میں یہاں تجویز دینا چاہوں گا کہ اس بل کو یہاں لانے سے پہلے اگر پرانا گند صاف کر دیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔ پچھلے دنوں میرے فاضل وزیرصحت نے یہ فرمایا تھا کہ یہ پرانا dirty linen ہے جس کو دھو دیا جائے گا۔ وہ یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں اس دن بھی میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی ------

چودھری محمد صدیق سالار :پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف جو بات کر رہے ہیں یہ ان کی اپنی شروع کی ہوئی ہے۔ پلاٹوں کی الاٹمنٹ اسلام آباد سے شروع کی گئی اور ان کے دور میں جو کچھ لاہور میں ہوا اس کی تاریخ بھی شاہد ہے ۔ لہذا بیڑا غرق ہونے کی بات نہیں ہے' ہم پر تو اللہ تعالیٰ کارحم ہے اور عوام نے بھی ہمارا ساتھ دیا ہے۔ جس نے غلطی کی بیڑا غرق اس کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غلطیوں سے محفوظ رکھے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ معزز وزیر صحت نے اگلے روز یہ بات کی تھی کہ یہ پرانا dirty linen دھویا جا رہا ہے۔ میں نے ان سے سوال کیا تھا کہ یہ dirty linen کون سے وقت کا دھو رہے ہیں؟ یہ 1985ء کا ہے' 1990ء کا ہے' 1993ء کا ہے یا 1996ء کا ہے کون سا والا linen ہے؟ میں نے انھیں یہ تجویز دی تھی' وہ اکثر پرل کانٹی نینٹل میں ورزش کرنے کے لیے جایا کرتے ہیں۔ آپ وہاں سے یہ linen ڈرائی کلین کروا لیں۔یہ جو اب بل آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو dirty linen ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ تو ڈرائی کلیننگ سے بھی صاف نہیں ہو سکتا اس میں تو خاص قسم کا اور اچھی قسم کا سوڈا ڈالنا پڑے گا' تب ہی یہ dirty linen دھویا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو ٹیک اپ کرنے سے پہلے یہ جو پرانا گند ہے اس کو دھو لیا جائے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہاؤس کی ایک ایسی کمیٹی بنا دی جائے جس کا آپ نے پہلے بھی فرمایا تھا کہ آپ بنائیں گے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اپوزیشن اور حکومت کے ممبران کی برابر نمائندگی کی بنیاد پر کمیٹی تشکیل دے دیں اور یہ جو dirty linen ہے اس کو صاف کر دیا جائے۔ اگر آپ اسے 1985ء سے ٹیک اپ نہیں کرنا چاہتے تو 1947ء سے ٹیک اپ کر لیں۔ 1985ء کی میں اس لیے بات کر رہا ہوں کہ اس دور سے یہ روایات پڑی ہیں جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس کو شروع سے 1947ء سے بے شک لے لیں اگر 1985ء سے نہیں لینا چاہتے۔ میں 1985ء کی بات اس لیے کر رہا ہوں کہ اس دور سے یہ روایات پڑی ہیں جن کا میں عرض کر رہا ہوں۔ یہ پلاٹس کی تقسیم اور یہ ہارس ٹریڈنگ وغیرہ۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں once for all ختم ہوں۔ آئندہ جو بھی حکومت آئے چاہے موجودہ حکم ران دوبارہ آئیں یا کوئی اور حکومت آئے۔ کسی کو جرات نہ ہو کہ جو پیسہ یا پراپرٹی ہمارے صوبے کی ہے اس کو غلط طریقے سے وہ بیچ سکیں یا اس کو استعمال کر سکیں۔ جناب والا! میں نے پنجاب کوڈ کو جب پڑھا تو اس میں متعدد ترامیم مختلف اتھارٹیز کی سامنے آئی ہیں۔ ایل ڈی اے ایکٹ 1975ء' ایل ڈی اے ترمیمی آرڈیننس 1975ء' چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1976ء' پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز ایکٹ 1976ء' پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز آرڈیننس 1976ء' ڈویلپمنٹ سٹیز ترمیمی آرڈیننس 1981ء' پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز ترمیمی آرڈیننس 1982ء' ایل ڈی اے ترمیم آرڈیننس 1982ء الغرض یہ تمام جو پنجاب کوڈ ہے یہ ترامیم سے ہی بھرا پڑا ہے۔ اور جو بھی حکومت آئی اس نے اپنی

مرضی کے مطابق قانون کو ڈھالنے کی کوشش کی اور ایسے قوانین بنائے کہ وہ ان کو ایسے استعمال کر سکے جس طرح وہ چاہتے ہیں۔ لیکن جیسے میں نے عرض کیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ بل جو حکومت کو آج یاد آیا ہے جب سب کچھ بک چکا ہے' dispose of ہو چکا ہے' تقسیم کیا جا چکا ہے۔ آج ان ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے پاس اتنے assets نہیں ہیں' اتنے پیسے نہیں کہ وہ اپنے عملے کو تنخواہیں دے سکیں۔ آج یہ خیال آیا ہے کہ یہ ترمیم لائی جائے اور اس کو transparent بنایا جائے۔ گویا کہ پچھلا جتنا بھی non-transparent کام ہے اس کو بھی یہ سمجھتے ہیں کہ transparent کر دیا جائے۔ میں اسی لیے جناب والا! آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس میں ایک کمیٹی form کریں۔ اور جو پرانا dirty linen ہے اس کو پہلے صاف کیا جائے۔ اب میں چند مثالیں دینا چاہوں گا کہ میں کیوں یہ کہتا ہوں کہ ایک کمیٹی form کی جائے۔ اور پھر eliciting opinion کے لیے میں کیوں کہتا ہوں۔ میں اس لیے کہتا ہوں کہ باہر عوام میں بہت ہی اضطراب اور بے چینی ہے کہ ان کے صوبے کے جو assets ہیں ان کے جو پیسے ہیں' ان کے جو پلاٹس اور زمینیں ہیں وہ کس بے دردی کے ساتھ بیچی گئیں اور ہارس ٹریڈنگ کی گئی۔ پہلے ہمیں ان سے یہ رائے لینی چاہیے۔ ان کے سامنے ہمیں ہر چیز رکھنی چاہیے' کیونکہ وہ مساوی ملوث ہیں' وہ مساوی طور پر اس صوبے کی پراپرٹی میں حصے دار ہیں۔ اس لیے چاہیے تو یہ کہ وہ سب بھی اپنی اپنی آراء دیں اس کے بعد یہ ہاؤس میں آئے اور پھر ہاؤس اس پر فیصلہ کرے کہ کیا کرنا ہے۔ میں آپ کو چند مثالیں دیناچاہوں گا۔ اگر میری اس ترمیم اور eliciting opinion کو پذیرائی ملتی ہے تو عوام کے پاس کوئی ایسا مواد ہو جس پر وہ فیصلہ کریں کہ آیا اس بل کو زیر غور لانا چاہیے یا اس کو پاس کرنا چاہیے یا نہیں۔ جناب والا! پہلے جو powers of allotment تھیں' وہ under administrative instruction تھیں' ایگزیکٹو آرڈر تھا کہ ایک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جو کہ سمجھا جاتا تھا کہ

Anchor sheet of law governing the allotment of state land plots in the Punjab

اب اسی ایگزیکٹو آرڈر پر misuse of powers ہوئیں۔ اس وقت کوئی قانون سازی نہیں کی گئی۔ اس وقت ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے یہ کہا گیا کہ دس فی صد کوٹہ ہر سکیم میں وزیر اعلیٰ کا رکھا جائے گا۔ اور مجھے یاد ہے کہ اس وقت ڈی جی ایل ڈی اے علی کاظم ہوا کرتے تھے انھوں نے 27-09-88 کو ایک سمری میں لکھ کر بھیجا تھا کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب' اس وقت آپ کا جو

discretionary کوٹہ ہے اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہزار کے قریب پلاٹس تقسیم کیے گئے، یعنی missuse of powers کی گئیں۔ وہ ہزارہا جو پلاٹس تھے، ان کی قدر millions of rupees بلکہ آج کل جیسے ڈالرز کی بات چل رہی ہے، میں وہی کہتا ہوں کہ billions and trillion of dollars کے ورک تھے جو ایسے اٹھا کر پھینک دیے گئے۔

Which clearly smacked up nepotism and favouritism for politicial consideration

جناب والا! میں اس میں آپ کو ایک مثال دوں گا کہ کئی رہائشی پلاٹس، ایک وقت میں کوئی تین ہزار تک رہائشی پلاٹس تقسیم کیے گئے، جن کی اس وقت تین ہزار ملین روپے تک مالیت تھی۔ اور وہ ایسے ہی throw away prices, nominal prices پر by relaxation of all rules دے دیے گئے جو میں سمجھتا ہوں کہ قانون کے خلاف تھا۔

ملک محمد عباس کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب والا! اپوزیشن لیڈر نے بڑے خوبصورت شعر سے اپنی تقریر کی ابتداء کی۔ چلو، یہ مانیں کہ وہ قتل کے بعد پشیماں تو ہوئے۔ مگر میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھیں تو ہر چیز قتل کرنے کے بعد پشیمانی بھی نہیں ہوئی۔ یہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال رہے ہیں، تو میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ اپنے دور میں یہ ترمیم کیوں نہ لائے؟ انھوں نے اپنے دور میں کیا کچھ نہیں کیا؟ اب ہم تو کہتے ہیں کہ ریسٹ ہاؤس نیلام کرکے رقم گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کرائی جائے۔ انھوں نے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کرانے کی بجائے ریسٹ ہاؤس لوگوں کو الاٹ کر دیے اور خود ان کی قیمت وصول کی۔ میں آج ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ جو ان کا آج لیڈر ہے یہ اس سے پوچھیں کہ وہ کس کوٹھی میں رہ رہا ہے اور وہ پلاٹ کہاں سے آیا ہے؟ اس کوٹھی میں پیسے کہاں سے لگے ہیں؟ میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہم گنتی کرنے لگ گئے، ایل ڈی اے کیا، ایف ڈی اے کیا، ایم ڈی اے کیا، انھوں نے تو دیپال پور تک کو نہیں چھوڑا۔ پلاٹ الاٹ کیے، اپنے ورکروں کے نام پر انھوں نے بیت المال سے پیسے نکلوائے، مگر وہ تقسیم ہی نہیں ہوئے۔ شہنشاہ عید کے بعد گھر جا رہا ہے تو 20 لاکھ روپیہ نکلوا کر خزانے سے دیا جائے کہ وہاں پر تقسیم کرنا ہے؟ وہ بھی انھوں

نے تقسیم نہیں کیا۔ اس وقت ان کو پشیمانی کیوں نہ ہوئی؟ اس وقت انھوں نے جو کچھ کیا وہ سب کچھ سامنے کیوں نہیں لاتے؟ ہمیں کہتے ہیں کہ ترمیم ہم تاخیر سے لائے ہیں' مگر ہم ترمیم لائے تو ہیں۔ آپ کے دور کی وجہ سے ہی آج یہ ترمیم آئی ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں اور حلف دیتا ہوں کہ یہ اپنا لیڈر لے آئیں۔ جتنی دفعہ وہ ایم پی اے بنا ہے اتنی دفعہ میں بھی ایم پی اے بنا ہوں۔ میں حلف دیتا ہوں کہ میں نے ایک مرلے کا پلاٹ بھی الاٹ کرایا ہو تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ اور یہ بتائیں کہ انھوں نے کتنے کتنے پلاٹ الاٹ کرائے ہیں؟ میں آج گزارش کرتا ہوں کہ بات کرتے ہوئے تھوڑی سی پشیمانی ان کو خود بھی ہونی چاہیے۔ ان کو خود بھی اس میں سوچ بچار کرنی چاہیے۔ کوئی جائیداد بتائیں جس میں ہم نے اضافہ کیا ہو۔ وہ کوٹھی ماڈل ٹاؤن کی' جو سرکاری پلاٹ پر بنی ہے اور سرکاری پیسوں سے بنی ہے۔ پہلے یہ مثال خود قائم کریں کہ وہ کوٹھی یہ گورنمنٹ کو دے دیں۔ پہلے وہ نیلام ہو' باقی بعد میں دوسری دیکھی جائیں گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: یہ کس کی کوٹھی بنی ہوئی ہے؟

ملک محمد عباس کھوکھر: جو ان کی جماعت کے لیڈر ہیں اور جنھوں نے آج کل ایک نئی جماعت بنائی ہوئی ہے ۔ انھوں نے ماڈل ٹاؤن میں الاٹ شدہ پلاٹ پر کوٹھی بنائی ہوئی ہے۔ اور اس کوٹھی کا پلاٹ الاٹ شدہ ہے۔

جناب سپیکر: اچھا' الاٹ ہوا ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر: ہاں جی۔ اور اس پر جتنا بھی پیسہ لگا ہوا ہے وہ سرکار کا لگا ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں) گستاخی معاف' میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے کا جو انھوں نے حشر کیا ہے ' اپنے رشتہ داروں کو ڈائرکٹر لگا دیا' ان پڑھ لوگوں کو وہاں پر ڈائرکٹر لگا دیا۔ بے شمار ایسی تعیناتیاں کیں جو کہ بالکل ضابطے کے خلاف تھیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ایل ڈی اے کو آپ نے یہ کر دیا۔

جناب سپیکر: شادی سے ایل ڈی اے کوئی اپنا ہو جاتا ہے؟

ملک محمد عباس کھوکھر: ہاں جی۔(قہقہے) انھوں نے تو اپنا ہی بنائے رکھا ہے اور اپنے دور میں وہ یہی کچھ کرتے رہے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ بڑے ہی قابل احترام دوست ہیں۔ لیکن وہ جو کچھ کرتے ہیں پہلے اس میں اپنا بھی کچھ دیکھ لیں کہ انھوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ اس گورنمنٹ نے یہ ترامیم لائی تو ہیں۔ میں بھی اتفاق کرتا ہوں کہ انکوائری بورڈ بنا دیا جائے اور وہ یہ بتائے کہ کس نے کس

کس کو پلاٹ الاٹ کرائے ہیں' اس اس کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر، جی قائد حزب اختلاف! آپ اپنی بحث جاری رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ رولنگ تو دے دیں۔

جناب سپیکر، جو چیزیں سامنے آئی ہیں ان کے مطابق ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید احمد خان منیس، یہ بھی تاریخ میں لکھا جائے گا۔

جناب سپیکر، تاریخ تو اللہ کے فضل سے بنتی چلی آ رہی ہے۔ اگر کوئی غلط ہے تو وہ آپ اپنی ترمیم میں اس کا جواب دے دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی جانتا ہوں میں کہ پیسہ کہاں کہاں استعمال ہوا ہے۔ میں تو نہیں چاہتا تھا کہ اس قسم کی باتیں کروں۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ نے شروع کی ہیں ناں۔ آپ کر چکے ہیں۔ آپ اس قسم کی ہی باتیں کر چکے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں disposal of land کی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر، disposal of land میں آپ نے اسی قسم کی باتیں کی ہیں جس قسم کا جواب آیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، چلیں ٹھیک ہے جی۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں چلیں ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے پہلے ابتدا کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں تو relevant اپنی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ relevant نہیں تھے۔ آپ نے جب ایسی بات کی ہے تو اس کے بعد ہی یہ جواب آیا ہے۔ میں نے آپ کو روکا نہیں ہے۔ ویسے مجھے آپ کو روکنا چاہیے تھا۔ میں نے آپ کو روکا نہیں ہے۔ آپ ترمیم کے اوپر جتنا مرضی ٹائم لے رہے ہیں۔ آپ دہراتے بھی ہیں' میں آپ کو روک نہیں رہا۔ آپ بار بار ایک ہی بات کرتے ہیں' میں ساری باتیں سن رہا ہوں۔ میں یہ بات بھی سن رہا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، لیکن یہ روایت بھی تو قائم رکھیں کہ جب قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف بولیں تو ان کو ٹوکیں بھی نہ۔

جناب سپیکر، نہیں، ایسی کوئی غلط بات کہ جس کی کوئی تک بھی نہ بنتی ہو اور جو حقائق کے بالکل ہی منافی ہو' ہاؤس کے اندر پوائنٹ آؤٹ کی سکتی ہے' ایسی تو کوئی بات نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، چلیں ٹھیک ہے میں اپنی بات جاری رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی جاری رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو جناب! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ disposal of land میں جو ایل ڈی اے میں کرشماتی اختیارات استعمال کیے گئے' جو اختیارات کا غلط استعمال کیا گیا۔ جناب! یہ میں نے تو عرض کیا کہ تقریباً 2631 پلاٹ ایک ہی دن میں الاٹ کیے گئے اور اپنے پسندیدہ لوگوں کو الاٹ کیے گئے۔ اس میں سیاسی لوگ شامل تھے' ان کو یہ دیے گئے۔ میں نے ان کی قیمت آپ کو بتائی کہ ان کی قیمت ٹریلینز آف ڈالرز بنتی تھی جو کہ صرف 96 ہزار روپے فی کنال پہ دیے گئے اور اس میں' میں چند مثالیں آپ کو بتاتا ہوں کہ اب تو آپ بھی بخوبی جانتے ہیں اور معزز ہاؤس بھی جانتا ہے کہ کون سی سکیم میں مارکیٹ ویلیو کیا ہے۔ یہ نیو گارڈن ٹاؤن میں ایک دن میں 56 پلاٹ دے دیے گئے۔ گلبرگ میں دے دیے گئے۔ ماڈل ٹاؤن ایکسٹنشن میں 58 پلاٹ دے دیے گئے۔ جناب' علامہ اقبال ٹاؤن میں 62 پلاٹ دے دیے گئے۔ گوجر پورے میں 475 پلاٹس دے دیے گئے۔

جناب سپیکر، کوئی ترمیم کے حوالے سے بھی بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ disposal of land کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، disposal of land کے حوالے سے نہیں' ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔ آپ نے ترمیم دی ہے اس ترمیم میں یہ فگرز اور اس تعداد کا کوئی relevance ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! relevance ہے اس لیے کہ میں نے کہا ہے کہ اسے for the eliciting of opinion of the public بھیجا جائے۔

جناب سپیکر، اس کو کوئی relevance بھی تو ہونا چاہیے ناں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر میری اس ترمیم کو کوئی پذیرائی ملتی ہے تو کیا میں ان لوگوں کو نہ بتاؤں کہ یہ یہ کچھ ہوا ہے آپ اپنی رائے دیں؟

جناب سپیکر، ترمیم کے حوالے سے یہ کوئی relevance نہیں بنتی۔ ذرا اس کو مختصر کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں relevant ہوں اور مجھے اجازت دیں۔ اس پختصر تو نہیں کیا جا سکتا یہ قانون سازی ہے۔

جناب سپیکر! سبزہ زار میں ایک دن میں 467 پلاٹس دیے گئے اور ایم اے جوہر ٹاؤن میں 1226 پلاٹ دیے گئے اور پھر یہیں پہ صرف بات ختم نہیں ہوئی۔ conversion of public sites جس میں کہ قبرستان آتے ہیں' پولی کلینکس آتے ہیں' اس میں پولیس سٹیشنز کی زمینیں تھیں' اس میں پبلک پارکس کی زمینیں تھیں' ان کو بھی ختم کر کے اور ان کو رہائشی علاقے میں ڈکلیئر کر کے اور throw away قیمتوں پر گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی مناسب نہیں تھا اور اسی لیے میں کہتا ہوں کہ لوگوں کو پہلے پتا چلنا چاہیے کہ یہ کیسے ہوا اور میں اس کی مثال یوں دیتا ہوں کہ پلاٹ نمبر 35 علی بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایک سکول سائٹ چھ کنال اور 15 مرلے پہ مشتمل تھی اس کو رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اب ایک سوک سنٹر نیو گارڈن ٹاؤن میں پاور ہاؤس کے لیے 4 کنال کی سائٹ تھی۔ جناب! اس کو بھی اسی طریقے سے رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کر دیا گیا اور جناب' سوک سنٹر نیو گارڈن ٹاؤن میں 4 کنال کی پولیس سٹیشن کی سائٹ تھی۔ اس کو بھی رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کر کے بیچ دیا گیا اور throw away prices پہ دے دیا گیا۔ اسی طریقے سے ایک پلاٹ نمبر 59 ایبک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں ہے۔ یہ 20 کنال کی ہاسپٹل سائٹ تھی۔ اس کو رہائشی علاقے میں تبدیل کر کے اتنے قیمتی رقبے کو 96 ہزار روپے فی کنال پھینک دیا گیا اور اپنے پسندیدہ لوگوں کو دے دیا گیا۔ اسی طریقے سے 60 کنال کا پلاٹ نمبر 15 سوک سنٹر فیصل ٹاؤن میں ایک گرڈ سٹیشن کے لیے تھا۔ یہ بھی رہائشی علاقے میں تبدیل کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اسی طرح پلاٹ نمبر 1-A ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن میں ڈینٹل ہاسپٹل کے لیے سائٹ تھی اور اس کا رقبہ 36 کنال تھا۔ اس کو بھی 34 پلاٹوں میں تقسیم کر کے اور رہائشی ڈکلیئر کر کے دے دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام باتوں کا ہمارے عوام کو پتا ہونا چاہیے اور جیسے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کو for the eliciting of the opinion of the public سرکولیٹ کیا جائے تاکہ ان کو یہ پتا چلے کہ کیا کچھ ہوا ہے اور کیا ترمیم آ رہی ہے۔ اس کے بارے میں ان کی آراء کیا ہیں کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس صوبے کے برابر کے حصے دار ہیں اور صرف یہی نہیں' اس کے علاوہ اور جو کمرشل پلاٹس ہیں جن کی مارکیٹ ویلیو' میں ایک مثال دیتا ہوں کہ 102 کنال کے ایسے پلاٹ تھے جن کی اس

ت 4 سو ملین روپے قیمت بنتی تھی وہ 96 ہزار روپے فی کنال پہ تقسیم کر دیے گئے۔ تو جناب
یکر! کیا یہ اس میں نہیں آتا کہ یہ سب اختیارات کا غلط استعمال کیا گیا اور صرف ایک ایگزیکٹو آرڈر
ے ذریعے کیے گئے۔ اب سوک سنٹر نیو گارڈن ٹاؤن میں ایک شان آرکیڈ ہے۔ تقریباً 5 کنال 7 مرلے
ین ہے اس کی مالیت کہیں 50 ملین روپے بنتی ہے۔ وہ جناب! throw away prices پہ دے
یے گئے۔ اسی طریقے سے ایک پلاٹ نمبر 89 C.II گلبرگ II میں ہے۔ اس کی ویلیو کوئی 20 ملین
ِپے بنتی تھی۔ اس کو اسی طریقے سے throw away prices پہ دے دیا گیا اور جناب سپیکر! آپ
نتے ہی ہیں کہ یہ پلاٹ پرانے گوگو ریسٹورنٹ کے بالکل سامنے والی زمین ہے۔ آپ خود اندازہ لگالیں
، آج اس پراپرٹی کی قیمت کیا ہوگی۔ اسی طریقے سے یہ پلاٹ نمبر 90 CC یہ 9 کنال کا تھا۔ یہ پلاٹ
ب خاتون مسز ایس ای بخاری کو دیا گیا اور یہ اس وقت کا ایک مشہور انہز کیس میں نوازنے کے
یے دیا گیا تھا۔ تو یہ ایسی مثالیں ہیں۔ میرے بھائی ایسے ہی خواہ مخواہ بہت جلد جذباتی ہو جاتے ہیں۔
یہ آپس میں بیٹھے ہیں۔ ہمیں یہ باتیں سوچنی چاہییں۔ جس نے بھی کوئی غلطیاں کی ہیں میں تو اس
ت کے حق میں ہوں کہ ایک transparent accountibility ہونی چاہیے۔

Whoever is responsible and whoever he is? In whatever capacity he and in whatever party he belongs to irrespective of any party affiliation.

کسی نے کوئی گندا کام کیا ہے' کسی نے غلط کام کیا ہے۔ آپ شفاف طریقے سے
تساب کریں اور جو ذمہ دار ہیں' آپ ان کو ٹانگیں۔ میں تو اس چیز کے حق میں ہوں کہ احتساب ہونا
یے اور میں جن کی مثال دے رہا ہوں۔ جیسے پلاٹ نمبر GI-534 جوہر ٹاؤن میں ہے' یہ 19 کنال کا
ٹ تھا جو مسٹر انورحسین کو دے دیا گیا۔ یہ ایسی زمین ہے جو ملینز روپوں کی تھی اور اس کو
throw away pric پر دے دیا گیا۔ یہ تمام چیزیں اس معزز ایوان کے سامنے اس لیے لانا چاہتا
ں کہ ان کو پتا ہو کہ کیا کچھ ہوا ہے اور جس نے غلط کیا ہے تو اس کو اس کی سزا ضرور ملنی
ہیے' میں اس کے حق میں ہوں۔ لیکن اس میں discrimination نہیں ہونی چاہیے' چاہے وہ حکمران
ٹی سے ہے یا کسی اپوزیشن پارٹی سے ہے۔ جس نے غلط کام کیا ہے He should be taken to
task. Why he should not be taken to tas غلط کام جو بھی کرے' اس کے خلاف ایکشن
ا چاہیے۔ اسی طریقے سے پلاٹ نمبر C-56 سوک سینٹر جوہر ٹاؤن میں ہے۔ یہ چار کنال کا پلاٹ
ہ اور سوک سینٹر میں ہے۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کی آج کیا قیمت ہوسکتی ہے۔ اس

کو بھی throw away prices پر دے دیا گیا' Just to accommodate these people. پھر اس کے بعد پلاٹوں کی تبدیلی کا اتنا دھندا ہوا اور سبزہ زار سکیم سے فیصل ٹاؤن میں' علامہ اقبال ٹاؤن سے نیو گارڈن ٹاؤن میں' سبزہ زار سے جوہر ٹاؤن میں تبدیل ہوئے۔ میں چند مثالیں آپ کی وساطت سے دینا چاہوں گا کہ نمبر 551 اور 576 دس مرلے کے پلاٹ فیصل ٹاؤن میں تھے' یہ سبزہ زار کے بجائے فیصل ٹاؤن میں دیے گئے۔ اسی طریقے سے پلاٹ نمبر U-59 ایک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن ایک کنال کا پلاٹ تھا' یہ علامہ اقبال ٹاؤن سے تبدیل کرنے کی اجازت دی گئی۔ آپ دیکھیں کہ ایک پراپرٹی جو پچاس ہزار روپے کی ہے اس کو آپ پچاس لاکھ والی پراپرٹی سے تبدیل کروا رہے ہیں۔ یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ ہمارا پیسہ اس طرح لٹایا گیا ہے اور کس طرح یہ تمام کام کیے گئے۔ اسی طریقے سے اورمثالیں ہیں۔ یہ تبدیلی پلاٹس کا کاروبار بڑا decorative ہوتا رہا اور پھر adjustment of lands and exemption cases ہیں۔ جن میں جو competent authority تھی' ان کو اختیارات نہیں تھے کہ وہ کر سکتے۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے misuse of powers کر کے adjustment of lands کیں۔ اس میں بہت ساری مثالیں ہیں جوکہ میں بار بار دہرانا نہیں چاہتا۔ صرف چند ایک مثالیں جو میں سمجھتا ہوں کہ بہت اہم اور ضروری ہیں۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں۔ جب میں conversion of public sites کی بات کرتا ہوں تو اس میں کافی ایسے پلاٹس تھے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ایک پلاٹ نمبر 221 سکندر بلاک میں تھا' یہ پبلک بلڈنگ کے لیے تھا۔ اسی طریقے سے ایک پلاٹ نمبر 288 سکندر بلاک میں تھا' یہ پولی کلینک کے لیے تھا۔ ایک پلاٹ نمبر A-56 کریم بلاک میں تھا' یہ قبرستان کے لیے تھا۔ پلاٹ نمبر 33 ہسپتال کے لیے تھا۔ چھوٹے چھوٹے رہائشی پلاٹوں میں ڈال کر انھیں dispose of بالکل throw away prices پر کر دیا گیا۔ امام بارگاہ کے نام پر زمین لے کر پھر اس کو رہائشی پلاٹوں میں convert کر دیا گیا' جو میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر مناسب نہ تھا۔ exemption cases کے بڑے بڑے سکینڈل ہوئے' ایک Friends Housing Cooperative Society تھی' جس میں سے 58 فی صد exemption دے دی گئی۔ اگر متعلقہ وزیر صاحب یہاں بیٹھے ہوتے تو ان کو پتا ہوتا اور یہ exemptions ان کے علم میں ہوتیں۔ تو میں معزز پارلیمانی سیکرٹری قانون کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ یہ چیزیں دیکھنے والی ہیں۔ ان کو بھی ضرور دیکھ لیں اور اسی طریقے سے ایک پلاٹ نمبر 535 ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن میں تھا' اس میں سو فی صد exemption بغیر jurisdiction دے دی گئی۔ اسی طریقے سے 19 پلاٹ گلشن

راوی میں تبدیل کر دیے گئے اور exemption دے دی گئی۔ اس کے علاوہ پھر بوگس PTDs and PTOs کا اتنازیادہ دھندا ہوا کہ آج ایل ڈی اے کا ادارہ جو کہ اپنے پیروں پر کھڑا تھا وہ آج ایک سفید ہاتھی بن چکا ہے اور اس کے پاس اتنا پیسہ بھی نہیں کہ وہ اپنے تمام رکھے ہوئے ملازمین کو تنخواہیں دے سکے۔ اس میں تقریباً 463 کیس جوکہ 356 کنال زمین بنتی ہے اور آٹھ سوملین روپے کے فراڈ ہوئے اور اختیارات کا غلط استعمال ہوا۔ اسی طریقے سے بوگس PTDs and PTOs میں جو پرنسپل ٹارگٹ تھے۔ یہ وہ علاقے تھے جو کہ بہت قیمتی علاقے تھے' مثلاً ان میں گارڈن ٹاؤن' علامہ اقبال ٹاؤن' نیومسلم ٹاؤن' ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن اور نہ جانے اور کتنے تھے۔ میں اگر تمام گنواؤں تو معاملہ بہت لمبا ہو جائے گا۔ میں صرف یہ باتیں بھی اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبران کو یہ پتا ہو کہ کیا کچھ ہوتا رہا ہے اور یہ ترمیم جو آج یہاں پیش کی جا رہی ہے کاش' یہ دس بارہ سال پہلے پیش کر دی جاتی تو ہو سکتا تھا کہ ہمارا صوبہ جو آج خسارے میں جا رہا ہے' شاید ہم خسارے میں نہ ہوتے۔ ہمیں یہ ضرورت ہی پیش نہ آتی کہ ہم ریسٹ ہاؤسز بیچیں اور گورنمنٹ کی پراپرٹی جو آج ہم بیچ رہے ہیں' جیسا کہ یہاں ساتھ ہی فلیٹیز ہوٹل بک چکا ہے۔ اس میں بھی پھر وہی غیرشفاف طریقہ ہے اور باقی جو گورنمنٹ کی sites بکی ہیں اس میں لوگ کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہوا ہے۔ میں اپنے بھائی کے ساتھ دوبارہ اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ -----

جناب سپیکر: آپ نے پہلے بھی تین دفعہ اتفاق کیا ہے۔ اب بار بار بھائی کے ساتھ کیا اتفاق کرنا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: گلا تو میں اپنا خشک کر رہا ہوں۔ آپ صرف سن ہی لیں۔

جناب سپیکر: میں سن رہا ہوں۔ لیکن چھ دفعہ ایک ہی بات کو سننا بھی معنی رکھتا ہے' آپ بار بار ایک ہی بات کر رہے ہیں۔ کوئی دل چسپی پیدا کریں' کوئی ایک بات کریں اور اس پر focus کریں۔ آپ نے ایک ہی بات کو چھ دفعہ کہا کہ میں بھائی کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس: وہ اس لیے کہنا پڑتا ہے کہ میں یہ سوچتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ اب کی بار میرے بھائیوں کا ضمیر جاگ جائے۔

جناب سپیکر: دہرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: بزرگوں نے سمجھایا ہے' جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ الیکشن میں ہم

ایک خاندان کے پاس ووٹ مانگنے جاتے ہیں۔ ہمیں پتا ہوتا ہے کہ انھوں نے ہمیں ووٹ نہیں دینے' مگر بار بار ہمیں ان کے دروازے پر جانا پڑتا ہے۔ میں اس لیے بار بار ان کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں کہ ان کو پتا چل جائے۔

جناب سپیکر، ان کو سمجھ آ گئی ہے۔ آپ اسی حوالے سے بات کرلیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ان کو سمجھ آ گئی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کو take up کرنے سے پہلے اگر public opinion کے لیے circulate کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی زیادہ مناسب ہوگا۔ لوگ اپنی آراء دیں گے۔ ان آراء کی روشنی میں پھر یہاں جو فیصلہ ہوگا وہ صحیح جمہوری فیصلہ ہوگا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جس طرح حقیقت سے ہٹ کر اپنی بحث میں اعدادوشمار دیے ہیں' ان کا نہ تو کوئی وجود ہے اور نہ ہی ایسے کوئی اعدادوشمار ہیں جو یہ پیش کر رہے تھے۔ اصل میں داستانیں تو ساری ان کے اپنے زمانے کی ہیں۔ جس وقت یہ ونو دور میں سپیشل اسسٹنٹ تھے۔ اس دور کی کہانیاں' داستانیں اور الاٹمنٹس اتنی لمبی ہیں کہ شاید پوری ایک ڈائریکٹری بن جائے' اگر ہم ان الاٹمنٹس کو اکٹھا کرنا شروع کریں۔ 7 کلب میں کیا ہوتا تھا؟ 5۔ کلب میں پچھلے دروازے سے فائلیں آتی تھیں۔ پلاٹ بکتے تھے اور وہ سیدھے ڈی۔ جی' ایل۔ ڈی۔ اے کے پاس جاتے تھے۔ وہاں پر بیٹھے کون لوگ سودے کرتے تھے؟ یہ سب کو معلوم ہے۔ آج اگر اس چیز کو' اس غلط پریکٹس کو جو کہ خود انھوں نے ڈالی ہوئی ہے' ہم بچانا چاہتے ہیں تو یہ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ آپ اب یہ بل کیوں لائے ہیں؟ پہلے کیوں نہیں لائے؟ بات تو دراصل یہ ہے کہ ان کے دور میں جو کچھ ہوا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ ضرورت ہم محسوس کر رہے ہیں کہ ایسا آئندہ کسی بھی وقت میں نہ ہو۔ یہ malpractices چاہے کوئی بھی حکومت آئے وہ نہ کر سکے۔ اس لیے اس قانون سازی کی ضرورت پڑی ہے۔

جناب سپیکر! منیس صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ان کی اس بات سے تو بالکل میں اتفاق کرتا ہوں۔ کیوں کہ انھوں نے اپنی مدد آپ اور اللہ میاں کی مدد کے تحت جتنے بچے کھچے پلاٹ تھے' چاہے وہ ہاؤسنگ میں تھے' چاہے وہ ایل۔ ڈی۔

اے میں تھے' چاہے وہ پانی۔ وے کے تھے' چاہے وہ اوقاف کے تھے' جن ڈیپارٹمنٹس کے بھی پلاٹ تھے سب کی الاٹمنٹیں شروع کر دیں اور اپنے پچھلے دور میں آپ کو یاد ہوگا کہ انھوں نے اپنے ہی ایم۔ پی۔ ایز کو الاٹمنٹیں شروع کر دیں۔ کسی نے جا کر پائی وے کے رقبہ پر دیوار بنانی شروع کر دی۔ کسی نے کچھ کرنا شروع کر دیا۔ بات تو یہ ہے کہ اگر یہ بات کرتے ہیں تو پھر اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھیں کہ اس دور میں جب یہ سپیشل اسسٹنٹ تھے تو کیا کیا ہوتا رہا ہے۔ کیا کیا کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بات کرتے ہیں کہ گند صاف کرنا ہے۔ تو یہ گند تو اصل میں ہم صاف کر رہے ہیں۔ گند تو انھوں نے ڈالا تھا' اس پارٹی نے ڈالا تھا۔ اس کو ہم صاف کرنے کے لیے یہ قانون لائے ہیں کہ اس طرح کی جو تقسیم کار ہے یہ غلط ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے اور اس قانون کے تحت جو کہ آیا ہے اس میں 90 % by open auction ہے۔ کچھ معذوروں کا کوٹہ ہے اور کچھ وہ لوگ جو کہ ڈیوٹی پر شہید ہوتے ہیں۔ کچھ defence personnel کا ہے جو کہ بڑا minor ہے۔ باقی سارا جیسا کہ قانون میں دیا ہوا ہے اس کے مطابق ہو گا۔

جناب سپیکر! بات تو بڑی لمبی ہو جاتی ہے۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کہہ رہے تھے کہ میں لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ کیا قانون ہے؟ یہ قانون تو پچھلے پانچ ماسے نافذالعمل ہے۔ پانچ ماہ میں منسٹر صاحب نے تو کوئی اخباری بیان نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو گمراہ نہیں کیا کہ یہ قانون آیا ہوا ہے اور اسمبلی میں پیش ہو چکا ہے اور اب جس وقت اس کی passage کا ٹائم آیا ہے' یہ محسوس کرتے ہیں کہ انھوں نے لوگوں کو بتانا ہے اور لوگوں کو پتا ہونا چاہیے۔ پانچ ماہ سے یہ نافذالعمل ہے۔ اس پر ابھی تک کسی کا کوئی اعتراض داخل نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی آیا ہے۔ پھر سٹینڈنگ کمیٹی اس پر غور کر چکی ہے اور نہ ہی ان کا اس پر کوئی جواز بنتا ہے۔ منسٹر صاحب بار بار یہ لفظ بول رہے تھے کہ ڈسپوزل آف لینڈ' ڈسپوزل آف لینڈ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ڈسپوزل آف لینڈ کو تو ہم ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ تو ماہر ہیں ڈسپوزل آف اسمبلیز کے۔ یہ جس طرح بار بار اسمبلیز کو ڈسپوز آف کرتے رہے ہیں' یہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے بھی ایسے ہی پلاٹوں کو ڈسپوز آف کریں گے' ہرگز نہیں۔ ہم ان کو روکنا چاہتے ہیں اور آئندہ آنے والے وقت میں' یہ وقت بتائے گا کہ یہ قانون کتنا مفید ثابت ہو گا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ان کی جو amendment ہے اس کو reject فرمائیں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th December, 1998.

(The motion was lost)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مسعود عالم شاہ صاحب اسی ترمیم پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر، اب تو question put ہو گیا ہے اور اس پر ووٹنگ بھی ہو گئی ہے۔ انھوں نے جتایا ہی نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، چلیں ٹھیک ہے۔ اگلی ترمیم پر بول لیں گے۔

MR SPEAKER: The next amenement is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Saeed Akbar Khan;
3. Mr Mansoor Ahmad Khan;
4. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
5. Sardar Rafiq Haider Leghari;
6. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti.
7. Syed Masood Alam Shah;
8. Pir Shujaat Husnain Qureshi;
9. Mr Ikramullah Khan Niazi;
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi;

Who would move the amendment?

SYED MASOOD ALAM SHAH: I move:

That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill 1998 , as recommended by Standing Committee on Housing , Physical and Environmental Planning , be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th December, 1998:-

1. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
2. Mr Saeed Akbar Khan,MPA
3. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
4. Ch Saeed Iqbal, MPA
5. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
6. Mian Tariq Mahmood, MPA
7. Mian Naveed Tariq, MPA
8. Ch Sultan Mahmood Gondal, MPA
9. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA.

MR SPEAKER: The motion moved is.-

That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill 1998 , as recommended by Standing Committee on Housing , Physical and Environmental Planning , be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th December, 1998:-

1 Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
2. Mr Saeed Akbar Khan,MPA
3. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
4 Ch Saeed Iqbal, MPA
5. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA

6. Mian Tariq Mahmood, MPA
7. Mian Naveed Tariq, MPA
8. Ch Sultan Mahmood Gondal, MPA
9. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب oppose کرتے ہیں۔ شاہ صاحب! آپ اس کے اوپر بات کریں گے؟

سید مسعود عالم شاہ: جی۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

سید مسعود عالم شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ' جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! بل بہت ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جب تک اس کو کمیٹی consider کر کے ہاؤس میں نہ لائے اس وقت تک اپنا فائنل ورشن اپوزیشن بھی پیش نہیں کر سکتی اور اس سے متعلقہ ادارے بھی اپنی حتمی رائے قائم نہیں کر سکتے۔ اس کمیٹی کو جو ہم نے نام دیے ہیں اس میں صرف اپوزیشن کا ایک ممبر ہے اور باقی تو ویسے ہی سارے ٹریژری بنچز کے ممبر اس میں دیے گئے ہیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر اس کو اس کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو اس میں جتنی خرابیاں ہیں یا اس کا جو بنیادی ڈھانچہ ہے اس پر دوبارہ غور ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ایوان میں مزید اعتماد بڑھے گا کیوں کہ جن ممبران کے نام دیے گئے ہیں وہ بھی اس میں عزت محسوس کریں گے بلکہ اگر اس کو رد کیا گیا تو یہ ان پر ایک غیر اعتمادی ہو گی کہ آپ ان پر اعتماد نہیں کرتے یا آپ اس کو ایک مکمل لاء سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر! پہلے ہی ہمارا ملک ایک crisis سے گزر رہا ہے۔ یہاں پر معاشی استحکام کی اشد ضرورت ہے اور موجودہ حالات میں پوری دنیا میں یہ ایک trend چل چکا ہے کہ فنڈز بڑھائے جائیں اور مختلف طریقے اختیار کیے جائیں تاکہ معیشت کو مضبوط کیا جائے اور ملک کے reservoirs بڑھائے جائیں۔ اس وقت Land Disposal Bill بھی اسی اہمیت کا حامل ہے کہ ہمارے دیہی علاقوں میں اتنی valuation کی زمین نہیں ہوتی جتنا کہ شہری علاقوں میں زمین کی قیمت ہوتی ہے۔ لہذا اس بل کو نامکمل سمجھتے ہوئے میں اس پر عرض کروں گا کہ اس کا بنیادی ڈھانچہ ہی ریت کی بنیادوں پر قائم کیا

گیا ہے۔ جب کوئی منصوبہ بندی ہوتی ہے' جب کوئی نئی سوسائٹی یا کوئی ٹاؤن بنایا جاتا ہے تو اس کی بنیادی کمزوری ہی یہی ہے کہ یہاں جو منصوبہ ساز ہیں' بلکہ میں کہوں گا کہ یہاں پر عرصہ دراز سے جو exploiters ہیں' بیوروکریٹس جو اس میں منافع کے حصہ دار ہیں یہ ان کو pin point کر دیتے ہیں اور شہروں کے قریب جتنی بھی اراضیاں سکیم میں آئی ہوتی ہیں وہ اس کو پہلے ہی کوڑیوں کے بھاؤ خرید لیتے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر اس کی پوری قانون سازی کی جائے۔ اور اس کو ایک certain period سے freeze کر دینا چاہیے۔ غریب لوگ جن کی ایک ایک ایکڑ زمین ہوتی ہے یا اگر ان کے نصیب کھلنے والے ہوتے ہیں وہ اس profit سے محروم رہتے ہیں۔exploiters ان سے زمینیں خرید لیتے ہیں بعد میں جب اس کی پلاننگ ہوتی ہے تو پھر اس کے ریٹس مقرر کیے جاتے ہیں کہ کون سا ایریا commercialize ہوگا اور کون سا ایریا residential ہوگا۔ میں یہاں pin point کرنا چاہوں گا کہ 1986ء سے آج تک چیف میٹروپولیٹن پلانر اسی عہدے پر فائز ہیں تو جناب' اس کی کیا وجوہات ہیں کہ دس بارہ سال سے mismanagement and misconduct اسی طرح سے چلی آ رہی ہے۔ اور جو دونوں طرف سے version پیش کیے گئے ہیں کہ یہ پلاٹ الاٹ ہوئے' تو کیا انھوں نے یہ mention نہیں کیا اور کیا انھوں نے اس میں legally کوئی proposal نہیں دی؟ جناب سپیکر! آپ لاہور کے ہی اکثر علاقے دیکھ لیں' جو سنیما گھر plan کیے گئے' جو شو روم plan کیے گئے ان کے سامنے انھوں نے ازخود car parking نہیں رکھی ۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ اسی ہاؤس میں لیڈر آف دی ہاؤس نے فرمایا تھا کہ ہمارے تو bus stops بھی بک چکے ہیں اور ان کے کرائے وصول کیے جاتے ہیں تو جناب والا! یہ mis-planning ہے اور اس کا basically land disposal سے تعلق ہے۔ اس کے بارے میں میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کو مزید شفاف بنایا جائے اور اس کو اس کمیٹی کے through reconsider کیا جائے اور اگر یہ نہیں کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ اور exploiters کا hand to glovs attitude ہوگا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو. جناب سپیکر! میں بھی اس امنڈمنٹ پر کچھ کہنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر. جی فرمائیے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو. شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! ہم نے یہ امنڈمنٹ move

کی ہے کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ اس پر دوبارہ غور و خوض ہو اور پھر اس کو ہاؤس میں پیش کیا جائے ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ یہ جو بل لائی ہے اس سے شاید یہ اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ 1985ء کے بعد جس طریقے سے پلاٹوں کی بندر بانٹ کی گئی اور 1990ء تک ایل۔ڈی۔اے اور دوسری ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کو جس بے دردی سے لوٹا گیا پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ۔ جناب سپیکر! گورنمنٹ کو آج orphans کا خیال آ گیا ہے ' آج ان کو play grounds کا خیال آ گیا ہے۔ اس وقت ان کو کیوں نہیں خیال آیا جب انھوں نے play grounds کو پلاٹس میں convert کیا اور وہ پلاٹ لوگوں کو الاٹ کیے ' ہسپتالوں کے پلاٹس ' graveyards کے پلاٹس الاٹ کیے گئے؛ تو جناب' یہ کتنے افسوس کی بات ہے ۔ آج جب ہم دیکھتے ہیں اور یہ چیزیں ریکارڈ پر موجود ہیں کہ کس بے دردی کے ساتھ یہ سارا سلسلہ کیا گیا اور اب ہاؤس میں یہ بات ہوئی کہ پچھلے دور میں پلاٹس الاٹ کیے گئے۔ جناب' میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ اگر میرے بھائی ممبر کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ میاں منظور احمد وٹو کے دور حکومت میں politically base پر کسی ایم۔پی۔اے کو یا ان کے کسی رشتہ دار کو کوئی پلاٹ الاٹ ہوا ہے تو اس کا ثبوت لے کر آئیں اور میں بھی ثبوت لے آتا ہوں۔ میرے پاس بھی چھ ہزار پلاٹوں کا ثبوت موجود ہے اور ایک رات میں جو چھ سو پلاٹ الاٹ کیے گئے اس کا ثبوت میرے پاس بھی موجود ہے' میں بھی لے آتا ہوں۔ تو اس سے واضح ہو جائے گا کہ کس نے اس محکمے کو بے دردی سے لوٹا۔۔۔۔۔۔

جناب امتیاز احمد (پارلیمانی سیکرٹری برائے)،جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب امتیاز احمد ، جناب سپیکر! معظم وٹو صاحب بول رہے ہیں کہ کوئی ثبوت لے کر آئیں تو جناب ان کے ثبوت تو اتنے زیادہ ہیں کہ یہاں لائے ہی نہیں جا سکتے بنیامین صاحب نے on the floor of the House ان سے کہا تھا کہ آئیں میرے ساتھ بات کریں اور ان کے پلاٹوں کے ثبوت میرے پاس موجود ہیں۔ یہ جہاں چاہیں میں ان کو پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی وٹو صاحب' بات صرف امنڈمنٹ کے اوپر کریں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! یہ چیزیں تو تاریخ کا حصہ ہیں ان کو جھٹلایا نہیں

جا سکتا۔ آنریبل ہاؤس اس بات سے آگاہ ہے اور آپ بھی جانتے ہیں اور یہ ساری کی ساری باتیں آپ کے علم میں ہیں کہ کس طریقے سے یہ سارا سلسلہ کیا گیا۔ چلو، شکر ہے کہ آج انھیں کچھ خیال آیا کہ اس طرح کا ایک قانون بنائیں کہ آئندہ آنے والے دور میں اس کا ایک سسٹم بنایا جائے اور جب کوئی town plan کیا جائے اس میں پلاٹس کی open auction ہو۔ تاکہ آئندہ کے لیے یہ سلسلہ بند کیا جا سکے۔ لیکن جناب والا! یہ جو بل ہے اس میں کئی خامیاں ہیں اور ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے اور وہ اس کو thoroughly examine کرے اور پھر اس پر بات ہو۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ، جی پارلیمانی سیکرٹری قانون صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (جناب شاہد اکرم بھنڈر) ، جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ میرے دوست نے اس امنڈمنٹ پر کوئی ایسی بات کی ہو جو اس امنڈمنٹ کی support میں ہو وہ یہ کہتے ہیں کہ جناب، اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کریں، حالانکہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس سے ہو کر آیا ہوا ہے ، سٹینڈنگ کمیٹی اس پر غور کر چکی ہے۔ سلیکٹ کمیٹی میں جانے سے اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ یہ ہماری سمجھ سے تو بالا تر ہے میرا خیال ہے کہ ان کی سمجھ میں یہ چیز نہیں ہے آپ دیکھیں کہ ان کی امنڈمنٹس اکثر یہی ہوتی ہیں کہ اس کو فلاں کے پاس بھیجا جائے اس کو فلاں کے پاس بھیجا جائے ، اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی امنڈمنٹ ہے ہی نہیں۔ میرے خیال میں ان کی تسلی صرف اسی طریقے سے ہو سکتی ہے کہ ان کو ہر سٹینڈنگ کمیٹی میں بٹھا دیا جائے۔ شاید ان کی تسلی اس طرح سے ہو جائے۔ بہرحال جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کو بھیجنے کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس پر سٹینڈنگ کمیٹی غور کر چکی ہے لہذا ان کی امنڈمنٹ کو reject فرمائیں ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ آئندہ Disposal of Trees کا بل بھی آ رہا ہے۔

MR SPEAKER : Thank you The amendment moved and the question is :

> "That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members

with instructions to report upto 30th December, 1998.

1. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
2. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
3. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
4. Ch Saeed Iqbal, MPA
5. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
6. Mian Tariq Mehmood, MPA
7. Mian Naved Tariq, MPA
8. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA
9. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA

(The motion was lost).

MR SPEAKER: The motion moved and the question is

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

جناب سپیکر، اب سیکنڈ ریڈنگ کے بارے میں سب کا یہی خیال ہے کہ اسے کل take up کیا جائے۔ تو ہاؤس کل ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

جمعرات' 26- نومبر 1998ء

(پنج شنبہ' 6- شعبان المعظم 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝٣
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝٤ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝٥ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٦
فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝٧ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝٨

سورة التین آیات 1 تا 8

انجیر کی قسم اور زیتون کی ۝ اور طور سینین کی ۝ اور اس امن والے شہر کی ۝ کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے ۝ پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا ۝ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کے لیے بے انتہا اجر ہے ۝ تُو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ ۝ کیا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہوں گا کہ کل یہاں ہاؤس کی پروسیڈنگ کے دوران معزز وزیر قانون کی طرف سے گرین ٹریکٹرز کی بات ہوئی جس سے debate چلتی ہوئی معزز وزیر C&W نے کہا کہ منیس کے کزن کو ٹریکٹر ملا ہے۔ تو میں اس وقت بھی بڑا حیران تھا کہ میرا تو کوئی کزن اس سکیم میں آنے کے لیے eligible ہی نہیں ہے تو جو بہت تھوڑے سے ہیں۔ Then I checked up with my cousins. تو پتا چلا کہ میرے کسی کزن نے ٹریکٹرز سکیم میں apply ہی نہیں کیا اور نہ ہی اس کے لیے eligible ہے بلکہ میں یہ بات آپ کے علم میں لاتا ہوں کہ میرے ایک کزن ایگریکلچر ایکسپرٹ ہیں اور انھیں میرٹ پر Pride of Perfomance کے لیے recommend کیا گیا اور ان کا نام اوپر بھیجا گیا' تمام process سے گزر کر جب سیاستدانوں کے ہاتھ میں پہنچا تو He was deferred. He was rejected. میں اس کی کاپی بھی آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ محکمے نے لکھا ہے کہ

> In recognition of his services in the promotion of oil seed crop in the country Mr Mumtaz was awarded FAO Gold Medal. The citation, read at the award ceremony, says that his work has been found helpful to the scientists of Pakistan. The farmers of Vehari area said that prior to award of FAO Medal, our country should have looked into his performance and should have recognised his valuable services.

یہ بہت لمبا ہے میں اس کی کاپی آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں لیکن

This is an explanation which I want to make

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پہلے منیس صاحب بات مکمل کر لیں پھر آپ۔

وزیر خزانہ، میں ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ انھیں بات مکمل کر لینے دیں۔ جی منسٹر صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! میری گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسے کانوں میں discrimination نہیں ہونی چاہیے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ ایک Highest award of the country. کے لیے اس کو بھیجا جائے recommend کیا گیا ہو through proper channel کیا گیا ہے اور وہ سیاستدانوں کے پاس جا کر ... ہو جائے اور reject ہو جائے۔ یہ اپنی سفارشات پر recommendations دیتے ہیں میں آپ کو بھیجتا ہوں کہ ایک آدمی جو ملک کے لیے اتنا زیادہ کام کرتا ہے اور صرف اس لیے کہ He is my cousion اسے reject کر دیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں it is improper بلکہ مقامی طور پر بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ اس کے فارم کو visit کرنے کے لیے غیر ملکی آتے ہیں اور حکومت کے لوگ غیر ملکیوں کو لے کر جاتے ہیں لیکن اگر حکومت کا اپنا نمائندہ۔۔۔۔۔۔ میں ایک مثال دوں گا کہ

Commissioner, Multan Division alongwith all his Deputy Commissioners of the area and all the Directors and Deputy Directors of Agriculture, Deparment.

انھوں نے کہا کہ ہم جا کر ان کا فارم دیکھتے ہیں

and he was informed and he prepared lunch for them.

اور عین موقع پر اسے بتایا گیا کہ ہم نہیں آ رہے اور اس کی وجہ کیا تھی؟ یہاں سے ایک ڈپٹی سیکرٹری نے فون کیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف نے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے اجازت چاہی اور پھر ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کی اور وزیر قانون کے ایک ریمارکس پر کہ ان کے ایک کزن کو ٹریکٹر دیا گیا۔

جناب سپیکر، وزیر قانون نہیں وزیر مواصلات و تعمیرات۔

وزیر خزانہ: سوری سر! وزیر مواصلات۔ جناب والا! اس کی آڑ میں انھوں نے اپنے ایک کزن کا کیس پلیڈ کرنا شروع کر دیا کہ انھیں Pride of Performance کے لیے recomend کیا گیا اور ان کو

فارم پر نہیں جانے دیا گیا۔ یعنی ذاتی وضاحت میں ان کے کزن کا کیا تعلق بنتا ہے؟ افسران کی یا غیر ملکیوں کی ٹیم گئی ہے یا نہیں ان کا کھانا ضائع ہو گیا ہے۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر موٹرز کی وضاحت چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ بات ہو گئی ہے اس issue کو رہنے دیا جائے۔

وزیر قانون: جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے سوال ہیں۔ سب سے پہلا سوال جناب ارشد عمران سلہری کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: سوال نمبر 573۔

حلقہ پی پی۔ 127 کی سکیمیں

*573۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1995-96ء اور 1996-97ء میں حلقہ پی پی 127 میں فلاح و ترقی کے لیے S.P.L.D کے تحت مختلف سکیمیں منظور ہوئی تھیں۔ ان سکیموں کی تعداد مع منظور شدہ مالیت کیا تھی۔ تفصیل بیان کی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حلقہ پی پی 127 میں سال 1995-96ء اور 1996-97ء میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مختلف سکیمیں منظور کی تھیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ان سکیموں کے نام، مالیت اور جمع کروانے والے کا نام اور عہدہ کیا ہے۔ نیز ان سکیموں کے لیے executing agency کونسا محکمہ تھا اور ان میں کتنی سکیمیں مکمل ہوئیں اور کتنی نامکمل ہوئیں۔ اگر کوئی سکیم نامکمل ہے تو ان کے نام بمع مالیت اور وجوہات کیا ہیں تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ سال 96-1995ء اور 97-1996ء میں حلقہ پی۔پی 127 میں فلاح و ترقی کے لیے ایس۔پی۔ایل۔ڈی کے تحت 23 مختلف سکیمیں منظور ہوئیں۔ ان سکیموں کی سال وار تعداد اور منظور شدہ مالیت حسب ذیل ہے:۔

سال	سکیموں کی تعداد	منظور شدہ مالیت
96-1995ء	16	60 لاکھ روپے
97-1996ء	17	50 لاکھ روپے

(ب) یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 127 میں سال 96-1995ء اور 97-1996ء میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے درج بالا سکیمیں منظور کی تھیں۔ ان سکیموں کے نام و مالیت کی تفصیل بمطابق ایوان کی میز پر رکھے گئے مراسلہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں دی گئی ہے۔ سکیمیں جمع کروانے والے کا نام جناب احمد طارق رحیم ہے جو اس وقت کے گورنر تھے۔ ان سکیموں کی executive agency محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی ضلع لاہور تھا۔ تفصیل منصوبہ جات برائے سال 96-1995ء اور 97-1996ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ جواب میں یہ واضح ہے 96-1995ء اور 97-1996ء کی ترقیاتی سکیموں کے لیے تقریباً 1 کروڑ 10 لاکھ روپے گورنمنٹ نے دیے اور اس وقت کے گورنر خواجہ احمد طارق رحیم کی سکیمیں تھیں اور میرے حلقے کے یہ فنڈز تھے۔ اس کے بارے میں' میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 96-1995ء اور 97-1996ء کی سکیمیں جو اس وقت انھوں نے دی تھیں۔ جناب والا یہ ساری وہی سکیمیں ہیں 1996ء میں بھی وہی سکیمیں ہیں اور 1997ء میں بھی وہی سکیمیں تھیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آپ اس کی انکوائری کروانا چاہیں گے کہ موقع پر یہ کام ہوئے بھی ہیں یا نہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ فاضل رکن کا حق ہے اگر وہ کسی خاص سکیم کی طرف نشان دہی کرنا چاہیں' جس کے بارے میں میری معلومات کے مطابق ماسواء ایک سکیم کے باقی سب مکمل ہو چکی ہیں۔ اگر ان کی اطلاع اور معلومات کے مطابق محکمے کی بیان کردہ پوزیشن غلط

ہے تو میں یقیناً اس میں انکوائری کروانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، وہ انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے، محکمے نے تو صرف ایک سکیم کا ذکر کیا ہے، اکثر سکیمیں جو ہیں میں نے ان کو ٹیلی بھی کیا ہے، 1996ء میں بھی وہی ہیں اور 1997ء میں بھی وہی ہیں۔ پھر آپ دیکھیں کہ 1996-1995ء کی کارپٹنگ روڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور لکھا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! علامہ اقبال ٹاؤن کے 32 بلاک ہیں۔ اب یہاں پر یہ بات واضح نہیں ہے وہ کون سی سڑک تھی کون سے بلاک میں تھی۔ اسی طرح 97-1996ء میں نمبر 10 میں لکھا ہے کہ پختہ سولنگ سڑک علامہ اقبال ٹاؤن۔ اس کے لیے بھی 5 لاکھ روپے دکھائے گئے ہیں۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کی مکمل طور پر سکروٹنی کی جائے۔ یہ میرا حلقہ ہے اس وقت ہم اپوزیشن میں تھے اور اس کے اوپر بولتے بھی رہے ہیں۔ میاں فضل حق کے حلقہ پی پی 126 میں بھی ایسا ہوا ہے انھی صاحبان نے اس کے فنڈز لیے تھے لیکن موقع پر کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف نے نوٹ کر لیا ہے اور انھوں نے اس پر یقین دہانی بھی کروائی ہے کہ اس کی انکوائری کروائیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 575۔

بورڈ رینٹ/ لائسنس فیس کی وصولی

*575۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور نے شعبہ جات بورڈ رینٹ بابت وصولی لائسنس فیس کو ٹھیکہ پر دیئے ہوئے ہیں؟ اگر ہاں! تو ان کے نام کیا ہیں۔

(ب) کیا مجوزہ شرائط اور معاہدے کے تحت مذکورہ ٹھیکےدار سے بنک گارنٹی لی گئی تھی؟ اگر لی گئی تھی تو کس کس تاریخ کو، کتنی، کتنی رقم، کی گارنٹی داخل کرائی گئی تھی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا کارپوریشن کے بائی لاز کے مطابق ماسواء ٹھیکے دار کے کوئی دوسرا شخص فیس وصول نہیں کر سکتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے میں کوئی دوسرا شخص فیس کی وصولی کر رہا ہے اور آیا کارپوریشن کی جملہ شرائط کے تحت باقاعدہ اقساط بابت سال 1996-97ء جمع کرا رہا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو اس کی تفصیلات بتائیں اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بروقت اقساط جمع نہ کرانے کی صورت میں مبلغ 25 ہزار روپے یومیہ جرمانہ طے ہے اور کیا کارپوریشن نے ان سے بروقت اقساط جمع نہ کرانے کا کوئی جرمانہ وصول کیا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) سال 1996-97ء کے لیے بورڈ رینٹ کا ٹھیکہ بلدیہ عظمیٰ لاہور نے مورخہ 12-6-96 کو بذریعہ نیلام عام مسٹر طاہر اسحاق کو دیا تھا۔ سال 1996-97ء کے لیے لائسنس فیس وصولی کا ٹھیکہ بلدیہ عظمیٰ لاہور نے مورخہ 12-6-96 کو بذریعہ نیلام عام محمد ریاض کو دیا تھا۔

(ب) ٹھیکےدار نے بورڈ رینٹ کے ٹھیکے کی بنک گارنٹی مبلغ -/36,90,000 روپے کی بجائے مبلغ -/18,45,000 روپے دی ہے جو کہ شرائط نیلام اور معاہدہ کے مطابق 1/2 کی بجائے 1/4 دی گئی تھی۔ اسی طرح لائسنس فیس کی کل بنک گارنٹی مبلغ -/76,50,000 روپے کی بجائے مبلغ =/38,25,000 روپے دی گئی تھی ہر دو ٹھیکوں کی بنک گارنٹیاں مورخہ 18-11-96 کو دی گئی تھیں۔

(ج) اس ضمن میں صورت حال یہ ہے کہ ہر دو ٹھیکوں میں بورڈ رینٹ کے ٹھیکیدار طاہر اسحاق اور لائسنس فیس کے ٹھیکیدار محمد ریاض نے بذریعہ رجسٹرڈ جنرل اٹارنی چودھری محمد افضل پروپرائیٹر میاں اینڈ کمپنی وصولی کے لیے مامور کیا تھا۔ ہر دو ٹھیکیداروں نے بورڈ رینٹ کی تمام اقساط جمع کرا دی ہیں اور لائسنس فیس کے ٹھیکیدار کے ذمہ اپریل کی آخری قسط مبلغ=/15,30,000 روپے ہے۔ بقایا عملہ تنخواہ مبلغ =/10,89, 600 روپے واجب الوصول

ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ ہر دو ٹھیکوں کے شرائط و معاہدے میں اگر ٹھیکیدار بروقت قسط جمع نہ کرواتا ہے تو اسے مبلغ =/25,000 روپے جرمانہ یومیہ پانچ یوم تک ادا کرنا پڑتا ہے۔ ٹھیکے دار مذکورہ مارچ 1997ء تک اقساط بروقت جمع کرواتا رہا ہے صرف اپریل 1997ء کی آخری قسط بورڈ رینٹ ٹھیکے دار نے لیٹ ادا کی۔ جس کا اس مرحلہ 2% سیکورٹی جمع شدہ سے کاٹ لیا جائے گا۔ ٹھیکے دار لائسنس فیس نے فی الحال اپریل 1997ء کی آخری قسط آج تک باوجود بار ہا متعدد یاد دہانیوں ادا نہیں کی ہے اسے مبلغ -/25,000 روپے یومیہ پانچ یوم تک ادا کرنا ہوگا۔ ٹھیکے دار لائسنس فیس کی بنک گارنٹی مبلغ -/38,45,000 روپے کارپوریشن کے پاس جمع ہے جسے کیش کروانے کے لئے متعلقہ بنک کو کارروائی کے لیے تحریر کیا جا چکا ہے۔ بنک گارنٹی کیش ہونے کی صورت میں کارپوریشن کو کسی قسم کا کوئی نقصان ہونے کا احتمال نہ رہے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ٹھیکے دار نے بورڈ رینٹ کے ٹھیکے کی بنک گارنٹی مبلغ -/36,90,000 روپے کی بجائے مبلغ -/18,45,000 روپے دی ہے جو کہ شرائط نیلام اور معاہدے کے مطابق 1/2 کی بجائے 1/4 کردی گئی تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کیا وجہ تھی کہ معاہدے کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، جب کہ ان کو علم تھا تو انھوں نے سیکورٹی، گارنٹی 1/2 کی بجائے 1/4 دی۔ پھر اس میں کیا امر تھا کہ اس شخص کو یہ ٹھیکہ شرائط کے خلاف دے دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی کا یہ پوچھنا بالکل جائز ہے۔ میں تو جواباً صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ کاش انھوں نے یہاں یہ سوال اسمبلی میں بھیجنے سے پہلے اگر مجھ سے ذاتی طور پر رابطہ کر کے یہ بے ضابطگی پوائنٹ آؤٹ کر دی ہوتی تو ان افسران کے خلاف بہت پہلے ایکشن لیا جا چکا ہوتا۔ لیکن چونکہ ان سوالات کے ذریعے مجھے ان حالات سے آگاہی ہوئی تو کل ہی میں نے متعلقہ افسران کی معطلی کے آرڈر جاری کر دیے ہیں اور وہ معطل بھی ہو چکے ہیں ان کے

خلاف اب انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب نے پہلے ہی اس پر ایکشن لے لیا ہے۔ جن لوگوں نے غلط کام کیا ہے یا اس میں ملوث تھے ان کو معطل کر دیا گیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، اس کے علاوہ جناب سپیکر اس ٹھیکے دار کی جو سیکورٹی جمع ہے اور جو نقصانات وہاں وصولی میں ہوتے ہیں یا اس پر 25 ہزار روپے یومیہ جرمانہ لگے گا وہ اس کی سیکورٹی سے cover ہو سکتا ہے۔ بنک کو ہم نے اس سیکورٹی کو encash کرنے کے لیے move کردیا ہے۔ اس سے کارپوریشن کو نقصان نہیں ہوگا۔ جن افسران نے بے قاعدگی کی وہ معطل ہو چکے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی اور خوش آئند بات ہے کہ معزز وزیر کے نوٹس میں جب یہ بات آئی کہ وہاں پر بدعنوانی ہوئی ہے اور ٹھیکہ دینے میں اس وقت کی حکومت نے جانب داری کی ہے اور اس کا نوٹس بھی انھوں نے لیا ہے۔ جناب سپیکر! 97-5-24 کا سوال تھا جو کہ اب سال ختم ہو رہا ہے اس میں آ رہا ہے۔ میری اس میں یہ گزارش ہوگی کہ ٹھیکے دار کی طرف اس کا واجب الادا 25 ہزار روپے یومیہ جرمانہ تھا اور محکمے کو جو اس کی وجہ سے نقصان ہوا ہے اس کو recover کرنے کے لیے جیسا کہ سردار صاحب نے فرمایا ہے ان کی سیکورٹی سے نقصان پورا ہو جائے گا۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس کی مزید تصدیق کر دیں۔ شاید اس کی سیکورٹی اتنی نہ ہو کہ وہ نقصان پورا ہو سکے۔

جناب سپیکر، وہ تو انھوں نے کہہ دیا ہے کہ کارپوریشن کو نقصان نہیں ہوگا۔ آپ کا یہ خدشہ ہے کہ سیکورٹی کم ہے اور نقصان زیادہ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، میرا خدشہ ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! کوئی ایسی صورت حال تو نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، نہیں جناب والا! ایسی کوئی صورت حال نہیں ہے ۔ اس کی سیکورٹی جمع ہے اس سے جرمانے کی حد اور نقصان cover ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے جواب میں بھی یہ بات لکھ کر دی ہوئی ہے کہ نقصان cover ہو جائے گا۔اگلا

سوال ہے چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا۔

چودھری زاہد محمود گورایہ۔ سوال نمبر 739

کونسل ہاؤس فیصل آباد کے کرایہ دار

*739۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کچہری بازار فیصل آباد کے کونسل ہاؤس میں کل کتنے کمرے اور کتنی دکانیں ہیں۔ کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت اور کس طریق کار کے مطابق کمرے/دکانیں کرایے پر دی گئی ہیں اور کرایہ کی شرائط کیا تھیں۔

(ب) مذکرہ کونسل ہاؤس میں جن افراد کو کمرے/دکانیں کرایے پر دی گئیں ان کے ذمہ کتنے واجبات اور کتنے عرصہ سے ہیں اور ان کی وصولی کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) ایڈمنسٹریٹر/ چیئرمین کے حکم سے کمرہ جات جن کی تعداد 14 ہے۔ بذریعہ اخبارات کو بذریعہ درخواست کرایہ پر دیئے گئے تھے۔ کرایہ میں ہر سال گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق 10% اضافہ کیا جاتا ہے۔ دکانات جن کی تعداد 17 ہے بحکم ایڈمنسٹریٹر/ چیئرمین کرایہ پر دی تھیں۔ جن میں گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق ہر سال 10% اضافہ کیا جاتا ہے دکانات نیلام عام میں کرایے پر دی گئی تھیں۔ کمرہ جات اور دکانات کرایے پر دینے کی شرائط ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ۔ جن افراد کو کمرے/دکانات کونسل ہاؤس کچہری بازار فیصل آباد کرایہ پر دیئے گئے تھے ان کے ذمے واجبات بمعہ عرصہ کرایہ تفصیل شامل کر دی گئی ہے۔ واجبات کی وصولی کے لیے کوشش کی جارہی ہے۔ کونسل ہاؤس کچہری بازار فیصل آباد کے 14 عدد کمرہ جات اور 17 عدد دکانات 1 کنال 3 مرلہ رقبہ میں تعمیر شدہ ہیں۔ ضلع کونسل کی میعاد پٹہ داری ختم ہونے سے قبل ہی ریونیو بورڈ نے اراضی کی لیز ضلع کونسل کے نام سے منسوخ کر کے اراضی واپس لے لی تھی۔ اس لیز کی منسوخی کے خلاف ضلع کونسل نے ریونیو بورڈ کے خلاف رٹ

دائر کی تھی۔ عدالت عالیہ نے رٹ نمٹا دی اور فیصلہ کیا کہ بورڈ ریونیو اس کا فیصلہ کرے ریونیو بورڈ نے اراضی ساڑھے پانچ لاکھ روپے فی مرلے کے حساب سے مذکورہ ضلع کے پاس پرائیویٹ معاہدے کے تحت فروخت کر دی۔ جملہ دکان داران نے سینئر سول جج صاحب فیصل آباد کی عدالت میں دعویٰ جات دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا کہ وہ ضلع کونسل کے پرانے کرایے دار ہیں۔ اب جبکہ اراضی ضلع کونسل کے نام سے منسوخ ہو چکی ہے۔ وہ یہ اراضی اسی ریٹ پر جس کے تحت اراضی ضلع کونسل کے پاس فروخت کی گئی ہے۔ خریدنے کے حق دار ہیں۔ دکان داران نے اراضی زیر دکانات کی قیمت بھی عدالت میں جمع کروا دی ہے۔ اراضی زیر دکانات / کمرہ جات کا حکم امتناعی ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ نے اراضی کی قیمت ضلع کونسل سے وصول نہ کی ہے۔ سینئر سول جج صاحب فیصل آباد کے حکم کے خلاف ضلع کونسل نے اپیلیں دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کیا ہے۔ اپیلیں ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں جن کی سماعت کے لیے ابھی کوئی تاریخ مقرر نہ ہوئی ہے۔

چودھری زاہدمحمود گورایہ، جناب سپیکر ! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہاں پر جز(الف) میں جو بتایا گیا ہے کہ 14 کمرہ جات جن کو کرایہ پر دیا گیا اخبارات کے دفاتر کو دیا گیا۔ جناب والا! یہ کمرہ جات حقیقت میں کونسلرز صاحبان کے رہنے کے لیے بنائے گئے تھے ایسی کیا مجبوری تھی کہ جس کی بدولت ان کو سارے کے سارے چودہ کمرے اخبارات کے دفاتر کے لیے دے دیے گئے جن میں پاکستان ٹائمز کو ایک کمرہ دیا گیا اور ایک ہفت روزہ کو اور اسی طرح دوسرے اخبارات کو دیے گئے۔ ساتھ ہی میں وزیرموصوف سے اس بات کی بھی وضاحت چاہتا ہوں کہ کرایہ پر دینے کے لیے ان کی terms and conditions میں یہ تھا کہ ان کا اخبار میں اشتہار دیا جائے اور ان سے سیکورٹی بھی لی جائے ۔ جب کہ میرے خیال میں کسی ایک اخبار میں بھی اشتہار نہیں دیا گیا اور نہ ہی کسی ایک بندے سے سیکورٹی لی گئی ہے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں terms & conditions آپ کے پاس پہنچ چکی ہیں۔ وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

چودھری زاہدمحمود گورایہ، ان سے سیکورٹی بھی لینی تھی اور اخبار میں اشتہار بھی آنا تھا لیکن کچھ

بھی نہیں ہے۔ جس مقصد کے لیے یہ کمرے بنائے گئے تھے اس مقصد کے لیے استعمال نہیں ہو رہے۔ بلکہ ان میں اخبارات کے دفاتر بنائے گئے ہیں۔ جب کہ یہ کونسلر صاحبان کے رہنے کے لیے بنائے گئے تھے؟

جناب سپیکر: جی سردار صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! یہ فیصل آباد کونسل ہاؤس جو کہلاتا ہے یہ ایڈمنسٹریٹر یا چیئرمین کا اختیار ہے کہ وہ صرف کونسلر حضرات کے استعمال کے لیے انھیں رکھے یا آمدن بڑھانے کے لیے کرائے پر دے دے۔ یہ چیئرمین یا ایڈمنسٹریٹر نے ہی اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے وہ کرائے پر دیے ہیں۔ باقی انھوں نے پوچھا ہے کہ کن شرائط پر اور اخبارات میں دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ فاضل رکن یہ جانتے ہیں کہ یہ تمام ادارے رولز کے مطابق ہی function کرتے ہیں۔ اور رولز میں شرائط واضح ہیں۔ اگر ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہے جو محکمے نے مجھ سے پوشیدہ رکھی ہو کہ رولز کا مشاہدہ نہیں کیا گیا یعنی دس فی صد سالانہ اضافے کی شرط اس میں نہیں ہے' سکیورٹی ڈیپازٹ اس میں نہیں ہے یا اور جو شرائط یا پابندیاں ان بلدیاتی اداروں پر ہیں اگر اس کی خلاف ورزی کی گئی اور محکمے نے اس کی نشان دہی نہیں کی تو میں اس پر ایکشن لینے کے لیے تیار ہوں۔ بلکہ میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کو درخواست کروں گا کہ اگر ان کے علم میں کوئی بے ضابطگی ہے۔ تو وہ مجھے ذاتی طور پر بتائیں۔

جناب سپیکر: جی' گورایہ صاحب!

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب والا! وزیر صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس طرح انھوں نے ابھی بیان فرمایا ہے کہ یہ ضلع کونسل کی آمدن بڑھانے کے لیے ہیں۔ جب ان کا بڑا مقصد ہی یہی تھا کہ کونسلر صاحبان کے رہنے کے لیے یہ کمرے بنائے گئے ہیں۔ اگر آمدن ہی بڑھانا مقصود تھی تو جس علاقے میں یہ واقع ہیں اس کی قدر اتنی ہے کہ وہ سونے کا علاقہ سمجھا جاتا ہے جہاں پر کچہری بازار اور ضلع کونسل کا دوسرا علاقہ آتا ہے۔ ان کو اگر کرائے پر دیا جائے تو میں اس بات کا چیلنج کرتا ہوں کہ اس کا ایک مہینے کا کرایہ دس ہزار روپے بنتا ہے ابھی جو اس کی value ہے۔ اور 1996ء میں جو دیے گئے ہیں ان کا تقریباً ڈیڑھ دو ہزار روپیہ کرایہ بن رہا ہے۔ اگر یہ مقصد تھا تو پھر ان کو

کیوں نہیں اس حساب سے کرائے پر دیا گیا؟ دوسرا جو میں نے یہ جایا ہے کہ یہ اس کی شرائط میں شامل ہے کہ ان کے لیے سکیورٹی لی جائے۔ اور اخبار میں اشتہار دیا جائے۔ جب بھی کوئی سرکاری پراپرٹی اس طرح کرائے پر دی جاتی ہے تو جہاں تک میری awareness ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اخبار میں اشتہار دیا جائے۔ جب کہ وضاحت میں یہ لکھا ہے کہ بس سادہ درخواستیں آئیں کچھ اخبارات والوں کو کمرے دیے گئے۔ باقیوں کا کیا قصور ہے کہ ان کو نہیں دیے گئے؟ پھر یہ کس بنیاد پر، کیا میرٹ اور ڈی میرٹ تھا جس بنیاد پر ان کو کمرے دیے گئے ہیں؟ "نوائے وقت" والوں کو نہیں دیے گئے، "جنگ" کو کمرہ دیا گیا، "ڈان" کو دیا گیا، "پاکستان" کو دیا گیا، "مشرق" کو دیا گیا یہاں پر پوری تفصیل پڑی ہے ازراہ کرم ذرا اس کی وضاحت کی جائے؟

جناب سپیکر، سردار صاحب! دراصل وہ اس میں یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں۔ کہ جو بھی اس کے قواعد تھے اس کے مطابق ایک تو اس پر عمل نہیں ہوا۔ دوسرا وہاں پر جو یہ اتنی قیمتی پراپرٹی ہے اس کے بارے میں صحیح گائیڈ نہیں کیا گیا اور وہ کمرے سستے داموں کرائے پر چلے گئے ہیں وہاں سے بہت زیادہ آمدن ہوسکتی تھی یہی دو چیزیں ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! معذرت کے ساتھ کہ آپ نے تو ان کی لمبی چوڑی تقریر کا نچوڑ جا دیا۔ میں جو فاضل رکن کی اس گفتگو سے سمجھ سکا ہوں وہ یہ کہ وہ ایک ضمنی سوال نہیں کرتے بلکہ ایک ہی ضمنی سوال کی آڑ میں کوئی پانچ چھ ضمنی سوال کر گئے ہیں۔ اور میں پہلے ضمنی سوال کا جواب دے دیتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ یہ سونے کے بازار میں واقع ہے۔ اور یہ بہت قیمتی جائیداد ہے اور اس کا دس ہزار روپے ماہانہ کرایہ ہونا چاہیے تھا۔ باقی اس کے بعد کوئی اور بھی تین چار ضمنی سوال کر گئے ہیں اگر وہ ایک ایک کرکے سوال کرتے تو میں ایک ایک کرکے ان کا جواب دے دیتا۔ ان کے پہلے ضمنی سوال کا جواب میں دے دیتا ہوں۔ کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ یہ کونسلرز کے لیے بنائے گئے تھے۔ کونسلر حضرات تو وہ کرایہ بھی نہ دیتے تھے جو اب وصول کیا جا رہا ہے۔ پھر تو یہ تمام پراپرٹی چودہ کمرے ضائع ہو جاتے۔ کہ کونسلر حضرات آ رہے ہیں اور وہ ان میں مفت ٹھہر رہے ہیں۔ اب تو انکم آ رہی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ وہ انکم کم ہے یا وہ کرایہ صحیح طور پر نہیں لگایا گیا۔ اور مارکیٹ ریٹ کے حساب سے کرایہ زیادہ ہونا چاہیے تھا۔ جناب والا! اس میں حکومت کا

اختیار کم ہے الیکشن کی تاریخ نزدیک آ رہی ہے جب ان اداروں کے ایڈمنسٹریٹر یا چیئرمین منتخب ہو جائیں گے تو وہ function کریں گے۔ اور یہ ان کے اختیار میں ہوتا ہے اور وہ ہاؤس نے منظور کرنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی انکوائری کرا لیں۔ اگر اس میں کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جو بے ضابطگیوں کا باقی حصہ تھا وہ میں نے پہلے کہا کہ اگر خصوصی طور پر ان کے علم میں کوئی ہے تو وہ مجھے بتا دیں۔ اور میں فوراً اس پر انکوائری کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ مجھے قطعاً کوئی ضرورت نہیں کسی ایڈمنسٹریٹر یا کسی سرکاری اہل کار کے عیب چھپانے کی۔

جناب سپیکر: جی رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اسی پس منظر میں کہ یہ بہت قیمتی پراپرٹی ہے اور بہت زیادہ کرائے پر دی جا سکتی تھی لیکن اب تھوڑے کرائے پر دی گئی ہے۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ آمدن تو آ رہی ہے کرایہ آ رہا ہے۔ اس میں جز (ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ جو بھی کرایہ دار ہے ان کمروں اور دکانوں میں ان کے ذمے واجبات مع عرصہ کرایہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔ اب ایوان کی میز پر جو تفصیل رکھی گئی اس میں یہ ہے کہ یہ جو چودہ کمرے ہیں اگر کسی نے 1988ء میں کرائے پر کمرہ لیا ہے تو اس کے ذمے 24 ہزار 6 سو روپیہ کرایہ ہے۔ اگر کسی نے 1983 میں کرائے پر کمرہ لیا ہے تو اس کے ذمے 42 ہزار 4 سو 93 روپے ہے۔ اسی طرح سے یہ جو دکانیں ہیں اگر کسی نے 1992ء میں ان میں سے کمرہ کرائے پر لیا ہے تو کسی کے ذمے 54 ہزار روپیہ ہے۔ کسی کے ذمے 30 ہزار روپیہ ہے۔ یہ سارا کرایہ تو ان کے ذمے واجب الادا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی سے کرایہ وصول ہی نہیں کیا جا رہا!

جناب سپیکر: یہ جو کیفیت لکھی ہے اس میں نہیں بلکہ یہ تو کل کرایہ لکھا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن پوچھا تو یہ گیا تھا کہ ان کے ذمے واجب الادا کل کتنا کرایہ ہے؟ تو انھوں نے اس میں یہ کل واجب الادا کرایہ بیان کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب! یہ جو اس کا جز (ب) ہے جو ایوان کی میز پر کاغذ رکھا گیا ہے اس

میں اگر آپ جز (ب) نکال لیں تو اس میں جو فہرست دی گئی ہے اس کے مطابق بتا دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں اس فہرست کے مطابق عرض کرتا ہوں کہ کمرہ نمبر اور سیریل نمبر دیے ہوئے ہیں آگے نام کرایہ دار۔ اور اس کے بعد ہے عرصہ کرایہ۔ یعنی 1996-7 تا 1997-7 تک اس کے ذمے جو بقایا رقم ہے وہ یہاں درج کی ہے۔ اسی طرح اگلے کرایہ دار کی 1-1-1988 تا 31-7-1997 اس کے ذمے جو بقایا رقم ہے وہ درج کی گئی ہے۔ اور یوں ہی یہ ساری فہرست چل رہی ہے۔ جو ادا کرتے رہے ہیں وہ کاٹ کر جو بقایا رقم ہے وہ یہاں درج کی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ بات اب واضح ہوگئی ہے کہ ان کرایہ داروں کے ذمے یہ واجب الادا رقم ابھی بقایا ہے۔ یہ 1-1-1988 سے جو آدمی وہاں پر کرائے دار ہے اس کے ذمے 24 ہزار 6 سو 13 روپے ہیں۔ یعنی تقریباً سارا کرایہ اس کے ذمے واجب الادا ہے۔ اس طرح آگے 41 ہزار 4 سو 42 روپے ہے۔

جناب سپیکر، لیکن سردار صاحب! یہ کرایہ 1-7-1992 سے 1997 تک کا ہے۔ یہ ایک سال کا نہیں بلکہ بہت پرانا ہے۔

وزیر مقامی حکومت وہ دیہی ترقی، بعض کرایہ دار 1988ء سے چلے آرہے ہیں 1983ء سے چلے آ رہے ہیں اور اس میں 1996ء کے بھی ہیں۔

جناب سپیکر، وہ اس کی ریکوری پوچھنا چاہ رہے ہیں؛

وزیر مقامی حکومت وہ دیہی ترقی، جناب والا! اس میں ایک دقت پیش آ رہی ہے کہ ان لوگوں نے (اس مرحلے پر چیئرمین مولوی محمد سلطان عالم کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے۔) بورڈ آف ریونیو نے ضلع کونسل کو جو لیز دے رکھی تھی وہ منسوخ کر دی۔ اور ان کرایہ داروں نے یہ move کیا کہ دوبارہ ریونیو بورڈ یہ ضلع کونسل کو فروخت نہ کرے۔ کیوں کہ ہم پرانے کرایہ دار چلے آرہے ہیں یہ ہمارا حق ضلع کونسل کی نسبت فائق ہے اور یہ ہمیں فروخت ہونے چاہیں۔ اس وقت یہ معاملہ sub judice ہے۔ اور کرایہ داروں نے کرایہ دینا بند کر دیا ہے۔ کیوں کہ وہ کیس ابھی تک عدالت میں چل رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس کا فیصلہ ہونے تک ہم کوئی اور کارروائی ان کے خلاف نہیں کر سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میرے ضمنی سوال کا اس جواب سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ کسی

بھی عدالت سے stay order ہو' کوئی proprietary rights کا معاملہ pending ہو sub judice ہو اس کا کرایہ ادا کرنے یا روکنے سے کوئی تعلق بنتا ہی نہیں۔ کرایہ روکا ہی نہیں جا سکتا۔ جن لوگوں کو کرائے پہ یہ کمرے اور دوکانیں دی ہوئی ہیں ان سے ابھی تک کرایہ وصول ہی نہیں کیا گیا۔ جو 1988ء سے بیٹھا ہے اس کے ذمے 24 ہزار ہے' جو 83ء سے بیٹھا ہے اس کے ذمے 42 ہزار ہے اور اسی طرح دکانوں کا کسی کے ذمے 54 ہزار روپے ہے' کسی کے ذمہ 30 ہزار روپے ہے تو یہ محکمے کی کارکردگی ہے کہ ایک تو لوگوں کو بغیر کسی right یہ چیزیں کرائے پہ دی ہوئی ہیں۔ 10 ہزار کرائے والی چیز 2 ہزار پہ دی گئی ہے اور جب سے وہ کمرہ یا دوکان کرائے پہ دیا ہوا ہے اس وقت سے وہ 2 ہزار روپیہ وصول ہی نہیں کیا جا رہا اور جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ ان سے کرایہ وصول کرنے کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں ان کا محکمہ کیا کوششیں کر رہا ہے؟

جناب چیئرمین: وزیر صاحب نے یہ تو فرمایا دیا ہے کہ معاملہ sub judice ہے اور کرایہ وصول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! کرائے کی وصولی کا sub judice ہونے سے کیا تعلق ہے؟

جناب چیئرمین: اگر کرائے کے لیے بھی عدالت میں درخواستیں دی ہیں تو وہ sub judice ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: وہ تو proprietary rights کے متعلق جو معاملہ ہے وہ sub judice ہے اس کا کرائے سے کیا تعلق ہے؟

جناب چیئرمین: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب چیئرمین! یہاں جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ واجبات کی وصولی کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں تو میں وزیر صاحب سے اس کی وضاحت چاہوں گا کہ کس طرح کی کوششیں کی جا رہی ہیں جب کہ کرایہ کی شرائط میں یہ بات کلیئرکٹ لکھی گئی ہے کہ اگر کوئی بندہ اپنے واجبات وقت پر نہیں دیتا تو اس کی الاٹمنٹ منسوخ کر دی جائے۔ کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ کیا کسی ایک بندے کی بھی الاٹمنٹ اس بات پہ منسوخ کی گئی ہے جس نے کرایہ نہیں دیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب چیئرمین! جی نہیں۔ کسی کی الاٹمنٹ منسوخ نہیں کی گئی

اور مجھے ریکارڈ سے اس کی بنیاد یہی ملتی ہے کہ چونکہ کرایہ داران اب عدالت میں جا چکے ہیں اور وہ خریدار کی حیثیت اختیار کرنا چاہتے ہیں کہ بورڈ آف ریونیو سے انھیں بیچی جائے، نہ کہ ضلع کونسل کو۔ اب نہ وہ قبضہ چھوڑتے ہیں اور نہ وہ کرایہ دیتے ہیں لیکن اگر اس میں، جیسے کہ فاضل رکن کہہ رہے ہیں یا جیسے رانا صاحب نے یہاں ہاؤس میں پوچھا ہے کہ اگر اس میں ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے کوتاہی کی گئی ہے اور اگر اس کی سازباز سے یہ لوگ بیٹھے ہیں اور جناب والا! یہ سابقہ حکومت کے دور کی باتیں ہیں، ان کا پھیلایا ہوا گند ہمیں صاف کرنا پڑتا ہے اور ہمیں اس کی جواب دہی کرنی پڑتی ہے۔ اگر اس میں ایڈمنسٹریٹر کے ذمے ہمیں کچھ ایسے ثبوت ملے کہ اس نے سازباز سے یا ان سے کچھ لے دے کر کے ان کو یہ ڈھیل دے رکھی ہے تو مجھے اس کے خلاف ایکشن لینے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں کافی وضاحت ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! یہ جو لاکھوں روپیہ واجب الادا ہے اور وصول نہیں کیا گیا اسے وصول کرنے سے متعلق کچھ بتائیں گے؟

جناب چیئرمین، دیکھیں! جب عدالت میں کوئی کیس چلا جاتا ہے اور چاہے proprietary ship demand کی گئی ہو اور وہاں سے سٹے جاری ہو جائے تو معاملہ sub judice ہوتا ہے اس کے بعد عدالت کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کافی وضاحت ہو چکی ہے-----

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میں نے 15 سال پریکٹس کی ہے۔ جب معاملہ proprietary rights کے متعلق sub judice ہو تو کرائے دار قطعی طور پر کرایہ نہیں روک سکتا اور اگر وہ کرایہ روکے تو رینٹ کنٹرولر اسے ڈیفالٹر ڈکلیئر کر کے اس کی بے دخلی کے احکامات جاری کر سکتا ہے---

جناب چیئرمین، آپ درست فرما رہے ہیں لیکن اگر سول کورٹ سے کوئی ڈگری یا کوئی آرڈر جاری ہو جائے تو وہ رینٹ کنٹرولر پر حاوی ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب! جب معاملہ sub judice ہوتا ہے تو ڈگری جاری نہیں ہوئی ہوتی بلکہ ڈگری جاری کروانے کے لیے معاملہ sub judice ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ ایسا کیجیے کہ آپ وزیر صاحب سے چیمبر میں ملاقات کر لیجیے۔ case to case

base پہ آپ ان سے discuss کر لیجیے-----

رانا ثناء اللہ خان، یہ رینٹ کنٹرولر کی عدالت میں اس معاملے کو لے کر جانے کے لیے تیار ہیں کہ جو لوگ کرایہ نہیں دے رہے ان کو وہاں سے بے دخل کروایا جائے۔

جناب مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے میرے خیال میں فاضل رکن نے میرا جواب سنا ہی نہیں۔ میں نے تو یہ عرض کیا کہ واقعی کسی کو بے دخل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی اور اگر اس میں یہ دیکھا گیا کہ ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے ان کرایہ داروں سے کوئی ساز باز تھی تو میں اس کے خلاف ایکشن لینے میں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں کافی وضاحت ہو چکی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، میں نے تو بڑی وضاحت سے کہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! اس سوال میں وزیر موصوف نے یہ admit کیا ہے کہ محکمے کی کارکردگی ناقص ہے اور جو چیزیں سامنے آئی ہیں وہ ان پر ایکشن لینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس بارے میں مزید تحقیق کریں گے اور اگر ان کی طرف سے کوئی کمی محسوس کی اور انھوں نے دیکھا کہ ایڈمنسٹریٹر صاحب نے اس میں کوئی صحیح کام نہیں کیا تو وہ ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، تو پھر اس سوال کو پینڈنگ فرمائیں اور جو کارروائی ہو اس سے ہاؤس کو آگاہ کیا جائے یعنی وقفۂ سوالات کا محکموں کی کارکردگی اور اس ایوان کو بھی کچھ تو فائدہ پہنچانا چاہیے۔ یہ نہیں کہ ایک بات آئی اور آگے چلے اور اس کے بعد معاملہ ختم ہو گیا۔

جناب چیئرمین، نہیں اگر آپ کی تسلی نہیں ہوگی تو پھر آپ دوبارہ اس پہ سوال کر سکتے ہیں یا دوسری قسم کی کارروائی ہو سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، آپ دوبارہ سوال کا فرما رہے ہیں آپ دیکھ لیں کہ یہ سوال کب کیا گیا تھا۔ یہ سوال جون 1997ء میں کیا گیا تھا اور اب اکتوبر 1998ء یعنی ایک سال 5 مہینے بعد یہ جواب آیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، فاضل رکن خود اس وقت کہہ رہے ہیں کہ یہ سوال جون 97ء میں یہ سوال کیا گیا اور اس کی باری اب آ رہی ہے۔ مجھے اس سوال کے پینڈنگ کرنے میں قطعاً کوئی

اعتراض نہیں لیکن اس سوال کی باری پھر کب آئے گی میں اس سے پہلے اس ہاؤس کے ذریعے ان کی تشفی کراؤں گا۔ اس وقت کا ایڈمنسٹریٹر یا عملہ' جو کرائے کی شرائط میں نرمی کرنے میں ملوث تھا اس کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے' ان کو کس طرح پوچھ گچھ کی گئی ہے' میں اس سوال کے دہرائے جانے سے بہت عرصہ پہلے ان شاء اللہ یہ بتاؤں گا۔ (قطع کلامیاں) جناب چیئرمین! میں ان کی طرف سے عائد کردہ کوئی پابندی اختیار نہیں کرتا چیئر حکم دے گی تو میں پابندی کا مجبور ہوں لیکن مجھے اس پہ کچھ وقت درکار ہے کہ میں اس کی تحقیق کروں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب چیئرمین! میرے خیال میں اس سوال کو اگلے اجلاس کے لیے پینڈنگ کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔۔۔۔

جناب چیئرمین، کس بات پر پینڈنگ کر لیا جائے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، میں خود اس پہ مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے جو باتیں پوچھی ہیں وہ یہاں کلیئر ہیں ہی نہیں۔ واجبات کی وصولی کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کس قسم کی کوششیں کی جا رہی ہیں؛ اس کی تو کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین، اس بارے میں تو انھوں نے بڑی واضح قسم کی بات کہہ دی ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، پھر میں نے کہا کہ terms and conditions violate کی گئی ہیں اس کے لیے کیا لائحہ عمل ہو گا۔ ابھی تو کوئی بات بھی کلیئر نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین، اس بارے میں تو بڑی واضح قسم کی بات کہہ دی گئی ہے کہ سول کورٹ میں کیسز چل رہے ہیں سارے معاملات sub judice ہیں۔ جہاں تک ایڈمنسٹریٹر صاحب کی کمی یا نرمی کا سوال ہے وہ اس بارے میں تحقیق کر لیں گے اور آپ کو ان شاء اللہ مطمئن کر لیں گے۔ میرا خیال ہے آپ ان سے چیمبر میں ملاقات فرما لیجیے اگر پھر بھی مطمئن نہ ہوں تو پھر اس کو دیکھ لیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، وزیر موصوف صاحب بعد میں اسے ایوان میں پیش فرما دیں آپ اس کا ٹائم فرما دیں۔ وزیر موصوف اس بات کے لیے تیار ہیں؟

جناب چیئرمین، میں سمجھتا ہوں کہ اسے ایوان میں پیش کرنے سے آپ کو مطمئن کرنا ضروری

ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! سارے ہاؤس کو مطمئن کرنا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: ہاؤس میں ایک آپ صاحب فرما رہے ہیں' ایک گورایہ صاحب فرما رہے ہیں اور تو سب صاحبان اس میں اتنے زیادہ interested نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے آپ ملاقات کر لیجیے اگر نہ ہو تو پھر آپ اس کو دوبارہ موو کر دیجیے گا۔

اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 834 خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

فیصل آباد کارپوریشن کا پیچ ورک

*834(B)۔ **خواجہ محمد اسلام**: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

فیصل آباد میونسپل کارپوریشن کے ملازمین کی کل تعداد اور تنخواہ سالانہ کتنی ہے۔

تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے ملازمین کی کل تعداد 7143 ہے اور ان کی سالانہ تنخواہ بجٹ سال 98-1997ء مبلغ -/386599000 روپے کی گنجائش رکھی ہے۔

جناب سپیکر: اس کے اوپر کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے تو اگلا سوال بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 835 (خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

فیصل آباد کارپوریشن کا پیچ ورک

*835۔ **خواجہ محمد اسلام**۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1995ء سے 1996ء کے دوران فیصل آباد کارپوریشن نے پیچ ورک کے لیے کتنے فنڈ مختص کیے گئے اور یہ رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی۔

(ب) مذکورہ کام کارپوریشن کے کن کن افسران اور اہل کاروں کی نگرانی میں مکمل کیے گئے اور ان کاموں کی انسپکشن کس افسر نے کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) سال1995-96ء کے دوران میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے پیچ ورک کے لئے50لاکھ روپے مختص کیے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ کام میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے مندرجہ ذیل افسران / اہلکاران کی نگرانی میں مکمل ہوئے۔

1-	احمد دین	اسسٹنٹ میونسپل انجینئر
2-	حیدر زمان	اسسٹنٹ میونسپل انجینئر
3-	محمد سلیم	سب انجینئر
4-	گلزار ندیم	سب انجینئر

مذکورہ کاموں کی انسپکشن مندرجہ ذیل میونسپل انجینئرز نے کی۔

1-	شعیب طارق	این-اے63
2-	طیفور الحمید باجوہ	این-اے64
3-	خالد فاروق	این-اے65

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ 50 لاکھ روپے سے پیچ ورک کیا گیا ہے۔ اس میں جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔ اس میں ایک سمندری روڈ 2-7-95 کو ہے۔ پھر سمندری روڈ 5-8-95 کو ہے' پھر سمندری روڈ 15-8-95 کو ہے لیکن آگے رقم درج نہیں ہے۔ جب کہ حقیقت میں پیچ ورک ہوا ہی نہیں ہے۔ اگر اس کے لیے رقم رکھی گئی ہو یا لکھی جاتی تو پتا چلتا کہ کس طرح پچاس لاکھ روپیہ خوردبرد کیا گیا ہے۔ یعنی ایک ہی سڑک ہے' پہلے اس پر 2-7-95 کو پیچ ورک ہوا پھر 5-8-95 اور پھر 15-8-95 کو پیچ ورک ہوا ہے اور باقی roads کا حال بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو پچاس لاکھ روپے کے فنڈز مختص کیے گئے تو سکیم کے حساب سے جو پیچ ورک ہوا ہے' اس پر پتا نہیں کتنا خرچ ہوا ہے' انھوں نے ایک حوالہ دیا ہے۔ لیکن آپ اگر دیکھیں تو کسی سکیم کے بھی آگے یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنا خرچ آیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پھر یہ پچاس لاکھ روپے کی رقم کس طرح calculate ہوگی۔ ان کو تفصیل دینی چاہیے تھی۔ اب آپ دیکھیں کہ 2-7-95 سے 6-7-95 تک سمندری روڈ کا پیچ ورک کیا گیا' پھر اس کے بعد کیا ضرورت پڑی کہ 5-8-95 سے لے کر 7-8-95 تک دوبارہ وہاں پر پیچ ورک ہوا ہے' پھر اس کے بعد 15-8-95 سے لے کر 17-8-95 کو دوبارہ وہاں پیچ ورک ہوا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی بات ٹھیک ہے کہ سکیموں کے حساب سے نہیں بتایا گیا کہ کتنا خرچ آیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! ان کی تشویش ٹھیک ہے۔ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس وقت وزیر اعلیٰ کون تھے' وزیر کون تھے' حکومت کس کی تھی۔ میں قطعاً انحراف نہیں کرتا' بظاہر ایسا لگتا ہے کہ اس کافی بڑی رقم میں خوردبرد کا پہلو ہے۔ اگر فاضل رکن چاہیں تو دوبارہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں جو تاریخ وار تفصیل دی گئی ہے کہ اس پر خرچ کتنا ہوا۔ لیکن یقیناً اس میں خوردبرد کا پہلو نظر آ رہا ہے۔ اب چونکہ کچھ سال گزر چکے ہیں' اور موقع پر انسپکشن کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ اگر تھوڑا بہت پیچ ورک کیا ہوگا تو وہ ختم ہو گیا ہوگا۔ اتنے سال تو وہ رہتا نہیں کیونکہ پیچ ورک ہے کوئی نئی سڑک کی تعمیر تو نہیں تھی۔ میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ اس وقت حکومت کے جو کل پرزے تھے بمع وزیر اعلیٰ کے ان کی ساز باز سے غالباً اتنی بڑی رقم کا بہت بڑا حصہ ضائع ہی ہوا ہوگا۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر اس کی تحقیقات کروا لی جائیں کیونکہ ان دنوں میں وہاں پر پیچ ورک کا میٹریل خریدا ہی نہیں گیا' وہاں سے صرف پیسے نکلوا لیے گئے اور یہ فرضی بات ہے کہ فلاں روڈ ہے' فلاں روڈ ہے۔ اور میٹریل خریدا ہی نہیں گیا تو پھر خرچ کہاں ہونا تھا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پچاس لاکھ روپے کی رقم ہے' جس میں مختلف لوگوں نے خوردبرد کی ہے اور اس انداز سے کی ہے کہ ان کے پاس کسی قسم کا excuse بھی نہیں ہے۔ اگر اس کی تحقیقات کروا لی جائیں' میرا یہی

مقصد تھا کہ اس کی نشان دہی ہو۔

جناب سپیکر، سردار صاحب ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا آپ اس میں تحقیقات کروانے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! ابھی فاضل رکن نے جو پوائنٹ اٹھایا تھا' میں نے تو خود ان کے کہنے سے پہلے کہا ہے کہ اس میں بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ بہت بڑی رقم ضائع کر دی گئی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اسی شہر فیصل آباد سے اس دور میں جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور انہی کے وزراء تھے تو فیصل آباد شہر کے ہمارے فاضل اراکین اسمبلی یہاں بیٹھا کرتے تھے۔ کاش یہ اس وقت آپ کی وساطت سے' آپ نائب قائد حزب اختلاف تھے' میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور ہمارے کم و بیش 90/95 ارکین اسمبلی اپوزیشن میں تھے' یہ اس وقت سوال اٹھایا گیا ہوتا' اپوزیشن کی طرف سے اٹھایا گیا ہوتا تو ہم اس پوزیشن میں ہوتے کہ اس پر گرفت کر سکتے۔ آج تین ساڑھے تین سال گزرنے کے بعد موقعے پر ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔ مثلاً فاضل رکن یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مال تو خریدا ہی نہیں گیا۔ اب اس کی تصدیق کس طرح ہو سکے گی۔ کاغذات تو مکمل ہوں گے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کاغذات تو مکمل ہوں گے۔ اب ہم کس طرح یہ ثابت کریں گے کہ یہ مال تو خریدا ہی نہیں گیا کیونکہ اس میں کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ جناب سپیکر! اب اس کی تصدیق کرنا ممکن نہیں۔

جناب سپیکر، بہرحال اس کی انکوائری کروا لیں' ان کے کہنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ انکوائری ضرور کروالیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ چاہوں گا کہ فاضل رکن رانا ثناء اللہ خان صاحب' جو ٹیم ہم یہاں سے بھیجیں گے یا مقامی ٹیم تشکیل دیں گے' ان کی معاونت فرمائیں تاکہ اگر ان کی کوششوں سے کچھ ظاہر ہو تو پھر ہم ان افسران کے خلاف ایکشن لے سکیں۔

جناب سپیکر، راناصاحب' ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جی' ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: سوال نمبر 910۔

میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں فوڈ انسپکٹر کی اسامیاں

*910۔ چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قواعد وضوابط کے تحت 70 ہزار آبادی کے لیے ایک فوڈ انسپکٹر میونسپل کارپوریشن میں تعینات کیا جانا ضروری ہے۔

(ب) اس وقت میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں کل کتنے فوڈ انسپکٹر ہیں ان کے نام، ولدیت، تعلیم، تاریخ پیدائش، ڈومی سائل، تاریخ تقرری و جس مجاز اتھارٹی کے حکم سے تعیناتی ہوئی، ان کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔ نیز کیا فیصل آباد کی آبادی کے تناسب سے یہ تعداد کافی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست نہ ہے۔ دو لاکھ کی آبادی کے لیے ایک فوڈ انسپکٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ب) اس وقت تین فوڈ انسپکٹر اور ایک چیف فوڈ انسپکٹر بلدیہ فیصل آباد میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے کوائف تتمہ "الف" پر ملاحظہ فرمائیں۔

اگرچہ فوڈ انسپکٹر کی تعداد آبادی کے تناسب سے بہت کم ہے مگر بلدیہ فیصل آباد کے غیر ترقیاتی اخراجات گورنمنٹ کی منظور کردہ شرح سے پہلے ہی زیادہ ہیں۔ اس لیے فوڈ انسپکٹرز کی مزید اسامیاں تخلیق نہ کی جا سکتی ہیں۔

تتمہ "الف"

نام	ولدیت	عہدہ	تعلیم	تاریخ پیدائش	ڈومی سائل	تاریخ تقرری	مجاز اتھارٹی برائے تقرری
محمد ارشد	محمد شریف	چیف فوڈ انسپکٹر	میٹرک سینٹری انسپکٹر	03-03-51	فیصل آباد	28-08-75	میئر صاحب بلدیہ فیصل آباد

						28-05-90 فوڈ انسپکٹر 03-03-96 ترقی چیف فوڈ انسپکٹر	
محمد حمید کوثر	جلال دین	فوڈ انسپکٹر	میٹرک	11-07-48	فیصل آباد	11-04-69 سینٹری سپروائزر 20-08-75 ترقی سینٹری انسپکٹر 08-09-86 فوڈ انسپکٹر	میئر صاحب بلدیہ فیصل آباد
عبدالقیوم	عبدالکریم	فوڈ انسپکٹر	میٹرک	18-06-57	فیصل آباد	16-04-80 سینٹری سپروائزر 15-01-86 ترقی سینٹری انسپکٹر 31-03-92 فوڈ انسپکٹر	میئر صاحب بلدیہ فیصل آباد
شہزاد ارشد	محمد ارشد	فوڈ انسپکٹر	بی۔اے	24-01-75	فیصل آباد	16-02-96 فوڈ انسپکٹر	ایڈمنسٹریٹر صاحب فیصل آباد

جناب سپیکر: گورایہ صاحب' کوئی ضمنی سوال۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ یہاں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ ہر دو لاکھ کی آبادی کے لیے ایک فوڈ انسپکٹر کی ضرورت ہے۔ جبکہ فیصل آباد میں اس وقت بیس لاکھ کی

آبادی ہے اور وہاں پر صرف چار بندے کام کر رہے ہیں' جن میں محمد ارشد میٹرک پاس' محمد حمید میٹرک پاس' عبدالقیوم میٹرک پاس اور چوتھا محمد ارشد کا بیٹا شہزاد ارشد بی اے ہے تو ایسی کون سی مصیبت ہم پر آن پڑی ہے کہ پورے فیصل آباد میں اس وقت بےشمار ایم ایس سی فوڈ ٹیکنالوجی' پی ایچ ڈی فوڈ ٹیکنالوجی بے روزگار پھر رہے ہیں اور جب کہ ہمیں ضرورت بھی دس بندوں کی ہے تو ہم کیوں نئے فوڈ انسپکٹر بھرتی نہیں کر رہے۔ یہ لوگ جو بالکل ان پڑھ ہونے کے برابر ہیں۔ جنھیں کوئی تجربہ نہیں۔ ان کو دس دس بیس بیس سال سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہو گئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ نئے بندے بھرتی نہیں کر رہے' جو اس شعبے سے متعلقہ ہیں اورایم ایس سی اور پی ایچ ڈی فوڈ ٹیکنالوجی ہیں؛ مہربانی کر کے اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر۔ جی' سردار صاحب۔ ایک سوال تو ان کا یہ ہے کہ جیسا کہ ان کے جواب میں ہے کہ آبادی کے لحاظ سے دو لاکھ کے اوپر یہ کم ہیں۔ پہلے تو میرا خیال ہے کہ اس کا جواب دے دیا جائے۔ انھوں نے تین سوال اکٹھے کر دیے ہیں۔ آپ پہلے اس کا جواب دے دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ پابندی نہیں ہے کہ ایک ضمنی سوال پوچھیں یا تین ضمنی سوال پوچھیں یا پانچ ضمنی سوال پوچھیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک ایک کر کے ضمنی سوال پوچھ لیا کریں تاکہ میں ان کا جواب صحیح دے سکوں۔

جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آبادی کے لحاظ سے تین انسپکٹر اور ایک چیف انسپکٹر ناکافی ہے۔ یہ بالکل بجا ہے' لیکن ہم اس وقت نئی بھرتی کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ نئی بھرتیوں پر بین لگا ہوا ہے اور فی الحال تو ہمیں اسی تعداد سے کام لینا پڑے گا۔

جناب سپیکر۔ دوسرا ان کا سوال یہ ہے کہ یہ جو ان کی qualification لکھی ہے' جو پہلے ہی اس میں ہیں وہ کوئی میٹرک ہے' کوئی بی۔ اے ہے' وہ کہتے ہیں کہ فوڈ ٹیکنالوجسٹ وہاں جب کہ ملتے ہیں تو وہ اس وقت سوال پیدا ہو گا جب بھرتی کھلی ہو گی۔ پھر ان کی qualification کے مطابق سوال پیدا ہوگا۔ کیوں کہ ایک تو کہہ رہے ہیں کہ وہ ban ہے اور دوسرا کہہ رہے ہیں کہ اگر اس کے جواب میں آپ پڑھیں کہ جو غیر ترقیاتی اخراجات ہیں وہ پہلے ہی زیادہ ہیں۔ ہر ضلع کونسل کو ایک

limit دی جاتی ہے کہ development side اور non development side پر آپ نے کتنے فنڈز رکھنے ہیں۔ تو جو non development side ہے وہ تو پہلے ہی اس جواب کے مطابق exceed کر رہی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ویسے تو آپ نے وضاحت کر دی ہے لیکن فوڈ انسپکٹر کی کم از کم qualification جو ہے وہ meet کی گئی ہے۔ ایک تعیناتی 1975ء میں ہوئی ہے۔ پھر اسی شخص کی ترقی ہوتی رہی ہے اور 1996ء میں اسے چیف فوڈ انسپکٹر کی ترقی ملی۔ جب بھرتی ہوا ہے اس وقت سینٹری انسپکٹر بھرتی ہوا ہے اور اس کی qualification میٹرک تھی۔ پھر 1990ء میں اسے فوڈ انسپکٹر بنا دیا گیا اور 1996ء میں وہ چیف فوڈ انسپکٹر بن گیا۔ بہرحال وہ qualification meet کرتے ہیں۔ وہ ترقی سے سینٹری سپروائزر، پھر سینٹری انسپکٹر اور پھر فوڈ انسپکٹر بنا دیے گئے لیکن initial جو recruitment ہوئی تھی اس میں وہ recruitment کی condition meet کرتے ہیں۔ یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ آج ماسٹر کی ڈگری لے کر نوجوان بے روزگار پھر رہے ہیں لیکن fresh recruitment پر اس وقت ban ہے۔ آپ خود جانتے ہیں کہ ابھی جو 300 direct inspectors بھرتی کرنے تھے، جو پنجاب پبلک سروس کمشن کے ذریعے select کیے گئے ہیں اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے بیان دیا تھا کہ ڈاکٹر، انجینئرز، ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی، ایم۔ اے، بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی، اس قسم کے لوگ آئے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس کی کم از کم qualification بی۔ اے رکھی گئی تھی۔ لیکن بے روزگاری کا حال یہ ہے کہ وہاں ایل۔ ایل۔ بی، ڈاکٹرز، انجینئرز آئے ہیں۔ میں فاضل رکن کے ساتھ بالکل متفق ہوں لیکن اس وقت ہم fresh recruitment کر نہیں سکتے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ان انسپکٹروں کو بھرتی کیا گیا تو اس وقت کسی اخبار میں کوئی اشتہار نہیں دیا گیا بلکہ یہ چور دروازے سے لوگ آئے ہیں۔ یہاں تک کہ باپ بیٹا دونوں بھرتی ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو 1975ء کی بات ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: اس کے لیے اخبارات میں کسی قسم کا کوئی اشتہار نہیں دیا گیا۔ اس کی

کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر، 75ء کا اب اتنا پرانا کیس ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! ایک کی بھرتی 1969ء کی ہے۔ دوسرے کی بھرتی 1975ء کی ہے۔ تیسرے کی 1980ء کی ہے۔ اب اس وقت کے اخبارات کا مجھے علم نہیں۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے یہ تو پھر جواب نہیں دیا جا سکتا۔

جناب محمد صدیق سالار، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال صدیق سالار صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! کارپوریشنیں آزاد ادارے ہیں۔ ان کے ممبران کی اتھارٹی ان کی کونسل ہے۔ ان کی کونسلوں نے یہ بھرتی کی اور اس وقت یہ درست تھی اور اب بھی 15 تاریخ کے بعد وہ ادارے بحال ہو رہے ہیں۔ یہ انہی کے اختیارات ہیں کہ وہ جس طرح چاہیں قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے اپنے اختیارات کو استعمال کریں۔ ہمارے فوڈ انسپکٹروں کی جو qualification ہے وہ سینٹری انسپکٹر ہی ہے اور جب وہ بھرتی ہوئے تھے تو اس وقت اخبارات کے اشتہار کی بجائے تمام انسپکٹروں کا ایک پینل لے کر، ان کے انٹرویو لے کر ان کو بھرتی کیا جاتا تھا۔ جن کے کام سے شہر کے لوگ مطمئن ہیں۔

آوازیں، کیا یہ ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر، صدیق سالار صاحب! اس میں ضمنی سوال کون سا ہوا؟ (قہقہے)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے۔۔۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، میرے لیے فاضل رکن قابل احترام ہیں لیکن ان کی statement کوئی ضمنی سوال نہیں تھا۔ وہ ایک statement دے رہے تھے۔ اس کے پہلے حصے سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ گو یہ لوکل باڈیز آزاد ادارے ہیں، لیکن یہ بھی قواعد و ضوابط کے تحت ہی چلتے ہیں اور اگر کہیں قواعد شکنی کی جائے گی تو یہ حکومت کا اختیار ہے کہ ان سے پوچھ گچھ کرے

اور ان کے خلاف کوئی---

جناب سپیکر، صرف پوچھ گچھ کا ہی اختیار نہیں بلکہ انکوائری کرا سکتے ہیں---

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، انکوائری اور ایکشن لے سکتے ہیں---

جناب سپیکر، ایکشن لے سکتے ہیں۔ dis-qualification ہو سکتی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، یہ ادارے مادر پدر آزاد نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ اگلا سوال ہے---

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی' ابھی ضمنی سوال رہتا ہے؟ میرا خیال ہے کافی ہو گئے ہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، آخری ہے۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ یہ کیسی chain of promotion ہے کہ ان آدمیوں کو بھرتی تو کیا گیا سینٹری انسپکٹر اور اس کے بعد ان کو کن قواعد و ضوابط کے تحت بطور فوڈ انسپکٹر promote کیا گیا؟

جناب سپیکر، جی' سینٹری والے فوڈ میں کیسے چلے گئے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اگر رولز چاہیں گے تو میں ان کی خدمت میں رولز کی کاپی پیش کر دوں گا اگر یہ میرے پاس تشریف لے آئیں گے۔ بہرحال یہ 69ء کی بھرتی' 75ء کی بھرتی اور 80ء کی بھرتی کو اب پوچھا جا رہا ہے۔ اب چیلنج کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، یہ ظاہر ہے کہ اس کے لیے تو مشکل ہے۔ اس وقت پتا نہیں کیا حالات تھے؟ کیوں کہ مجھے خود اس بات کا پتا ہے کہ بعد میں کافی زیادہ رولز میں بھی تبدیلیاں لائی گئیں اور اس قانون میں بھی تبدیلیاں ہوئیں۔ ضلع کونسلز' میونسپل کمیٹیز اور کارپوریشن میں بھی کافی رولز کے اندر تبدیلیاں ہوئیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! پہلے نمبر پر جو محمد ارشد ہے یہ 75ء میں سینٹری انسپکٹر تھا

اس کو 90ء میں فوڈ انسپکٹر کیا گیا۔ کیا اس وقت تک بھی ہمیں کوئی ایم۔ ایس۔ سی یا پی۔ ایچ۔ ڈی فوڈ ٹیکنالوجسٹ نہ میسر آ سکا کہ ہم سینٹری والوں کو کر دیں۔ یہ تو سات سال پرانی بات ہے۔ کوئی بہت زیادہ تو نہیں۔

جناب سپیکر، سات سال والی بھی ظاہر ہے کہ اس وقت information نہیں ہو گی۔ سردار صاحب! آپ بعد میں یہ information دے دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں نے تو عرض کر دیا ہے کہ ان کی جو شرائط کے بارے میں اگر وہ فاضل رکن چاہیں تو میرے پاس تشریف لے آئیں میں ان کو بتا دوں گا۔ لیکن یہ تو فوڈ انسپکٹر کی بات کر رہے ہیں۔

جناب والا! پی۔ پی کے دور میں براہ راست ڈی۔ ایس۔ پی بھرتی کیے گئے ہیں۔ اے۔ ایس۔ پی بھرتی کیے گئے ہیں۔ یہ ان کے دور کی بات' یہ تو کوئی حیرت نہیں کہ 1975ء میں کیا لیکن جو 1990ء کی حکومت تھی وہ مسلم لیگ کی تھی۔

جناب سپیکر، جی' گورایہ صاحب! آپ سے کوئی information چھپائی نہیں جا رہی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، چھپانے کا مقصد ہی نہیں ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' گورایہ صاحب!

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اتنی محنت کے ساتھ ہم لوگ سوال تیار کرتے ہیں اور جس طرح سے ہمیں جواب ملتے ہیں ان جوابات سے ہم قطعی طور پر مطمئن نہیں ہیں۔ اگر یہی طریق کار رہنا ہے تو ہم پھر سوال کرنے چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اس میں دیکھیں کہ آپ کے جتنے بھی ضمنی سوال آئے ہیں وہ ایک ایک کر کے take up ہوئے ہیں اور ان کے جوابات آئے ہیں۔ صرف ایک پوائنٹ کے اوپر آپ یہ بات نہ کریں کہ پچھلی تمام کارروائی کے اوپر ہی آپ نے پانی پھیر دیا ہے۔ ایسی بات بالکل نہیں۔ اس میں دیکھیں کہ آپ نے خاص طور پر اس کونسل کے رولز کے بارے میں بات کی ہے کہ یہ رولز بتائے جائیں جن رولز کے تحت اس کو سینٹری انسپکٹر سے فوڈ انسپکٹر بنا دیا گیا ہے۔ یہ آپ

کا ضمنی سوال تھا۔ لیکن اس سے پہلے آپ نے جتنے سوال کیے ہیں وہ سارے جواب آئے ہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! جب میں نے ضلع کونسل کی دکانات اور دکاتر کے بارے میں ضمنی سوال کیا کہ ان کے متعلق وضاحت کی جائے کہ ان کی سیکورٹی یا کرائے کی terms and conditions کیا تھیں تو ان کے متعلق منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم انکوائری کرلیں گے اگر خلاف ورزی کی گئی ہے۔ تو اس کی بھی مہربانی کر کے وضاحت فرمایا کریں کہ کب انکوائری ہو گی۔ مجھے بلایا جائے گا یا نہیں بلایا جائے گا؟ اس طرح جب ایوان میں بات ہوتی ہے تو اس کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ سردار صاحب! پہلے جو سوالات کیے گئے ہیں۔ اس میں انکوائری کے حوالے سے جو بات ہوئی ہے اس میں آپ انکوائری میں ان کو شامل کرلیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! مجھے ذرا اجازت ہو گی؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، پہلے تو میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کو یہ گلہ پہنچانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ سوال تیار کرنے کے لیے محنت کرتے ہیں تو میں بھی اس کے جواب کی چھان بین کرنے کے لیے اتنی ہی محنت کرتا ہوں۔ میں نے یہاں آج بھی کہا ہے اور پہلے بھی کہتا رہا ہوں جب میرے کسی محکمے کے سوال آئے ہیں کہ اگر غلط information سپلائی کی گئی تو میں اس افسر کے خلاف ایکشن لینے سے قطعاً نہیں گھبراؤں گا۔ آج یہاں جواب دینے سے پہلے میں دو افسران کی معطلی کے آرڈر کر کے آیا ہوں کیوں کہ انھوں نے جوابات میں غلط بیانی کی ہے یا ان سے کوئی زیادتی ہوئی ہے۔ اب یہ گلہ کہ وہ تیاری کر کے آتے ہیں اور میں یہاں بغیر تیاری کے آیا کھڑا ہوں۔ لیکن جب وہ 28 سال پہلے کے معاملات مجھ سے پوچھیں گے تو اس میں، میں ان کو کیا جواب دے سکتا ہوں؟ کیا ان کی تسلی کرا سکتا ہوں؟ اس وقت کے قواعد کیا تھے؟ اگر وہ چاہتے ہیں تو اس وقت کے قواعد نکال لیں گے۔ جب 1990ء میں ان کو ترقی دی گئی تو میں نے کہا ہے کہ اگر وہ رولز چاہیں گے تو میرے پاس تشریف لے آئیں میں ان کو ان رولز کی کاپی دکھا دوں گا۔ کس طرح سے میں نے فاضل رکن کی تسلی نہیں کروائی۔

جناب سپیکر۔ جی' ٹھیک ہے سردار صاحب! آپ ان کو 1990ء والے رولز دکھا دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جی' میں تو عرض کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر۔ گورایہ صاحب! ایسی کوئی بات نہیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید۔ جناب والا! گورایہ صاحب کا میں جواب دے دیتا ہوں ------

جناب سپیکر۔ آپ کیوں جواب دے دیں گے۔

میاں محمد ثاقب خورشید۔ جناب والا! سیکرٹری فوڈ اگر سیکرٹری لوکل گورنمنٹ لگ سکتے ہیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ ایک مثال ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سعید احمد خان منیس۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی۔ منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس۔ جناب سپیکر! Just for the information of the Honourable Minister in the House عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں یہ بات کی جا رہی ہے کہ 1975 میں کچھ بھرتی ہوئی کوئی 1980ء میں ہوئی کوئی 1990ء میں اس کا کیڈر change کیا گیا تو Constitution of Pakistan 1973 میں بنا تھا اور Article 18 of the Constitution guarantees to every citizen freedom of profession تو اس بات کو ضرور ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس کے بعد جو بھی کام ہوا ہے اور profession کی جو legal protection ہے یہ sub Article 18 میں fall کرتا ہے۔ تو یہ کہہ دینا کہ بات 1975ء کی ہے یا 1980ء کی ہے یا 1985ء کی ہے۔

This is not relevant. It should be according to the Constitution and Article 18 of the Constitution says. That it shoud not be violative of the Constitution.

میرے خیال میں اس میں violations ضرور ہوئی ہوں گی۔

This is just for the information of the House.

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن کا میں یہ پوائنٹ سمجھ نہیں سکا۔ فاضل رکن رولز کی بات کر رہے ہیں۔ سروس رولز علیحدہ ہیں اور Constitution بالکل ایک علیحدہ document ہے۔ Constitution کے تحت ہی سروس رولز بنائے جاتے ہیں۔ فاضل رکن سروس رولز کا کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ۔ اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 943 حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب۔ حاجی صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 967 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔ جی چنیوٹی صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 967 ۔مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

ضلع کونسل جھنگ کے ظہرانے میں مدعوئین کی تعداد

*967۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 13-4-97 کو گورنر پنجاب کو ضلع کونسل جھنگ نے جھنگ کلب میں ظہرانہ دیا تھا۔

(ب) اس ظہرانہ میں مدعوئین کی تعداد' ہر ایک کا نام اور عہدہ کیا ہے۔

(ج) اس ظہرانہ پر ضلع کونسل جھنگ کے فنڈ سے کس قدر رقم خرچ کی گئی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) تعداد مدعوئین 250 تھی۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گورنر صاحب کے ظہرانہ پر مبلغ -/26,500 روپے خرچ کیے گئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ایوان کی میز پر جو جواب رکھا گیا ہے اس میں لوگوں کی تعداد بتائی گئی ہے اور مختلف categories بتائی گئی ہیں جس میں انھوں نے کہا ہے کہ ڈویژنل ہیڈز وہاں پر موجود تھے ' وہاں ڈسٹرکٹ ہیڈز تھے ' پریس تھی' ایڈووکیٹ صاحبان تھے ' انھوں نے miscellaneous کے نام دے دیے ہیں ' ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے کے نام دے دیے ہیں اور آگے اگر آپ دیکھیں تو اس میں office bearer of the Muslim League دے دیے ہیں تو میں آنریبل منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس ظہرانہ میں اگر پولیٹیکل پارٹیز کو بلانا تھا تو کیا صرف مسلم لیگ کے عہدے داران کو بلایا گیا 'باقی پارٹیز کو کیوں نہ بلایا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن کا مفہوم نہیں سمجھ سکا یہ تو میزبان کی خوشی ہوتی ہے جسے وہ بلانا چاہیں بلا لیتے ہیں تو کیا یہ زبردستی چاہتے ہیں کہ میاں منظور احمد وٹو کو بلایا جاتا یا ان کو بلایا جاتا یا عارف نکئی صاحب کو بلایا جاتا یہ تو میزبان کی مرضی ہے جسے چاہے وہ بلائے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ضلع کونسل کی طرف سے تھا اور ضلع کونسل کے ایڈمنسٹریٹرز اس وقت گورنمنٹ کے نامزد ہیں وہ بیوروکریٹس ہیں، ڈپٹی کمشنر ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف ایک ہی پارٹی کے لوگوں کو بیوروکریٹس بلاتے ہیں اور جو باقی پارٹی کے لوگ ہیں اور جو ڈسٹرکٹ کونسل میں جو ریونیو اکٹھا ہوتا ہے جو ٹیکسز دیے جاتے ہیں کیا وہ صرف ایک پارٹی کے لوگ دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو اس طرح سے استعمال کیا جارہا ہے کہ یہ جو بیوروکریٹس ہیں اور جو ایڈمنسٹریٹرز ہیں۔ They are the slaves of the Government

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! guests کی لسٹ پر تو ان کو اعتراض ہے لیکن اس سے چند سال پہلے جب ان کی پارٹی کے دور کی ایک کروڑ اور کچھ لاکھ روپے کے خوردبرد کا ذکر آیا تو اس وقت تو ان کے ذہن میں کوئی ضمنی سوال نہیں آیا۔ جیسے رانا ثناء اللہ خان صاحب اور گورایہ صاحب سوال کر رہے تھے کہ وہاں پر ایک کروڑ اور کچھ لاکھ روپے کی رقم خوردبرد کی گئی جس کی آج تصدیق کرنا ہمارے لیے دشوار ہوگی۔ تو جناب لسٹ کے بارے میں تو اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے۔ اصل میں مولانا صاحب کی خواہش تھی، وہ اس خرچ کے بارے میں پوچھنا چاہ رہے تھے کہ وہ justified ہے نہیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب، آپ اس میں miscellaneous والا پڑھیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ لیکن کیا صرف مسلم لیگی ہی دیتے ہیں miscellaneous میں تو ریٹائرڈ جنرلز ہیں، ائر فورس کے افسران ہیں، چیمبر آف کامرس کے لوگ ہیں، انجمن تاجران ہیں، ڈاکٹر حضرات ہیں، ایڈووکیٹ صاحبان ہیں۔ اس میں مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ جو بات کر رہے ہیں یہ ٹھیک۔ میرے خیال میں آپ کی وکالت صحیح ہے۔ میں آپ کی اس وکالت کے بعد اس کو stress نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس میں میری کوئی وکالت نہیں۔ میں تو اس میں سے دیکھ کر بات کر رہا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! ویسے بھی اگر آپ دیکھیں 250 کی فہرست میں چھ آدمی مسلم لیگ کی آفس بیرر ہیں ۔ اس وقت صوبے میں جو رولنگ پارٹی ہے ' جس پارٹی کی صوبے میں حکومت ہے اگر 246 میں سے اس پارٹی کے چھ عہدےداران کو بلا لیا گیا تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ اس میں ائر فورس کے' فوج کے' اور دوسرے طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! باقی سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

حلقہ پی-پی118 میں سکولوں کی مرمت

*943-حاجی امداد حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ PP-118 لاہور بلدیاتی وارڈ نمبر 41 چوک محمود بوٹی میں ایم-سی مڈل سکول کو کب تک ہائی کا درجہ دیا جائے گا۔ بلدیاتی وارڈ نمبر 43 ایم-سی مڈل سکول نصیر آباد کو کب مڈل سے میٹرک کا درجہ دیا جائے گا اور کب ایم-سی پرائمری سکول مومن پورہ بلدیاتی وارڈ نمبر 44 کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) حلقہ پی-پی118 لاہور بلدیاتی وارڈ نمبر 51 سکول کی بلڈنگ ' بلدیاتی وارڈ نمبر 43 فاروق آباد سکول کی چھتیں' وارڈ نمبر 46 ایم-سی مڈل سکول فتح گڑھ میں سکول کی چھتیں کب تک مکمل کر دی جائیں گی نیز بلدیاتی وارڈ نمبر 54 میں اصغر ہائی سکول میں کب تک سٹاف پورا کر دیا جائے گا نیز سکول میں طالبات اور ٹیچرز کی تعداد بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) حلقہ پی-پی118 وارڈ نمبر 41 میں ایم-سی بوائز مڈل سکول محمود بوٹی کی عمارت میں دو سکول

چل رہے ہیں۔ پہلی شفٹ میں ایم۔سی گرلز پرائمری سکول دوسری شفٹ میں بوائز مڈل سکول۔

1۔ سکول کا رقبہ ایک کنال ہے۔ سکول کی عمارت خستہ حال اور اپنی مدت میعاد پوری کر چکی ہے۔ اس لیے ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں کہ اسے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔

2۔ حلقہ نمبر 34 میں ایم۔سی مڈل سکول نصیر آباد کو پہلے ہی ہائی سکول کا درجہ دیا جا چکا ہے اور داخلہ شروع ہے۔ پابندی ختم ہونے پر حصہ ہائی سکول کا سٹاف پورا کر دیا جائے گا۔

3۔ مومن پورہ وارڈ نمبر 44 میں پرائمری سکول ہے جو کہ کرایے کی عمارت میں چل رہا ہے اس کی اپنی کوئی عمارت نہیں اور طلباء کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ فی الحال جگہ اور عمارت نہ ہونے کی وجہ سے اس کو مڈل سکول کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

(ب) 1۔ حلقہ پی۔پی 118 لاہور کے ایم۔سی پرائمری سکول فاروق آباد کو ایم۔سی ہائی سکول شالا مار ٹاؤن میں ضم کر دیا گیا ہے کیونکہ سکول کی عمارت کرایے پر تھی۔

2۔ ایم۔سی مڈل سکول فتح گڑھ وارڈ نمبر 46 کی تعمیر و مرمت کا کام اے۔ڈی۔پی (سالانہ ترقیاتی پروگرام) میں شامل ہے محکمہ انجینئرنگ کو ہدایت کی گئی ہے کہ بعد از ٹنڈر یہ کام ان شاء اللہ جون 1998ء سے قبل مکمل ہو جائے گا۔

3۔ اصغر آباد کا سکول پرائیویٹ ہے کارپوریشن لاہور سے اس کا کوئی تعلق نہ ہے۔

بیدیاں، جامن روڈ کی تعمیر

*981۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بیدیاں روڈ تا جامن روڈ کی تعمیر کے لیے ضلع کونسل لاہور نے کتنی رقم کا ٹنڈر منظور کیا اور یہ کس فرم کو کتنی مالیت میں اور کس تاریخ کو دیا گیا۔

(ب) مذکورہ سڑک کی تعمیر کا revised estimate کتنی رقم کا منظور ہوا اور یہ کام کب تک مکمل ہو گا۔

(ج) اس کے لیے ٹھیکے دار کو کتنی رقم کس تاریخ کو بطور ایڈوانس ادا کی گئی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) بیدیاں روڈ تا جاہمن روڈ کا کام تین حصوں میں مکمل کیا گیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے،

حصہ اول۔ تعمیر پختہ سڑک بیدیاں روڈ سے جاہمن روڈ 14.50 لاکھ تخمینہ بنایا گیا جس کا ورک آرڈر نمبر 699 مورخہ 29-8-94 کو میسرز پرل انجینئر کو جاری کیا گیا اور مورخہ 8-10-95 کو کام مکمل ہوا۔

حصہ دوم۔ بیدیاں روڈ سے جاہمن روڈ 10 لاکھ کا تخمینہ تیار کیا گیا جس کا ورک آرڈر نمبر 995 مورخہ 2-9-96 کو میسرز فرینڈز انجینئر اینڈ کنٹرکٹر کو جاری کیا گیا۔ کام موقع پر مکمل ہے۔

حصہ سوئم۔ 10 لاکھ کا تخمینہ تیار کیا گیا۔ جس کا ورک آرڈر نمبر 3974 مورخہ 2-9-96 کو میسرز فرینڈز انجینئر اینڈ کنٹرکٹر کو جاری ہوا۔ کام موقع پر مکمل ہے۔

(ب) اس کام کا کوئی revised estimate نہ تیار کیا گیا ہے اور موقعہ پر کام مکمل ہے۔

(ج) ٹھیکے دار کو کوئی رقم بطور ایڈوانس ادا نہ کی گئی ہے۔

احتساب سیل کے پاس شکایات کی تعداد

*1154۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ سال محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اپنے محکمہ میں "احتساب سیل" قائم کیا تھا۔ جس کا انچارج چودھری محمد اکرم ایڈیشنل ڈائرکٹر انسپکشن کو بنایا گیا تھا۔ اس سیل کو کل کتنی شکایات موصول ہوئیں۔

(ب) اس سیل کو لوکل کونسلر اور آر۔ڈی ونگ کے کس کس افسر کے خلاف شکایات موصول ہوئی تھیں۔ ان موصول شدہ شکایات میں سے کتنی شکایات پر ایکشن لیا گیا اور کیا کیا ایکشن لیا گیا اور شکایات کے ذمہ دار افسران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی نیز جو شکایات ابھی تک زیر التواء ہیں ان کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ بلدیات میں دیگر محکموں کی طرح گزشتہ نگران دور میں ایک احتساب سیل قائم کیا گیا تھا۔ اس سیل کو کل بارہ شکایات موصول ہوئیں۔

(ب) اس سیل کو احتساب کے حوالے سے محکمہ دیہی ترقی کے کسی آفیسر یا اہل کار کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی۔ تاہم موصول شدہ بارہ شکایات لوکل کونسلز کے افسران و اہل کاران سے متعلقہ تھیں، جن پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی گئی۔ جن افسران و اہلکاران کے خلاف یہ شکایات موصول ہوئیں ان پر کارروائی اور حتمی احکامات میں تاخیر کی تفصیل ضمیمہ (الف) کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم موصولہ شکایات میں سے دو عدم ثبوت کی بناء پر داخل دفتر کر دی گئیں۔ تین شکایات پر شکایت کنندہ کو شکایت کی سچائی کے لیے بیان حلفی بھجوانے، پانچ شکایات پر کمشنر، ڈپٹی کمشنر و ایڈمنسٹریٹر صاحبان کو برائے جانچ پڑتال حقائق و رپورٹ کے لیے تحریر کیا گیا۔ جبکہ ایک ایک درخواست محکمہ انٹی کرپشن و چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں برائے کارروائی بھجوائی گئی ہے۔

تین سال سے زائد عرصہ تعیناتی

*1155۔جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ کے مونیٹرنگ سیل اور انسپکشن / انکوائریز سیل میں تعینات افسران عرصہ تین سال سے زائد ان اسامیوں پر تعینات ہیں جو افسران موجودہ جگہ پر دو سال سے زائد عرصہ سے تعنات ہیں ان کے نام عہدہ، عرصہ تعیناتی بتایا جائے۔

(ب) کیا حکومت مروجہ پالیسی کے تحت فیلڈ افسران کو بھی دفاتر میں اور دفاتر سے فیلڈ میں بھیجنے کی پالیسی پر عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے نیز ان افسران کے نام اور عہدہ جات بھی بتائیں جن کے پاس ایک سے زائد عہدوں کا چارج ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) مونیٹرنگ سیل، انسپکشن / انکوائریز میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات افسران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ قمر عباس شاہ گریڈ 16 اکاؤنٹس آفیسر انسپکشن ٹیم پنجاب لوکل گورنمنٹ تعیناتی از 18-2-1994 انسپکشن ٹیم

2۔ ڈاکٹر محمد اقبال بھٹی گریڈ19 ڈائرکٹر سی۔ڈی۔سی ڈائریکٹوریٹ جنرل انسپکشن8-5-1995

3۔ محمد اشرف بجوہ گریڈ XEN 18 انسپکشن ڈائریکٹوریٹ جنرل انسپکشن 12-6-1995

عرصہ دو سال سے زائد تعینات افسران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ محمد اکرم ایڈیشنل ڈائرکٹر انسپکشن (اکاؤنٹس) 16-11-1996

(ب) پنجاب لوکل کونسل (Appointment & Condition of Service) رولز 1993ء کی دفعہ 10 کے تحت ممبر لوکل کونسل سروس صوبہ پنجاب میں کہیں بھی تعینات کیا جا سکتا ہے فیلڈ کے افسران دفاتر اور دفاتر کے افسران فیلڈ میں تعینات کرنے کا عمل جاری ہے۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ نے اس ضمن میں ٹرانسفر پالیسی مورخہ 26-5-1998 کو منظور کر رکھی ہے۔ جس کی رو سے بورڈ میں تعیناتی کا عرصہ تین سال کی بجائے پانچ سال کر دیا گیا ہے۔

ایک سے زائد عہدہ کا چارج رکھنے والے افسران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شعبہ	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	نام اسامی/اضافی چارج
انجینئرنگ	عشرت اللہ	17	اسسٹنٹ میونسپل انجینئر میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور	میونسپل انجینئر میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور از 16-9-96
اکاؤنٹس	محمد اکرم	19	ایڈیشنل ڈائرکٹر انسپکشن (اکاؤنٹس)	ڈائرکٹر مانیٹرنگ اینڈ آڈٹ از 16-11-96
انتظامیہ	قاضی خالد سیف اللہ	16	ڈپٹی چیف آفیسر ضلع کونسل گجرات از 17-6-97	چیف آفیسر ضلع کونسل گجرات
ہیلتھ	ڈاکٹر سید اعجاز حسین	17	میڈیکل آفیسر ضلع کونسل اٹک	ضلع ہیلتھ آفیسر ضلع کونسل اٹک از 28-7-97
ہیلتھ	عابد حسین قادری	17	میڈیکل آفیسر ضلع کونسل رحیم یار خان	ضلع ہیلتھ آفیسر ضلع کونسل رحیم یار خان' از 19-9-97
ہیلتھ	ڈاکٹر محمد اسلم بابر	17	میڈیکل آفیسر بلدیہ ساہیوال	میونسپل میڈیکل ہیلتھ بلدیہ ساہیوال از 27-11-97
انتظامیہ	مبارک علی	16	ٹیکسیشن آفیسر بلدیہ چکوال	چیف آفیسر بلدیہ چکوال 12-2-98

انجینئرنگ	امجد علی	11	سب انجینئر بلدیہ قصور	میونسپل انجینئر بلدیہ قصور 24-2-98
انجینئرنگ	اعظم راٹھور	11	سب انجینئر ضلع کونسل گوجرانوالہ	ایس۔ڈی۔او ضلع کونسل گوجرانوالہ از 27-2-98
انجینئرنگ	حسن محمود	18	میونسپل انجینئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد	میونسپل انجینئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد از 26-8-98
انجینئرنگ	ملک آصف	11	سب انجینئر ضلع کونسل سیالکوٹ	ایس۔ڈی۔او ضلع کونسل سیالکوٹ از 15-5-98
انجینئرنگ	محمد شفیق	17	میونسپل انجینئر فیصل آباد (کارپوریشن)	میونسپل انجینئر فیصل آباد کارپوریشن از 23-6-98
انجینئرنگ	زاہد قیوم	17	ڈسٹرکٹ انجینئر ضلع رحیم یار خان	میونسپل انجینئر بلدیہ رحیم یار خان از 21-7-98
انتظامیہ	جمیل صدر شاہ	16	چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی سمبڑیال	چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی کوٹلی لوہاراں 8-8-98
انتظامیہ	ملک محمد رمضان	16	ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل راجن پور	چیف آفیسر ضلع کونسل راجن پور از 2-10-98
انجینئرنگ	ذوالفقار علی	11	سب انجینئر میونسپل کارپوریشن ملتان	اسسٹنٹ میونسپل انجینئر میونسپل کارپوریشن ملتان از 17-11-98
انتظامیہ	غلام مرتضیٰ	11	چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ	چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی جنڈانوالہ از 16-2-98
انتظامیہ	شوکت حیات مجوکہ	14	ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل بھکر	چیف آفیسر ٹاؤن کمیٹی دھوے والا از 28-2-98

وجوہات۔

ضلع ہیلتھ آفیسر ضلع کونسل اور میونسپل میڈیکل آفیسر ہیلتھ کی بعض اسامیاں گریڈ 18 کی ہیں۔ میڈیکل آفیسر گریڈ 17 کی ترقی 18 میں اس وقت تک نہیں ہوسکتی، جب تک میڈیکل آفیسر DMCH, DHA, DTCD, DPH کے ڈپلوما کے حامل نہ ہوں۔ یہ شرطبموجب قاعدہ 2 ذیلی شق نمبر "K" شیڈول IV پنجاب لوکل کونسل سروس

(Appointment & Condition of Service) رولز 1993ء ہے۔ لہذا فی الحال موجودہ میڈیکل آفیسران کے پاس مذکورہ ڈپلوما جات نہیں ہیں۔ لہذا مفاد عامہ کے تحت اضافی چارج دیا جاتا ہے۔ دیگر شعبہ جات میں اضافی چارج مطلوبہ گریڈ کے افسران کی کمی بوجہ روک تھام خلاف ضابطہ تعیناتی اور کام میں رکاوٹ پیدا نہ کرنے کے لیے منظور کیا گیا۔

گلیوں کی تعمیر / مرمت

*1364۔ حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 1278 جس کا جواب مورخہ 17 مئی 1995ء کو دیا گیا تھا' کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ،

سال 1995-96ء سے 1997-98ء تک مذکورہ گلیوں کی تعمیر کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم ان گلیوں کی تعمیر و مرمت پر خرچ ہوئی۔ تفصیل سال وائز اور گلی وائز فراہم کی جائے۔ اگر رقم مختص نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

مالی سال 1995-96ء سے 1997-98ء تک گلیاں جن کا حوالہ اسمبلی سوال نمبر 1278 میں دیا گیا ہے ان کے لیے کارپوریشن کے ریکارڈ کے مطابق کوئی رقم مختص نہیں کی گئی کیونکہ تمام ترقیاتی کام جن میں گلیاں بھی شامل تھیں متعلقہ کونسلر اور ایم۔پی۔اے صاحبان کی ترجیحات کے مطابق کارپوریشن اپنے مالی سال کا ترقیاتی پروگرام مرتب کرتی ہے اور کارپوریشن اپنے مالی وسائل میں رہتے ہوئے ان کی تجاویز اور ترجیحات کے مطابق ترقیاتی کام کرتی ہے۔

مذکورہ سکیم تاحال کسی ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے اور نہ ہی رواں مالی سال 1997-98ء کے پروگرام میں شامل ہے۔ آئندہ مالی سال 1998-99ء کے لیے مذکورہ سکیم کو تجویز کیا جا سکتا ہے۔

پراجیکٹ کمیٹی کو رقم کی ادائیگی

*1371۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی راولپنڈی کی زیر نگرانی مالی سال

1990-91ء میں پرائمری سکول موضع جنڈرانی' یو۔ سی۔ ساہنگ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کی عمارت پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعہ مکمل ہوئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے انجینئر نے کام کی تسلی کرنے کے بعد Assesment بھی کر دی اور پراجیکٹ کمیٹی کو 241221 روپے کی ادائیگی کی سفارش کی مگر محکمہ نے پراجیکٹ کمیٹی کو صرف دو لاکھ روپے ادا کیے اور باقی رقم خود رکھ لی اور گاؤں کے غریب لوگ بقیہ رقم کے لیے آج تک محکمہ کے چکر لگا رہے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ کب تک پراجیکٹ کمیٹی کو بقایا رقم فراہم کرے گا اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) (I) حسب فیصلہ پرائمری سکول جنڈرانی کی تعمیر کے لیے مورخہ 22-2-91 کو پراجیکٹ کمیٹی کی تشکیل ہوئی اور مبلغ ایک لاکھ روپے مورخہ 24-2-91 کو بطور پہلی قسط پراجیکٹ منیجر کے دفتر سے جاری ہوئی۔ جب کہ دوسری قسط ایک لاکھ روپے مورخہ 30-5-91 کو دفتر ہذا کی طرف سے پراجیکٹ کمیٹی کو دیئے گئے۔

(II) منصوبہ کی تکمیل کے دوران بذریعہ چٹھی مورخہ 31-12-91 کے تحت حکومت پنجاب نے تمام پراجیکٹ کمیٹیوں پر مورخہ 1-7-91 سے پابندی عائد کر دی۔ نتیجتاً مورخہ 30-6-92 کو تمام بقایا رقم (LAPSE) ہو گئی۔ لہٰذا کسی قسم کی خورد برد نہ ہوئی ہے۔

(III) چونکہ کام پراجیکٹ کمیٹیوں پر پابندی لگنے اور فنڈز (LAPSE) ہونے تک نامکمل تھا۔ اس لیے اسسٹنٹ انجینئر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی نے اس دوران کام مکمل ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری نہ کیا۔

(ج) پراجیکٹ کمیٹیوں کے لیے منصوبہ جات کی تکمیل کے سلسلہ میں حکومت کی طرف سے جو ہدایات جاری کی گئی تھیں۔ ان کے مطابق پہلی قسط ایڈوانس کے طور پر جاری کرنی تھی جبکہ دوسری اور تیسری قسط کے اجراء کے لیے یہ امر ضروری تھا کہ متعلقہ سب انجینئر کی

طرف سے یہ سرٹیفکیٹ ہو کہ جاری شدہ رقم خرچ ہو چکی ہے اور اس کے مطابق کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ چونکہ اب تک کوئی سرٹیفکیٹ موصول نہ ہوا اور دیگر یہ کہ پراجیکٹ کمیٹیوں پر پابندی لگا دی گئی۔ اس لیے تیسری قسط ادا نہ کی گئی۔ دریں اثناء رقم (lapse) ہو گئی اور (lapse) ہونے تک منصوبہ بھی مکمل نہ تھا تکمیل کے سرٹیفکیٹ کی عدم وصولی کی وجہ سے رقم حاصل کرنے کے لیے کوئی کوشش نہ کی گئی۔

موضع سید تحصیل گوجر خان کے دربار کی مرمت

*1372۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے حکم پر موضع سید تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ایک دربار کی تزئین و آرائش و توسیع کا کام محکمہ نے شروع کیا تھا۔

(ب) اس پر اب تک کل کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور ٹھیکیدار کو کتنی رقم کی ادائیگی ہو چکی ہے اور کتنے فی صد کام مکمل ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے حکم کے مطابق موضع سید میں مالی سال 96-1995ء میں درج ذیل تین منصوبہ جات کے لیے بیس لاکھ روپے منظور ہوئے۔

نمبر شمار	نام سکیم	مختص شدہ رقم	کیفیت
-1	توسیع رابطہ سڑک سید شاہ نذر دیوان شاہ	8.10 لاکھ	مکمل
-2	تعمیر چار دیواری و تزئین و آرائش مزار شاہ نذر دیوان	8.73 لاکھ	مکمل
-3	تعمیر گلیاں و نالیاں	3.7 لاکھ	شروع نہ کیا۔

(ب) مندرجہ بالا منصوبہ جات میں سے نمبر شمار 1، 2 کا سو فی صد کام مکمل ہو چکا ہے جس پر 16.83 لاکھ روپے خرچ آئے ہیں۔ جبکہ تیسرا منصوبہ شروع ہی نہ کیا جا سکا کیونکہ مورخہ 30-6-96 کو تمام فنڈز (LAPSE) ہو گئے تھے اس لیے ٹھیکیدار کو کسی قسم کی ادائیگی نہ کی جا سکی۔ مسلسل کوشش کے باوجود فنڈز بحال نہ ہو سکے ہیں جس کی وجہ سے متعلقہ ٹھیکیدار کی تمام

ادائیگیاں ہونا باقی ہیں۔

اکاؤنٹینٹ کو یکساں گریڈ دینا

*1455۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لوکل کونسل سروس، اریگیشن، ہائی۔وے، ضلع کونسل، پبلک ہیلتھ اور پی۔ ڈبلیو۔ڈی کے اکاؤنٹینٹ کا سکیل نمبر 14 ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے اکاؤنٹینٹ کا سکیل نمبر 8 ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو ایسی تفریق کیوں ہے۔ کیا گورنمنٹ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے اکاؤنٹینٹ کو بھی سکیل نمبر 14 دینے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) لوکل کونسل سروس کے تحت اکاؤنٹینٹ کا گریڈ نمبر 14 ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) محکمہ ہذا نے سروس رولز کے مطابق اکاؤنٹینٹ کو سکیل نمبر 8 میں بھرتی کیا اور ایسی کسی تفریق کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ بعد ازاں محکمہ ہذا نے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز اور ضلعی سطح پر سکیل نمبر 14 میں اکاؤنٹینٹ کی پوسٹ کی منظوری کے سلسلہ میں بذریعہ مراسلہ نمبر ایل۔جی اینڈ آر۔ڈی/ایڈمن/1(188)/87 مورخہ 28-8-87 کو محکمہ فنانس سے رجوع کیا تھا۔ چنانچہ 1987-88ء کے لیے بذریعہ مراسلہ نمبر ایف۔ڈی۔ای۔ایکس پی(ایل۔جی) 4-77/14-1 (پی) مورخہ 21-2-88 کو محکمہ فنانس نے 8 اکاؤنٹینٹ برائے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز سکیل نمبر 11 کی منظوری دی۔ بعد ازاں محکمہ نے بذریعہ مراسلہ ایف۔ڈی۔ای۔ایکس۔پی(ایل۔جی)4-77/14-1 (پی) مورخہ 24-2-88، 8۔ اکاؤنٹینٹ (اکاؤنٹس) کی پوسٹیں سکیل نمبر 11 اور 29 پوسٹیں سکیل نمبر 8 میں منظور کیں۔ محکمہ ہذا نے محکمہ خزانہ کی منظوری سے ڈویژن کی سطح پر اسسٹنٹ (اکاؤنٹس) کو سکیل نمبر 11 دیا۔ جن کی تعلیمی قابلیت بی۔ کام/ بی۔اے (اکنامکس)

ہے جبکہ ضلع کی سطح پر اکاؤنٹنٹ سکیل نمبر 8 جن کی تعلیمی قابلیت آئی۔ کام/انٹرمیڈیٹ مقرر کی گئی ہے۔

ایک سے زائد یونین کونسلوں سے اعزازیہ کی وصولی

*1487۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بلدیاتی اداروں کی تحلیل کے بعد ضلع سرگودھا کے کون کون سے پراجیکٹ مینجر صاحبان نے بطور ایڈمنسٹریٹر کتنی یونین کونسلوں سے اعزازیہ وصول کیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے واضح ہدایت جاری کی ہے کہ ایڈمنسٹریٹر صاحبان تمام یونین کونسلوں سے اعزازیہ وصول نہیں کر سکتے اور اگر زائد وصول کیا ہے تو ریفنڈ کرایا جائے اور اگر ریفنڈ نہیں کرایا گیا تو حکومت نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) ضلع سرگودھا میں 12 پراجیکٹ مینجر صاحبان بطور ایڈمنسٹریٹر یونین کونسلز کام کرتے رہے۔ لہذا ان تمام پراجیکٹ مینجر صاحبان نے اپنے مرکز کی یونین کونسلوں سے مساوی شرح کے مطابق اعزازیہ وصول کیا۔

(ب) ضلع سرگودھا میں تعینات پراجیکٹ مینجر صاحبان نے اپنے مرکز کی تمام یونین کونسلوں سے مساوی شرح کے حساب سے اعزازیہ وصول کیا۔ ان میں سے 9 پراجیکٹ مینجر صاحبان نے گورنمنٹ کی منظور شدہ شرح سے زائد وصول کیا جن میں سے 6 پراجیکٹ مینجر صاحبان نے زائد وصول شدہ اعزازیہ متعلقہ یونین کونسلوں میں واپس جمع کروا دیا۔ جبکہ مندرجہ ذیل پراجیکٹ مینجر صاحبان نے تفصیل حسب ذیل کے مطابق زائد رقم واپس نہیں کرائی۔

1۔ غلام اکبر خان	پراجیکٹ مینجر	22286/78 روپے
2۔ محمد ارشد خان	۔ایضاً۔	-/3336 روپے
3۔ رانا محمد اشرف	۔ایضاً۔	-/3401 روپے

مزید برآں زائد رقم کی وصولی کے لیے متعلقہ آفیسرز کو متعدد نوٹس ہائے جاری کیے جا چکے

ہیں۔ آخری نوٹس کی فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اگر آفیسران ہذا نے اس بار بھی رقم جمع نہ کرائی تو یہ رقم ان کی تنخواہ میں سے منہا کرنے کی کارروائی کی جائے گی اور ان کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت بھی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اس سلسلہ میں متعلقہ ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبر LG&RD/TD (P)/AQ. No-1487/98 مورخہ 19-6-98 (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کے خلاف کارروائی

*1514۔جناب عثمان ابراہیم۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے حافظ آباد روڈ پر سیوریج پائپ ڈالنے کے لیے جولائی 1997ء میں منصوبہ کا آغاز کیا تھا اور حافظ آباد روڈ پر سیوریج ڈالنے کے لیے کھدائی بھی کر دی تھی۔

(ب) کیا بھی درست ہے کہ تقریباً 8 ماہ گزرنے کے باوجود یہ منصوبہ ابھی تک نامکمل ہے اور حافظ آباد روڈ پر بعض حصوں میں سیوریج پائپ ڈالے بغیر کھدائی کو پُر کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس منصوبہ کی تکمیل میں تاخیر سے نہ صرف پورے علاقے کا سیوریج سسٹم متاثر ہوا ہے بلکہ صحت و صفائی اور ٹریفک کا بھی سنگین مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ ایڈمنسٹریٹر سے گزشتہ آٹھ ماہ کے دوران کئی دفعہ اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے رابطہ کیا تھا لیکن اس نے مذکورہ منصوبہ کی تکمیل کے لیے ابھی تک کوئی اقدام نہ کیا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ایڈمنسٹریٹر کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ تقریباً 8 ماہ گزرنے کے باوجود یہ منصوبہ مکمل نہ ہو سکا لیکن اب یہ منصوبہ مورخہ 28 اگست 1998ء سے مکمل ہے۔ جہاں تک حافظ آباد روڈ پر سیور پائپ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ کھدائی کرتے وقت پرانا سیور ٹوٹ گیا تھا جس کی وجہ سے پانی باہر بہہ نکلا تھا لہذا فوری طور پر پرانا سیور پائپ مرمت کر کے مٹی ڈال دی گئی تھی۔ تاہم بعد میں نیا سیور پائپ ڈال کر اس کو چالو کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سیور کی بروقت تکمیل نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو صحت و صفائی اور ٹریفک کے سنگین مسائل سے واسطہ پڑا تھا۔ اب کام مکمل ہو گیا ہے اور تمام عوامی مسائل دور ہو چکے ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ سابقہ ایڈمنسٹریٹر صاحب سے ایم۔پی۔اے صاحب نے اس کام کی تکمیل کے لیے کئی بار رابطہ قائم کیا۔ لیکن بعض فنی وجوہات کی بناء پر منصوبہ کی تکمیل میں پیش رفت نہ ہو سکی۔

(ہ) چونکہ کام مکمل ہو گیا ہے۔ لہذا تمام عوامی مسائل دور ہو چکے ہیں۔ اس لیے ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن کے خلاف کارروائی

*1515۔جناب عثمان ابراہیم، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 5۔ اگست 1996ء کو میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے شیخ ذوالفقار احمد، ٹھیکے دار کے ساتھ عوام سے محصول ٹیکس کی وصولی کے لیے مبلغ 42 لاکھ روپے کے عوض ایک تحریری معاہدہ کیا تھا جس کے تحت ادائیگی بذریعہ ماہانہ اقساط کی جانی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹھیکے دار نے نومبر 1996ء تک اقساط ادا کرنے کے بعد ماہانہ قسط کی ادائیگی کے خلاف دیوانی عدالت سے مورخہ 12 دسمبر 96ء کو حکم امتناعی حاصل کر لیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکم امتناعی حاصل کرنے کے بعد مذکورہ ٹھیکے دار نے کارپوریشن کو اقساط کی ادائیگی بند کر دی ہے لیکن عوام سے محصول ٹیکس بدستور وصول کرتا رہا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ ایڈمنسٹریٹر کارپوریشن نے اس حکم امتناعی کے خلاف کوئی

اپیل دائر نہ کی۔ جس کی وجہ سے کارپوریشن کو بقایا اقساط تقریباً مبلغ 22 لاکھ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ حکم امتناعی کے خلاف اپیل نہ دائر کرنے کی وجہ کیاہے نیز مذکورہ ایڈمنسٹریٹر کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ شیخ ذوالفقار احمد' ٹھیکےدار نے 1996ء میں مورخہ 96-8-5 کو مبلغ -/84000 روپے بطور زر ضمانت جمع کرا کے مبلغ -/4200000 روپے میں حقوق وصولی چنگی ٹیکس کا ٹھیکہ برائے سال 97-1996ء لیا اور ٹھیکےدار مذکور ٹھیکے کی رقم بذریعہ ماہوار اقساط مبلغ -/3,96,000 روپے ادا کرنے کا پابند ہوا۔ ٹھیکےدار اور کارپوریشن کے مابین مورخہ 96-8-5 کو اقرار نامہ ٹھیکہ تحریر و تکمیل ہوا۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار نے بمطابق اقرار نامہ پانچ عدد اقساط ٹھیکہ مبلغ -/18,90,000 روپے اور انکم ٹیکس مبلغ -/96,600 روپے داخل خزانہ کارپوریشن کرائے مگر بعد میں ٹھیکیدار نے ماہانہ اقساط روک کر دیوانی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار مذکور نے دیوانی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرنے کے بعد ٹھیکے کی اقساط روک لیں اور عوام سے چنگی ٹیکس بھی وصول کرتا رہا۔

(د) یہ درست ہے کہ اس وقت کے ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے اس حکم امتناعی کے خلاف اپیل دائر نہ کی۔ حکم امتناعی کیونکہ کنفرم نہ کیا گیا تھا اس لیے اس کے خلاف اپیل دائر نہ ہوسکتی تھی تاہم اس سے بالا عدالت میں درخواست دی جا سکتی تھی کہ ماتحت عدالت کو ہدایت کی جائے کہ حکم امتناعی عارضی یا تو ایک ہفتہ کے اندر کنفرم کیا جائے یا خارج کیا جائے۔ ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن کا موقف ہے کہ معاہدہ ٹھیکہ میں ثالثی کی شق موجود تھی اور اس میں کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن کو فریقین نے ثالث تسلیم کر

رکھا تھا۔ کارپوریشن نے عدالت میں درخواست زیر دفعہ 34 ایکٹ ثالثی دے رکھی تھی۔ اس لیے ضروری تھا کہ کارپوریشن کوئی اور قدم نہ اٹھائے۔ کارپوریشن کا یہ موقف تو قانونی ہے۔ مگر درخواست زیر دفعہ 34 ایکٹ ثالثی بھی 14 مارچ 1997ء کو دی گئی جو کہ دسمبر 1996ء یا اوائل جنوری 1997ء میں دی جانی چاہیئے تھی۔ اگر عدالت دیوانی اس درخواست کے فیصلہ میں دیر کر رہی تھی تو بالا عدالت سے رجوع کر کے ماتحت عدالت کو ہدایت جاری کروائی جا سکتی تھی کہ فیصلہ درخواست ایک ہفتہ کے اندر کیا جائے۔ بوجہ تساہل کارپوریشن بقایا اقساط وصول نہ کرنے کی ذمہ دار ہے۔

(ہ) چونکہ حکم امتناعی عارضی جاری کردہ عدالت دیوانی حتمی نہ تھا اس لیے اس کے خلاف اپیل دائر نہ کی جا سکتی تھی۔ تاہم بالا عدالت میں درخواست دی جا سکتی تھی کہ ماتحت عدالت کو ہدایت کی جائے کہ ایک ہفتہ کے اندر حکم امتناعی کا حتمی فیصلہ کیا جائے۔ اس حد تک میونسپل کارپوریشن ذمہ دار ہے۔ تاہم اس کیس کی انکوائری کروائی گئی ہے۔ انکوائری رپورٹ کی روشنی میں ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ گوجرانوالہ ڈویژن کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ اس کیس میں سرچارج کی کارروائی شروع کرے نیز محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن پنجاب کو بھی سابقہ ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کے خلا ف محکمانہ کارروائی کےلیے کیس ارسال کر دیا گیا ہے۔

حلقہ پی پی 28 میں ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل

*1526۔ چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 97-1996ء اور 98-1997ء کے دوران ضلع کونسل سرگودھا کی طرف سے حلقہ پی پی 28 میں کون کون سے ترقیاتی کام شروع کیے گئے ہیں۔

(ب) کون کون سے ترقیاتی کاموں کے ٹنڈر لگ چکے ہیں۔ کون کون سی سکیم پر کام شروع ہے اور کتنے منصوبے مکمل ہو گئے جن منصوبوں پر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا اس کی وجہ کیا ہے اور ان منصوبوں پر کام شروع کب تک کیا جائے گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) 1996-97ء اور 1997-98ء کے دوران ضلع کونسل سرگودھا کی طرف سے حلقہ پی-پی 28 میں شروع کیے گئے ترقیاتی کاموں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1996-97ء

1۔ تعمیر نالیاں/سولنگ بمقام چک 42 جنوبی	کام مکمل ہو چکا ہے
2۔ تعمیر سڑک چک 36 جنوبی کالونی مع گرلز ہائی سکول	مٹی کا کام مکمل ہے
3۔ تعمیر نالہ بمقام چک نمبر 88 جنوبی	95 فی صد کام مکمل ہو چکا ہے۔
4۔ تعمیر سڑک چوک چک 92 جنوبی تا کالونی	95 فی صد۔ ایضاً۔
5۔ تعمیر نالہ بمقام چک 42 جنوبی ہمراہ ہسپتال	600 فٹ نالہ کا کام مکمل ہے۔
6۔ مرمت سڑک چک 114 جنوبی تا 115۔ الف جنوبی	بیس کورس ڈال دیا ہے۔ ٹارنگ موسم شروع ہونے پر کر دی جائے گی۔
7۔ مرمت سڑک از چک 106 جنوبی تا 102 جنوبی	۔ایضاً۔
8۔ مرمت سڑک از چک نمبر 29 جنوبی تا 27 جنوبی براستہ 29 جنوبی	۔ایضاً۔
9۔ تکمیل سڑک از چک نمبر 105 جنوبی تا 102 جنوبی	۔ایضاً۔
10۔ تعمیر سڑک از چک 100 جنوبی تا 105 جنوبی	۔ایضاً۔
11۔ تعمیر سڑک از بھاگٹانوالہ 29 بھال روڈ تا چک 31-30 جنوبی	۔ایضاً۔

1997-98ء

1۔ تعمیر سڑک از حاصیانوالہ تا بنگلہ آبادی بادلہ	سب بیس اور بیس کورس کا کام کام مکمل ہے۔
2۔ تعمیر سڑک از چک 87-46 جنوبی روڈ تا طالب والہ روڈ براستہ چک 93 جنوبی گنجیال پٹرول پمپ	مٹی کا کام مکمل ہے اور سب بیس کا کام شروع ہے۔
3۔ تعمیر سڑک از ڈورسے والہ تا موڑ برائی آبادی کھو کھیانوالہ	سب بیس ڈال دیا گیا ہے۔
4۔ تعمیر سڑک از چک 91-90 جنوبی روڈ تا چک 93 جنوبی کالونی	بیس کورس کا کام شروع ہے۔
5۔ تعمیر سڑک از چک 87-46 جنوبی روڈ تا چک 29 جنوبی ہمراہ چک 27 جنوبی	بیس کورس کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

6۔ تعمیر سڑک از چک 34 جنوبی تا 35 جنوبی (بقایا کام)	سب بیس کا کام مکمل ہے۔
7۔ تعمیر سڑک از چک 87-46 جنوبی روڈ تا چک 28 جنوبی (راجباہ دریا مائنر)	بیس کورس کا کام مکمل ہے تار نگ کا کام 10 یوم میں شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) حسب تفصیل مندرجہ پیرا "الف" تمام ترقیاتی کاموں کے ٹینڈر طلب کیے گئے اور جملہ منصوبوں پر کام شروع ہو چکا ہے۔ "تعمیر نالیاں/سولنگ بمقام چک 42 جنوبی" کا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔ "تعمیر لنک روڈ از کانڈیوال روڈ تا ٹھٹی مصلیاں" (1996-97) کا کام سیلاب اور سیم کی وجہ سے شروع نہ ہو سکا ہے۔ جونہی سیلاب کا پانی خشک ہو جائے گا کام شروع کروا دیا جائے گا۔ جبکہ " تعمیر لنک روڈ از فیصل آباد سرگودھا روڈ تک چک 46 جنوبی تا افضل کالونی" کی سکیم نالیوں/ سولنگ میں تبدیلی ہونے کے بناء پر اس کے مورخہ 19-3-98 کو ٹنڈر طلب کیے گئے اور "تعمیر لنک روڈ از لاہور سرگودھا روڈ تا سیدو والہ براستہ گنجیال پٹرول پمپ" کا کام ٹھیکےدار کے نہ شروع کرنے کی بناء پر منسوخ کر دیا گیا جس کے بھی دوبارہ ٹنڈر طلب کیے جا رہے ہیں۔ جملہ کارروائی مکمل ہونے کے بعد ہر دو منصوبوں پر کام شروع ہو جائے گا۔

موضع وجھ ضلع سرگودھا کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینا

*1560۔حاجی احمد خان بھرل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی آبادی تقریباً تیس ہزار (30,000) ہے جو کہ یونین کونسل کی تعداد سے دگنی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موضع وجھ کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست نہ ہے۔ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق موضع وجھ کی آبادی 7130 نفوس پر مشتمل ہے جبکہ یونین کونسل وجھ کی آبادی 13374 ہے۔

(ب) موضع وجھ کی آبادی 7103 نفوس پر مشتمل ہے جو کہ یونین کونسل کی مقرر کردہ آبادی

سے ب ھی کم ہے۔ لہٰذا اس کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ مزید یہ کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بلدیاتی الیکشن کی وجہ سے کسی بھی لوکل کونسل کا درجہ نہیں بڑھایا جائے گا۔

سرگودھا میں غیر قانونی راہ داری فیس کی وصولی

*1569۔میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام پنجاب میں راہ داری فیس وصول نہیں کی جاتی مگر سرگودھا میں راہ داری فیس وصول کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرگودھا میں جرمانے کی کتاب O-32 بھی جعلی استعمال کی جا رہی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غیر قانونی راہ داری فیس وصول کرنے والے اور O-32 جعلی کتاب استعمال کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) میونسپل کارپوریشن سرگودھا میں راہ داری فیس قطعاً وصول نہ کی جاتی ہے بلکہ ایک چونگی سے دوسری چونگی کے لیے آمدہ مال سے زرضمانت کے طور پر کچھ رقم وصول کی جاتی تھی۔ راہ داری کی یہ ضمانت شہر کراس کرنے کے بعد دوسری چونگی پر واپس کر دی جاتی تھی۔ اب حکومت کی ہدایت پر اس ضمانت کی وصولی بھی بند کر دی گئی ہے۔

(ب) عرصہ چار پانچ سال سے کتاب 0-32 گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے دستیاب نہ ہے جس کی وجہ سے کتاب 0-32 مقامی طور پر چھپوائی جاتی ہے لہٰذا اس کا استعمال جعلی نہ ہے۔

(ج) چونکہ تمام کارروائی قواعد کے مطابق ہو رہی ہے لہٰذا مزید کسی قسم کی تادیبی کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہ ہے۔ جملہ چونگیات کو تحریری طور پر ہدایت کر دی گئی ہے کہ بطابق اوکٹرائے رولز مقررہ شیڈول کے مطابق محصول وصول کریں اور خلاف قواعد وصولی کرنے والوں کے خلاف سخت تادیبی اور محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

بلدیہ لیاقت پور کی آمدن اور خرچ

*1601۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 1997ء کے دوران بلدیہ لیاقت پور کی آمدن اور خرچ کی تفصیلات کیا ہیں؟

(ب) بلدیہ لیاقت پور کے کل ملازمین کی تعداد اور ان کے مکمل کوائف، نام، پتہ جات مع تعلیمی قابلیت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف و ب) جز الف اور ب کے جوابات تیار کر کے ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

ضلع کونسل رحیم یار خان کی سالانہ آمدن و خرچ

*1602۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 1997ء کی ضلع کونسل رحیم یار خان کی کل آمدنی اور خرچ کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) سال 1997ء کی ضلع کونسل رحیم یار خان کی تین چیک پوسٹیں جندو پیر، بہاؤل واہ اور محسن آباد کی کل آمدنی کیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ تینوں چیک پوسٹیں ترنڈ محمد پناہ مرکز میں واقع ہیں اور ان میں سے ایک چیک پوسٹ جندو پیر کا کرایہ پچھلے پانچ سالوں سے ادا نہ کیا گیا ہے۔

(د) ترنڈ مرکز کی چیک پوسٹوں کی کل آمدنی میں سے کتنی رقم اس علاقہ کی فلاح اور ترقی کے لیے خرچ کی گئی ہے، تفصیل بتائی جائے، اگر خرچ نہیں کی گئی ہے، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف، ب، ج اور د) مالی سال 1997ء ضلع کونسل رحیم یار خان سے متعلقہ اسمبلی سوال نمبر 1602 کے جزو الف، ب، ج اور د کا جواب تیار کر کے ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

فائر برگیڈ سٹیشن کی منتقلی

*1652-حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فائر برگیڈ سٹیشن پانی والا تالاب اندرون شہر لاہور میں گنجان آباد علاقے میں واقع ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اسے اندرون شہر سے علی پارک منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں نیز اس کے لیے فنڈز موجود ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ فائر سٹیشن کو علی پارک میں منتقل کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔ کیونکہ موجودہ جگہ شہر کے اندر واقع ہے جبکہ علی پارک میں فائر سٹیشن منتقل کرنے سے اندرون شہر حادثہ آگ کی صورت میں مزید وقت ضائع ہو گا۔

تحصیل میاں چنوں میں بستی سنپال تا چک 16/8-BR سڑک کی تعمیر

*1659- پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بستی سنپال تا چک 16/8-BR تحصیل میاں چنوں سڑک کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی۔

(ب) اب تک اس سڑک کی تعمیر پر کتنی لاگت آ چکی ہے کتنا کام مکمل ہوا ہے اور کتنا کام مکمل ہونا باقی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کی ناقص تعمیر کی وجہ سے ایک ٹھیکے دار کی ادائیگی روکی گئی تھی۔ اگر ایسا ہے تو یہ رقم کتنی تھی اور اس ناقص تعمیر کی درستی کے لیے حکومت نے کیا اقدام کیے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ سے اس سڑک کی تعمیر کا کام روک دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے حکومت کب تک اس سڑک پر دوبارہ کام شروع کر کے

اس کی تعمیر کا کام مکمل کرے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) بستی سنپال تا چک نمبر 16/8-BR تحصیل میاں چنوں کی سڑک کی تعمیر کے لیے ٹھیکے دار نذرحسین شاہ کو مورخہ 5-3-96 کو ورک آرڈر جاری کیا گیا تھا۔

(ب) اب تک اس سڑک کی تعمیر پر حکومت کی طرف سے کوئی خرچ نہیں ہوا۔ موقع پر تقریباً 1600 فٹ سولنگ لگایا گیا ہے۔ (جبکہ تخمینہ کے مطابق 50 فٹ سولنگ بقایا لگایا جانا تھا) مزید تفصیل جز"ج" میں ملاحظہ فرمائیں)

(ج) یہ درست ہے کہ ناقص تعمیر کی وجہ سے ٹھیکے دار سید نذرحسین شاہ کی ادائیگی روک دی گئی تھی۔ لیکن اس ناقص تعمیر کو درست کرنے کے بعد ٹھیکے دار کو مورخہ 30-6-97 کو پہلا چلت بل کی بنیاد پر مبلغ -/80,898 روپے کا چیک جاری کیا گیا تھا لیکن حکومت کی طرف سے 30 جون 1997ء کو فنڈز (lapse) ہو جانے کی وجہ سے ٹھیکے دار کو بنک/ خزانہ کی طرف سے ادائیگی نہ ہو سکی۔

(د) 30 جون 1997ء کو فنڈز (lapse) ہو جانے کی وجہ سے مزید کوئی کام نہ ہو سکا۔ اگر سڑک کی تعمیر کے فنڈز بحال کر دیئے جائیں تو کام مکمل کروایا جا سکتا ہے۔

اے۔ڈی۔ایل۔جی اور ضلع کونسل خانیوال کو دی گئی گرانٹ کی تفصیل

*1660۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1995ء سے آج تک اے۔ڈی۔ایل۔جی خانیوال اور ضلع کونسل خانیوال کو حکومت کی طرف سے کتنی گرانٹ دی گئی ہے۔

(ب) 1995ء سے آج تک ضلع کونسل اور اے۔ڈی۔ایل۔جی خانیوال کی طرف سے کون کون سے ترقیاتی منصوبے شروع کیے گئے ہیں۔ ان کے نام اور ٹھیکے دار کا نام اور تخمینہ لاگت کیا ہے۔ ان میں سے اس وقت کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے نامکمل ہیں نیز نامکمل منصوبے کب تک مکمل ہو جائیں گے۔

(ج) ایسے کتنے منصوبے ہیں جن کی ناقص تعمیر کی وجہ سے تحقیقات ہو رہی ہیں اگر ہو رہی ہیں تو ان منصوبوں اور ٹھیکیدار کا نام بتایا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی خانیوال سال 1995ء سے 1998 آج تک حکومت کی طرف مبلغ 307.62 لاکھ روپے کی گرانٹس موصول ہوئیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ سپیشل پروگرام برائے لوکل ڈویلپمنٹ سال 96-1995ء	136.20 لاکھ روپے
2۔ ترجیحی (Priority) پروگرام	52.00 لاکھ روپے
3۔ پیپلز پروگرام سال 96-1995ء	6.50 لاکھ روپے
4۔ بحالی متاثرین شانتی نگر	112.92 لاکھ روپے

(ب) محکمہ ہذا اور ضلع کونسل خانیوال کی طرف سے سال 1995ء سے 1998ء آج تک ضلع کونسل خانیوال کے لیے کل 779 ترقیاتی منصوبے شروع کیے گئے۔ ان میں اسے اب تک 503 منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ 248 منصوبوں پر کام شروع ہے۔ جبکہ پانچ منصوبوں پر ٹنڈر دوبارہ طلب کیے گئے ہیں۔ اور 14 ترقیاتی منصوبے روک دیئے گئے ہیں نیز نامکمل منصوبے مزید فنڈز میسر آنے پر مکمل ہو جائیں گے۔ مطلوبہ تفصیل منصوبہ جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع کونسل خانیوال میں کوئی ایسا منصوبہ نہ ہے جس کی ناقص تعمیر کی وجہ سے تحقیق ہو رہی ہو۔ ہاں البتہ بستی سنپال تا چک نمبر 16/8-BR کی سڑک کی ناقص تعمیر کی وجہ سے ٹھیکےدار نذر حسین شاہ کی ادائیگی روک دی گئی تھی لیکن اس ناقص تعمیر کو درست کرنے کے بعد ٹھیکےدار کو مورخہ 30-6-98 کو پہلے چلت بل کی بنیاد پر مبلغ -/80898 روپے کا چیک جاری کیا گیا تھا لیکن حکومت کی طرف سے 30 جون 1997ء کو فنڈز (lapse) ہو جانے کی وجہ سے ٹھیکےدار کو بنک خزانہ کی طرف سے ادائیگی نہ ہو سکی۔ مزید یہ کہ موقع پر تقریباً 1600 فٹ سولنگ لگایا گیا جبکہ تخمینہ کے مطابق 50 فٹ سولنگ بقایا لگایا جانا تھا۔ اب تک حکومت کی طرف سے اس سڑک کی تعمیر پر کوئی خرچ نہیں ہوا۔

موسم بارشوں اور سیلاب سے بچاؤ کے لیے اقدامات

*1669۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1997ء کے دوران لاہور کی متعدد آبادیوں میں بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے شدید نقصان ہوا۔ بارشوں اور سیلاب کا پانی کافی دن ان آبادیوں میں کھڑا رہا۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت موجودہ سال 1998ء کے دوران متوقع بارشوں اور سیلاب سے بچاؤ کے لیے کیا حفاظتی تدابیر کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) بلدیہ عظمیٰ لاہور نے موجودہ مالی سال 1998ء میں متوقع بارشوں اور سیلاب سے بچاؤ کے لیے متعدد انتظامات کیے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر 1۔ایمرجنسی سنٹر

شہر کے مختلف علاقوں میں بلدیہ عظمیٰ لاہور نے چھ عدد ہنگامی بنیادوں پر سنٹر قائم کیے ہیں۔یہاں پر ہنگامی گینگ 24 گھنٹے موجود رہے گی۔ ڈیوٹی روسٹر کے مطابق تمام آفیسران و اہل کاران ہنگامی سنٹروں پر دن رات تین شفٹوں میں کام کریں گے۔ پہلی شفٹ تہہ بازاری گینگ موجود رہے گی جبکہ دوسری و تیسری بالترتیب روڈ گینگ و مالی موجود رہیں گے ہر شفٹ کے لیے پروگرام اس طرح بنایا گیا ہے۔ ایک آفیسر انچارج ایک ٹیلی فون اپریٹر اور ایک متعلقہ گینگ انچارج سنٹر پر موجود رہیں گے۔

نمبر 2 فائر بریگیڈ گینگ

13 عدد میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور' فائر بریگیڈ اسٹیشن پہلے ہی سے 24 گھنٹے کام کر رہے ہیں۔ فہرست سنٹر اور ٹیلی فون اور گاڑیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر 3۔ خطرناک مکانات

خطرناک مکانات کا سروے کیا جا چکا ہے اور مالک مکانات کو مسماری نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ بصورت دیگر ایم۔سی۔ایل خود خطرناک عمارات کو گرا دے گی اور مسماری

اخراجات مالک سے وصول کیے جائیں گے۔ کل 950 عمارات کو خطرناک قرار دیا جا چکا ہے۔ تاہم اندرون شہر کے لیے پانی والا تالاب فائر بریگیڈ اسٹیشن پر ایمرجنسی سنٹر قائم کیا جا چکا ہے۔

نمبر 4 ڈی واٹرنگ سیٹ

شہر میں پانی کے نکاس کی ذمہ داری واسا پر ہے۔ تاہم ایم-سی-ایل نے اپنے محدود وسائل کے باوجود 100 عدد ڈی واٹرنگ سیٹ (پمپ) کا بندوبست کیا ہے جو ہنگامی سنٹروں کی ضرورت کے مطابق تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

نمبر 5 دوسرے ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ

زون کی سطح پر مندرجہ ذیل ارکان پرمشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو موسم برسات میں کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ضروری اقدامات کرے گی۔

1۔ زونل سیکرٹری 2۔ زونل ایم۔ای 3۔ زونل ٹی۔پی 4۔ زونل اسسٹنٹ ڈائرکٹر سینیٹیشن

نمبر 6، سینیٹیشن

ایک سینیٹیشن سکواڈ اور ٹرک ہر ایمرجنسی سنٹر پر صبح 7 بجے سے رات 8 بجے تک موجود رہے گا۔

نمبر ۷، فرسٹ ایڈ اور میڈیکل سہولت

ہر ایمرجنسی سنٹر پر پیرا میڈیکل سٹاف فرسٹ ایڈ کے ساتھ فرسٹ ایڈ کے لیے مہیا کیا جائے گا۔ ایک میڈیکل آفیسر ہنگامی صورت حال کے لیے ہر سنٹر پر متعین کیا جائے گا۔

راجہ آباد تا جندیانہ جوگیرہ ضلع جھنگ کی سڑک کو مکمل کرنے کے اقدامات

*1681۔ مہر محمد نواز خان بھروانہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) راجہ آباد تا جندیانہ جوگیرہ تحصیل و ضلع جھنگ سڑک کی تعمیر کب اور کتنی لاگت سے شروع ہوئی تھی۔ اب تک اس سڑک پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور کتنی سڑک مکمل ہوئی ہے اور کتنی بقایا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اردگرد کی تمام سڑکیں جن کی تعمیر اس سڑک کے ساتھ شروع ہوئی تھیں وہ مکمل ہو چکی ہیں۔ مگر اس سڑک کی تعمیر ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ اس کی وجوہات کیا ہیں نیز یہ سڑک کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) راجہ آباد بطرف بھوچرہ

(الف) سال 1986-87ء میں لوکل گورنمنٹ کے ذریعے 4400 فٹ لمبائی میں سولنگ باتخمینہ تین لاکھ روپے مکمل کیا گیا۔

(ب) مذکورہ بالا سڑک کا اگلا حصہ ضلع کونسل جھنگ نے 3400 فٹ لمبائی میں مبلغ -/2,82,000 روپے سے سال 1988-89ء میں تعمیر کی۔

(ج) ایم۔پی۔اے پروگرام 89-90 کے تحت محکمہ لوکل گورنمنٹ نے تین لاکھ پنتالیس ہزار روپے کی لاگت سے 3570 فٹ لمبی پختہ سڑک تعمیر کی اس طرح بھوچرہ تک حصہ مکمل ہوا۔

بھوچرہ بطرف جندیانہ

(الف) سال 1995-96ء میں ایم۔پی۔اے پروگرام کے تحت 4 لاکھ پندرہ ہزار روپے کی لاگت سے 2000 فٹ لمبی سڑک پختہ تعمیر کی جا چکی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا حصہ سے اگلا حصہ تقریباً 7000 فٹ کچا ہے۔

(ج) اس سے آگے 600 فٹ لمبائی میں کام مٹی اور سب بیس سال 1992-93ء میں ایم۔پی۔اے پروگرام کے تحت کیا گیا۔ جس پر -/55000 روپے خرچ ہوئے۔ بعد ازاں فنڈز منجمد ہو جانے کی وجہ سے کام نہیں ہو سکا اور ابھی تک تشنہ تکمیل ہے۔

(د) پیرا ج میں مندرج حصہ سے اگلے حصہ میں ضلع کونسل جھنگ نے تقریباً 600 فٹ پختہ سڑک مبلغ -/1,20,000 روپے کی لاگت سے تعمیر کی۔

(ر) ضلع کونسل جھنگ سے مذکورہ بالا تعمیر شدہ حصہ سے اگلے تقریباً 1000 فٹ پورشن کی تعمیر ایم۔پی۔اے پروگرام 1991-92ء کے تحت -/1,38,000 روپے کی لاگت سے

مکمل کی گئی تھی۔ جبکہ اس سے آگے جندیانہ تک تقریباً 3200 فٹ لمبی کچی سڑک ہے۔

(ب) جہاں تک اس سڑک کو مکمل تعمیر نہ ہونے کی وجہ کا تعلق ہے یہ امرمسلمہ ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے پاس صوابدیدی فنڈز نہ ہیں۔ بلکہ یہ محکمہ حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً منصوبہ جات کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر تعمیر و تکمیل کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ اندریں حالات محکمہ ہذا اس سڑک کی کلی تکمیل کے بارے میں کسی میعاد یا وقت کا تعین کرنے سے قاصر ہے۔

ضلع کونسل کے فنڈز سے محکمہ شاہرات کو ادائیگی

*1777۔چودھری زاہد نذیر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد سے محکمہ شاہرات کو کروڑوں روپے کی ادائیگی ہوئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مزید دو کروڑ روپے کی ادائیگی متوقع ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل کو ترقیاتی کام شروع کرنے کے لیے رقم درکار ہوگی آیا محکمہ شاہرات سے باز ادائیگی ممکن ہو گی۔ اگر نہیں تو کیا حکومت مزید دو کروڑ روپے کی ادائیگی کو روکنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد نے مبلغ دو کروڑ روپے کی ادائیگی بابت تعمیر بائی پاس محکمہ شاہرات کو بعد از منظوری کمشنر صاحب کی ہے۔

(ب) محکمہ شاہرات مزید ڈیڑھ کروڑ روپے کا مطالبہ کر رہا ہے اور ضلع کونسل نے فہرست ذمہ داریوں میں مبلغ (30) تیس لاکھ روپے برائے ادائیگی مختص کی ہے تاہم اس کی ادائیگی ابھی تک نہ ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ترقیاتی کام شروع کرنے کے لیے رقم درکار ہوگی جو کہ رواں مالی سال میں مختص کیے گئے ہیں چونکہ محکمہ شاہرات نے متذکرہ سکیم بائی پاس کا کام شروع کر دیا

ہے۔ لہٰذا اس رقم کی بازیابی ممکن نہ ہے۔ نیز مزید دو کروڑ روپے کی ادائیگی کے لیے بجٹ برائے سال 99-1998ء میں کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

ضلع کونسل فیصل آباد کے فنڈز کی تفصیل

*1778۔چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد سے مختلف محکموں کو کروڑوں روپے ادا کیے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ادائیگیاں اب بھی ہو رہی ہیں جبکہ بلدیاتی انتخابات کے تحت ضلع کونسل قائم ہو چکی ہے۔

(ج) مالی سال 98-1997ء میں ضلع کونسل فیصل آباد کے فنڈز سے کن کن محکموں کو کتنی کتنی ادائیگیاں ہوئی ہیں۔ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد نے مبلغ دو کروڑ چوبیس لاکھ باسٹھ ہزار روپے مختلف محکموں کو مجاز حکام کی منظوری کے بعد فیصل آباد شہر میں مختلف منصوبوں کی تعمیر و تکمیل کے لیے ادا کیے۔

(ب) رواں مالی سال میں اب تک ایسی کوئی ادائیگی نہ ہوئی ہے۔

(ج) مالی سال 98-1997ء میں ضلع کونسل فیصل آباد کے فنڈز سے جن جن محکموں کو جتنی جتنی رقوم کی ادائیگیاں کی گئی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ محکمہ شاہرات فیصل آباد	رقم مبلغ -/2,00,00,000 روپے
2۔ گورنمنٹ کالج دھوبی گھاٹ فیصل آباد	رقم مبلغ -/10,00,000 روپے
3۔ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد برائے بھل صفائی	رقم مبلغ =/9,62,068 روپے
4۔ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد برائے فیجی میلہ	رقم مبلغ -/5,00,000 روپے

مسٹر سعد اللہ کے خلاف محکمانہ کارروائی

*1821۔چودھری مسعود احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر سعد اللہ یونین کونسل الہ آباد تحصیل لیاقت پور میں مختلف سالوں میں بطور سیکرٹری تعینات رہا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر سعد اللہ کے یونین کونسل الہ آباد میں عرصہ تعیناتی کے دوران بدعنوانیوں مثلاً غبن، پلاٹ بانٹنے کی ناجائز فروخت، ٹیکسز میں غبن اور ناجائز تقرریوں کے خلاف اے۔سی لیاقت پور نے مورخہ 6-3-98 کو اپنی سفارشات کے ساتھ ایک انکوائری رپورٹ جناب ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کو بھجوائی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ رپورٹ مذکورہ میں اے۔سی نے الزامات کو درست قرار دیتے ہوئے سفارش کی تھی کہ مسٹر سعداللہ مذکور کے خلاف محکمانہ کارروائی کے علاوہ کیس اینٹی کرپشن کے سپرد کیا جائے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو مسٹر سعداللہ مذکورہ کے خلاف محکمانہ اور انٹی کرپشن میں اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی اگر کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے۔ مسٹر سعداللہ بطور سیکرٹری یونین کونسل الہ آباد میں سال 1992ء تا 1997ء تعینات رہا اور اب اس کا تبادلہ مورخہ 9-9-98 کو یونین کونسل ڈلی کبیر خان میں کر دیا گیا ہے۔

(ب) درست ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب لیاقت پور نے مسٹر سعداللہ دیہی کارکن یونین کونسل الہ آباد کے خلاف بدعنوانی کی سلسلہ میں انکوائری کر کے رپورٹ ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھجوائی تھی۔

(ج) اسسٹنٹ کمشنر لیاقت پور نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے رپورٹ میں ذکر کیا کہ واقعات اور شہادت کی روشنی میں الزام علیہان کے خلاف بادی النظر میں کافی مواد پایا جاتا ہے۔ تاہم مزید پڑتال پر معاملہ انٹی کرپشن کے سپرد کیا جانا مناسب ہے۔ لہذا اس پر جناب ڈپٹی کمشنر نے مسٹر سعداللہ کے خلاف ڈائرکٹر اینٹی کرپشن پنجاب کو کیس رجسٹرڈ

کرنے کے لیے باقاعدہ طور پر تحریر کر دیا تھا اورکیس ڈائرکٹر پنجاب لاہور اور ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن ملتان کے زیرتفتیش ہے۔

(د) ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ بہاولپور کی رپورٹ کے مطابق اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی پراجیکٹ مینجر دیہی ترقیاتی مرکز لیاقت پور/ آفیسر مجاز کے ذریعہ زیرعمل ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) اور جیسا کہ جز(ج) میں بھی بتایا گیا ہے کہ کیس ڈائرکٹر اینٹی کرپشن پنجاب لاہور اور ایڈیشنل ڈائرکٹر ملتان کے زیرتفتیش ہے۔

یونین کونسل چک فیض آباد ضلع اوکاڑہ کے دفتر کی چار دیواری تعمیر کرنے کے اقدامات

*1827۔میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو۔کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل چک فیض آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کے دفتر کی چار دیواری نہ ہے۔ جس کی وجہ سے بلڈنگ تباہ برباد ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت چار دیواری تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) دفتر یونین کونسل چک فیض آباد تحصیل دیپالپور کی عمارت سال 1965-66ء میں گورنمنٹ گرانٹ سے تعمیر کی گئی تھی۔ مزید برآں یہ درست ہے کہ یونین کونسل ہذا کے دفتر کی چار دیواری تعمیر شدہ نہ ہے۔

(ب) ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل اوکاڑہ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ ضلع کونسل کے ترقیاتی بجٹ سے یونین کونسل ہذا کی چار دیواری تعمیر کی جائے۔

قواعد کے مطابق ملازمت نہ ملنے کی وجوہات

*1838۔چودھری مسعود احمد۔کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مسٹر مشتاق احمد رضا سب انجینئر ڈیڑھ سال قبل دوران سروس وفات پا گیا ہے اور اس کی بیوہ کی آج تک پنشن نہ ملی ہے اگر نہیں ملی تو پنشن ملنے میں کتنا عرصہ درکار ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مرحوم کا بیٹا شیراز عامر میٹرک پاس ہے اور رولز میں سروس کے دوران فوت ہونے پر اس کی اولاد کو نوکری ملتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو درخواست دائر کرنے کے بعد آج تک نوکری نہیں ملی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) مرحوم مشتاق احمد' سب انجینئر بلدیہ صادق آباد لوکل کونسل سروس کے ڈویژنل کیڈر ملازم تھے۔ جن کی مجاز اتھارٹی کمشنر بہاول پور ہے۔ بمطابق رپورٹ آمدہ کمشنر بہاول پور / ناظم بلدیہ لیاقت پور' مرحوم کے ذمہ مبلغ -/5,46,956 روپے بطور عارضی پیشگی امروز تک بوجہ حساب فہمید تصفیہ طلب ہیں۔ بدیں وجہ مرحوم کا پنشن کیس تکمیل تک نہ پہنچ سکا ہے۔

(ب) مرحوم مشتاق احمد لوکل کونسل سروس میں گریڈ 11 کے ملازم تھے۔ چونکہ مرحوم کا بیٹا صرف میٹرک پاس ہے اور لوکل گورنمنٹ سروس میں گریڈ 11 سے کم کوئی درجہ نہ ہے۔ لہٰذا لوکل کونسل سروس میں اس کی تقرری نہ ہو سکتی ہے۔ بلدیہ لیاقت پور میں محرر چونگی (درگریڈ پنجم) کی ایک اسامی خالی ہے اور ناظم بلدیہ نے مرحوم کے بیٹے کی اس اسامی کے محاذ تقرری رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

موضع نوریکی داخلی اور موضع ہنجری پور ضلع اوکاڑہ کی گلیوں کی سولنگ لگانے کے اقدامات

*1891۔جناب ذیشان الٰہیٰ شاہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع نوریکی داخلی اور موضع ہنجری پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے لیے سولنگ گلیاں منظور ہوئی تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کی آدھی گلیوں میں سولنگ لگوائی گئی تھی جبکہ بقیہ آدھی سولنگ کی اینٹیں' سیمنٹ اور بجری سردار محمد عمر خان ولد سردار شاہ محمد خان لے گیا۔ جس سے اس نے اپنا ذاتی کھال بنوا لیا۔ جو سکول اور اس کی ذاتی آبادی کے درمیان ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ زمیندار سے اس کی وصولی کر کے موضع نوریکی کے بقیہ گاؤں کے حصہ کی سولنگ لگوانے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کی جزوی طور پر گلیاں اور نالیاں تعمیر کرائی گئی تھیں اور اس میں ایک عدد نالہ جو کہ سکول کے سامنے ہے بھی تعمیر کرایا گیا۔ چونکہ کھال کا پانی اکثر سکول کی عمارت کو نقصان پہنچا رہا تھا لہٰذا سکول کی عمارت کو محفوظ بنانے کے لیے کھال تعمیر کیا گیا۔ جس کی فنی طور پر منظوری حاصل شدہ ہے اور تخمینہ میں اس کھال کی گنجائش رکھی گئی تھیں۔ اور یہ غلط ہے کہ سردار محمد عمر خان ولد سردار شاہ محمد خان نے اینٹ، سیمنٹ، بجری اور دیگر سامان حاصل کر کے اس کو خود تعمیر کروایا۔

(ج) نہیں۔ چونکہ زمیندار نے کوئی میٹریل خود وصول کر کے ناجائز طور پر کھال تعمیر نہیں کیا۔ اس لیے اس سے رقم وصول کر کے بقیہ گلیاں نالیاں تعمیر کرنا ممکن نہ ہے۔

شیخوپورہ روڈ فیصل آباد کی سٹریٹ لائیٹس کے پول وغیرہ کی چوری کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی

*1913۔جناب محمد افضل خان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ روڈ فیصل آباد میں سٹریٹ لائٹ کے پول اور لائٹیں نصب تھیں جو سال 97-1996ء میں اس سڑک کی دو رویہ تعمیر کے وقت اکھاڑ لی گئیں اور پھر بعد میں یہ چوری ہو گئیں۔

(ب) کیا اس چوری کے بارے میں کوئی ایف۔ آئی۔ آر درج ہوئی یا تحقیقات کروائی گئی ہیں اور لائیٹوں کے ذمہ دار انجینئر کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ اگر نہیں ہوئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ سال 96-1995ء میں شیخوپورہ روڈ کو دورویہ بنانے کا کام شروع کیا گیا تھا جس کے سلسلہ میں محکمہ واپڈا نے پول شفٹنگ کے دوران سٹریٹ لائیٹس اتار دی تھیں۔ نئی سکیم کے تحت سڑک کے درمیان سٹریٹ لائٹس و پول لگوانے کے لیے ٹھیکیدار کو

مورخہ 30-7-95 کو ورک آرڈر دیا گیا۔ جو لائیٹس اتاری گئی تھیں وہ راجہ ریاض احمد سابقہ ایم۔پی۔اے حلقہ پی۔پی 55 جو کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے مشیر بھی تھے کے زبانی حکم پر انہی کے حلقہ انتخاب میں مختلف جگہوں پر لگا دی گئی تھیں لہذا کوئی سٹریٹ لائٹ چوری نہ ہوئی ہے۔

(ب) چونکہ کوئی چوری نہ ہوئی ہے۔ اس لیے نہ تو ایف۔آئی۔آر درج ہوئی اور نہ ہی کسی متعلقہ انجینئر کے خلاف کارروائی کی گئی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پراجیکٹ مینجر کا ضلع رحیم یار خان سے تبادلہ نہ کرنے کی وجوہات

394۔چودھری مسعود احمد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر مظہر رشید پراجیکٹ مینجر مرکز ترنڈہ محمد پناہ بطور پراجیکٹ اسسٹنٹ اور پراجیکٹ مینجر کی ملازمت کا مکمل عرصہ تعیناتی تحصیل لیاقت پور کا ہی ہے اور اس وقت اس کے پاس مرکز خان بیلہ کا اضافی چارج بھی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پراجیکٹ مینجر مذکورتحصیل لیاقت پور قصبہ الہ آباد کا مستقل سکونتی اور موضع جمعہ موہانہ میں زرعی زمین کا مالک ہے۔ مذکور کا ڈومیسائل تحصیل لیاقت پور قصبہ الہ آبادضلع رحیم یار خان کا ہے اورمستقل سکونتی تحصیل اورضلع میں تعینات ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمانہ پالیسی اور قوانین کے رو سے محکمہ ہذا میں پراجیکٹ مینجر کے عہدہ کا ملازم اپنے ڈومیسائل کی تحصیل اورضلع میں تعینات نہیں کیا جا سکتا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پراجیکٹ مینجر مذکور کے خلاف محکمانہ شکایات و محکمہ انٹی کرپشن میں زیر کارروائی ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پراجیکٹ مینجر مذکور کا تحصیل لیاقت پور اور ڈومیسائل کے ضلع رحیم یار خان سے بیرون تبادلہ کرنے میں کیا امر مانع ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ بہرحال اس وقت مظہر رشید کے پاس مرکز خان بیلا کا اضافی چارج نہ ہے۔

بلکہ اس کو دیہی ترقیاتی مرکز اوچ شریف ضلع بہاول پور میں مورخہ 3-10-98 کو تعینات کیا جا چکا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ پراجیکٹ منیجر تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کا سکونتی ہے اور مالک اراضی ہے۔ جہاں تک تعیناتی کا تعلق ہے مذکورہ پراجیکٹ منیجر کو ضلع بہاول پور مرکز اوچ شریف میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ لہذا اب وہ مستقل سکونتی تحصیل و ضلع میں تعینات نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمانہ شکایات محکمہ انٹی کرپشن میں زیر کارروائی ہیں اور یہ مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ نیز محکمانہ کارروائی بھی زیر عمل ہے۔

(د) پراجیکٹ منیجر مذکورہ کو تحصیل لیاقت پور اور ضلع رحیم یار خان سے باہر تبدیل کر کے اس کو دیہی ترقیاتی مرکز اوچ شریف ضلع بہاول پور تعینات کر دیا گیا ہے۔

فیصل آباد کارپوریشن میں ترقی پانے والے ملازمین کی تفصیل

405۔ خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جنوری 1997ء سے آج تک میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں کتنے ملازمین کو ترقی دی گئی۔ ان کے نام، عہدہ کیا ہیں۔ نیز ان کو ترقی دینے کا کیا طریق کار تھا۔

(ب) ترقی حاصل کرنے والے ملازمین کو کس مجاز افسر نے کس کس تاریخ کو، کس کس عہدہ سے ترقی اور ان کی خالی ہونے والی اسامیوں پر کن کن افراد کو تعینات کیا گیا، ان کے نام کیا ہیں۔

(ج) کیا جز (الف) بالا میں ترقی حاصل کرنے والے افراد کو میرٹ پر ترقی دی گئی ہے اگر دی گئی ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ اگر کسی ملازم کو بغیر میرٹ کے ترقی دی گئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز ان کو بغیر میرٹ کے ترقی دینے والے افسران کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جنوری 1997ء سے آج تک میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں جن ملازمین کو ترقی دی گئی ان کے نام' عہدہ جات نیز ان کو ترقی دینے کے طریق کار کی مکمل تفصیل تتمہ "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں ترقی حاصل کرنے والے ملازمین کو جس مجاز افسر نے جس جس تاریخ کو جس جس عہدے سے ترقی دی گئی' اس کی مکمل تفصیل تتمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز خالی ہونے والی اسامیوں پر بھرتی پر پابندی کی وجہ سے کسی فرد کو تعینات نہ کیا گیا ہے۔

(ج) ترقی حاصل کرنے والے تمام ملازمین کو بعد از منظوری سلیکشن بذریعہ حکم جناب ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد ترقی دی گئی۔ جن ملازمین کو میرٹ پر اور بغیر میرٹ ترقی دی گئی' ان کے نام' عہدہ جات' تاریخ ترقی' سابقہ عہدہ اور بعد از ترقی عہدہ' افسر مجاز / طریق کار نیز میرٹ پر ترقی دی گئی یا بغیر میرٹ ترقی دی گئی کی مکمل تفصیل تتمہ "ج" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں این۔ایل۔سی سے سڑکیں تعمیر کرانے کی تفصیل

406۔خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد' این۔ایل۔سی سے سڑکیں تعمیر کروا رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس وقت کتنی سڑکیں این۔ایل۔سی سے تعمیر کروائی جا رہی ہیں۔ ان کے نام' ان کا تخمینہ لاگت' مدت تکمیل اور ان پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل اور یہ سڑکیں اب تک کتنے فی صد مکمل ہو چکی ہیں۔

(ج) کیا این۔ایل۔سی سے سڑکیں تعمیر کروانے سے قبل سڑکوں کی کوئی priority لسٹ بنائی گئی تھی اگر بنائی گئی تھی تو یہ لسٹ فراہم کی جائے۔ کیا اس وقت اس لسٹ کے مطابق سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں اگر بغیر priority لسٹ کے سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں تو

اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) اس وقت کتنی سڑکیں این۔ایل۔سی نے کسی پرائیویٹ کمپنی کو تعمیر کرنے کے لیے دی ہوئی ہیں۔ اگر دی ہوئی ہیں تو ان سڑکوں اور ان کے تعمیر کرنے والی پرائیویٹ کمپنی اور پارٹیوں کے نام کیا ہیں۔ کیا معاہدہ کے مطابق این۔ایل۔سی کسی اور پارٹی کو تعمیر کے لیے سڑکیں منتقل کر سکتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) این۔ایل۔سی کے ساتھ جو معاہدہ طے پایا ہے اس کے مطابق این۔ایل۔سی بیس کروڑ روپے کا کام کرنے کی پابند ہے۔ جو سڑکیں این۔ایل۔سی سے تعمیر کروانا مقصود ہیں ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ چونکہ ان میں سے اکثر سڑکات کے ڈیزائن نیسپاک کر رہی ہے۔ لہٰذا ان کے کل تخمینہ لاگت بھی ڈیزائن مکمل ہونے کے بعد لگائے جا سکتے ہیں۔ اب تک کوئی بھی سڑک کلی طور پر مکمل نہ ہوئی ہے۔

(ج) این۔ایل۔سی سڑکیں تعمیر کروانے سے قبل (Priority) لسٹ نہ بنائی گئی ہے۔ جو سڑکیں کلی طور پر محکمہ یعنی ٹیلی فون، واپڈا، ایف۔ڈی۔اے (واسا) سے کلیئر ہوتی ہیں انپر کام شروع کر دیا جاتا ہے۔

(د) معاہدے کے مطابق این۔ایل۔سی کسی دوسری پارٹی کو تعمیر کے کام (Sublet) نہ کر سکتی ہے۔ تاہم اس بابت ملنے والی شکایت کے ازالہ کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

گورنمنٹ ایم۔سی گرلز پرائمری سکول موچی گیٹ، لاہور کے چوکیدار کے خلاف کارروائی

407۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ایم۔سی گرلز پرائمری سکول موچی گیٹ لاہور میں چوکیدار اللہ رکھا عرصہ دراز سے تعینات ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چوکیدار اللہ رکھا نے ناجائز طور پر سکول میں دکان کھول رکھی ہے جو گندی اور مضر صحت اشیاء طلبات کو فروخت کرتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چوکیدار کو جو کمرہ سکول میں رہنے کے لیے دیا گیا ہے اس میں اس نے بعض غیر متعلقہ افراد کو رکھا ہوا ہے اور سکول کی بجلی اور گیس ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس چوکیدار کو وہاں سے ہٹانے اور اس کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ اللہ رکھا کافی عرصہ سے مذکورہ سکول میں بطور چوکیدار تعینات تھا۔ تاہم بروئے حکم مورخہ 14-11-98 اس کا تبادلہ کر دیا گیا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ چوکیدار نے سودا سلف فروخت کرنے کے لیے اجازت لی ہوئی ہے۔ جہاں تک مضر صحت اشیاء فروخت کرنے کا تعلق ہے اس سے پہلے اس طرح کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ چوکیدار کے علاوہ کسی غیر متعلقہ شخص کو رکھنے کے لیے اجازت نہ دی ہوئی ہے۔ البتہ چوکیدار کے بیوی بچوں کو یہ سہولت حاصل ہے۔ بجلی اور گیس کے ناجائز استعمال کے متعلق کوئی شکایت اس سے قبل وصول نہ ہوئی ہے۔

(د) بروئے حکم مورخہ 14-11-98 چوکیدار کو مذکورہ سکول سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ملک غلام محمد سواگ (پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

ملک غلام محمد سواگ (پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ): جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا ہے کہ صرف مسلم لیگیوں کو بلایا گیا ہے اور پیپلز پارٹی والوں کو نہیں بلایا گیا تو اس سلسلے میں پاکستان بنانے والوں اور پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کرنے والوں کا تو فرق ہونا چاہیے۔

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب۔

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر! پہلے بھی یہ بات ہاؤس میں ہو چکی ہے کہ جتنے سوالات ہاؤس میں رکھے جاتے ہیں اتنے جواب نہیں آتے یعنی ان کے جواب کی باری نہیں آتی۔ کئی اہم سوالات ہوتے ہیں جن کا جواب ہاؤس میں دیا جانا ضروری ہوتا ہے اور اس میں assurance بھی ہوتی ہے اور commitment بھی ہوتی ہے لیکن وہ جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ایسا سوال جس کے جواب سے ممبرمطمئن نہ ہو اس کو pending کیا جائے اور اس کو دوبارہ ہاؤس میں لایا جائے۔ اگر تو کوئی ممبر اس کے جواب سے مطمئن ہو وہ تو ٹھیک ہے ۔ اگر میں جواب سےمطمئن ہوں تو ٹھیک ہے اگر میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں تو اس سوال کو دوبارہ لایا جائے۔

جناب سپیکر، وہ تو ہوتا بھی یہی ہے کہ جو سوال pending کیے جاتے ہیں وہ تو ہاؤس کے اندر دوبارہ لائے جاتے ہیں۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! اب میرا سوال تھا مگر اس کی باری نہیں آئی ۔

جناب سپیکر، اگر باری نہیں آئی تو یہ علیحدہ بات ہے۔

حاجی عبدالرزاق، اس جواب میں commitment کی گئی تھی اور وہ commitment پوری نہیں ہوئی ۔ اس کے بارے میں کہہ دیا گیا ہے کہ میز پر رکھ دیا گیا ہے بس بات ختم ہو گئی۔

جناب سپیکر، آپ سوال دوبارہ دے دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! سوال دوبارہ دینے پر مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ دوبارہ دیں گے تو اس کے ساتھ آپ latest position پوچھ لیں۔ اس کے بعد آپ دوبارہ سوال دے دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر ان کا جواب میز پر رکھ دیا گیا ہے اور اگر ان کی تسلی نہیں ہوئی تو وہ میرے پاس

تشریف لائیں میرے لیے وہ سوال dead نہیں ہوا۔ اگر اس میں یہ کچھ اورتحقیق چاہتے ہیں اور کوئی مزید تسلی چاہتے ہیں تو میں اُس کے لیے ہر وقت حاضر ہوں۔

سردار سعید انور. جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر. جی۔ سردار صاحب۔

سردار سعید انور. جناب والا! میری درخواست ہے کہ محکمہ تعلیم کے کافی سوالات pending پڑے ہیں۔ میں نے کل پتا کروایا تھا انھوں نے کہا تھا کہ شاید اگلے اجلاس میں بھی میرے اس سوال کی turn نہ آئے۔ تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ اگر اگلے ہفتے اجلاس چلنا ہے تو محکمہ تعلیم کے لیے ایک اور دن رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر. جی۔ کوشش کرتے ہیں۔

سردار سعید انور. مہربانی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

کچہری بازار، فیصل آباد میں مسلح ڈاکہ

جناب سپیکر. اب Call Attention Notice لیتے ہیں۔ یہ رانا ثناء اللہ خان کی طرف سے ہے

رانا ثناء اللہ خان. شکریہ جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 20 نومبر 1998ء کو فیصل آباد کے بارونق ایریا کچہری بازار میں مسلح ڈاکوؤں نے چار منی چینجرز کی دکانوں پر ڈاکہ ڈالا۔ 97 لاکھ روپے کی خطیر رقم لوٹ کر فرار ہوئے اور واردات کرنے کی کوشش میں پانچ شہریوں کو شہید کر دیا اور درجنوں کو زخمی کیا۔

(ب) پولیس کی بروقت کارروائی سے ڈاکو پکڑے گئے / ہلاک ہوئے۔ تاہم سوال یہ ہے کہ حکومت ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے کیا کارروائی کر رہی ہے تاکہ آئندہ قیمتی جانوں کا نقصان نہ ہو۔

جناب سپیکر. جی راجا صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 20۔ نومبر 1998ء کو فیصل آباد میں دس بجے دن دو نامعلوم مسلح ڈاکو کچہری بازار میں واقع منی چینجر اور ڈالر سپاٹ میں داخل ہو گئے اور ان کے مالکان کو مبلغ 97 لاکھ روپے سے محروم کر دیا۔ فرار ہونے کی کوشش میں ملزمان نے ایک بے گناہ شہری، تین گارڈز اور ایک ایف سی کے کانسٹیبل کو بھی شہید کر دیا۔ اس واقعے میں نو افراد زخمی ہوئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقامی پولیس کے افسران اور ماتحت عملہ کی بروقت کارروائی سے دونوں ڈاکو جہنم رسید ہوئے۔ ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے پہلے ہی ضروری ہدایات جاری کی جا چکی ہیں۔ تاہم مندرجہ ذیل اقدامات قابل ذکر ہیں،

1۔ حفاظتی اقدامات کو مزید بہتر بنایا گیا ہے۔

2۔ پولیس کی پٹرولنگ کو مؤثر بنایا گیا ہے۔

3۔ ضلعی انتظامیہ نے نگرانی اور چیکنگ کے لیے سیکورٹی افسرمقرر کیے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً حفاظتی انتظامات کو چیک کرتے رہتے ہیں۔

تمام بنکوں اور منی چینجر شاپ مالکان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے حفاظتی انتظامات کو مزید بہتر بنائیں۔ منی چینجر شاپ کے مالکان کو پنجاب شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ سیکورٹی آرڈیننس مجریہ 1998ء کے تحت خصوصی ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ منظور شدہ پرائیویٹ سیکورٹی کمپنیوں کے گارڈز تعینات کریں۔ کیش کی حفاظت کا خصوصی انتظام کریں۔ الارم سسٹم لگائیں۔ سٹرونگ روم کا انتظام کریں اور مقامی پولیس سے رابطہ رکھیں۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! خاموشی اختیار کیجیے۔ کیونکہ کوئی سمجھ نہیں آ رہی جو راجا صاحب نے پڑھا ہے اور میرا خیال ہے کہ شاہد رانا صاحب بھی سن سکے ہیں یا نہیں۔ خاص طور پر جو سامنے والا بنچ ہے۔ خواجہ صاحب یہاں سے آواز بہت زیادہ آتی ہے۔ ویسے تو کسی طرف سے بھی نہیں آنی چاہیے تاکہ ہاؤس کی کارروائی مناسب طریقے سے چل سکے۔ براہ مہربانی اس سے گریز کریں۔ جی رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! موجودہ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف صاحب کی طرف سے ہمیشہ ہی ان لوگوں کو خواہ وہ پرائیویٹ شہری ہوں یا پولیس کے ملازمین ہوں جنھوں نے دہشت گردوں اور سماج دشمن عناصر کو پکڑنے کے لیے جرأت کا مظاہرہ کیا ہے ' ان کی حوصلہ افزائی انتہائی فراخ دلی سے کی ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ اس واردات میں جو لوگ پکڑے گئے ہیں ان کی کار میں ہیرن گرنیڈ ' کلاشنکوف اور انتہائی جدید اسلحہ تھا۔ لیکن پولیس نے بروقت کارروائی کر کے ان مجرموں کو پکڑا اور ہلاک کیا پانچ شہری ہلاک ہوئے تھے اور ایک کروڑ روپے کا نقصان تھا۔ اگر وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتے تو وہاں پہ صورت حال انتہائی adverse ہوتی۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اس واردات میں جن لوگوں نے فرض شناسی کا ثبوت دیا ان کے لیے اور جو پرائیویٹ شہری اس میں ہلاک ہوئے ہیں ان کی امداد کے لیے حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر، جی راجا صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس واقعہ میں ایک ایف سی کا کانسٹیبل شہید ہوا۔ چونکہ اس کا تعلق صوبہ سرحد سے تھا۔ اس کی امداد کے لیے فیصل آباد رینج نے ایک دن کی تنخواہ دینے کا اعلان کیا جو تقریباً پانچ لاکھ روپے بنتی تھی۔ اس کو اس طرح compensate کیا جارہا ہے۔ دوسرا اس میں جو شہری زخمی ہوئے ہیں اور شہید ہوئے ہیں ان کی compensation کے لیے بھی ہوم ڈیپارٹمنٹ نے کیس بنایا ہوا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ زیر غور ہے اور اس پر بھی مثبت فیصلہ ہو گا اور جہاں تک پولیس کے ان نوجوانوں اور افسران کا تعلق ہے جنھوں نے گرفتاری میں جرأت کا مظاہرہ کیا ان کی بھی محکمے کی طرف سے سفارشات بھجوائی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر، اس میں ان کی امداد کے لیے حکومت کو سفارشات بھجوائی جا رہی ہیں۔ جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جواب میں وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ "نا معلوم ڈاکو" کیا ان کی ہلاکت کے بعد ان کے particulars identify ہو نہیں گئے کہ وہ کون لوگ تھے اور وہ پنجاب کے دوسرے علاقوں میں کتنی وارداتوں میں مطلوب تھے؟

وزیر قانون، ان ڈاکوؤں کا تعلق گوجرانوالہ سے تھا اور وہ بے شمار وارداتوں میں ملوث تھے۔

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ میاں معراج دین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات

کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں معراج خالد)، شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آج کے "خبریں" اخبار کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ آج سے تین چار روز پہلے بھی اس اخبار کا تذکرہ ہوا اور اس سے پہلے بھی ہوتا رہا ہے ۔ یہ ہمیشہ ممبر حضرات کی تذلیل کرتے رہتے ہیں ۔ اور ان کا یہ ایک طریقہ کار ہے جو انھوں نے اپنایا ہوا ہے اور آج جو میرے متعلق خبر لگائی گئی ہے ۔ "صوبائی وزیر کے سنیما پر چھاپہ" میں اس کی بیک گراؤنڈ عرض کرنی ضروری سمجھتا ہوں ۔ جناب سپیکر! جب سے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ وزارت کا عہدہ ملا ہے میں کوشش کرتا چلا آرہا ہوں کہ ہر طرح سے عوام کی صحیح خدمت کر سکوں ۔ اور اپنی آخرت سنوار جاؤں ۔ سب سے پہلے میں نے واپڈا اور واسا کو لیا۔ واپڈا کے متعلق جو یہ خبریں چھپتے رہے ہیں ان کی روشنی میں کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ روزنامہ " پاکستان "مورخہ 11۔نومبر 1998 میں ایک خبر چھپی کہ ایک مزدا ٹرک جو پٹرول لے رہا تھا اور اس میں اخراجات وصول کیے جا رہے تھے ۔ وہ ایک تھانے میں پکڑا گیا ۔ اس نے لکھا واپڈا افسروں نے جرم چھپانے کے لیے پہلے محکمہ ایکسائز اور پھر صوبائی وزیر کی منتیں کیں ۔ مزدا ٹرک کی سنی گئی ۔ واپڈا والے ڈھانچہ لے گئے۔ ہر خبر پڑھ کے میں ہاؤس کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ ایک خبر تو یہ آئی تھی۔ پہلے میں واپڈا کے متعلق عرض کر دوں ۔ 23۔ ستمبر کے حوالے سے خبر چھپی تھی۔ اس میں ایک کھلی کچہری لگائی گئی تھی ۔ جس میں رائے منصب نے بھی صدارت فرمائی اور میں بھی تھا ۔ وہاں پر ہم نے خاص طور پر واپڈا پر تنقید کی اور لوگوں نے بھی تنقید کی اور خدمت کمیٹی والوں نے بھی تنقید کی اور میں نے بھی ان کی تائید میں چند الفاظ کہے ۔ میں پوری خبر اس لیے نہیں پڑھ رہا کہ ہاؤس کا وقت ضائع نہ ہو ۔ ایک کھلی کچہری میں نے شرقپور میں لگائی۔ چونکہ وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر ہم وزرائے کرام مختلف علاقوں میں جا کر کھلی کچہری لگاتے ہیں۔ شرقپور میں بھی واپڈا والوں کے خلاف شکایات آئیں اور ان شکایات کے ازالے کے لیے میں نے واپڈا والوں کو کہا۔ یہ خبر 11 ستمبر کو " دن " اخبار میں چھپی ہے۔ میں نے لوگوں کی شکایات کے ازالے کے لیے جو احکامات دیے تھے جب میرے ان احکامات پر کوئی عمل نہ ہوا تو اس پر 27 اکتوبر کو روزنامہ " جھنگ" والوں نے مجھ سے اس بابت پوچھا اور انھوں نے اپنے اخبار میں یہ خبر لگائی کہ "بیورو

کریسی نے کھلی کچہری کا مذاق بنا دیا ہے' لوگوں کے مسائل حل نہ ہو سکے' صوبائی وزیر میاں معراج دین نے جن افسروں کی معطلی کا حکم دیا تھا وہ بدستور کام کر رہے ہیں" یہ ذکر بھی واپڈا والوں سے متعلق ہی ہے۔ اسی طرح میں نے ایک اور کھلی کچہری میں لوگوں کی شکایات سنیں اس میں لوگوں نے ڈائرکٹر کالج لاہور' ایکسیئن ہائی وے شیخوپورہ اور بالخصوص واپڈا کے خلاف شکایات کیں۔ چنانچہ میں نے واپڈا کے متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھجوائی۔ یہ خبر بھی 11 ستمبر کو "جنگ" اخبار میں چھپی۔ اسی طرح 20 جولائی کو مجھے ایک انجینئرنگ ایسوسی ایشن میں بلوایا گیا' وہاں انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ کانفرنس میں' میں نے کہا کہ " واپڈا کی مالی مشکلات میں اضافہ کی ذمہ داری واپڈا کے انجینئرز پر عائد ہوتی ہے۔ یہ بجلی بند کر کے عوام کو پریشان بھی کرتے ہیں' اہل کاران واپڈا نے کرپشن کی انتہا کر رکھی ہے اور وہ رشوت کے بغیر کام نہیں کرتے۔ جب تک انھیں رشوت نہیں ملتی اس وقت تک وہ بجلی بحال نہیں کرتے جو کہ ظلم ہے"۔ یہ خبر " نیشن" اخبار میں 20 جولائی کو چھپی۔ اسی طرح ایک خبر " ڈان " اخبار میں آئی جس میں میں نے کہا کہ "ان کے میٹر ریڈر کہتے ہیں کہ ہم نے اوپر اعلیٰ افسران کو بھی پیسے دینے ہوتے ہیں۔ اس لیے جب تک لوگ ان کے ساتھ مک مکا نہیں کرتے اس وقت تک ان کی بجلی بحال نہیں کی جاتی" جناب والا! میرے حلقہ نیابت میں ایک گورنمنٹ گرلز کالج ہے۔ واپڈا والوں نے وہاں اپنی بچیوں کو داخلے کے لیے بھجوایا۔ پرنسپل نے کہا کہ یہ میرٹ پر نہیں آتیں لہذا میں انھیں داخل نہیں کرتی۔ اس کے جواب میں ایکسیئن اور ایس ڈی او نے اس کالج کی بجلی کا کنکشن کاٹ دیا۔ میں نے واپڈا والوں کو اس بابت فون کیا کہ کالج کی بجلی بحال کی جائے۔ یہ خبر بھی اخبارات میں چھپی ہے کہ" واپڈا افسروں کی سفارشی طالبہ کو داخلہ نہ دینے پر گرلز کالج باغبانپورہ کی بجلی کاٹ دی گئی' 5 ستمبر کو واپڈا کے اہل کار آئے اور بجلی کاٹ دی' حالانکہ بل ادا کیا جا چکا ہے۔ پوچھنے پر واپڈا والوں نے بتایا کہ میٹر کی سیل ٹوٹی ہوئی ہے۔ صوبائی وزیر میاں معراج دین نے بھی کالج کی بجلی بحال کرنے پر زور دیا اور بجلی بحال ہو گئی "۔

جناب سپیکر! میرے چھوٹے بھائی کی وفات کے بعد ان کے بچوں کا آپس میں جھگڑا چل رہا ہے۔ میری رہائش کے ساتھ ہی میرے چھوٹے بھائی کی بھی رہائش ہے۔ چونکہ سارے میٹرز میرے نام ہی سے لگے ہوئے تھے' تو میں نے واپڈا والوں کو ایک خط لکھا کہ یہ جو میرے نام پہ بجلی چل

رہی ہے اسے کاٹ دیا جائے۔ الیکشن کے دنوں میں جب نامزدگی کے کاغذات جمع کروائے گئے تو وہاں نادہندگان کی ایک فہرست تھی جس میں میرا بھی نام تھا تو میں نے مجبوراً پھر وہ بل pay کیا۔ اوراس کے بعد میں نے واپڈا والوں کو باقاعدہ ایک لیٹر لکھا کہ میرے نام سے میٹر کاٹ دیا جائے اور رہائشیوں سے کہیں کہ وہ اپنی درخواست پہ نیا میٹر لگوائیں۔ لیکن واپڈا والوں نے ان کے ساتھ مک مکا کر کے اس کام پہ کوئی ڈیڑھ مہینہ لگا دیا۔ پھر مجبوراً مجھے سول کورٹ میں جانا پڑا اور وہاں سے احکامات لے کر میں نے وہ میٹر کٹوایا۔

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ ذرا بیٹھ جائیں۔ جناب سپیکر! سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ میں نے 20 جون کو واپڈا والوں کو ایک درخواست دی تھی کہ میٹر میرے چھوٹے بھائی کی premises میں لگا ہوا ہے' ہم دونوں بھائیوں کی آپس میں تقسیم ہو چکی ہے' چھوٹے بھائیوں کے جھگڑے آپس میں چل رہے ہیں تو مہربانی فرما کر میرا میٹر حفٹ کر کے میرے premises میں لگا دیا جائے۔ میں نے یہ درخواست 20 جون 1998ء کو دی اور واپڈا کے ریکارڈ میں یہ درج ہے۔ لیکن جناب والا! اس پر واپڈا کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ پرسوں مجھے معلوم ہوا کہ واپڈا والے آئے ہیں اور کوئی چیکنگ وغیرہ کر گئے ہیں حالانکہ قانون کے مطابق جہاں میٹر لگا ہو وہاں کے premises holder یا مالک کو ساتھ لے کر چیکنگ کرنی چاہیے۔ اس کی موجودگی میں چیکنگ ہونی چاہیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کیا نقائص ہیں یا کتنے فی صد میٹر slow ہے۔لیکن واپڈا والے پرسوں مجھے اطلاع دیے بغیر آئے اور اپنی کارروائی کر کے چلے گئے۔ شام تک مجھے اس بات کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ کل " خبریں" اخبار نے میرے ساتھ رابطہ کیا اور انھوں نے کہا کہ یہ بات ہمارے علم میں آئی ہے' میں نے کہا کہ یہ سینما میں نے ٹھیکے پر دیا ہوا ہے اور میرا اس کے ساتھ تعلق نہیں۔تو انھوں نے روایات کے مطابق مجھ سے باتیں کیں' جن کے جواب میں میں نے کہا کہ میرا اس سینما کے ساتھ یہ تعلق ہے کہ میں اس کا مالک ہوں لیکن حقیقت میں یہ سینما کنٹریکٹ پر دیا ہوا ہے' کیونکہ نہ تو میں فلمیں چلا سکتا ہوں اور نہ میں فلمیں بناتا ہوں۔ فلمیں ہمیشہ ٹھیکے پہ دی جاتی ہیں۔ لیکن انھوں نے میری وضاحت کے باوجود آج کے اخبار میں عجیب قسم کی سرخیاں لگا دیں۔ جناب والا! جب کسی consumer کی چیکنگ کی جاتی ہے تو electricity Clause-20 کے تحت

اسے اطلاع دینا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ متعلقہ ایکسئین اور ایس ڈی او صاحب دونوں ہی پیپلز پارٹی کی ایک بڑی اہم شخصیت جس کا تعلق اتفاق سے گجرات سے ہے کے قریبی رشتہ دار بھی ہیں۔ میرا ان سے ویسے بھی ایک دو باتوں پہ اختلاف ہوا ہے۔ ایک روز ڈیوس روڈ کی ساری بجلی بند ہوئی تو اس پر میری ایس ای صاحب سے تلخ بات ہوئی۔ جناب والا! یہ انھوں نے ذاتی عناد بنا کر سب کچھ کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنے محکمے کے حوالے سے بھی عرض کروں گا کہ میرے محکمے نے نادہندگان کی جو فہرست بنائی اس میں واپڈا ہاؤس اور اس کے فلیٹس اول نمبر پہ ہیں۔ واپڈا ہاؤس کی رقم 2 کروڑ 32 لاکھ 23 ہزار 992 روپے ہے اور واپڈا فلیٹس کی رقم 2 لاکھ 96 ہزار ہے۔ یہ خبریں اخبارات میں بھی آتی رہیں۔ اسی طرح ہمارے محکمے نے واپڈا والوں کا ایک کرین پکڑ لیا' یہ میرے پاس آئے تو میں نے کہا کہ انھیں کرین دے دیا جائے۔ یہ سب چیزیں ریکارڈ پر موجود ہیں۔ جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں اس وقت بھی ثابت قدم رہا جب کہ میں اپوزیشن میں تھا۔ اس دور میں میرے سینما پر کئی بار ریڈ کیا گیا' محکمہ ایکسائز اور مجسٹریٹس نے ریڈ کیے لیکن انھیں کہیں کوئی over charge یا دوسری چیز نہیں ملی۔ میرے پاس ایک معمولی سی 95 ٹن کی آئس فیکٹری اور 45 ہزار بوری کا کولڈ سٹوریج ہے اس پر بھی یہ دن رات ریڈ کرتے رہے لیکن انھیں کچھ نہ ملا۔ آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کو کوئی ایسی چیز نہیں ملی۔ یہ سارا کام ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا گیا ہے کیونکہ یہ میٹر میرے premises میں نہیں ہے اگر میرے premises میں ہوتا تو میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا۔ یہ میرے چھوٹے بھائی کے premises میں ہے جن کے بچوں کا آپس میں جھگڑا چل رہا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مجھے بدنام کرنے کے لیے سب کچھ کیا گیا ہے اور بالخصوص آپ دیکھیں کہ سوائے "خبریں" اخبار کے اور کسی اخبار نے خبر نہیں دی کیونکہ ان کو کسی کی ذات پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ "خبریں" اخبار نے جو خبر دی ہے اس پر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے سارے ہاؤس کو اور بالخصوص وٹو صاحب کو جو بڑے جوش کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے ـــــ میں ان کے زمانے کی بھی بات کر دوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے باپ کو جزائے خیر دے انھوں نے 26 فروری 1995 میں میری ٹرانسپورٹ بند کروائی تھی اس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ میں نے اس لیے ٹرانسپورٹ بند کی تھی کہ کبھی تھانہ شیخوپورہ میں بند ہوتی تھی کبھی میانوالی بند ہوتی تھی کبھی تھانہ شالیمار میں بند ہوتی تھی لیکن میں آج تک ان کی خواہش کے مطابق

نہیں چلا اور نہ آئندہ چلوں گا۔ میں تو ابھی تک ان کے باپ کی نوازشات نہیں بھول سکا یہ کیا بات کریں گے۔ بہر حال میری گزارش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے قائد اور اپنی مسلم لیگ جماعت کا پابند ہوں اور میں ذہنی طور پر ایک مسلم لیگی ہوں میں اپنی جماعت کو نہ چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ہی چھوڑوں گا۔ "خبریں" اخبار نے جس طریقے سے مجھے بدنام کیا ہے میں نے ساری گزارشات آپ کے اور اس معزز ایوان کے سامنے رکھی ہیں آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر، میاں معراج دین صاحب! آپ نے بڑی تفصیل کے ساتھ وضاحت دے دی ہے۔ ہاؤس نے بھی سن لی ہے اور پریس گیلری والے بھی موجود ہیں وہ لکھ رہے ہیں۔ آپ کی مکمل وضاحت ہاؤس کے ذریعے پریس کے پاس پہنچ چکی ہے۔ ان شاء اللہ کل اخبارات میں آپ کی وضاحت ضرور دیں گے۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر آئندہ کسی معزز ممبر کو اس قسم کی وضاحت درکار ہو تو کیا اس کے لیے ایسا انتظام نہیں ہو سکتا کہ پریس کانفرنس کا انتظام کر دیا جائے اور اس کا خرچہ اسمبلی سیکرٹریٹ دے دیا کرے؟

جناب سپیکر، چونکہ اس وقت ہاؤس چل رہا ہے اور انھوں نے مناسب سمجھا کر اس سلسلے میں ہاؤس کو بھی inform کر دیا جائے تاکہ ایوان کہیں اخبار میں خبر کی وجہ سے غلط impression نہ لے لے۔

استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 37 سید مسعود عالم شاہ صاحب کی ہے یہ پیش ہو چکی تھی۔ چودھری اقبال صاحب نے جواب دینا تھا' جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

تحریک التوائے کار پیش کرنے کی پاداش میں ایم پی اے
اور اس کے عزیز و اقارب کے ٹیوب ویلوں کی بجلی بند کر دینا

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (سردار محسن عطا خان کھوسہ)، جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 37 میں میرے فاضل رکن نے جو اپنے استحقاق مجروح ہونے کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے پہلے کسی ضمن میں تحریک التوائے کار نمبر 23 ایوان میں پیش کی تھی اس کے ردِعمل کے طور پر محکمے نے ان کے خلاف کارروائی کی ہے جو میری اطلاع کے مطابق درست نہ ہے۔ انھوں نے اس میں ذکر کیا ہے کہ اس کے ردعمل کے طور پر ان کے ٹیوب ویلز کے کنکشن کاٹ دیئے گئے۔ ایک تو یہ معاملہ محکمہ آب پاشی پنجاب کے زیر انتظام نہیں ہے اور جو ہمیں اطلاع ملی ہے اس کے مطابق ان کے یا ان کے عزیز و اقارب کے ذمے کچھ بلز تھے تو واپڈا اتھارٹیز نے ان کے ٹیوب ویل کنکشن کاٹے تھے۔ لیکن اس کا ہمارے محکمہ آب پاشی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس لیے میرے خیال میں ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب!

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر پاکستان میں 25 فی صد ڈیفالٹرز ہیں تو پھر اس مد میں سب کی بجلی کاٹ دی جائے چونکہ ان کے عزیز و اقارب نے بل ادا نہیں کیے۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ میرے ذاتی ٹیوب ویلوں کے کنکشن کاٹے گئے ہیں اور میں نے جو ادائیگیاں کی تھیں ان کے بل کی کاپیاں بھی ایوان میں پیش کی ہیں تو میری گزارش ہوگی کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، کنکشن بحال نہیں ہوئے؟

سید مسعود عالم شاہ، جی اب تو بحال ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر، بحال ہو گئے ہیں لیکن ایسا ہونا نہیں چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! میں اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں کہ اگر وہ کنکشن واپڈا نے کاٹے ہیں تو یہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں آتے اور اس طرح سے ان کا استحقاق نہیں بنتا۔

جناب سپیکر. اگر رولز کے مطابق دیکھا جائے تو آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن ایک زیادتی ہوئی ہے اگر اس کا ازالہ ہو جائے تو کوئی حرج والی بات نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! میرے فاضل رکن جس انداز میں چاہتے ہیں---

جناب سپیکر. ازالہ تو ہو چکا ہے اور کنکشن بحال ہو چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، فاضل رکن کس شکل میں تلافی چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر. جی شاہ صاحب! مزید کوئی بات؟

سید مسعود عالم شاہ ، جناب سپیکر! متعلقہ افسر سے کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ وہ تو تشریف ہی نہیں لائے۔ انھوں نے غلطی کی اس کا تو کوئی ازالہ ہی نہیں کیا گیا۔ اگر یہ اسے معطل کر دیں تو پھر میں کہوں گا کہ ازالہ ہو گیا ہے پھر بعد میں بحال کر دیں۔

جناب سپیکر، وہ تو ان کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے ۔ وہ تو واپڈا کے پاس ہے اور واپڈا وفاقی حکومت کے ماتحت ہے۔

سید مسعود عالم شاہ. جناب والا! استحقاق کمیٹی انھیں بلا کر پوچھے تو سہی۔ اگر وفاق کے محکمے والے کوئی زیادتی کرتے ہیں تو کم از کم وہ جواب دہ تو ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! فیڈرل لائن جو وہاں فیڈ کرتی ہے جس پر سکارپ ٹیوب ویلز کے کنکشن ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق انھوں نے سرے سے اس فیڈر لائن کو ہی کاٹ دیا تھا اور یقیناً یہ واپڈا اتھارٹی نے زیادتی کی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ اگر انھوں نے زیادتی کی ہے تو وہ کمیٹی کے سامنے بتا دیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تو یہ تحریک استحقاق منظور کی جاتی ہے اور دو ماہ کے اندر اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! اس میں میری تھوڑی سی گزارش ہو گی کہ------

جناب سپیکر، اب تو یہ معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کی

ہے۔

ایکسئین محکمہ پبلک ہیلتھ راولپنڈی کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز روّیہ

راجہ محمد جاوید اخلاص، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 5-11-98 کو دن 11 بجے میں کمشنر راولپنڈی کے دفتر میں واقع دفتر ڈویژنل خدمت کمیٹی میں موجود تھا۔ میرے ساتھ ڈویژنل خدمت کمیٹی کے ممبر بریگیڈیئر منظور بھی تشریف رکھتے تھے۔ کہ وہاں محکمہ پبلک ہیلتھ کے چند ٹھیکےدار ایک تحریری درخواست لے کر آئے کہ ایکسئین P.R.W.S S. Project (North) راولپنڈی نے تقریباً 8 کروڑ روپے کے ٹینڈر process کرنے میں انتہائی بد دیانتی کی اور کسی ٹھیکیدار کو نہ تو فارم جاری کیے اور نہ مقابلتاً ریٹ بھرنے کی اجازت دی اور blank فارموں پر دستخط کروا لیے جس سے حکومت کو کروڑ کے لگ بھگ نقصان کا احتمال ہے۔ بریگیڈیئر منظور صاحب نے درخواست وصول کی اور وائس چیئرمین ڈویژنل خدمت کمیٹی جنرل اکرم صاحب سے بات کی اور انہوں نے انکوائری کے آرڈر دیئے۔ بریگیڈیئر منظور صاحب نے مجھے کہا کہ آپ بطور ایک منتخب نمائندہ اور ممبر ڈویژنل خدمت کمیٹی متعلقہ ایکسئین سے بات کریں تاکہ معاملات سے اگاہی ہو۔ میں نے ان کی موجودگی میں ایکسئین متعلقہ محمد اسلم سبزواری کو فون کیا اور اس شکایت کے بارے میں بات کرنا چاہی اور کہا کہ وہ ریکارڈ ڈویژنل خدمت کمیٹی کے دفتر مہیا کریں۔ تو اس نے فون پر انتہائی بدتمیزی کی اور کہا کہ آپ مجھ سے کوئی بات نہیں پوچھ سکتے اور نہ میں آپ کا پابند ہوں' نہ ہی ریکارڈ دکھاتا ہوں۔ آپ جو مرضی کریں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ جناب والا! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اگر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں تو فرمائیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں اس پر صرف دو تین منٹ کے لیے عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! جیسا کہ میری ایک بڑی واضح اور جامع قسم کی سٹیٹمنٹ پہلے ہی تحریک استحقاق میں آ چکی ہے۔ مذکورہ ایکسئین اس محکمے کا ایک انتہائی بدنام ترین افسر ہے جو اس

سے پہلے بھی راولپنڈی میں تعینات رہ چکا ہے اور خاص طور پر پیپلز پارٹی کے دور میں ملک مشتاق اعوان صاحب جو پہلے محکمہ پبلک ہیلتھ کے وزیر تھے پورے محکمے کو اس بات کا علم ہے کہ یہ پورے پنجاب سے کمشن اور دوسری چیزیں وصول کر کے ان تک پہنچاتا تھا۔ اور اس چیز کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب ملک مشتاق اعوان صاحب محکمہ لوکل گورنمنٹ کے وزیر بنے تو اسی ایکس ای این کو محکمہ پبلک ہیلتھ سے تبدیل کر کے اس کو شیخوپورہ کا ایکس ای این لوکل گورنمنٹ کا چارج دیا گیا۔ اس کے بعد اس کو ایس ای لوکل گورنمنٹ جو پنجاب بھر میں ایک اسامی ہوتی ہے اس اسامی پر اس کو تعینات کر دیا گیا۔ یہ وہاں پر کروڑوں روپے خود بھی متعلقہ افسران کو اور وزیر موصوف کو بھی مہیا کرتا رہا۔ پورے پنجاب کے لوگوں کو اور بالخصوص محکمے کے لوگوں کو اس بات کا علم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب انتہائی اہم نوعیت کی خلاف ورزی سامنے آئی تو بطور نمائندہ میرا یہ استحقاق اور فرض تھا کہ یہ چونکہ آٹھ نو کروڑ روپے کے ٹنڈر ہیں اور جب انتہائی بے ضابطگی سامنے آئی اس سے بات کرنا میرا استحقاق تھا۔ اس کے بعد جناب سپیکر میں دو منٹ آپ کے اور لوں گا۔ جو ڈویژنل خدمت کمیٹی کو درخواست دی گئی تو ڈویژنل خدمت کمیٹی کے چیئرمین نے وہاں پر ایک سب کمیٹی تشکیل دی جس میں دو ریٹائرڈ (بریگیڈیئر) اور ایک ریٹائرڈ چیف انجینئر موجود تھے۔ انہوں نے اس معاملے کی تحقیقات کی دو منٹ کے لیے میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں اسے انگریزی میں پڑھ دوں۔ اس کمیٹی کی findings بھی سامنے آئی ہیں۔

The tenders were to be issued on 3.11.1998 and to be received on 4.11.1998. Tenders were not issued on 3.11.1998, the date fixed for it which is an irregularity. The XEN called the contractors in office and issued the tender at 1100 hrs on 4.11.1998 and according to him these were received at 1300 hrs. the same day. The complainant pointed out that the amount was not filled in the tenders by the contractors but only their signatures were obtained. He further alleges that the amount was filled up by the Department and pooling took place. The sub committee is of the strong opinion that in a short period of approximately two hours it was not possible to fill up the tenders documents.

The allegation of pooling, therefore, seems to be correct. As per laid down procedure explained by the XEN, the sealed tenders were to be dropped in the sealed box and were required to be opened in the presence of the Committee.

جناب سپیکر، ٹھیک ہے میرے خیال میں کافی ہو گئی ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، آخر میں جناب سپیکر کمیٹی کی جو opinion تھی اس کے لیے میں نے ایک تحریک التوائے کار دی ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! میرے خیال میں کافی تفصیل کے ساتھ آپ نے پوری انکوائری رپورٹ پڑھ دی ہے۔ اب پہلے ان کا کوئی جواب آ جائے تو پھر اس کے بعد آپ مزید کوئی بات کرنا چاہیں تو کر لیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ مختصر کریں۔ساری باتیں کافی تفصیل کے ساتھ آ گئی ہیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص،ٹھیک ہے۔

It is strongly recommended that the tenders be recalled immediately and processed under laid down rules for fair competition.

جناب والا! یہ ساری باتیں ثابت بھی ہو چکی ہیں۔ میرے خیال میں اس میں تو یہ بات تھی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ جب اس سے باز پرس کرنے کے لیے اس کو فون کیا گیا تو اس چوری کو چھپانے کے لیے ریکارڈ مہیا کرنے سے انکار کیا۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری تحریک استحقاق متعلقہ کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ اس کا جواب دیں گے پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ(جناب آصف علی ملک)، جناب والا! میں اپنے فاضل بھائی کے اتنے مدلل exhaustive and elaborative جواب کے بعد زیادہ بات تو نہیں کرنی تھی لیکن یہ ناخوش گوار ڈیوٹی جو میرے ذمے لگی ہے اس کا جواب حاضر خدمت ہے۔ مذکورہ ٹنڈر مورخہ 4 نومبر 1998ء کو وصول کیے گئے۔ اس میں 32 کلاس اے اور no limit ٹھیکے داران اور فرموں نے شرکت کی۔جس

کا ثبوت ساتھ منسلک ہے۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ٹنڈر ان کی موجودگی میں کھولے گئے۔ جس پر کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اس کے بعد مجھے 5 نومبر تا 7 نومبر تک کہیں سے بھی ٹنڈر سے متعلق کوئی ٹیلی فون موصول نہ ہوا۔ 8 نومبر کو اتوار اور 9 نومبر کو علاقہ اقبال ڈے کی چھٹیاں تھیں۔ میں دس نومبر کو اپنے آفس میں موجود تھا کہ دن کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے راجہ محمد جاوید اخلاص ایم پی اے صاحب کا فون آیا کہ آپ مذکورہ ٹنڈر کا تمام ریکارڈ لے کر مورخہ 11نومبر یعنی اگلے روز کو خدمت کمیٹی کے روبرو پیش ہوں۔ ٹنڈر کے متعلق کسی قسم کا کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔اس پر میں نے یہ گزارش کی کہ یہ پراجیکٹ چونکہ ایشیائی ترقیاتی بنک کے مالی تعاون سے زیرتکمیل ہے اور روزانہ پراگریس رپورٹ حکام بالا کو بھجوائی جاتی ہے۔ لہذا آپ سے عرض ہے کہ آپ اس قسم کی ہدایات خدمت کمیٹی کی طرف سے تحریراً بھجوا دیں۔میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے اس کے علاوہ اور کوئی بات نہ کی ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر معزز رکن کا خیال ہے کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ جناب والا! معزز ایوان کے ہر فرد کا تقدس اور احترام میرے لیے مقدم ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی کی ان باتوں کے بعد ظاہری طور پر مجھے یہ چاہیے تھا کہ اس افسر مجاز کو بلا کر ان سے تسلی کرواتا ۔ میں نے فوری طور پر گزشتہ روز اپنے دفتر میں اس افسر کو بلایا اور اس نے یہ کہا کہ میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں اور میں نے جو باتیں لکھ کر دی ہیں اس کے باوجود میں معذرت خواہ ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی نے اس ایوان کے فلور پر جو باتیں کی ہیں اس کے بعد جو بھی یہ چاہتے ہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور دو مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ کی پیش کی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین مولوی محمد سلطان عالم انصاری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین، تحریک التوائے کار نمبر 29 جناب سعید احمد خان منیس۔

جونیئر کلرک کا بطور ہومیو پیتھک ڈاکٹر کام کرنا

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ سروسز پنجاب میں ہومیو پیتھک ڈسپنسری قائم ہے جس پر ایک جونیئر کلرک گوہر سعید نے گذشتہ دو سال سے زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے اور بطور ہومیو پیتھک ڈاکٹر فرائض انجام دے رہا ہے جب کہ اس کے پاس ہومیو پیتھک ڈاکٹر کا ڈپلومہ بھی نہ ہے اور نہ ہی محکمہ کی طرف سے کوئی باضابطہ احکامات جاری ہوئے ہیں جب سیکرٹری صحت کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی تو انہوں نے مورخہ 16-8-1997 کو اس جونیئر کلرک (گریڈ 5) کو تبدیل کرنے کے احکامات جاری کیے جس نے ہومیو پیتھک ڈاکٹر گریڈ 15 کی اسامی پر قبضہ کیا ہوا تھا۔

سیکرٹری صحت کی طرف سے تبادلہ کے احکامات کو چیلنج کرتے ہوئے جونیئر کلرک مذکور نے ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن نمبر 18721/97 کے ذریعے حکم امتناعی حاصل کر لیا مگر مورخہ 23-06-98 کو ہائی کورٹ نے اس کا حکم امتناعی خارج کر دیا مگر اس کے باوجود جونیئر کلرک نے ہومیو پیتھک ڈاکٹر کی اسامی پر اپنا قبضہ بدستور قائم رکھا۔

وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے بھی ڈائرکٹوز جاری ہوئے کہ اسے تبدیل کر کے اپنی اصل اسامی پر تعینات کیا جائے مگر جونیئر کلرک مذکور تاحال تبدیل نہ کیا گیا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس ڈسپنسری پر محکمہ صحت نے ایک ہومیو ڈاکٹر محمد انور بزمی کو تعینات کرنے کے احکامات بھی صادر فرمائے تھے مگر جونیئر کلرک مذکور کی محض سینہ زوری، غنڈہ گردی، بدمعاشی اور افسران بالا کی طرف سے تبادلہ کے احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے ہومیو ڈاکٹر کو چارج نہ دینے کی وجہ سے اس کی تنخواہ گذشتہ ڈیڑھ سال سے بند ہے جس کی وجہ سے صوبے بھر کے عوام اور بالخصوص ملازمین میں شدید غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، ہیلتھ منسٹر۔

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)۔ مسٹر گوہر سعید جونیئر کلرک ہومیو پیتھی میں ڈپلومہ ہولڈر ہونے کی وجہ سے اسے عارضی طور پر ہومیو ڈسپنسری کا اضافی چارج بذریعہ حکم نامہ مورخہ 13-10-1993 دیا گیا۔ لہذا یہ غلط ہے کہ مسٹر گوہر سعید ہومیو پیتھی میں سند یافتہ نہ ہیں۔ بذریعہ حکم مجریہ 16-8-1997 سیکرٹری محکمہ صحت نے مسٹر محمد انور بزمی کو ہومیو ڈسپنسری دفتر ہذا میں بطور ہومیو ڈاکٹر تعینات کیا۔ اس تعیناتی کے حکم کو مسٹر گوہر سعید نے عدالت عالیہ میں بذریعہ رٹ 18721/97 چیلنج کر دیا۔ اور عدالت عالیہ نے بذریعہ حکم مورخہ 20-8-1997 سیکرٹری محکمہ صحت کے احکامات مورخہ 16-8-1997 پر عمل درآمد روک دیا۔ لہذا یہ غلط ہے کہ مسٹر گوہر سعید نے ہومیو ڈاکٹر کی اسامی پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ رٹ پٹیشن نمبر 18721/97 مورخہ 23-6-98 عدم پیروی کی وجہ سے خارج کر دی گئی تھی۔ مگر علم ہونے پر مسٹر گوہر سعید نے دوبارہ عدالت عالیہ میں urgent civil miscellaneous دائر کی۔ اور محکمہ کو بذریعہ لیگل نوٹس آگاہ کیا۔ اس کے علاوہ عدالت عالیہ کی طرف سے بھی محکمے کو نوٹس مجریہ 17798 موصول ہوا۔ رٹ پٹیشن نمبر 18721/97 دائر کی۔ لہذا یہ غلط ہے کہ مسٹر گوہر سعید نے ہومیو ڈاکٹر کی اسامی پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

جیسا کہ مذکورہ بالا پیرا گراف میں ذکر کیا گیا ہے کہ مسٹر محمد انور بزمی کو بطور ہومیو ڈاکٹر دفتر ہذا کی ہومیو ڈسپنسری میں مسٹر گوہر سعید جو کہ ہومیو پیتھی میں سند یافتہ ہیں کی جگہ پر تعینات کیا گیا تھا۔ مگر عدالت عالیہ کے احکام کی وجہ سے مسٹر محمد انور بزمی کو ہومیو ڈسپنسری میں جوائن نہ کروایا۔ عدالت عالیہ کے احکام مسٹر محمد انور بزمی کے علم میں تھے کیوں کہ انھوں نے تحقیقاتی افسر کے روبرو جو بیان مورخہ 29-8-1997 کو دیا اس میں اس نے تسلیم کیا کہ 16-8-1997 کے حکم پر عدالت عالیہ نے عمل درآمد روک دیا ہے۔ مگر علم ہونے کے باوجود مسٹر محمد انور بزمی دانستہ طور پر اپنی اصل پوسٹ پر حاضر نہ ہوا۔ ہومیو ڈاکٹر کی اسامی رورل ہیلتھ سنٹر مانگا منڈی میں محمد انور بزمی کی وہاں سے تبدیل ہونے کی تاریخ سے لے کر مورخہ 13-4-1998 تک خالی رہی۔ اور مسٹر محمد انور بزمی مورخہ 14-4-1998 کو وہاں حاضر ہوا۔ اب مورخہ 20-8-1998 سے لے کر 13-4-1998 کے عرصے کی جس عرصہ میں یہ دانستہ طور پر غیر حاضر رہا ہے کی تنخواہ طلب کر رہا ہے۔ جس کے لیے ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز لاہور ڈویژن اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ سروسز لاہور کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس عرصہ کی تنخواہ

اسے قانون کے مطابق ادا کریں۔ لہٰذا یہ غلط ہے کہ مسٹر گوہر سعید نے ہومیو ڈاکٹر کی اسامی پر سینہ زوری، غنڈہ گردی اور بدمعاشی سے قبضہ کیا ہوا ہے۔ مسٹر محمد انور بزمی کی تعیناتی اور مسٹر گوہر سعید کی تبدیلی کا معاملہ عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے۔ اور گزشتہ تاریخ پیشی مورخہ 12-11-1998 تھی۔ جس پر یہ کیس دوسرے جج صاحب کے پاس لگانے کا حکم ہوا ہے۔ مزید تاریخ سماعت کا انتظار ہے۔ میں ان حقائق کو سامنے لانے کے بعد توقع کروں گا کہ اپوزیشن لیڈر اپنی اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں یہ وضاحت کافی ہے۔ معاملہ sub judice ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں اسے کورٹ کی طرف نہیں لے جانا چاہتا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معزز وزیر صاحب نے لکھی ہوئی تقریر کو ٹیلی وژن کی خبروں کے انداز میں پڑھا ہے۔ مجھے ان پر بڑا رحم آتا ہے اور مجھے لگتا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ پر ان کی گرفت نہیں ہے۔ شک اور رحم کا فائدہ دیتے ہوئے میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین، بہت مہربانی۔

وزیر صحت، جناب والا! میں ان کی معلومات کے لیے عرض کروں کہ یہ جو کچھ بھی لکھا ہوا ہے یہ میری مرضی کے ساتھ لکھا گیا ہے اور میری discussion کے بعد on paper آیا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ مجھے پتا نہیں ہے۔ یقیناً جو حقائق اور تواریخ تھیں عدالت کے حوالے سے دیگر احکامات تھے ان کی روشنی میں مجھے ان کے لیے پڑھنا ضروری تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ عرصہ دراز سے مجھے جانتے ہوئے بھی انھوں نے ابھی تک میرے بارے میں یہ رائے قائم کی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین، بہرحال یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر ۲۰۔ سید مسعود عالم شاہ صاحب کی ہے۔

ہوم اکنامکس کالج گلبرک لاہور میں داخلہ کے سلسلے میں مظفر گڑھ کی طالبہ کی حق تلفی

سید مسعود عالم شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہوم اکنامکس کالج گلبرگ لاہور میں فرسٹ ایر کلاسز میں داخلہ کے لیے بلحاظ جنوبی پنجاب مظفر گڑھ تین سیٹوں کا کوٹہ تھا۔ ایک طالبہ نے اپنا تعلق ضلع مظفر گڑھ سے ظاہر کرکے جعلی ڈومیسائل بنوا کر ہوم اکنامکس کالج میں داخلہ لے لیا۔ جس سے اس امید وار کی حق تلفی ہوئی۔ جس کا تعلق ضلع مظفر گڑھ سے تھا۔ اور اس کا ڈومیسائل بھی اصلی تھا۔ میرٹ پر پورا اترنے کے باوجود فرسٹ ایر میں داخلہ سے محروم طالبہ نے سیکرٹری تعلیم اور پرنسپل ہوم اکنامکس کالج کو تحریری طور پر درخواست دی کہ ایک طالبہ نے جعلی ڈومیسائل بنوا کر کالج میں داخلہ حاصل کر لیا ہے۔ لہذا اس کی ڈی سی آفس مظفر گڑھ سے verification کروائی جائے۔ جس پر کالج پرنسپل نے ڈی سی آفس مظفر گڑھ کو ڈومیسائل تصدیق کروانے کے لیے بھیجا تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس طالبہ کا ڈومیسائل جعلی ہے۔ جس پر کالج پرنسپل نے طالبہ کو کالج سے فارغ کر دیا۔ مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ طالبہ جس کا تعلق ضلع مظفر گڑھ سے تھا اور ڈومیسائل بھی اصل ہے اور میرٹ پر بھی پورا اترتی ہے۔ محض اس لیے داخلہ سے محروم کیا جا رہا ہے کہ اب لیکچر شارٹ ہو چکے ہیں۔ پرنسپل ہوم اکنامکس کالج کے اس فیصلے سے ایک طالبہ کا قیمتی سال ضائع ہو رہا ہے۔ اورکسی کے جرم کی سزا اس کو دی جا رہی ہے۔ جس سے جنوبی پنجاب سےتعلق رکھنے والے اور بالخصوص طالبات طبقہ میں شدیدغم و غصہ بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعاہے کہ اس کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! اس ضمن میں میری بات بھی سنی جائے۔ اور وہ ایک ہی دفعہ جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین، ہو سکتا ہے کہ لاءمنسٹر صاحب! اس بات کو مان ہی لیں۔ ان کی وضاحت آ جانے دیں۔

وزیر قانون ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میں جواب نہیں دینا چاہ رہا تھا۔ چونکہ اس میں وزیر تعلیم نے مجھے یہ درخواست کی تھی کہ میں جناب کی خدمت میں استدعا کروں۔ وہ خود اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ میری استدعا تھی کہ اس کو pend فرما لیا جائے۔ اور ان کی موجودگی میں اگر دستی صاحب بات کریں تو میرے خیال میں زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ وہ ان کے ارشادات کا بھی جواب دے سکیں۔

جناب چیئرمین، دستی صاحب بڑی مناسب بات ہے لہٰذا اس کو pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 31۔ سید ذی شان الٰہی شاہ صاحب۔

جھمرہ روڈ فیصل آباد سڑک کی مخدوش حالت

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب والا! میں یہ تحریک التوائے کار پیش کرتا ہوں کہ اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جھمرہ روڈ فیصل آباد عبداللہ پور سے لے کر نشاط آباد پل تک سڑک انتہائی خراب اور مخدوش حالت میں ہے۔ بڑے بڑے گڑھے گندے پانی سے بھرے ہوئے ہیں عوام اور گاڑیوں کا گزرنا محال ہے۔ قومی سرمائے کے ساتھ ساتھ عوامی سرمایہ بھی متاثر ہو رہا ہے۔ چاروں طرف مٹی اُڑ رہی ہے اور عوام کو معدے کے بیماریاں' یرقان اور دمے کی شکایت عام ہے۔ جھمرہ روڈ ڈرائی پورٹ روڈ سے بھی منسلک ہے ڈرائی پورٹ روڈ سے حکومت کو کروڑوں روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود گزشتہ دو سالوں سے اس سڑک کی طرف توجہ نہ دی گئی ہے۔ فیصل آباد کے کاروباری حلقوں میں موٹر گاڑیوں کی ٹوٹ پھوٹ اور عوامی نقصان کی وجہ سے اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کرکے اس پر فوری طور پر بحث شروع کی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب چیئرمین! اس سلسلے میں عرض ہے کہ متعلقہ سڑک کی لمبائی از عبداللہ پور چوک تا نشاط آباد پل مع سروس روڈ پل کے ساتھ ساتھ تقریباً پانچ کلو میٹر ہے۔ اور اس کی چوڑائی تقریباً 33 فٹ ہے۔ ڈرائی پورٹ کے قائم ہونے سے یہ سڑک بھاری ٹریفک کے لیے استعمال ہو رہی تھی۔ اس کی وجہ سے سڑک جلدی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے۔ چونکہ اس وقت فیصل آباد کی تمام سڑکیں این ایل سی کو برائے مرمت دی گئی ہیں۔ اس سڑک کی تعمیر بھی این ایل سی کے حوالے ہے۔ اس سڑک کی تعمیر کے سلسلے میں اس کا ڈیزائن اس وقت نیسپاک تیار کر رہی ہے اور امید ہے کہ دسمبر کے پہلے ہفتے میں مکمل ہو جائے گا۔ ڈیزائن مکمل ہونے کے بعد این ایل سی اس سڑک کو تعمیر کرنا شروع کر دے گی۔ جناب چیئرمین! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محرک خود اس بات سے آگاہ ہیں کہ انھیں کی recommendations پر یہ سڑکیں این ایل سی کو دی گئیں ہیں۔ ڈیزائن تیار ہو رہا ہے دسمبر میں مکمل ہو جائے گا اور محکمے کی طرف سے یہ اندر

ٹیکنگ دی گئی ہے کہ جیسے ہی انھیں ڈیزائن مل جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر فوراً کام شروع کر دیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں وضاحت کافی ہے اور اس کو dispose of تصور کرتے ہیں۔

سید ذیشان الہیٰ، جناب چیئرمین! میں وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انھوں نے مدد بھی کی اور وعدہ بھی فرمایا لیکن ایک بات جو خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ پچھلے دو سالوں سے جب سے این ایل سی آئی ہے یہی کہہ رہی ہے کہ ہم یہ پندرہ دن کے بعد' ایک ماہ کے بعد شروع کرلیں گے لیکن انھوں نے پتا نہیں کیا priority سیٹ کی ہے کہ وہ روڈ کی طرف توجہ نہیں دے رہے تو میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے وعدہ کیا ہے تو مہربانی کریں۔

جناب چیئرمین، وزیر قانون نے کہا ہے کہ دسمبر تک ان شاء اللہ شروع ہو جائے گی۔ یہ تحریک dispose of تصور کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 32 جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب سید مسعود عالم شاہ صاحب' چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب۔

موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی پر صوبائی حکومت کے اصرار کا حقائق سے ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ متوسط اور نچلے متوسط طبقے کے شہریوں کو اس پابندی کی وجہ سے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ان کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔ شہر میں پبلک ٹرانسپورٹ نام کی کوئی چیز موجود نہیں جو تھوڑی بہت سہولتیں اس سلسلے میں موجود تھیں حکومت نے کوئی متبادل انتظام کیے بغیر ان کو بھی ختم کر دیا اس وقت محدود آمدنی کے لوگوں اور بالخصوص ملازم پیشہ لوگوں کا آمد و رفت کے لیے انحصار زیادہ تر موٹر سائیکل کی سواری پر ہے لیکن دوسری سواری بٹھانے کے سلسلے میں پابندی عائد کر کے اس کی افادیت بھی محدود کر دی گئی ہے۔ ڈبل سواری کے جرم میں گزشتہ دس ماہ میں 930 مقدمات قائم ہوئے اور تقریباً 1900 افراد کو اس الزام کی خلاف ورزی پر گرفتار کیا گیا لیکن ان دو ہزار کے قریب مشتبہ افراد میں سے کوئی ایک بھی نہ تو دہشت گرد نکلا اور نہ ہی کسی کے پاس سے

کوئی ہتھیار یا کسی قسم کی کوئی دوسری قابل اعتراض شے برآمد ہوئی۔ یہ سب لوگ شہر کے غریب، محنت کش، ملازم پیشہ روٹی اور روزگار کمانے کی تگ و دو میں مصروف لوگ تھے۔ گزشتہ 10 ماہ میں ڈبل سواری کے جرم میں گرفتار کیے گئے لوگوں کی اتنی تعداد میں سے کوئی بھی دہشت گرد نہیں تھا۔ جس سے اس پابندی کے بے معنی ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے اس بے معنی پابندی سے صوبے بھر کے عوام میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔

جناب چیئرمین، لائسنسر صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا) جناب چیئرمین! یہ درست ہے کہ ڈبل سواری پر پابندی سے کسی حد تک عوام کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے اور لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لیکن چونکہ دہشت گردی کی اکثر وارداتیں، یہاں میں اکثر اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ تقریباً 99 فی صد وارداتیں موٹر سائیکل کو استعمال کر کے کی جا رہی تھیں اس لیے عوامی مفاد میں یہ پابندی لگانا پڑی اس بارے میں ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت دی گئی ہے کہ عام حالات میں ڈبل سواری کا ارتکاب کرنے والوں کی ضمانت فوری طور پر منظور کی جائے تاکہ اس پابندی کی وجہ سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان کو کسی حد تک کم کیا جا سکے۔ جناب چیئرمین! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات آپ کے مشاہدے میں بھی ہے اور یہ معزز ایوان بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ ایک کافی عرصہ تک پنجاب دہشت گردی کی لپیٹ میں رہا ہے اور اس دوران حکومت کے مشاہدے میں جو بات آئی وہ یہی تھی اور حقیقت بھی تھی کہ جتنی وارداتیں ہوئی وہ ڈبل سواری کی وجہ سے ہوئیں۔ ڈبل سواری پر پابندی کے باعث اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت پنجاب میں ایک واضح حد تک، میں مکمل اس لیے نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے اور نظر نہ لگے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ صرف ڈبل سواری پر پابندی سے دہشت گردی پر قابو پایا جا چکا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ کے لیے بھی دہشت گردی پر اسی طرح موثر کنٹرول رکھا جائے گا لیکن جہاں تک ڈبل سواری کا تعلق ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے تکالیف ہیں اس سے پہلے بھی آج سے دو دن پہلے جناب ایس اے حمید صاحب کی ایک تحریک التوائے کار تھی۔ اس کے جواب میں بھی میں نے عرض کی تھی کہ حکومت اس بات سے آگاہ ہے کہ عوام الناس کو اس سے تکلیف ہے اور اس کے ازالے کے لیے ہم مقامی انتظامیہ کو ہدایت

کر رہے ہیں کہ عام طور پر کوئی بزرگ موٹر سائیکل کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے' کوئی بچہ بیٹھا ہوا ہے یا کوئی مریض ہے یا کوئی اور اس طرح کا معاملہ ہے تو اس سے درگزر کیا جائے اور تھوڑی نرمی برتی جائے اور صرف اور صرف جہاں ان کو اس بات کا قوی امکان ہو کہ یہ دہشت گردی میں ملوث ہو سکتے ہیں یا ہیں' ان لوگوں کے ساتھ تھوڑی سی سختی کی جائے۔ ہم اس میں تھوڑی نرمی کر رہے ہیں اور میں معزز رکن کو بھی اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ یہ بات پہلے سے حکومت کے زیر غور ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس معاملے میں ہم نے ضلع کی سطح پر جو ہدایات ڈپٹی کمشنر صاحبان کو دی ہیں' ان کو مشتہر بھی کیا جائے گا تاکہ عوام کو پتا چل سکے کہ حکومت نے کس حد تک اس سلسلے میں نرمی کی ہے۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں وضاحت کافی ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں کافی کارروائی کر لی ہے۔ وٹو صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ میں اس بات کو appreciate کرتا ہوں کہ جیسے معزز وزیر صاحب نے فرمایا کہ انھوں نے ضلعی انتظامیہ کو تو ہدایت دی ہے کہ اس سلسلے میں نرمی کی جائے لیکن جناب چیئرمین! اصل میں پولیس کے لوگ قطعاً نرمی نہیں کرتے اور اس سلسلے میں جو بھی ان کے ہاتھ لگے اس کے ساتھ وہ نہایت زیادتی سے پیش آتے ہیں اور قطعاً نرمی نہیں کرتے۔ آپ کے علم میں ہے کہ ایس اے حمید صاحب کی تحریک التوائے کار آئی تھی کہ ایک نوجوان کو پولیس نے گرفتار کیا اور پھر وہ جاں بحق ہو گیا۔ وہ پولیس کی حراست میں رہا اسے میڈیکل ٹریٹمنٹ نہ مل سکا تو میں اسے پریس نہیں کرتا لیکن میری گزارش صرف یہ ہے کہ یہ ایک دو اشخاص کا معاملہ نہیں ہے یہ صوبے کے عوام کا مسئلہ ہے تو حکومت اس پہ ہمدردانہ غور کرے اور جتنی جلدی بھی ہو سکے اس پابندی کو ختم کرے۔

جناب چیئرمین، لاءمنسٹر صاحب کی وضاحت بہت کافی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں پولیس کو بھی مناسب ہدایات جاری کریں گے۔ یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 33 جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

میڈیکل/ڈینٹل کالجز میں داخلہ ٹیسٹ میں وسیع پیمانے پر دھاندلی

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے میڈیکل/ ڈینٹل کالجز میں داخلے کے لیے حالیہ منعقد کردہ داخلہ ٹیسٹ میں بڑے پیمانے پر دھاندلی کی گئی جس کا ثبوت اس بات سے عیاں ہے کہ لاہور سے تعلق رکھنے والے طلبہ و طالبات کو 79 فی صد کامیاب دکھایا گیا ہے جب کہ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے طلبہ و طالبات کے نتیجے کی شرح 25 فی صد دکھائی گئی ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ جن علاقوں' ڈویژنوں میں شرح کا گراف انتہائی نچلے درجے کا دکھایا گیا ہے وہاں کے طلبہ و طالبات نے اپنے بورڈز کے امتحانات میں پورے ڈویژن میں پہلی پوزیشن حاصل کی مثلاً ملتان سے ایک طالبہ نیلم سلیم دختر محمد سلیم نے ایف ایس سی میں 981 نمبر حاصل کیے ہیں مگر داخلہ ٹیسٹ میں اسے 203 نمبر دیے گئے ہیں۔ اس طرح فرحین فاطمہ جس نے ایف ایس سی میں 905 نمبر حاصل کیے ہیں اسے 225 نمبر اور عائشہ محمود جس نے ایف ایس سی میں 888 نمبر حاصل کیے ہیں کو داخلہ ٹیسٹ میں صرف 73 نمبر ملے ہیں۔ روزنامہ "جنگ" 22-11-1998 کا تراشہ میں نے ساتھ لگایا ہوا تھا۔ مندرجہ بالا حقائق سے یہ ظاہر ہوتاہے کہ اپنی مرضی کے نتائج حاصل کیے گئے ہیں جس سے صوبہ بھر کے طلبہ و طالبات میں بالخصوص اورعوام الناس میں بالعموم غم و غصہ' بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جناب ہیلتھ منسٹر صاحب۔

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)، جناب والا! یہ بالکل غلط ہے کہ داخلہ ٹیسٹ میں دھاندلی کی گئی ہے۔ لاہور سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کا تناسب 85.7 فی صد ہے' ملتان کا 83 6 فی صد ہے اور راولپنڈی کا 92 6 فی صد ہے تو یہ بالکل غلط ہے کہ نیلم سلیم دختر محمد سلیم' نسرین فاطمہ اور عائشہ محمود فیل ہیں۔ ان کے انٹری ٹیسٹ میں بالترتیب نیلم سلیم رول نمبر 3-0920 حاصل کردہ نمبر 618 ' نسرین فاطمہ رول نمبر 3-0052 حاصل کردہ نمبر 536 اور عائشہ محمود رول نمبر 3-0051 حاصل کردہ نمبر 393 ہیں۔ لہٰذا یہ بالکل غلط ہے کہ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کے پاس ہونے

کی شرح 25 فی صد ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس مسئلے کو غیر ضروری طور پر اچھالا گیا۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ ملتان سنٹر کے پاس ہونے والے امیدواروں کا تناسب تقریباً 86 فی صد ہے۔ مندرجہ بالا حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ امتحان انتہائی شفاف طریقے سے ہونے اور تمام طلباء و طالبات کو اپنی جوابی کاپیوں کی نقول بذریعہ TCS ارسال کر دی گئی ہیں اور انھیں موصول ہو چکی ہیں تاکہ وہ اپنے نتائج خود دیکھ سکیں۔ یہ سارا عمل اس لیے کیا گیا ہے کہ انٹری امتحان شک و شبہ سے پوری طرح پاک ہو اور صحیح میرٹ کی بالا دستی ہو اور ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اس تحریک کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اگر یہ مزید بات کرنا چاہتے ہیں تو میں اس کا بھی جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین، منیس صاحب، میرا خیال ہے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو اعداد و شمار آپ کی تحریک میں دیے گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! کس طرح ثابت ہو چکا ہے، آپ نے کس طرح اندازہ لگا لیا ہے۔

جناب چیئرمین، انھوں نے جو نیلم سلیم، نسرین فاطمہ اور عائشہ محمود کے رزلٹ بتائے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ میری بات سنیں گے تو پھر آپ کو پتا چلے گا۔ آپ تو ماشاء اللہ خود Speedy Trial Court کے جج رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، اسی لیے میں speedy بات کر رہا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ بہت زیادہ speedy ہو جائے گی، شاید یہ ملٹری کورٹ نہ بن جائے۔

وزیر صحت، جناب چیئرمین! اس طرح محسوس ہو رہا ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف آپ پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کی tone وہ نہیں ہے جو جناب سپیکر کے ساتھ تھی۔ اس لیے میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ Chair کا احترام کرتے ہوئے اسی tone میں بات کریں جس طرح سپیکر صاحب سے بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ بے فکر رہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں وزیر صحت کا شکرگزار ہوں۔

جناب چیئرمین! یہ جو میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالجز کے انٹری ٹیسٹ ہوئے ہیں۔ یہ اس صوبے کے لیے ایک بہت بڑا burning issue ہے اور آج یہاں جو متضاد بیان معزز وزیرصحت نے دیا ہے۔ یہی نیلم سلیم جسے غالباً آپ بھی جانتے ہوں گے' آپ کا تعلق ملتان سے ہے اور یہ بچی بھی ملتان سے ہے اور throughout first آتی رہی ہے۔ یہاں تک کہ آرمی میڈیکل کالج میں بھی اس نے انٹری ٹیسٹ کو پاس کیا تھا۔ اس کے نمبر کم بتائے گئے۔ اس کے بعد جب احتجاج ہوا' صرف ملتان میں نہیں بہاول پور میں' راولپنڈی میں اور یہاں لاہور میں بھی جہاں پاس ہونے والوں کا تناسب سب سے زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین: منیس صاحب! پہلے تو یہ ضروری ہوگا کہ آپ نے جو بیان کیا ہے اور آپ نے لکھا ہے کہ نیلم سلیم نے 213 نمبر حاصل کیے جب کہ وزیر صاحب کے مطابق اس نے داخلہ ٹیسٹ میں 618 نمبر حاصل کیے ہیں۔ پہلے تو تحریک کو واضح کرنے کے لیے ضروری ہوگا کہ آپ اپنے بیان کردہ حقائق کو درست ثابت کریں۔ اس کے بعد آگے بات ہو سکتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں درست ثابت کرتا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ engineered رزلٹ ہیں۔ یہی رزلٹ جب پہلے نکالے گئے تو ان بچیوں کا نتیجہ کچھ اور نکلا جب احتجاج ہوا ہے تو یہ لوگ وزیرصحت ' سیکرٹری صحت اور ڈاکٹر وہاب آئی بی اے والے ٹی وی پر آئے ہیں تو انھوں نے خود وہاں تسلیم کیا کہ ہم نے پھر وہاں مینول چیکنگ کی ہے تو مینول چیکنگ میں کمپیوٹر کی غلطی نکلی ہے۔ اس لیے اب جنھوں نے احتجاج کیا ان میں سے چند کو انھوں نے پاس کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کمپیوٹر کو تو کمانڈ دی جا سکتی ہے۔ اگر یہ اسے شفاف کریں تو یہ انھوں نے بہت اچھا idea نکالا ہے۔ لیکن شفاف پن یہ کہاں سے لائیں' بات تو یہی ہے کہ یہ شفاف پن نہیں لا سکے اور یہ جو تناسب بتا رہے ہیں۔ انھوں نے یہی کہا تھا کہ 24 گھنٹوں میں ہم رزلٹ بتا دیں گے۔ انھوں نے 24 گھنٹوں کے بجائے چار دن کے بعد رزلٹ اناؤنس کیے اور جو پہلے دن رزلٹ اناؤنس ہوئے اس میں لاہور 79 فی صد تھا' ملتان 29 فی صد تھا' بہاولپور 2 فی صد تھا۔ اس کے بعد جب احتجاج ہوا اور انھوں نے دیکھا کہ واقعی ہم نے غلطیاں کی ہیں۔ میں آپ کو justify کرتا ہوں کہ انھوں نے کس طرح اپنی غلطیاں تسلیم کی ہیں۔ چند دنوں

کے بعد میری تحریک التوائے کار withheld کروا کر بعد میں تمام figures کو ٹھیک کر کے یہاں پیش کر دیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ engineered and tempered نتائج حاصل کیے گئے ہیں اور کمپیوٹر مافیا کے ذریعے میں سمجھتا ہوں کہ یہ دھاندلی کی گئی ہے۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم بوٹی مافیا کو ختم کرتے ہیں' لیکن میں کل بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ وہاں لابی سے بوٹیاں وزراء کرام اپنے لیے منگواتے ہیں۔ چلیں اگر ایک بندے کو نہیں چنا ہوتا تو یہاں منگوا لیا کریں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ کمپیوٹر مافیا کے ذریعے جو دھاندلی کی گئی ہے' اس سے تو ریکارڈ ہی ٹوٹ گئے ہیں اور merit کو demerit میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ میں خاص طور پر یہ بات کروں گا کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ انھوں نے 24 گھنٹوں میں رزلٹ کا کہا اور 24 گھنٹوں میں رزلٹ کیوں نہ دیے گئے۔ حالانکہ انھوں نے کہا تھا کہ ہم تمام رات کام کریں گے اور ہماری تمام مشینری کام کرتی رہے گی اور ڈاکٹر وہاب صاحب نے ٹی وی انٹرویو میں اس کا جو logic دیا ہے' میں ان کی بات بھی کرنا چاہوں گا' میں معزز وزیرصحت کی بات بھی کرنا چاہوں گا' میں معزز سیکرٹری صحت کی بھی بات کرنا چاہوں گا' اس میں ذرہ برابر بھی logic نہیں ہے اور آغا خان میڈیکل یونیورسٹی اور آرمی میڈیکل کالج نے شکایات کی بنیاد پرIBA سے ٹیسٹ کے انتظامات واپس لے لیے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ جو انٹری ٹیسٹ ہے' یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصہ ہے اور جو قومی تعلیمی پالیسی ہے اس سے بھی یہ انحراف ہے۔ میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ انھوں نے کس قانون کے تحت قومی تعلیمی پالیسی سے انحراف کیا ہے اور انٹری ٹیسٹ کی نگرانی اورعمل درآمد انٹر بورڈ کمیٹی کے بجائے انھوں نے IBA کو دے دیے' یہ کس کے تحت دیے۔ پاکستان کمپیوٹر بیورو کو اس سے دور رکھا گیا تاکہ engineered نتائج حاصل کیے جائیں اور جو کچی پنسل کا استعمال انھوں نے کروایا ہے۔ یہ ان الزامات کو مزیدمضبوط بناتی ہے کہ غیر ممالک میں بھی مارکر استعمال ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے جو بات انٹرویوز کے حوالے سے کی ہے کہ ڈاکٹر وہاب صاحب وہاں فرماتے ہیں چونکہ یہ ٹیسٹ open air میں دیے گئے ہیں تو ملتان میں چونکہ مٹی ہوتی ہے' مٹی کاغذ پر پڑ گئی اور کاغذ کمپیوٹر میں گیا تو اس نے غلطی کر دی' یہ logic انھوں نے دیا ہے۔ انھوں

نے پھر یہ logic دیا ہے کہ کئی لوگ پان کھاتے ہیں' پان کاغذ پر لگ جاتا ہے تو پھر غلطی ہو جاتی ہے۔ آپ توجہ فرمائیں کہ کیا کوئی امتحان دے رہا ہوتا ہے تو وہ پان کھا رہا ہوتا ہے۔ انھوں نے پھر یہ logic دیا ہے کہ جو بچیاں ہیں' ان کی lipstick ہاتھ پر لگ جاتی ہے اور پھر کاغذ پر لگ جاتی ہے تو کمپیوٹر میں errors آ جاتے ہیں۔ انھوں نے یہ غلطیاں کی ہیں' جو انھوں نے خود تسلیم کر لی ہیں۔ ڈاکٹر وہاب نے تسلیم کیا ہے کہ کمپیوٹر نے غلطیاں کی ہیں۔ اس کے بعد معزز وزیرصحت صاحب نے کہا تھا کہ ہم چار دفعہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے ٹی وی پر آئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ We have nothing to hide and they have hidden every thing. اور انھوں نے کہا کہ ہم صفائی دینے آئے ہیں جو صحیح الفاظ ہیں جو انھوں نے کہے کہ .We were not actively involved اب یہ' یہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ engineered رزلٹ میں tampering کروائی ہے۔ جناب انھوں نے غلطیاں خودتسلیم کی ہیں۔ اس کے بعد سیکرٹری ہیلتھ نے خود یہ بات تسلیم کی کہ اس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ غلطی انھوں نے خودتسلیم کی ہے۔ اس کے بعد سیکرٹری ہیلتھ نے خود یہ بات تسلیم کی۔ انھوں نے کہا کہ اس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے غلطیاں ہوگئیں۔ اب یہ سارا ملبہ کمپیوٹر کے اوپر ڈال رہے ہیں۔ بھئی! اگر آپ نے اتنی جلدی ایک کام کرنا ہے تو وہ کسی ہوم ورک کے ذریعے کریں۔ آپ پہلے ہوم ورک کر لیتے۔ آپ نے بچے بچیوں کو اتنا تنگ کیا' ان کو برباد کیا اور میرے پاس یہاں ایک تراشا موجود ہے جس میں ایک والد اپنی بچی کا رزلٹ سن کر دم توڑ گیا' وہ فوت ہو گیا۔ پھر آپ دیکھیں کہ ایجوکیشن سٹینڈرڈ کو یہ کس طرح برابر سمجھتے ہیں کہ لاہور کے بچوں اور جنوبی پنجاب کے بچوں کے ساتھ ایک طرح کا سلوک کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا لاہور کے بچوں کو' ملتان کے بچوں کو اور ڈی۔ جی۔ خان کے بچوں کو ایک طرح کی سہولتیں میسر ہیں؟ یہاں آنریبل منسٹر فنانس تشریف فرما نہیں ہیں اور اگر ڈی۔ جی۔ خان سے کوئی میرے دوست یہاں پر تشریف فرما ہوں .He will bear me out کہ کیا ڈی۔ جی۔ خان میں وہ سہولیات میسر ہیں جو انھوں نے یہاں ان کو او۔ لیول والوں کے ساتھ بٹھا کر match کیا ہے۔ آپ جنوبی پنجاب میں رحیم یار خان کو لے لیں' آپ بہاولپور کو لے لیں' کیا ان کو وہاں جو سہولتیں میسر

ہیں وہ لاہور کے برابر ہیں؟ کیا ان کو comparison کیا جا سکتا ہے؟ یہ 1600 جو سیٹیں تھیں' ان کو چاہیے یہ تھا کہ ان کو ہر ڈویژن پر برابر تقسیم کر دیا جاتا اور آٹھ ڈویژنوں کو دو دو سو سیٹیں تقسیم کر کے دے دی جاتیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جنوبی پنجاب کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ آج باقی چھوٹے صوبے احساس کمتری اور احساس محرومی کا شکار ہو رہے ہیں۔ انہی اقدامات کی وجہ سے باہر جو نعرے لگتے ہیں اور لوگ سرائیکی صوبے کا مطالبہ کرتے ہیں وہ یہی احساس کمتری ہے۔ یہی discrimination ہے' جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ میرے پاس یہاں بہت سے تراشے پڑے ہوئے ہیں اور میں ان میں سے ایک پڑھ کر سنانا چاہوں گا جو کہ ٹی۔ وی پروگرام کے حوالے سے ہے۔ اس میں انھوں نے منسٹر صاحب کے بارے میں کہا کہ:

The attitude of the Health Minister towards students was not proper in the programme.

بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ یہ پنڈی کے لوگوں نے کہا ہے۔

The Minister for Law is here. He bear me out.

کہ پنڈی کے لوگوں نے کہا ہے کہ

"Medical College Entry Test result rejected".

ملتان والوں نے کہا ہے کہ rejected اور فیڈرل منسٹر فار ہیلتھ جاوید ہاشمی صاحب نے اس کو تسلیم کرتے ہوئے وہاں کہا کہ وہ یہ معاملہ پرائم منسٹر صاحب تک لے جائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ یہ شفاف نہیں ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو چاہیے کہ یہ امتحان کالعدم کر کے دوبارہ کرائیں۔ اس کا ریکارڈ قبضے میں لے کر ہائی کورٹ کے ججوں پر مشتمل کمیٹیاں قائم کریں اور ان کی نگرانی میں ان کا رزلٹ مرتب کیا جائے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس سے صوبہ بھر میں بچے پریشان ہیں۔ والدین پریشان ہیں اور پھر دیکھیں کہ یہ manage کیا کرتے ہیں کہ ایک بچے کے والدین کو بلا کر ان سے ایک بیان دلوا دیتے ہیں کہ ہم مطمئن ہیں۔ پھر ان کے انفرمیشن آفیسر تمام اخبارات کے دفاتر میں دوڑے جاتے ہیں کہ جو چیئرمین ایکشن کمیٹی والدین کا ہے اس نے کہا ہے کہ ہم مطمئن ہیں۔ کتنی عجیب اور شرم ناک بات ہے اور میں سمجھتاہوں کہ اس سے شرم ناک بات اور کیا ہوسکتی ہے

کہ حکومت اپنی غلطیوں کو تسلیم کر کے پھر ان کو بعد میں چھپا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں باقی ان تراشوں کی طرف نہیں جاتا کیونکہ میرے پاس بہت سا مواد مزید موجود ہے۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ جو امتحان تھا یہ non transparent تھا۔ اس کو عوام نے accept نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ اس ریکارڈ کو قبضے میں لیا جائے اور میں اپنے اس پوائنٹ کو زیادہ مضبوط اس سے کرتا ہوں کہ انھوں نے جو کمپیوٹر کی غلطیاں خود تسلیم کر کے manually ٹھیک کی ہیں تو وہ بچے اور بچیاں پاس ہو گئی ہیں۔ اگر اب اس کو کسی کمیشن کی نگرانی میں کرایا جائے گا تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ entirely different results ہوں گے۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس کو بحث کے لیے open کریں۔ یہ ایک اہم issue ہے۔ اس کو بحث کے لیے open کریں اور جتنے معزز اراکین اسمبلی اس میں حصہ لینا چاہیں ان کو آپ بولنے کی اجازت دیں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میرے معزز بھائی قائد حزب اختلاف نے بڑی لمبی چوڑی تمہید باندھی ہے اور ہوائی ثبوت پیش کر کے پنجاب حکومت کے ان انقلابی اقدامات کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے کہ جن اقدامات کو پورے پنجاب کے لوگ تحسین کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ ماضی میں تعلیمی داخلے کے لیے یا میڈیکل کے داخلے کے لیے امیر لوگ، سرمایہ دار اور جاگیردار لوگ پچاس پچاس ہزار روپے کا ایک ایک سوال خرید کر اپنے بچوں کے جعلی نمبر لگوا کر ان کو ڈاکٹر بنواتے تھے، انجینئر بنواتے تھے اور وہ غریب گھرانوں کے بچے جن کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے ان کی جگہ وہ خود جعلی نمبر لگوا کر کامیاب ہو جاتے تھے۔ حکومت نے اس فرق کو مٹانے کے لیے شفاف سطح پر یہ ٹیسٹ لینے کے لیے جو انقلابی طریقہ اختیار کیا ہے، میٹرک، ایف۔ اے، بی۔ اے، ایم۔ اے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل طریقہ ہے اور پورے پنجاب کے لوگ شہباز شریف صاحب کو اس پر خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ ہمارے قائد نے انٹری ٹیسٹ کا معاملہ اس لیے کیا ہے کہ انٹری ٹیسٹ کا معاملہ پوری دنیا میں رائج ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس لیے کہ وہ 20 فی صد لوگ جن کا امتحانوں میں داؤ نہیں لگتا اور وہ ممتحن کو ہزاروں روپے دے کر غلط نمبر لگوا کر آگے آ جاتے ہیں یہ ان کے لیے چھانٹی ٹیسٹ وزیر اعلیٰ نے انٹری ٹیسٹ کے طور پر رکھا ہے تاکہ ان لوگوں کا بھی داخلہ بند کیا جائے۔ یہ لوگ غلط نمبر لے کر ڈاکٹر بن جاتے ہیں۔ ان کی بنیاد کمزور ہوتی ہے۔ ہسپتالوں میں غلط ٹیکے لگا کر درجنوں لوگوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ پل بناتے ہیں تو گر جاتے ہیں۔ ان کا داخلہ حکومت نے روک کر کون سا گناہ کیا ہے؟ میں حزب اختلاف کے اپنے انتہائی محترم بھائی سے کہوں گا کہ حکومت کی اچھی باتوں کا آپ بھی احترام کریں۔ ان کو خراج تحسین پیش کریں۔ صرف قائد حزب اختلاف کا رول ادا کرتے ہوئے بحث برائے بحث اور جھوٹ برائے جھوٹ کی پالیسی کو ختم کریں۔

جناب سپیکر۔ جی، منسٹر ہیلتھ۔ مختصر کیا جائے کیونکہ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

وزیرصحت۔ جی، میں بالکل مختصر کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ یہاں چیئر پر موجود نہیں تھے تو قائد حزب اختلاف نے ایک لمبی تقریر جھاڑ دی جس کی کوئی بنیاد ہی نہ تھی۔ یہ اس معاملے میں اتنے ill informed ہیں کہ انھوں نے کہا کہ دنیا میں سارے multiple choice question جو ہیں وہ marker سے ہوتے ہیں۔ for his information and for the information of the House. دنیا میں جہاں بھی M.C quiz ہوتے ہیں وہ lead pencil سے ہی ہوتے ہیں۔ یہ ان کی سٹیٹمنٹ اگر اسی بنیاد پر ہے، He is ill informed about the whole situation. انھیں یہ بھی علم نہیں اور پھر انھوں نے جو فرق بتایا ہے، انھوں نے جو کہا ہے کہ اتنے فی صد ملتان سے، انھوں نے کمپیوٹر کی بات کی اور پھر انھوں نے کہا کہ پہلے چوبیس گھنٹوں میں ملتان، راولپنڈی اور لاہور کے جو رزلٹ آئے وہ سارے incorrect تھے۔ پہلے چوبیس گھنٹوں میں ساڑھے تین ہزار سٹوڈنٹس کے لاہور میں رزلٹ آئے تھے اور کمپیوٹر جس معاملے میں sensitive تھا، کمپیوٹر کی sensitivity کو یہ سمجھتے نہیں کیونکہ ان کو کوئی کمپیوٹر ایجوکیشن نہیں۔ میں اس بارے میں ان کو کیا بتاؤں؟ جو پیپر کمپیوٹر میں ڈالا جاتا ہے وہ اتنا sensitive ہوتا ہے کہ اس میں اگر کوئی بھی چیز پیرامیٹر سے باہر ہو یا جس چیز کا تعین نہ ہوا ہو وہ اگر اس میں کی جائے یا ایکسٹرا باکس بنایا جائے، کئی سٹوڈنٹس نے اوپر

786 لکھ دیا تھا، کئی سٹوڈنٹس نے اپنا نام دو بار لکھ دیا تھا، کئی سٹوڈنٹس نے اپنا ایڈریس لکھ دیا تھا تو اگر اس بات کا یہ اعتراف کرتے اور manually کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو manually پکڑ کر کیا گیا ہے۔ The programme was refed into the computer. اس سے چیک ہوئے۔ He does not know about these things. اسی لیے میں نے سوچا تھا کہ ہماری تعلیم کا جو حال ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری خواجہ صاحب نے میری بڑی support کی ہے مگر تعلیم کا حال آپ جانتے ہیں کہ غریب کو اس کا حق نہیں ملتا تھا۔ غریب اپنے بچوں کو میرٹ پر آنے کے باوجود نہ تو کالج میں بھیج سکتا تھا اور جو ماشاء اللہ صاحب حیثیت لیڈر آف دی اپوزیشن جیسے لوگ تھے ان کے سارے بچے میڈیکل کالجز میں پہنچ جاتے تھے۔ جناب اس کا یہاں پر end نہیں ہو گا اس کے شفاف ہونے پر کسی کو شک نہیں تھا انھوں نے وہ چیز question کی جو کسی نے question نہیں کی۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں ایسی کوئی بات کی ہے اور گورنمنٹ آف پنجاب نے اس کو غلط طریقے سے handle کیا ہے جناب ہم نے تو وہ ٹیسٹ ہی نہیں لیا، ٹیسٹ تو آئی بی اے نے لیا ہے ہماری اس میں ایسی کوئی involvement نہیں تھی جس سے اس قسم کا impression لیا جائے کہ ہم ٹیسٹ میں involve تھے یا ہم اس کی مارکنگ میں involve تھے یا ہم اس کا رزلٹ announce کرنے میں involve تھے ہم نے تو وہی کیا جو آئی بی اے نے ہمیں پہنچایا۔ اور for his information یہ تو ایک، دو، تین فی صد کی بات کر رہے ہیں یقیناً جن والدین نے اپنے بچوں کو سارا سال تیار کیا ہو کہ کل یہ ڈاکٹرز بنیں گے آج اگر ایسی کیو میں ان کے پاسنگ مارکس نہیں تھے تو وہ ضرور disappoint ہوئے ہوں گے۔ جناب والا! naturally اگر میرا بچہ بھی ہوتا تو میں بھی disappoint ہوا ہوتا۔ out of sheer disappointment and of anger وہ یہ بات کر رہے ہیں مگر ہم نے کل بھی اخبار میں اشتہار دیا ایک تو answer sheet ساروں کو ٹی سی ایس سے ملی اس anwser sheet میں اگر کوئی بچہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کی answer sheet میں کوئی ردوبدل ہے تو وہ ہمارے پاس آئیں اور اگر ان کے کم مارکس ہیں تو I will make sure that they will get fair chance and they will get a fair opportunity. تو جناب اگر ہم ملک میں پڑھائی کے اس عمل کو بہتر کر رہے ہیں، اگر اس ملک میں میرٹ کا بول بالا ہے، میرٹ کی بات ہو رہی ہے، اس ملک کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی بات ہو رہی ہے، اس ملک کے سسٹم

میں ان لوگوں کو بھیجنے کی بات ہو رہی ہے جو میرٹ پر آتے ہیں، جو کل اس ملک کے فیصلے کریں گے تو ان کو اس عمل پر کیوں اعتراض ہے؟ مدارا میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو کہوں گا کہ ایسے عمل کو روکنے کی بجائے encourage کریں اور اس کو آگے بڑھائیں۔ ان گزارشات کے بعد میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار کو مسترد کیا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میری یہ تحریک التوائے کار نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اس کو admit کریں اس کے لیے کوئی وقت مقرر فرمائیں تاکہ تمام لوگ اس پر تفصیلاً بات کر سکیں۔

جناب سپیکر، اس پر کافی تفصیل سے بحث ہو چکی ہے

جناب سعید احمد خان منیس، آپ یا تو پہلے سن نہیں سکے یا میں دوبارہ اپنی بات سنا دوں ---

جناب سپیکر، نہیں۔ میں چیمبر میں سن رہا تھا۔ اور ویسے بھی ان شاء اللہ فرق نہیں پڑے گا کیونکہ آپ کی ساری باتیں آگے امنڈمنٹ میں آ جائیں گی۔ آپ کی آگے جو امنڈمنٹس آئیں گی اس میں آپ کا ماشاء اللہ کوئی ربط ہو یا نہ ہو، کوئی تعلق ہو یا نہ ہو، وہ آپ repeat کر دیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ ہیلتھ کی بات ہے ۔

جناب سپیکر، یہی تو رونا ہے ۔ کہ یہ ہیلتھ کی بات ہے اور آپ یہ بات امنڈمنٹ میں کریں گے۔ اس لیے میں آپ کی کوئی بات miss نہیں کروں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اسے admit فرما کر اس کے لیے کوئی وقت مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ admit نہیں ہو سکتی۔ یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اب ہم legislation کو take up کرتے ہیں ۔

مجلس برائے سرکاری مواعید کے رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار سعید انور، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ تحریک مواعید نمبر 1 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے (پی پی 234) کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1998 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ تحریک مواعید نمبر 1 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے (پی پی 234) کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1998 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون، (انضباط) ترقیاتی اداروں کا بندوبست اراضی مصدرہ 1998ء

MR SPEAKER: Now we take up second reading. The Bill will be taken up clause by clause. Clause 2 is under consideration. Two amendments have been received in it. The first amendment is from Mr Saeed Ahmed Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmed Khan, Maulana Manzoor Ahmed Chinioti, Mr Mozzam Jehanzeb Ahmed Khan Wattoo, Mr Ikram Ullah Khan Niazi and Sahibzada Muhammad Khan Abbasi... ...Mr Saeed Ahmed Khan Manais may move.

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! یہ بڑی اہم قانون سازی ہے میرے خیال میں پہلے کورم پورا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہ تھا)۔

جناب سپیکر، کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)۔

(کورم کے وقفہ کے بعد)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move his amendment

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, Sir. I move that

> That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing Physical & Environmental Planning the following be added as Sub-Clause. 1 and the subsequent clauses be re-numbered accordingly
>
> "1. Auction means and include and open auction after due publicity in important national dailies"

MR SPEAKER: The motion is -

> That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing Physical & Environmental Planning the following be added as Sub-Clause. 1 and the subsequent clauses be re-numbered accordingly
>
> "1. Auction means and include and open auction after due publicity in important national dailies"

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، منیس صاحب! آپ اس پر پہلے بولیں گے۔

جناب سعید احمد خاں منیس، بسم اللہ کیجیے۔ شکریہ جناب سپیکر! کل eliciting opinion پہ میں نے اپنی معروضات پیش کی تھیں اور میں نے عرض کیا تھا کہ یہ جو Disposal of Land for the Development of Authorities کا جو بل اب لایا جا رہا ہے۔ اس کو بہت پہلے آ جانا چاہیے تھا۔ میری اس امنڈمنٹ کو جو کہ eliciting opinion seek کر رہی تھی۔ اس کو ہاؤس نے پذیرائی نہیں دی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں جو خامیاں ہیں وہ میں اپنی ترمیم کے ذریعے اس legislation کو بہتر بنانے کے لیے اور اس disposal of land کو مزید بہتر بنانے کے لیے پیش کروں۔ مثلاً اس میں جو definition دی گئی ہیں۔ اس میں auction کی definition ہی نہیں ہے۔ اب یہاں اگر proposed legislation ہے جس کی کہ کمیٹی نے سفارش کی ہے اس میں اگر صفحہ 2 پر دیکھیں تو سیکشن 4-E(1) میں دیا گیا ہے کہ

> Commercial and Industrial plots, sites and constructed units shall be sold through open auction

اب یہ ایک auction کا لفظ ہے اس کو بڑا vague چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کل آپ کو مثالیں پیش کی تھیں کہ اس صوبہ کی یہ جو autonomous body LDA ہے اس کے کھربوں ڈالرز کے اثاثہ جات تھے۔ اور یہ اثاثہ جات کوڑیوں کے بھاؤ بیچ دیے گئے' ان کو اڑا دیا گیا۔ اور یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ جو اس وقت قوانین تھے اس میں کوئی قانون سازی نہیں ہوئی تھی۔ وہ صرف ایک ایگزیکٹو آرڈر تھا۔ جس کا میں تھوڑا سا حوالہ دیتا ہوں کہ وہ ایک administrative instructions of the Punjab Government تھیں۔

> contained in letter circular No. SO. D-1 HP& EP/286 dated so and so issued by the Environmental Planning Department Government of the Punjab

یہ جو instructions تھیں یہ anchor sheet تھی یہ سب کچھ کرنے کے لیے اور اس

میں جو چیئرمین ایل ڈی اے کو discretion دی گئی وہ بہت زیادہ misuse ہوئی - میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اربوں اور کھربوں ڈالر کی جو پراپرٹی تھی اس کو جس طریقے سے ختم کیا گیا اور میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ کون کون سے پلاٹ تھے اور کون کون سے سکیمیں تھیں کہ جہاں کمرشل کو رہائشی بنا دیا گیا اور قبرستانوں کو رہائشی علاقوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور پولی کلینکس ' پولیس سٹیشنوں اور نہ جانے کس کس کو رہائشی پلاٹس میں تبدیل کیا گیا۔ اس میں سے میں تھوڑے سے پلاٹس اور بھی بتانا چاہتا ہوں - یہ گلشن راوی میں پلاٹ نمبرز

37,102,103,104,105,106,138,139,140,141,142,143,144,145,146,193, 686,804

یہ گلشن راوی کی چند مثالیں میں دے رہا ہوں - اس کے بعد اور بہت سی مثالیں ہیں' چونکہ آپ کتاب اٹھائے بیٹھے ہیں اور مجھے اس سے بھی خطرہ محسوس ہو رہا ہے - میرا کہنے کا یہ مقصد ہے کہ اتنا جو نقصان ہوا اتنے سالوں میں کیا ہی اچھا ہوتا یہ جو anchor sheet تھی - یہ جو ایک سرکلر لیٹر تھا اور جو ایک ایگزیکٹو آرڈر تھا کہ جس کے ذریعے اتنا زیادہ گند پھیلایا گیا۔ اور اتنی ناجائز الاٹمنٹس ہوئیں اور اتنا قیمتی سرمایہ اس صوبے کا ضائع کیا گیا۔ اگر یہی Legislation اس وقت کر لی جاتی تو ہو سکتا ہے کہ یہ تمام اثاثہ جات بچ جاتے۔ اور آج یہ جو مشترکہ طور پر ایک بات کا سامنا کر رہے ہیں کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز پر اور successive government پر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں- اگر اس وقت قانون سازی کی جاتی تو شاید یہ انگلیاں اٹھانے کا موقع نہ ملتا۔ اب چونکہ یہ سب کچھ ہو گیا۔ یہ پلاٹس ختم ہو گئے ' ان کو بانٹ دیا گیا اور جس طریقے سے بانٹا جناب سپیکر ! آپ سے بہتر کون جانتا ہے۔ اور معزز اراکین اسمبلی بہت بہتر انداز میں جانتے ہیں۔ اب اگر ہم اس کو ambit میں لا رہے ہیں تو اس کو legislate کر کے binding کیا جا رہا ہے کہ جو بھی حکومت برسراقتدار آئے اگر کچھ بچا کچھا ہے اور اگر کسی نے کسی کو دینا ہے یا بیچنا ہے یا sale out کرنا ہے یا لیز پر دینا ہے تو اس کا ایک طریق کار بنا دیا جائے - اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام پلاٹس جو کہ اربوں روپے کے ہیں جو ایسے پھینک دیے گئے - اگر ان کو آکشن کے ذریعے دیا جاتا تو میرا خیال ہے کہ ہمارا صوبہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر چکا ہوتا اور جیسے میں نے کل کہا تھا کہ جس صوبے کا فاضل بجٹ ہوا کرتا تھا وہ اب deficit budget پیش کرتا ہے -

جناب سپیکر! یہ تو میں نے بات ایک ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی کی ہے اور وہ لاہور ڈویلپمنٹ

اتھارٹی ہے ۔ اسی طریقے سے اور مثالیں ہیں ۔ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے ' راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے' ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے ' فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے ' بہاول پور ہے اور باقی اسی قسم کی اور ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس definition میں the word "Auction" بھی definition میں ڈال دیا جائے ۔ کیونکہ پھر ایسا lapse نہ رہ جائے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ ملک اور یہ صوبہ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو۔ کیونکہ ہم اس کے باسی ہیں۔ ہمارے بزرگوں اور اس تمام معزز ایوان کے بزرگوں نے بڑی قیمتی جانیں دے کر اسے حاصل کیا ہے۔ اپنے پیروں پہ دوبارہ ان شاء اللہ تعالیٰ کھڑا ہونے اور جو کچھ بچا کھچا ہے اسے بچانے کے لیے نہایت ہی ضروری ہے کہ یہ repetitions نہ ہوں۔ جو قانون ہم بنا رہے ہیں وہ definite ہو' وہ binding ہو' وہ vague نہیں ہونا چاہیے' اس میں کسی کو کوئی ایسا loophole نہ ملے کہ جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اسے وہ دہرائے بلکہ کسی کو اس کی جرأت بھی نہ ہو۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے کل عرض کیا تھا کہ accountability process ایک نہایت ہی اہم process ہے۔ اگر یہ accountability process جاری رہے تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ یہاں پنجاب اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں دو سال کے عرصے کے بعد بمشکل مکمل ہوئی ہیں' ایک کمیٹی نے تو پہلے کام شروع کر دیا تھا۔ دوسری کمیٹی کے چیئر مین بھی غالباً منتخب ہو گئے ہیں اور اب اس کا کام بھی شروع ہو جائے گا۔ اگر صوبائی اسمبلی ہی اپنا یہ کام successively' صحیح طریقے سے کرتی رہے تو اس سے بہت بہتری آ جائے گی۔ اگر ہم check and balance رکھیں تو کوئی بھی حکومت یا حکم ران غلط کام کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ہم لوگوں کو اپنے آپ پر انگلیاں اٹھانے کا موقع کیوں دیتے ہیں کہ فلاں حکمران بدعنوان تھے ۔ جناب والا! میں irrespective of any government, irrespective of any party بات کرتا ہوں کہ جب ہم قانون سازی کریں تو قانون کو اتنا definite بنائیں کہ اس میں کوئی loophole باقی نہ رہ جائے کہ جسے کل کوئی حکم ران تلاش کر کے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر سکے۔

چولستان ترقیاتی ادارے میں ابھی بہت سے رقبہ جات پڑے ہیں۔ میں یہاں کوئی بدمزگی پیدا نہیں کرنا چاہتا لیکن اشارتاً کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں ان پر لوگوں نے اپنی نظریں لگائی ہوئی ہیں' لوگوں نے اپنے بہت سے منصوبے بنائے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ وزیر آبپاشی باقی ہنسی امریکہ میں جا کر ہنسیں۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ چولستان

ترقیاتی ادارے میں جو قیمتی رقبہ جات پڑے ہیں ان پر بہت سے لوگ اپنی للچائی ہوئی نظریں لگائے بیٹھے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ ان لاکھوں ایکڑ زمین کے لیے بڑے منصوبے بن رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ کسی اچھے طریقے سے یہ زمین تقسیم ہو اور اس سے جو فصل یا ریونیو آئے وہ ہماری Provincial kitty or Federal kitty میں شامل ہو کر ہمارے ملک کی معیشت کو سہارا دینے میں معاون ثابت ہو۔ لیکن خطرہ پھر وہیں پہ موجود ہے کہ اس کو کہیں misuse نہ کیا جائے' کہیں 'back door' دائیں بائیں سے' کسی تجرباتی فارم کے نام پہ یا تجرباتی سکیموں کے نام پہ اسے اپنے من پسند لوگوں میں تقسیم نہ کر لیا جائے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس اور ان اتھارٹیز کے متعلقہ وزیر سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے اس بات پہ چیک رکھیں تاکہ ہمارے پاس جو کچھ بچا کھچا ہے وہ بھی کہیں ہم کھو نہ بیٹھیں۔ جناب سپیکر! اسی لیے میں کہتا ہوں کہ یہ "Auction" کی جو definition ہے وہ اس میں لازماً رکھ دی جائے اور یہ definition نمبر 1 پہ آ جائے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بغیر یہ قانون سازی پوری نہیں' definite نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے یہ عرض کروں گا کہ کبھی تو ہماری بات مان بھی لیا کریں۔ اگر ہم ایک درست بات کریں یا اچھا مشورہ دیں تو اسے مان لینے میں کوئی حرج نہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ Clause-2 میں میری ترمیم کے مطابق لفظ "Auction" ڈال دیا جائے اور اس میں لکھا جائے کہ:

"'Auction' means and includes an open auction after due publicity in important national dailies"

کیونکہ اکثر ہوتا یہ ہے کہ جہاں کوئی گھپلا کرنا مقصود ہو تو پھر ایک آدھ لوکل اخبار میں اس بابت اشتہار دے دیا جاتا ہے۔ صرف من پسند لوگوں کو علم ہوتا ہے کہ فلاں دن یہ auction ہونا ہے۔ جناب والا! اسی لیے میں "important national dailies" کو stress کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ national dailies کو سب لوگ پڑھتے ہیں' آپ بھی صبح صبح national dailies کو ضرور دیکھتے ہوں گے' ان سے لوگوں کو پتا چلتا ہے کہ کیا اشتہار آیا ہے' کیا خبر ہے۔ ہم میں سے اکثر' میں خود انہی اخبارات میں سے points نکال کر یہاں معزز ہاؤس کے سامنے تحریک التوائے کار' تحریک استحقاق لاتے ہیں' یہاں ہاؤس کا بزنس بناتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت

ہی اہم ہے کہ "Auction" کا لفظ اس کی definition میں ڈالا جائے اور اسے important national dailies میں مشتہر کرکے، بتا کر پھر auction کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب!

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ definition میں "Auction" کے meanings clear کیے جائیں۔ جناب والا! ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جو بھی قانون سازی آئے It should be clear. اور اس میں کوئی ambiguity نہ رہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ جو پلاٹ auction کیے جاتے ہیں ان میں کن طریقوں سے گڑبڑ کی جاتی ہے۔ ایسے اخبارات اور میگزین جنھیں کوئی پڑھنے والا نہیں ہوتا، میں ان کے اشتہارات محض ایک خانہ پوری کی خاطر دے دیے جاتے ہیں۔ تاکہ عام آدمی کے نوٹس میں نہ آسکے اور ان پلاٹس کو وہ اپنے من پسند لوگوں کو دے سکیں۔ جناب سپیکر! ہماری اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ:

"Auction" means and includes an open auction after due publicity in important national dailies."

تو جب کسی پلاٹ کو auction کرنا مقصود ہو تو پھر اس کے بارے میں تمام اہم میگزین یا روزناموں میں اشتہار دیا جائے تاکہ تمام لوگوں کو علم ہو سکے۔ جناب سپیکر! میں نے کل یہ عرض کیا تھا کہ ایل ڈی اے میں 1985ء کے بعد ہزاروں کی تعداد میں پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ اور میں نے یہ کہا تھا کہ میں اس بات کا documentary proof ہاؤس میں پیش کروں گا۔ جناب سپیکر! آج میں یہ لے کر آیا ہوں:

Blunder of Rupees 5 billions Through Unfair Allotments......

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف بات کر رہے تھے تو میں نے مداخلت نہیں کی لیکن میرے بھائی معظم وٹو صاحب اسی بات کو دہرا رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم auction کی بات کر رہے ہیں۔ انھوں نے جو ترمیم دی ہے، ان کا مقصد یہ ہے کہ ہم لفظ "Auction" کو بل میں define کر دیں۔ اور یہ جو ابھی فہرست پڑھنے لگے ہیں اس کا "Auction" کی definition سے کیا تعلق ہے؟

اگر یہ irrelevant بات کریں گے تو پھر مداخلت کرنا پڑتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ وٹو صاحب! آپ relevant رہیں۔ آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب والا! میں اسی کے حوالے سے صرف ایک مثال آپ کو اس document سے دوں گا۔

جناب سپیکر: اس document کی اتھارٹی کیا ہے' یہ کوئی آئین یا رولز کی کتاب ہے' یہ کیا ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: یہ آئین کی کتاب تو نہیں ہے لیکن میں auction کے حوالے سے اس میں سے ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے سن تو لیں۔

جناب سپیکر: میں نے پوچھا ہے کہ یہ کیا ہے؟ پہلے بتائیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! یہ ایک document ہے اور اس میں تفصیل دی گئی ہے۔ اگر فرمائیں تو میں اسے آپ کو پیش کر دیتا ہوں' ہاؤس کے فلور پہ دے دیتا ہوں تاکہ یہ ریکارڈ پر آ جائے۔

جناب سپیکر: نہیں' میری اجازت کے بغیر ہاؤس کے ریکارڈ پہ کیسے آ سکتا ہے۔ یہ کوئی پراپیگنڈا مہم کا حصہ ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: یہ کوئی پراپیگنڈا نہیں اور پھر میرا مقصد کسی کی ذات پر حملہ کرنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کا آپ کی ترمیم کے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: میں آپ کو یہ پڑھ کر بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں' آپ اس کو نہیں پڑھ سکتے۔ پہلے مجھے بتائیں کہ یہ کیا چیز ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب والا! میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں کہ ایک پلاٹ کی auction ہونی تھی اور ایل ڈی اے کے لوگوں نے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مثال کس کتاب سے دے رہے ہیں' یہ کتاب کیا ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب والا! یہ ایک فہرست ہے، تفصیل ہے۔
جناب سپیکر، آپ مجھے اس کی تفصیل بتا دیں کہ کیا یہ کسی عدالت کا کوئی فیصلہ ہے؟ کیا یہ آئین کی کتاب ہے؟ کوئی رولز کی کتاب ہے؟ یا کسی بھی پارلیمانی پریکٹس کے حوالے سے ہے؟ یہ کیا چیز ہے؟
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! آپ میری بات سن لیں کہ میں صرف auction کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں---
جناب سپیکر، اس کے ساتھ کوئی relevance ہو۔ کوئی تعلق بنتا ہو۔
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، یہ سو فی صد relevant ہے۔
جناب سپیکر، کیا یہ کوئی ایل ڈی اے کی کتاب ہے؟ یہ کیا چیز ہے؟
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! میں صرف مثال دینا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر، آپ پہلے مجھے brief کریں کہ یہ کیا چیز ہے جسے آپ ہاؤس کو بتانا چاہ رہے ہیں۔
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! یہ ایک ریکارڈ ہے کہ 1985ء کے بعد ایل ڈی اے میں کس طریقے سے گڑ بڑ کی گئی ہے۔ یہ اس کا ریکارڈ ہے کہ کس طریقے سے پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں میں اس میں سے ایک مثال دینا چاہ رہا ہوں۔
جناب سپیکر، اس کی تو heading بھی پروپیگنڈا ہے۔ آپ اس کے بغیر بات کریں۔ آپ اپنے آپ کو کلاز کے حوالے سے struck کریں جس میں آپ نے ترمیم دی ہے "Auction" means and includes an open auction......"
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں open auction کی بات کر رہا ہوں۔
جناب سپیکر، آپ open auction پر دلائل دیں لیکن اسے پڑھنے کی اجازت نہیں دوں گا۔
جناب سپیکر، جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں صرف "Auction" کے حوالے سے بات کروں گا۔
جناب سپیکر، میں اس سے پڑھنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں اس سے related بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے جس میں ہے کہ،

.... includes an open auction after due publicity in important national dailies."

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں یہی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، لیکن آپ اس کو touch نہیں کر سکتے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، پلاٹ 89 C2 گلبرگ ----

جناب سپیکر، میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! آپ مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کو فلور اس لیے دیا ہے کہ آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔ لیکن اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ کسی پروپیگنڈا مہم کا حصہ اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، یہ پروپیگنڈا نہیں ہے۔ میں اس آکشن سے related مختصر بات کروں گا۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی چودھری شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ ان کے سسر ایل ڈی اے کے ساتھ related تھے ایل ڈی اے کے وائس چیئرمین یا ڈائرکٹر جنرل تھے۔ شاید انھیں یہ کاغذ جہیز میں ملا ہو اس لیے اسے پڑھ لینے دیں کیا حرج ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر ایک معزز ممبر "Auction" کا لفظ elaborate کرنا چاہتا ہے تو اسے documents پڑھنے سے نہیں روکا جا سکتا۔

جناب سپیکر، کیوں نہیں روکا جا سکتا؟ کوئی بھی document ہو وہ سپیکر کی اجازت سے پڑھ سکتے ہیں، پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، وہ auction کے لفظ کو elaborate کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، elaborate کر سکتے ہیں لیکن وہ "Auction" کو elaborate کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! قانون سازی ہو رہی ہے اور ماشاء اللہ آپ بہت فراخ دل ہیں۔ آپ فراخ دلی کا ثبوت دیں۔

جناب سپیکر، میں نے قائد حزب اختلاف کو پورا موقع دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کے لیے میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر، آپ نے اس پر کھل کر باتیں کی ہیں irrelevant بھی رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں irrelevant نہیں رہا۔

جناب سپیکر، لیکن ہم اس کو آگے نہیں بڑھا سکتے کہ جو بھی اٹھے اور irrelevant بات کرے اور باہر سے کسی پروپیگنڈا مہم کے documents لے آئیں اور یہاں پڑھنا شروع کر دیں۔ میں اس کو تو روکوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! پھر آپ سارے ہاؤس کے لیے binding کر دیں۔ آپ دیکھیں کہ معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر پر کتنی کتنی باتیں کر جاتے ہیں اور بد مزگی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔لیکن قانون سازی پر تو پابندی نہ لگائیں۔

جناب سپیکر، دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں اگر valid ہو اور میں سمجھوں کہ یہ valid ہے تو وہ valid ہو جاتا ہے۔ وٹو صاحب نے جس ترمیم کے حوالے سے بات شروع کی ہے میں نے انھیں پانچ منٹ بولنے دیا اور وہ بولے ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر، اس document کے علاوہ بات کریں۔ آپ جتنا چاہیں بولیں لیکن ان documents کے علاوہ بات کریں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر، میں آپ کو کھلی چھٹی دے رہا ہوں جتنا چاہیں بولیں۔
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! کوئی منسٹر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتا ہے تو آپ اسے relevant قرار دیتے ہیں اور میں ایک relevant بات کر رہا ہوں لیکن آپ مجھے اجازت نہیں دے رہے۔
جناب سپیکر، میں آپ کو کھلی چھٹی دے رہا ہوں آپ آدھ گھنٹہ بول لیں۔ لیکن اس document پر میں نے نہیں بولنے دینا۔
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں صرف ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر، آپ اس سے مثال بھی نہیں دے سکتے۔
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں ایک auction کے متعلق مثال دینا چاہتا ہوں۔

MR SPEAKER: You may speak within the amendment. "Auction" means and includes an open auction after due publicity in important national dailies."

اس حوالے سے آدھ گھنٹہ بول لیں۔
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں صرف ایک مثال دینا چاہتا ہوں لیکن آپ سن ہی نہیں رہے۔
جناب سپیکر، ہم آپ کی بات سنتے ہیں۔ میں رولز کے مطابق آپ کو restrict بھی کر سکتا ہوں۔ آپ کو ٹائم بھی دے سکتا ہوں کہ اتنے ٹائم میں بات ختم کریں لیکن میں آپ کو آدھ گھنٹہ دے رہا ہوں۔
جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں صرف یہی بتانا چاہ رہا تھا کہ ایک پلاٹ آکشن ہوا۔ اس کی value ایک کروڑ روپے تھی لیکن اس وقت کے ڈی جی ایل ڈی اے نے بجائے open auction کے اپنے کچھ من پسند لوگوں کو یہ پلاٹ الاٹ کر دیا۔ میں صرف یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ اگر اس کو clear کیا جاتا اور قانون میں یہ چیز واضح ہو کہ اس auction کو اخبارات میں ایڈورٹائز کیا جاتا تو اس طرح کے واقعات کو روکا جا سکتا ہے میرے کہنے کا مقصد صرف یہ تھا۔ لیکن آپ ہمیں relevant بات کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ یہ ایک نہایت اہم قانون سازی ہو رہی ہے اور یہ document سو فی

صدر relevant ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اسے on the floor of the House پیش کروں تاکہ یہ بات پنجاب کے عوام کے سامنے آئے کہ They should know کہ ماضی میں اس صوبے میں کیا کچھ ہوتا رہا ہے؛ ہاؤس کی property بن جائے معزز ممبران اسمبلی اس کو دیکھیں اور پڑھیں They are the judges. They should make a decision. کہ اس صوبے میں ایل ڈی اے کو اور دوسری اتھارٹیز کو کس نے نقصان پہنچایا ہے اور کس نے ان کو بے دردی کے ساتھ لوٹا ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: بس جی؛ آپ اس پر مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب والا! آپ بولنے کا تو موقع نہیں دیتے تو پھر ہم کیا بات کریں؟

جناب سپیکر: میں تو سن رہا ہوں اور آپ کو موقع دیا ہے اور انتظار کر رہا ہوں کہ آپ بولیں لیکن آپ بیٹھ گئے ہیں۔ بس جی؛ جی لاءمنسٹر صاحب

وزیر قانون: جناب سپیکر! جب تحریک التوائے کار پر بات ہو رہی تھی تو آپ نے اسی وقت فرما دیا تھا کہ آپ کی یہ بات ترمیم پر سن لیں گے۔ لیکن شاید وہ اس وقت کچھ نہیں تھے اور آپ نے بجا طور پر اس خدشے کا اظہار کر دیا تھا کہ وہی باتیں جو تحریک التوائے کار پر ہوتی ہیں وہی قانون سازی میں ہوں گی چاہے قانون سازی کسی بھی حوالے سے ہو رہی ہو۔ انھوں نے جو ترمیم دی ہے آپ نے اسے دو تین مرتبہ پڑھا بھی ہے کہ "Auction" کے لفظ کو بل میں define کر دیا جائے اور بتایا جائے کہ "Auction" کا مطلب کیا ہو گا۔ اب اس پر بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ چولستان میں کیا ہو رہا ہے پھر سبزی منڈی اور سبزہ زار کی بات کی اور ابھی آخر میں وٹو صاحب نے فرما دیا کہ ماضی میں کیا کچھ ہوتا رہا۔ ایل ڈی اے کے ڈی جی نے ایک پلاٹ الاٹ کر دیا اس کو auction کرنا چاہیے تھا۔ اب اگر ان کو الاٹ اور auction کا فرق سمجھ نہ آئے تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ ہم نے تو اس بل کی کلاز 4 میں واضح طور پر یہ دیا ہے کہ،

(a) Plots falling in the zone of above ten marlas and all constructed units shall be disposed of through open auction

ہم نے یہ پہلے سے دے دیا ہے کہ یہاں پر کوئی بھی پلاٹ جو اس کیٹیگری میں fall کرتا ہوگا open auction کے بغیر dispose نہیں ہوگا۔ میرے خیال میں آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ

جس ادارے میں بھی open auction ہوتا ہے اس کے لیے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے؟ جناب والا! آپ ایک بلدیاتی ادارے کے سربراہ رہے ہیں۔ بلدیاتی اداروں میں ٹھیکے نیلام ہوتے ہیں اور ان ٹھیکوں کو open auction کے ذریعے نیلام کرتے ہیں تو اس کا اشتہار اخبارات میں دیتے ہیں۔ میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی auction ہوتی ہے۔ اس کا اشتہار باقاعدہ تین قومی اخبارات میں دیا جاتا ہے اور یہ اس ادارے کی اپنی صوابدید پر نہیں ہوتا کہ وہ کون سے اخبارات کو اشتہارات دے۔ وہ اپنے اشتہارات ڈی جی پی آر کو بھیجتا ہے اور ڈی جی پی آر تین نیشنل ڈیلیز کو اپنی مرضی سے اشتہارات دیتا ہے اور اس کے بعد auction ہوتی ہے۔ کوئی شخص بھی جو اس open auction کی validity کو کسی عدالت میں بھی چیلنج کرنا چاہے وہ اس پوائنٹ پر validity کو چیلنج کر سکتا ہے کہ اس ٹنڈر کا تین اخبارات میں اشتہار نہیں آیا اورباقاعدہ تین اخباروں کا اشتہار ساتھ لگانا پڑتا ہے۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں بھی بے شمار ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جہاں کہیں کسی option کو چیلنج کیا گیا ہو تو ہم سب سے پہلے بات یہی کرتے ہیں کہ کیا اس option کا اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا اور اس کی کٹنگ دیکھتے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ خدشہ بے بنیاد ہے۔ جہاں لفظ auction آئے گا وہاں یہ بھی follow کرے گا کہ یہ تین نیشنل ڈیلیز میں مشتہر ہوگا اور اس کے بعد auction ہوگا۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ لفظ auction کو define کیا جائے تب بھی یہی مطلب نکلتا ہے۔بل میں define نہ کیا جائے تب بھی اس کا یہی مطلب نکلتا ہے کہ after due publicity اس کو نیلام کیا جائے گا۔اس لیے میری جناب سے یہ استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرما جائے۔شکریہ۔
جناب سپیکر، شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 2 of the Bill as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be added as sub-clause (1) and the subsequent sub-clause (1) and the subsequent sub-clauses be re-numbered accordingly:-

"(1) 'Auction' means and includes an open auction after due

publicity in important national dailies."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr. Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Ikramullah Khan Niazi, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move:

> That in sub-clause (2) of Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, between the words "the Punjab Town Improvement Act 1922" and "and" appearing in line 4, the words "or" an Urban Development Authority established under any other law for the time being in force" be inserted.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> "That in sub-clause (2) of Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, between the words "the Punjab Town Improvement Act 1922" and "and" appearing in line 4, the words "or" an Urban Development Authority established under any other law for the time being inforce be inserted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، وزیر قانون، اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس پر منیس صاحب پہلے آپ بات کریں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پچھلی ترمیم میں بھی یہ عرض کیا ہے کہ یہ ایک نیا قانون بن رہا ہے' اس پر نئی قانون سازی ہو رہی ہے اور اس میں ہمیں ان تمام lapses کا بھی خیال رکھنا چاہیے تاکہ آئندہ آنے والے حکم ران اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں۔اب بار بار یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ماضی میں successive گورنمنٹ جو ہیں' کسی بھی سیاسی پارٹی کی گورنمنٹ رہی ہے ان پر الزامات ہیں ۔ خاص طور پر پلاٹوں کی الاٹمنٹوں کے سلسلے میں یہ الزام ہے کہ یہ غیر شفاف طریقے سے الاٹ کیے گئے۔ وہ غیر شفاف الاٹمنٹیں قانون سازی نہ ہونے کی وجہ سے ہوئیں۔ وہ ایک ایگزیکٹو آرڈر کے تحت تھا ایک سرکلر لیٹر کے تحت یہ سارا کچھ کیا گیا تھا۔اتنے سالوں میں یہ خاموشی رہی۔ successive گورنمنٹ میں دوبارہ کہوں گا' میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرے معزز ایوان کے جو بھائی ہیں ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ میں ہر حکومت کے متعلق بات کر رہا ہوں۔

I talk of every Government who whichever was in power at any time between the circular letter till today when the legislation is being done.

اس میں ہمیں پوائنٹ آؤٹ کیا جا رہا ہے کہ اس میں lapses تھے۔آج ہم ان lapses کو دور کرنے کے لیے ایک قانون سازی کر رہے ہیں۔ تو ہمیں ان تمام الفاظ کا خیال رکھنا چاہیے۔ جناب سپیکر! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قانون میں تو ایک نکتہ اور ایک comma سے بھی فرق پڑ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو مفاد پرست آدمی ہوتے ہیں فائدہ اٹھانے والے لوگ ہوتے ہیں وہ عدالتوں میں جاتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی بات کو وہاں پر پوائنٹ آؤٹ کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ کئی دفعہ ditch ہو جاتی ہے ۔ گورنمنٹ جو چیز achieve کرنا چاہتی ہے قانون اس کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے اور خاص طور پر جہاں گورنمنٹ interested ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کئی دفعہ گورنمنٹ کچھ کرنا چاہتی ہو لیکن وہ کوئی ایسی قانون سازی کر بیٹھی ہو جس میں وہ کسی چیز کے لیے bound ہو جائے۔اور اس طرح ایک پرائیویٹ آدمی اس کا فائدہ اٹھا لے۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں چونکہ سیاست دانوں پر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں اور جناب سپیکر! آپ اس بات سے aware ہیں بلکہ میں نے پچھلے

ایک اجلاس میں عرض بھی کیا تھا کہ جب ہم اپنی گاڑی پر ایم پی اے یا ایم این اے کی پلیٹ لگاتے ہیں تو جہاں سے گزرتے ہیں لوگ ہمیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ There are always a few blacksheep in a herd. چند لوگوں کی خاطر پورا ایوان چاہے وہ نیشنل اسمبلی ہو' سینیٹ ہو یا صوبائی اسمبلی ہو کوئی بھی اسمبلی ہو چند لوگوں کی خاطر پورے ایوان کی بدنامی ہوتی ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ یہ جو ہم آج قانون سازی کر رہے ہیں اور جس مقصد کے لیے ہم یہ قانون سازی کر رہے ہیں۔ ہمیں ایسی قانون سازی کر دینی چاہیے کہ اس میں کوئی ایسا نکتہ یا خامی نہ رہ جائے کہ کل ہمیں پھر پچھتانا پڑے۔ یہ تو ایک vicious سرکل ہے کہ کبھی کوئی پارٹی برسر اقتدار ہوتی ہے کبھی کوئی۔ یہ ایک جمہوری طریقہ ہے اور کوئی بھی یہ نہیں جانتا کہ کون کتنے دن پاور میں رہتا ہے۔ یہ ایک vicious سرکل ہے جو کہ چلنا ہے اور اس کو چلنا چاہیے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کی یہ گاڑی ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قابل بنائے کہ یہ جمہوری نظام کسی نہ کسی طریقے سے چلتا رہے۔ لیکن اس جمہوری نظام کے اندر بھی کچھ چیزیں ہمارے ذمہ لگائی گئی ہیں جو اس معزز ایوان کے ذمے لگائی گئی ہیں۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے ذہن پر زور دے کر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اور جو مسودہ ہمارے سامنے پاس کرنے کے لیے رکھا گیا ہے اس کو بغور دیکھیں اور پھر پاس کریں۔ کیونکہ میں نے پہلے بھی کہا تھا اس میں کئی غلطیاں ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ جان بوجھ کر نہ کی گئی ہوں۔ لیکن کئی ایسی چیزیں loophole اور lapses بیوروکریٹس جان کر رکھ دیتے ہیں۔ کیونکہ کل کو بدنامی تو ایوان کی ہوتی ہے ان لوگوں کی نہیں ہوتی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو definite ہونے کے لیے اور vague ہونے سے بچانے کے لیے ایسی insertions کرنی چاہئیں جس سے یہ definite ہو ۔ کیونکہ ہم نئی قانون سازی کر رہے ہیں۔ ہم اس میں ایسی insertion کر دیں کہ کل کوئی ہمیں پوائنٹ آؤٹ نہ کر سکے۔ کوئی بھی اس سے غلط فائدہ نہ اٹھا سکے۔ لہذا میں نے جو ترمیم پیش کی ہے' سیکشن 2(2) میں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کی جو definition دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تھوڑا سا lack کرتی ہے۔ میں نے اپنی ترمیم میں جو کچھ کہا ہے اگر وہ اس میں insert کر دیا جائے تو اس میں گورنمنٹ کا اپنا فائدہ ہے ۔ موجودہ گورنمنٹ کا ہی صرف فائدہ نہیں ہے یہ آنے والی تمام حکومتوں کا بھی فائدہ ہے۔ ہم جو ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں اس سے بھی بچ جائیں گے۔ کیونکہ جہاں بھی loophole ہوگا ایک دوسرے پر تنقید ہوگی۔ ویسے

بھی تنقید کرنا ایک جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ جہاں تک ہوسکے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم definite ہوجائیں۔اس میں آپ دیکھیں کہ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کی definition ہے۔ اس میں دیا ہے کہ،

"(2) Development Authority means the Lahore Development Authority, the Bahawalpur Development Authority, the D.G Khan Development Authority, an Authority established under Development of Cities Act, 1976, a Trust established under the Punjab Town Improvement Act, 1922 and the Directorate General of Housing and Physical Planning, Punjab"

اس میں انھوں نے کوشش کی ہے کہ سب کو ambit میں لے آئیں لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں lapse رہ گیا ہے۔ قانون اتنے زیادہ بنے ہیں۔ جیسے کل میں نے کچھ قوانین پڑھ کر سنائے تھے اس میں کئی چیزیں ایسی ہیں جب تک ان کو پنجاب کوڈ یا relevant Act میں سے تفصیلاً نہ پڑھا جائے تو اس وقت تک وہ سمجھ میں نہیں آتیں۔ نہ میری سمجھ میں آ سکتی ہے نہ آپ کمپیوٹر ہیں کہ آپ کو سارا پتا ہو۔ نہ ہی معزز ہاؤس ایسا کوئی کمپیوٹر ہے جن کے ذہن میں یہ سارے قوانین موجود ہوں۔ جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ بہت سے قوانین پنجاب کوڈ میں لائے گئے ہیں۔ اور وقتے وقتے سے حکومتوں نے اپنی مرضی کے مطابق اس میں ترامیم کی ہیں۔ اب جیسے ایل ڈی اے ایکٹ 1975ء بنا۔ اس کے بعد پھر ایل ڈی اے ترمیمی آرڈیننس 1975ء بنا۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1976ء بنا۔ پھر اس کے بعد پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز ایکٹ 1976ء بنا۔ اس میں ہوسکتا ہے کہ کچھ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز cover ہوگئی ہوں لیکن کچھ ایسی بھی ہوں گی جو cover نہیں ہوئی ہوں گی۔ اسی طریقے سے پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز آرڈیننس 1976ء ہے۔ پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز ترمیمی آرڈیننس 1981ء ہے۔ پنجاب ڈویلپمنٹ سٹیز ترمیمی آرڈیننس 1982ء ہے۔ ایل ڈی اے ترمیمی آرڈیننس 1992ء ہے۔ یہ وہ قوانین ہیں جو میری نظر سے گزرے ہیں۔ لیکن جناب والا! ایسے بہت سے قوانین بنے ہوں گے ان میں ترامیم آئی ہوں گی۔ لیکن پھر بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں ایسی کوئی اتھارٹی رہ گئی ہو جس کا اس قانون میں ذکر نہ کیا گیا ہو۔ ترمیم دینے کا میرا مقصد یہ ہے کہ اس lapse کو cover کرنے کے لیے ہو سکتا ہے کہ لاء ڈیپارٹمنٹ miss کر گیا ہو، معزز وزیر

قانون اس کو نہ دیکھ سکے ہوں۔ اور یہ معزز ایوان بھی نہ دیکھ سکا ہو اور جناب والا! آپ بھی شاید نہ دیکھ سکے ہوں۔ میں نے جب یہ تمام Acts نکالنے کی کوشش کی تو یہ چند ایکٹ میری نظر میں آئے کیونکہ کوڈ کے والیم بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ میں جناب والا! آپ کی وساطت سے اس ایوان میں ایک suggestion بھی پیش کروں گا کہ یہاں ہماری صوبائی اسمبلی میں لاء کا ایک سیل ہونا چاہیے۔ اس سے تمام اراکین صوبائی اسمبلی مستفید ہوں گے۔ صرف یہ نہیں کہ اس سے اپوزیشن نے مستفید ہونا ہے۔ حکومتی اراکین بھی اور حزب اختلاف کے اراکین بھی پرائیویٹ ممبر ڈے پر وہ قوانین لاتے ہیں اور لانا چاہتے ہیں۔ لیکن کئی دفعہ ہمارا علم محدود ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام لاء گریجویٹ نہیں ہیں۔ اور جو لاء گریجویٹ بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ قانون کی پریکٹس میں نہیں ہیں۔ وہ ان کتابوں کو روزانہ نہیں پڑھتے۔ اس کی بہتر انداز میں قانون سازی کرنے کے لیے اور بہتر راہ نمائی حاصل کرنے کے لیے آپ یہاں پر ایک لاء کا سیل قائم کر دیں ۔ اور یہ معزز ارکین اسمبلی کی disposal پر ہو کہ جو بھی اس سیل سے فائدہ اٹھانا چاہے یا مفاد حاصل کرنا چاہے تو وہاں پر ایک پوری ٹیم بیٹھی ہوئی چاہیے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ سے ٹیم لیں یا جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ آپ اپنی ایک لاء ٹیم induct کر سکتے ہیں۔ ماشاء اللہ .You have got the powers to create posts نئے بندے لے آئیں' تجربہ کار بندے وہاں بیٹھے ہوں۔ جن کے تجربے سے ہم تمام لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تب تو یہ lapses جو ہیں ہوسکتا ہے کہ ہم بہتر انداز میں یہ قانون سازی کر سکیں۔ اور وقت آئے گا اور تاریخ بنے گی' اگر میں آج یہاں پر بطور اپوزیشن لیڈر تقریر کرتا ہوں تو میں پچھلی کئی کتابیں اٹھا کر دیکھتا ہوں۔ جناب والا! میں نے آپ کی تقاریر بھی پڑھی ہیں میں نے معزز ہاؤس لیڈر جو اس وقت وزیر اعلیٰ ہیں میں نے ان کی تقاریر بھی پڑھی ہیں۔ اس سے پیچھے جاکر جو معزز اراکین تھے جن کی تقاریر سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں ہم ان کو پڑھتے ہیں۔ آگے کوئی تو ایسے لوگ ہوں گے جو آکر ہماری تقاریر بھی پڑھیں گے۔ اور یہ دیکھیں گے کہ ان لوگوں نے کیا contribute کیا تھا۔ اگر ایسا کوئی سیل بنا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس اسمبلی کے لیے معزز اراکین کو اور ہمیں بہتر رہ نمائی مل سکتی ہے۔ پھر ہم بہتر طریقے سے اپنا مطمح نظر پیش کر سکتے ہیں۔ اور قانون سازی میں بھر پور طریقے سے contribute کر سکتے ہیں۔ میں اس میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں جس میں ذکر کیا گیا ہے اس میں

"......or an Urban Development Authority established under any other law for the time being in force.

اس سے جناب والا! آپ محسوس فرمائیں گے کہ یہ چند الفاظ insert کرنے سے گورنمنٹ کو فائدہ ہی ہوگا اس کا نقصان نہیں ہے۔ میں یہ بات اس لیے کر رہا ہوں کہ ہم سب لوگوں نے یہ تمام قوانین نہیں پڑھے ہونے۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی ایسا ایکٹ miss ہوگیا ہو کوئی ایسی ڈویلپمنٹ اتھارٹی mention کرنا miss ہو گئی ہو اس کو cover up کرنے کے لیے اگر ہم ترمیم دیں کہ "or any Urban Development Authority" اس کا scope اس میں بڑھ جاتا ہے۔ کہ اس میں غلطی کا تھوڑا سا بھی شائبہ نظر آئے گا تو اس کو ہم اس قانون کے ذریعے سے cover کر سکتے ہیں۔ کسی کو ہم موقع نہ دیں کہ آئندہ جو بھی کوئی حکم ران آئے، جو ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہم اس قانون میں لانے سے miss کر گئے ہوں، اگر وہ رہ گئی ہو تو وہ اس کا مفاد نہ اٹھا سکے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ میری یہ ترمیم نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ

"......or an Urban Development Authority established under any other law for the time being in force"

اس کو ضرور insert کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی وٹو صاحب! اس کے اوپر بات کریں گے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: اگلی جو آئے گی اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: next جو آئے گی اس پر بات کریں گے۔ جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب والا! معزز قائد حزب اختلاف نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے ساتھ ہی انھوں نے اس بات کا بھی یہاں پر اعتراف کیا ہے کہ کوشش کی گئی ہے کہ سب اتھارٹیز کو cover کیا گیا ہے۔ لیکن پھر وہ اس کے باوجود اس خدشے کا اظہار کرتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی miss ہوگئی ہو۔ میں آپ کے توسط سے ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ جو بھی اتھارٹیز اس وقت موجود ہیں وہ اس کے تحت cover ہوں۔ اور یہ موجودہ ایکٹ ان تمام پر لاگو ہو۔ لیکن مستقبل کے لیے یہ ہے کہ اس موجودہ ایکٹ میں یہ

بیان کر دیا گیا ہے کہ Development of Cities Act 1976 کے تحت قائم شدہ اتھارٹیز کو بھی یہ قانون apply کرے گا۔ اور اب جو بھی ادارے قائم کیے جائیں گے وہ اسی ایکٹ کے تحت قائم کیے جائیں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح یہ قانون تمام اتھارٹیز پر لاگو ہوگا۔ اور اس میں اب کسی قسم کا ابہام موجود نہیں ہے۔ بہرحال میں آپ کے توسط سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ پہلی دفعہ انھوں نے مثبت طور پر ایک ترمیم پر to the point بات کی ہے ہم ان کے خدشات کو سراہتے ہیں اور انھیں یقین دلاتے ہیں کہ اس میں ان تمام وسوسوں کو ختم کرنے کی ہماری پوری کوشش موجود ہے۔ اور ہم نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ اس قسم کا کوئی lapse نہ ہو۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:-

> "That in sub-clause (2) of Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, between the words "the Punjab Town Improvement Act 1922" and "and" appearing in line 4, the words "or an Urban Development Authority established under any other law for the time being in force" be inserted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Clause 3 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan,

Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Ikramullah Khan Niazi, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

جی' کیا یہ وٹو صاحب پیش کریں گے؟

MR MOAZZAM JEHANZEB AHMAD KHAN WATTOO: Mr Speaker, I move.

"That in sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, after the words " competent authority" appearing at the end, the words "for reasons of public interest to be recorded in writing" be added".

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That in sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, after the words " competent authority" appearing at the end, the words "for reasons of public interest to be recorded in writing" be added".

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر۔ لاءمنسٹر صاحب مخالفت کرتے ہیں۔ وٹو صاحب! پھر آپ ہی اس کے اوپر بات کریں گے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو۔ جناب سپیکر! اگر آپ ہماری اس ترمیم کو غور سے دیکھیں تو اس میں مقصد ہے کہ جو بھی ہاؤسنگ سوسائٹی منظور کی جائے اس میں اگر کوئی تبدیلی کی جائے تو وہ عوامی مفاد میں کی جائے۔ جناب سپیکر! ہاؤس میں ہمارا مقصد صرف تنقید برائے تنقید کرنا نہیں ہے۔ میں پہلے بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم آ کر صرف حکومت پر تنقید کریں

بلکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم مثبت تجاویز بھی دیں اور ہم جس قانون سازی میں کوئی خامی دیکھیں اس کی نشان دہی کریں۔ اب آگے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے یہ ان پنحصر ہے کہ وہ ہماری تجاویز کو کہاں تک زیر غور لاتے ہیں اور اگر ہم کوئی مثبت تجاویز پیش کرتے ہیں تو اسے وہ مانتے ہیں یا نہیں مانتے یہ ان پنحصر ہے لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اگر ہماری کی طرف سے کوئی مثبت تجویز بھی آئے تو اسے بھی entertain نہیں کیا جاتا اور کہا یہ جاتا ہے یہ تنقید کرنے کے لیے بات کرتے ہیں اور اس کو مانا نہیں جاتا۔ کلاز 3 اور سب کلاز 2 میں ہے کہ،

"no alteration of the scheme shall be made without the approval of the competant authority"

اس میں ہم یہ تجویز دے رہے ہیں کہ اس میں یہ اضافہ کیا جائے۔

for reasons of public interest to be recorded in writting

تو جناب سپیکر! اگر اس ترمیم کو مان لیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے۔ بل کا مقصد تو یہی ہے کہ جو قانون سازی کی جا رہی ہے یہ عوامی مفاد میں کام ہو۔ جو سوسائٹی منظور کی جائے اس میں عوامی مفاد کو فوقیت دی جائے۔ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر ہاؤسنگ سوسائٹیز میں ہم دیکھتے ہیں کہ کمرشل پلازوں میں پارکنگ کی جگہ نہیں ہے۔ اس وقت آپ لاہور میں جب سفر کرتے ہیں تو آپ یہ دیکھتے ہیں کہ روڈز پر اکثر ٹریفک بلاک ہوتی ہے اس کی وجہ پارکنگ کے لیے جگہ نہ رکھنا ہے اور اس چیز کو یقینی نہیں بنایا جاتا کہ اگر پلازہ ہے تو اس میں لوگوں نے ہزاروں کی تعداد میں گاڑیوں میں آنا ہے تو ان کے پارکنگ کی جگہ بھی ہو تو ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جاتا تو جب ٹاؤن یا کسی بھی ہاؤسنگ سوسائٹی کا منصوبہ بنایا جائے تو ان تمام باتوں کا خیال رکھا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جو ان چیزوں کو دیکھتے ہیں بڑے competent لوگ ہیں لیکن حکومت کو چاہیے کہ وہ اس چیز کو یقینی بنائے کہ ان سارے معاملات میں عوامی مفاد کو سامنے رکھا جائے تو میں چاہتا ہوں کہ حکومت اس ترمیم پر غور کرے اور اس کو منظور کرے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ منیس صاحب! اس ترمیم پر آپ بولیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اس بل کے سیکشن 3

کلاز 2 میں ہے اس میں کہا گیا ہے کہ،

"No alteration of the scheme shall be made without the approval of the competent authority".

جناب سپیکر! اب اس میں competent authority کا لفظ تو دے دیا گیا ہے لیکن اس competent authority کو ایک blanket power دے دی گئی ہے جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم قانون سازی کر رہے ہیں ہم اس کو ایک خاص چیز کے اوپر definite کریں۔ اب ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ competent authority اس کو کر لے۔ اب ہم نے یہ نہیں کہا کہ competent authority کے اختیارات ہم define بھی کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اس کے لیے ہم نے آپ کو یہ عرض کیا ہے کہ competent authority کرے لیکن وہ کیسے کرے۔

For reasons of public interest to be recorded in writting.

کہ اگر اسے کوئی ایسی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ اسے کرے لیکن کرے تب، جب اس کی وجہ بتائے۔ اب میں اس میں آپ کو مثال دینا چاہتا ہوں اور پھر بات وہی آ جاتی ہے کہ پہلے قانون نہیں بنا ہوا تھا، قانونی سازی نہیں تھی۔ صرف ایک ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے، ایک لیٹر کے ذریعے سارا کچھ ہوتا رہا اور 13 سال کے عرصے کے بعد جب 1985ء میں جمہوریت کی بحالی ہوئی تو یہ تمام باتیں وہیں سے شروع ہوئیں۔ اس سے پہلے ایک لمبا عرصہ مارشل لاء رہا اور منتخب حکومتوں نے اپنی مرضی کے مطابق، اپنے حالات کے مطابق کہیں سیاسی رشوت، کسی کو accommodate کرنا، کسی کو oblige کرنا تو مختلف حکومتیں یہ سارے کام کرتی رہیں اور کسی نے یہ نہ دیکھا کہ competent authority کس حد تک کر سکتی ہے۔ کیا اس کے پاس اتنے اختیارات ہیں یا نہیں اور اس لیٹر کو بھی پس پشت ڈالتے ہوئے اور اس کو ایک طرف پھینکتے ہوئے تمام اختیارات استعمال کیے جاتے رہے اور اس پر صرف یہ لکھ دیا جاتا تھا کہ in relaxation of all rules and regulations جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے اور یہ ظلم ہے اور اس ظلم میں ہم بہت سے کام کر بیٹھے ہیں جو کہ آج کوئی ٹریژری میں بیٹھا ہے یا کوئی اپوزیشن میں بیٹھا ہے یا کوئی باہر بیٹھا ہے وہ ایک دوسرے پہ الزامات کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ کاش یہ قانون سازی پہلے آ گئی ہوتی تو یہ ایک دوسرے پر الزامات لگانے کا یہ موقع ہی نہ آتا اور جناب والا! in relaxation of rules کی جو بات ہوتی ہے یہ چیف

ایگزیکٹو کے پاس اختیارات ہیں۔ میں اس کو تھوڑا سا بتاتا ہوں کہ Under Rule 23 of the Punjab Civil Servants میں اس میں یہ Appointments and Conditions service Rules 1974 کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں انھوں نے اختیارات دے دیے لیکن ساتھ انھوں نے کہا ہے کہ

> Chief Minister make for special reasons to be recorded in writting relax any rule individual case of hardship

جب اس میں اس کا ذکر کیا ہوا ہے لیکن یہ استعمال اس طریقے سے کیے گئے کہ in relaxation of rules جو بات ہوئی اس میں کبھی بھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ کیا یہ واقعی hardship کیس ہے کیوں کہ آپ صرف hardship case میں relax کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ آپ نے کسی کو ایک پلاٹ نمبر 10 دینا ہے تو اس کو ایسے اٹھا کر دے دیں۔ اگر آپ نے دینا ہے تو آپ نے دیکھنا ہے کہ اگر آپ rules relax کر رہے ہیں، تو کیا hardship بنتی ہے؟ آپ اس آدمی کو کیوں دینا چاہتے ہیں؟ کیا وجوہات ہیں؟ کیا وہ معذور ہو گیا ہے یا وہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنی زندگی گزار سکے؟ یا جنگ میں اس کا کوئی عزیز، فرض کریں ایک عورت ہے تو کیا اس کا خاوند جنگ میں شہید ہوا ہے اس کے پاس ایسی اور کوئی پراپرٹی نہیں تو مطلب یہ کہ مخصوص hardship cases ہوتے ہیں جن میں relaxation of rules جتائی گئیں ہیں لیکن کبھی بھی جتنے بھی کام ہوئے ہیں چاہے وہ تقرریوں میں ہوئے، کوالیفکیشنز میں ہوئے ہیں، height, weight and chest میں ہوئے ہیں یا تحصیل دار، اے ایس آئیز، انسپکٹرز کی بھرتی میں ہوئے ہیں اور اسی کے طرح کے دوسرے اور محکمہ جیل میں ہوئے ہیں، چیف آفیسرز کی بھرتیاں ہوئیں ہیں تو ان تمام چیزوں میں جہاں rules relax کیے گئے ہیں وہاں کبھی کسی نے یہ نہیں لکھا تھا کہ in relaxation of rules recorded in writting کسی نے بھی نہیں دیا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ جتنے بھی یہ آرڈرز ہوئے ہیں اگر ان کو چیلنج کیا جائے تو وہ سارے upset and set a side ہو سکتے ہیں تو اسی لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پچھلی دفعہ جو conversion of public sites and open spaces ہوئیں۔ کئی جگہ پہ ایک کم قیمت والی سکیم سے پلاٹ ٹرانسفر کر کے زیادہ قیمت والی جگہ پہ دے دیا گیا۔ فرض کریں کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں کسی کا ایک پلاٹ تھا تو اس کو convert کر کے گلبرگ میں دے دیا گیا یا نیو مسلم ٹاؤن میں دے دیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، نیو مسلم ٹاؤن میں دے دیا تو وہ اس کی market value کو اتنا vary کرتی ہے کہ ایک ناجائز فائدہ دینے کے زمرے میں آ جاتا ہے۔ یہاں مجھے پھر وہ لفظ استعمال کرنا پڑتا ہے اور میں اپنے دوستوں کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا۔ یہ جو لفظ کرپشن کا ہے' کرپشن صرف یہی نہیں ہوتی کہ بندہ کسی سے کسی چیز کے عوض رقم لے لے تو وہ کرپشن ہوتی ہے۔ کرپشن ہر چیز کی ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے اختیارات کو غلط استعمال کریں گے تو وہ بھی کرپشن کے زمرے میں آئے گا conversion of sites کے جتنے یہ کام ہوئے ہیں' جیسا کہ میں نے کل آپ کو کافی ساری مثالیں پیش کی تھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں چند مثالیں آپ کو اور بھی پیش کروں کہ اختیارات کا جتنا غلط استعمال ہوا ہے یہ کرپشن کے زمرے میں آتا ہے تو ہم بطور قانون ساز آج یہ قانون بنا رہے ہیں تو کیوں نہ ہم اسکو ایسا foolproof بنائیں کہ نہ ہم پر کوئی انگلی اٹھا سکے اور نہ کوئی آنے والوں پر انگلی اٹھا سکے' نہ آج کا حکم ران بچے کھچے پر اپنی من مرضی کر سکے اور نہ آنے والے حکم ران بچے کھچے پر اپنی من مرضی کر سکیں تو ہمیں قانون سازی کو اتنا definite کر دینا چاہیے کہ کسی کو یہ جرات نہ ہو کہ وہ اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرے اور جو اختیارات اس کو دیے گئے ہیں انہی کے اندر رہ کر وہ اپنا کام کرے۔ اگر کوئی اپنے اختیارات کے اندر رہ کر کام کرتا ہے تو میرے خیال میں غلطیاں کرنے کے امکان بھی کم ہو سکتے ہیں۔ میں پھر وہی بات کہوں گا کہ اس کے ساتھ ساتھ احتساب کا جو طریقہ کار ہے' اگر ہم وہ جاری و ساری رکھیں گے اور احتساب کا ایک circle چلتا رہے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ کوئی بیوروکریٹ' نہ کوئی سیاست دان اور نہ کوئی حکم ران چاہے وہ وزیر اعظم ہو یا وزیر اعلیٰ ہو یا وزیر ہو یا ایم پی اے یا ایم این اے ہو' کوئی بھی اس بات کی جرأت نہیں کرے گا اور ہر کسی کو نظر آئے گا کہ اگر ہم غلط کام کریں گے تو ہم کسی کو جواب دہ ہوں گے۔

جناب سپیکر! آپ یہ بتائیں کہ کسی کو اختیارات کے غلط استعمال میں کوئی سزا دی گئی ہو۔ آج تک کسی کو ایسی سزا نہیں دی گئی اور کتنے کیس ہم روزانہ اخبارات میں دیکھتے ہیں کہ مختلف سیاسی پارٹیوں کے لیڈر یا ان کے کارکن یا عہدے دار ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال رہے ہوتے ہیں اور غلطیاں دونوں نے کی ہوتی ہیں۔ لیکن جب ایک پارٹی اقتدار میں آتی ہے تو جو پارٹی اقتدار سے علیحدہ

ہوتی ہے تو وہ اس کے خلاف کیس کرانے شروع کر دیتی ہے اور جب اس پارٹی کی باری آتی ہے تو وہ دوسری کے خلاف کیس بنانا شروع کر دیتی ہے۔ ان چیزوں کو ہم ختم اسی طریقے سے کر سکتے ہیں کہ ہم جو قانون سازی کر رہے ہیں۔ ہم اس قانون سازی کو definite کر دیں۔ اس میں ہم حکمرانوں کے یا competent authorities کے ہاتھ باندھ دیں۔ ہم ان کے دائیں یا بائیں نکلنے کی گنجائش ہی نہ رکھیں اور وہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ آج ہم ایک نئی قانون سازی کر رہے' اس میں ہم ایسے الفاظ شامل کر دیں تاکہ کل کسی کو جرات نہ ہو کہ وہ اپنے اختیارات کو غلط استعمال کرے۔ میں اس میں چند مثالیں آج پھر دیتا ہوں' جس میں conversion of public sites and open spaces دی گئیں۔ اس میں سکولوں کی sites ہیں' power houses کی sites ہیں' پولیس اسٹیشن کی sites ہیں' ہسپتالوں کی sites ہیں' گرڈ اسٹیشن کی sites ہیں' ڈینٹل ہسپتالوں کی sites ہیں۔ اس کے علاوہ میں مثال دیتا ہوں کہ پلاٹ نمبر 551 اور پلاٹ نمبر 576 فیصل ٹاؤن میں تھے جو کہ دس دس مرلے کے تھے۔ اس کی اصل الاٹمنٹ سبزہ زار سکیم میں ہوئی تھی۔ سبزہ زار سکیم ایک کم قیمت والی سکیم تھی اس سے منتقل کر کے فیصل ٹاؤن کی سکیم میں دے دیا گیا۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ یہ political bribe یا کسی کام کے عوض میں دیا گیا ہو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسے جو واقعات ہیں' ان کی روک تھام کے لیے ہم competent authority کے ہاتھ باندھ دیں۔ اسی طریقے سے پلاٹ نمبر U-59 ایک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن ایک کنال ہے یہ دو کنال کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کے بدلے میں دے دیا گیا تھا۔ جناب سپیکر! نیو گارڈن ٹاؤن اور علامہ اقبال ٹاؤن کا آپ خود اور معزز اراکین اسمبلی جو یہاں تشریف فرما ہیں' وہ ان کا فرق دیکھ سکتے ہیں اور ایسی بےشمار ہزاروں مثالیں پڑی ہیں کہ جن میں اختیارات کا غلط استعمال ہوا اور پلاٹوں کو تبدیل کیا گیا اور رہائشی پلاٹوں کو کمرشل میں تبدیل کر دیا گیا کہیں کمرشل پلاٹوں کو رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کر دیا گیا اور نجانے کیا کیا کچھ ہوا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہم اس میں ایسی ترامیم آج دے دیں کہ جس سے آئندہ آنے والے لوگ ذرا سی غلطی کا بھی نہ سوچ سکیں۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ سیکشن 3 میں جو کلاز 2 ہے کہ

> "No altreration of the scheme shall be made without the approval of the competent authority."

میں کہتا ہوں کہ اس کے ساتھ

for reasons of public interest to be recorded in writing

شامل کر دیں۔ اب ہو سکتا ہے کہ اس کو کوئی wider scope میں لے جائے اور اسے misuse کرے لیکن ہم تو کم از کم یہ کوشش کریں کہ یہ جو اختیارات کا غلط استعمال ہے اسے کم سے کم کرنے کی طرف لے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ ترمیم بہت valid ہے اور میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ جیسے پچھلی ترمیم پر انھوں نے بڑی مہربانی فرمائی تھی اور مجھے فرمایا تھا کہ میں آج relevant ہوں اور بڑی relevant ترمیم میں نے دی ہے تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ میری اس تجویز کو تسلیم کر لیتے۔ یہ حکومت کی ناکامی تصور نہ ہوتی۔ یہ جمہوریت کی کامیابی تصور ہوتی اور لوگ یہ کہتے کہ ہاں ایک اچھا کام ہے جو دو سال میں حکومت نے آج کیا ہے کہ ایک مثبت چیز جو اپوزیشن نے پیش کی' اسے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم' ایک مثبت ترمیم ہے اور میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے یہ عرض کروں گا کہ اس کو پذیرائی بخشیں اور میری ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! موجودہ کلاز میں بیان کیا گیا ہے کہ مجاز اتھارٹی کی اجازت کے بغیر سکیم میں ترمیم نہیں کی جائے گی اور معزز قائد حزب اختلاف نے جو ترمیم پیش کی ہے۔ اس کے ذریعے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ مجاز اتھارٹی عوامی مفاد میں تحریری طور پر ترمیم کی اجازت دے سکے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرا استدلال یہ ہے کہ یہ قانون عمومی قانون ہے اور اس کی انتظامیہ کے جتنے بھی Acts ہیں' وہ ہمیشہ in the public interest ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی نے alteration کی اجازت دینی ہے تو وہ اس میں ایک فقرہ in the public interest لکھ دیں تو کیا وہ اس کا ایکٹ جائز ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے اس ترمیم کا جواز نہیں بنتا کہ صرف in the public interest لکھ دیا جائے۔ یہاں پر میں یہ عرض کروں گا کہ جو موجودہ کلاز ہے' اس میں ہم نے یہ لکھا ہے کہ،

"3 (2)No alteration of the scheme shall be made without the

approval of the competent authority."

اب مجاز اتھارٹی جب قائم ہوگی تو ظاہری بات ہے کہ عوامی نمائندے بھی موجود ہوں گے۔ جس طرح باقی ترقیاتی اتھارٹیوں میں موجود ہیں۔ تقریباً تمام ترقیاتی اتھارٹیوں میں عوامی نمائندے موجود ہیں۔ جب وہاں پر عوامی نمائندے موجود ہوں گے تو جہاں وہ مجاز اتھارٹی کے طور پرمحسوس کریں گے کہ یہ ایکٹ in the public interest ہے۔ جب وہ approval دیں گے تو انھیں in writing دینا پڑے گا۔اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم مجاز اتھارٹی کی بات کرتے ہیں تو مجاز اتھارٹی میں عوامی نمائندے موجود ہوں گے۔ اگر وہ کوئی بات in the public interest محسوس کریں گے' کیونکہ ان کے تمام Acts ہی in the public interest ہوتے ہیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم مناسب نہیں ہے۔ اس بات کا پہلے سے مجاز اتھارٹی کو اختیار دیا گیا ہے' پھر مجاز اتھارٹی میں عوامی نمائندوں کو رکھا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا ہم نے پہلے سے خیال رکھا ہوا ہے and we have taken care of. اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم قابل پذیرائی نہیں ہے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:-

> "That in sub-clause(2) of Clause 3 of the Bill as recommended by Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, after the words "competent authority" appearing at the end, the words "for reasons of public interest to be recorded in writing" be added."

(The motion was lost)

جناب سپیکر، یہ جو ابھی منیس صاحب کی دوسری ترمیم ہے۔ اس کلاز میں جو ترمیم آئی ہے اس کا چونکہ دارومدار اس ترمیم پر تھا جو ابھی اسمبلی نے نامنظور کی ہے۔ اس میں ذرا دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ جو ترمیم آپ کی آگے آرہی ہے یہ پھر اس لحاظ سے بےمعنی ہو جاتی ہے۔ اگر آپ رول (4) 198 کو دیکھیں' لاءمنسٹر صاحب! آپ بھی ذرا دیکھ لیں۔ اس میں ہے کہ۔۔۔

"An amendment on a question shall not be inconsistent with the previous decision on the same question at the same stage of a Bill or a matter."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I agree.

جناب سپیکر، آپ agree کرتے ہیں۔ تو یہ امنڈمنٹ پھر ختم ہوئی۔ اب میں یہ question put کر رہا ہوں۔

The question is.

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Clause 4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, , Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Ikram ullah Khan Niazi, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker Sir, I move:

(i) That in para (b) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the words "above 5 marlas to 10 marlas" appearing in line 1, the words "above 10 marlas" shall be substituted.

(ii) That for the table appearing after para (b) of Clause 4 of the Bill, as

recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

Sr. No.	Manner of disposal	Above 5-Marlas to 10-Marlas	Up to 5-Marlas
(i)	through open auction	9.5 %	90 %
(ii)	by allotment to the defence personnel who become permanently disabled or the legal heirs of the defence personnel who lay down their lives in the discharge of official duties.	3.5 %	3.5 %
(iii)	by allotment to such persons who become permanently disabled in the performance of functions or voluntary services in relation to the affairs of the Government or the legal heirs of the persons who die while performing such functions or services.	1.5 %	1.5%
(iv)	by allotment to destitutes in such manner as may be prescribed.		5 %

MR SPEAKER: The amendment moved is:

(i) "That in para (b) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the words "above 5 marlas to 10 marlas" appearing in line 1, the words "above 10 marlas" shall be substituted".

(ii) "That for the table appearing after para (b) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted":-

Sr. No.	Manner of disposal	Above 5-Marlas to 10-Marlas	Up to 5-Marlas
(i)	through open auction	9.5 %	90 %
(ii)	by allotment to the defence personnel who become permanently disabled or the legal heirs of the defence personnel who lay down their lives in the discharge of official duties.	3.5 %	3.5 %
(iii)	by allotment to such persons who become permanently disabled in the performance of functions or voluntary services in relation to the affairs of the Government or the legal heirs of the persons who die while performing such functions or services.	1.5 %	1.5%
(iv)	by allotment to destitutes in such manner as may be prescribed.		5 %

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب oppose کرتے ہیں۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آج آپ سیشن کو 2 بجے تک لے جائیں گے یا اس سے آگے لے جائیں گے؟

جناب سپیکر، جب تک آپ کہیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں کہتا ہوں کہ 2 بجے تک کر لیں۔

جناب سپیکر، جب تک آپ کہیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں تو کہتا ہوں کہ 2 بجے تک ہی لے جائیں۔

جناب سپیکر، ویسے ٹائم تو اڑھائی بجے تک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ appreciate کریں گے کہ ہماری جو contribution ہے وہ بہت اچھی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، وہ تو ہم appreciate کرتے ہیں کہ آپ کی اچھی contribution ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، appreciate اس طرح ہے کہ اس کو اس کلاز کے بعد ختم کر کے اگلے دن پر لیا جائے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ ٹھیک ہے؟

وزیر قانون، جیسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے یہ جو ترمیم پیش کی ہے اس میں جو چیز میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس میں ایسی کوئی صوابدید مجاز اتھارٹی کے ہاتھ میں نہ رکھ دی جائے کہ جس سے وہ اختیارات کا غلط استعمال کرے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ نے جو propose کیا ہے۔ اس میں انھوں نے (a) میں یہ دے دیا ہے کہ---

"(a) Plots falling in the zone of above ten marlas and all constructed units shall be disposed of through open auction."

میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ اگر تو یہ سارا through open auction آتا ہے تو جو چارٹ دیا ہوا ہے اس کو اگر reorganize کر کے اس طرح رکھ دیا جائے تو It will be appropriated. کہ یہ سمجھنے والوں کو ذرا اچھے انداز میں سمجھ آ جائے گی کہ above ten marlas کا جو open auction ہے یہ کیا ہے۔ پھر جیسے انھوں نے اپنا ایک چارٹ دیا ہے میں نے اس میں یہ propose کیا ہے کہ اس میں ایک اور کالم ڈال کر اس چارٹ کو ٹھیک کر لیا جائے تاکہ جو بھی اسے پڑھے وہ آسانی سے اس کو سمجھ سکے اور اس پر صحیح طریقے سے عمل درآمد کر سکے۔ میری آپ کی وساطت سے یہی استدعا ہو گی کہ یہ جو میری ترمیم ہے اس کو منظور کر کے پذیرائی بخشی جائے۔

جناب سپیکر، جی، لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! موجودہ کلاز میں بیان کیا گیا ہے کہ 10 مرلہ تک کے پلاٹ کی منتقلی 95

فی صدی پلاٹوں کی حد تک بذریعہ نیلام عام ہو گی اور 5 فی صدی پلاٹ ڈیفنس پرسانل وغیرہ کو دیے جائیں گے۔ 5 مرلہ تک کے پلاٹ 90 فی صد بذریعہ نیلام عام منتقل کیے جائیں گے۔ 5 فی صد ڈیفنس پرسانل اور 5 فی صد ناداروں کو دیے جائیں گے۔

ترمیم کے ذریعے تجویز کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا تفصیل کے تحت 10 مرلے سے زائد کے پلاٹ دیے جائیں گے۔ ترمیم بے معنی ہے۔ کلاز 4 میں پہلے ہی بیان کیا گیا ہے کہ 10 مرلے سے اوپر کے تمام پلاٹ نیلام عام کے ذریعے منتقل کیے جائیں گے۔ ان پلاٹوں میں کوئی کوٹہ نہیں ہو گا۔ کوٹہ صرف 10 مرلے تک کے پلاٹوں میں ہو گا۔ اس طرح کوٹے کو محدود رکھا گیا ہے۔ اگر ترمیم مان لی جائے تو کوٹے کا رقبہ بڑھ جائے گا اور یہ قانون کی منشاء کے خلاف ہو گا بلکہ زیر غور قانون کو defeat کر دے گا۔ ترمیم مسترد فرمائی جائے۔

ترمیم کے ذریعے موجودہ کلاز میں دیے گئے چارٹ کی بھی ترمیم کی گئی ہے۔ یہ بھی غیر ضروری ہے کیونکہ کلاز 4(a) میں بیان کر دیا گیا ہے کہ 10 مرلے کے اوپر کے تمام پلاٹ نیلام عام کے ذریعے منتقل کیے جائیں گے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

(i) "That in para (b) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the words "above 5 marlas to 10 marlas" appearing in line 1, the words "above 10 marlas" shall be substituted".

(ii) "That for the table appearing after para (b) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted":-

Sr. No.	Manner of disposal	5-Marlas to 10-Marlas	5-Marlas
(i)	through open auction	9.5 %	90 %
(ii)	by allotment to the defence personnel who become permanently disabled or the legal heirs of the defence personnel who lay down their lives in the discharge of official duties.	3.5 %	3.5 %
(iii)	by allotment to such persons who become permanently disabled in the performance of functions or voluntary services in relation to the affairs of the Government or the legal heirs of the persons who die while performing such functions or services.	1.5 %	1.5%
(iv)	by allotment to destitutes in such manner as may be prescribed.		5 %

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, the question is:-

"That Clause 4 of the Bill do stand of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 4 do stand part of the Bill.

جناب سپیکر، اب اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 27۔ نومبر 1998ء

(آدینہ' 7۔ شعبان المعظم 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ٣
فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ٤ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ٥ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ
لَكَنُوْدٌ ۚ٦ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ٧ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۭ٨
اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ٩ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ١٠
اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّخَبِيْرٌ ۧ١١

سورۃ العٰدیٰت آیات 1 تا 11

اُن سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اُٹھتے ہیں٥ پھر پتھروں پر (نعل) مارکر آگ نکالتے ہیں ٥ پھر صبح کو چھاپا مارتے ہیں٥ پھر اس میں گرد اٹھاتے ہیں٥ پھر اس وقت (دشمن کی) فوج میں جا گھستے ہیں ٥ کہ انسان اپنے پروردگار کا احسان ناشناس (اور ناشکرا) ہے٥ اور وہ اس سے آگاہ بھی ہے٥ وہ تو مال کی سخت محبت کرنے والا ہے٥ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا کہ جو (مردے) قبروں میں ہیں وہ باہر نکال لیے جائیں گے٥ اور جو (بھید) دلوں میں ہیں وہ ظاہر کر دیے جائیں گے٥ بے شک ان کا پروردگار اس روز ان سے خوب واقف ہو گا٥

وما علینا الا البلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ داخلہ اور جیل خانہ جات کے سوالات ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی آپ نے ایک سے زائد مرتبہ یہ رولنگ دی ہے کہ متعلقہ محکمہ سوالوں کے جوابات up-to-date اور جو latest and fresh information پر base کرتے ہوں وہ دیا کریں۔ آج جس محکمہ کے سوالات کی باری ہے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے چونکہ یہ لوگوں کے جان و مال اور پراپرٹی کے تحفظ سے متعلقہ محکمہ ہے۔ اس جوابی شیٹ میں 24 سوالات ہیں۔ ہمیں کل جو جوابی شیٹ تقسیم کی گئی اس میں ان 24 سوالوں میں سے سات سوالوں کے آگے یہ لکھا ہوا تھا کہ جواب موصول نہیں ہوا اور ان میں ایسے سوال بھی تھے جو تقریباً ڈیڑھ سال سے جواب طلب تھے۔ اب ان سات میں سے کوئی چار پانچ سوالوں کے جواب آج ڈیسک پر رکھے گئے ہیں اور لازمی بات ہے کہ ان میں سے ضمنی سوالات پوچھنے میں کافی دقت ہو گی اور انھیں دیکھنے کا وقت بھی نہیں ملا۔ اس کے علاوہ 17 سوالات بچتے ہیں جن کی جوابی شیٹ کل تقسیم کی گئی تھی ان میں سے سوال نمبر 590 کا جواب ایک سال دو ماہ پرانا ہے۔ اس سے آگے دو سوالوں کا کل تک جواب موصول نہیں ہوا تھا آگے سوال نمبر 735 کا جواب ایک سال ایک ماہ پرانا ہے۔ اسی طرح سے اگلا سوال نمبر 814 ہے اس کا جواب ایک سال دو ماہ پرانا ہے اور اس کی تاریخ موصولی اسمبلی سیکرٹریٹ میں درج ہے۔ اس سے اگلا سوال 1078 (الف) کا جواب ایک سال پہلے کا ہے اسی طرح سوال نمبر 1078 ہے، 1274 ہے ان میں کسی کا گیارہ ماہ پہلے کا جواب موصول ہوا ہوا ہے اور کسی کا نو ماہ پہلے کا جواب موصول ہوا ہوا ہے کسی کا ایک سال دو ماہ پہلے کا جواب موصول ہوا ہوا ہے۔ تو اتنی پرانی یعنی سال سال پہلے کی information پر کیسے ضمنی سوالات ہو سکتے ہیں؟ ایوان کو کس چیز سے آگاہ کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے کہ یہ سوالات بھی اور جوابات بھی کافی پرانے ہیں۔ اس پر محکمے

کو latest information مہیا کرنی چاہیے تھی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ نے اس پر دو مرتبہ رولنگ دی ہے لیکن دونوں مرتبہ متعلقہ محکموں کو warn نہیں کیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس مرتبہ یہ سوالات جن کے جوابات اتنے پرانے ہیں انھیں آج take up نہ کیا جائے بلکہ انھیں pend کیا جائے اور ان پر جو latest information ہے اور جو up-to-date جوابات بنتے ہیں محکمے سے کہا جائے کہ وہ پیش کریں۔

جناب سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جوابات اسی تاریخ تک ہو سکتے تھے جس دن ہم نے جواب فائل کرنے تھے۔ مثال کے طور پر معزز رکن نے سوال نمبر 590 کی بات کی ہے تو میں نے اپنے طور پر محکمے سے up-to-date briefing لی ہے یعنی کل تک کی۔ جب میں جوابات کی تیاری کر رہا تھا تو میں نے اپنے طور پر سارے سوالوں کے ساتھ up-to-date figures لیے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر معزز رکن نے سوال نمبر 590 کی بات کی ہے۔ میں نے اس کے سامنے 15 نومبر 1998ء تک کی پوزیشن لکھی ہوئی ہے جس سے میں معزز ایوان کو آگاہ کروں گا۔ مجھے اس بات کا احساس تھا چونکہ اس محکمے سے متعلق وقفہ سوالات کافی عرصے کے بعد آیا ہے ہم نے جو پہلے جوابات دیے ہوئے تھے ان کو بھی up-to-date ہونا تھا' اس لیے میں نے up-to-date information رکھی ہوئی ہے۔ ان شاء اللہ جیسے جیسے ضمنی سوالات ہوں گے میں ان کے مطابق جوابات دیتا رہوں گا۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ آئندہ سے اسے دیکھ لیں۔

وزیر قانون، جناب والا! ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ مسئلے کا حل نہیں ہے اور نہ ہی میرے اعتراض کا جواب ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی بات ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، لاءمنسٹر صاحب نے اپنے بیگ میں جو رکھا ہوا ہے ہمیں کیا پتا کہ وہ کیا ہے؟ ان کے پاس تو ہر وقت information ہوتی ہے۔ وہ اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ سوال ایوان میں اٹھایا جائے تب ان کو جواب ملے بلکہ وہ تو ہر وقت informed ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ انھوں نے جو جواب ہاؤس میں تقسیم کیا ہے وہ کیا ہے؟ اب ان کی اپنی فائل میں یا بیگ میں جو بھی ہے اس کے

متعلق مجھے کیا پتا ہے ؟ اور میں اس سے متعلق کیا ضمنی سوالات کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے۔ وزیر قانون نے ہاؤس کو یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ آئندہ کے لیے اس میں بہتری پیدا کریں گے اور اس طرح کی صورت حال نہیں ہو گی۔ سب سے پہلا سوال حاجی مقصو احمد بٹ صاحب کا ہے۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک سیکنڈ ٹھہریں میں ابھی آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ اگلا سوال ہے سردار نسیم اللہ خان شاہانی صاحب کاہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہوں گا کہ آج ہاؤس کے اندر معزز اراکین اسمبلی کے کم ہونے کے باوجود بہت پالوشن ہے۔شاید آپ بھی محسوس فرما رہے ہوں گے۔ میرے خیال میں اگر آپ اپنے اسمبلی سیکرٹریٹ کو حکم فرمائیں کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ باہر بھی پالوشن ہے اور اندر بھی کافی زیادہ پالوشن ہے ۔

جناب سپیکر، اندر تو ٹھیک ہے ہمیں تو محسوس نہیں ہو رہا۔

جناب سعید احمد خان منیس، ابھی جب میرے معزز دوست ایک گھنٹے کے بعد تشریف لے آئیں گے تو یہ پالوشن اس سے زیادہ بڑھ جائے گی۔

جناب سپیکر، فی الحال تو ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر آپ سمجھتے ہیں ٹھیک ہے تو well and good جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے حکومت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کم ازکم مراعات یافتہ جو معزز اراکین ہیں ان کی حاضری تو یقینی بنائیں۔ کتنا اہم وقفۂ سوالات ہوتا ہے۔ یہ حکومت کا کام ہے کہ کم ازکم جو مراعات یافتہ معزز اراکین ہیں' جن میں وزراء صاحبان ہیں' پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ہیں' سپیشل اسسٹنٹ ہیں' چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں' کم ازکم ان کو تو پابند کریں کہ وقت پر آیا کریں۔ یہ میں آپ کی توجہ کے لیے عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ بات آپ کی درست ہے۔ قائد حزب اختلاف کی یہ بات درست ہے نہ صرف وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری بلکہ سب ممبران کو آنا چاہیے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ بڑی محنت کے بعد سوالات کے

جوابات تیار کیے جاتے ہیں۔ اس میں محکمے کا بھی پورا سٹاف کام کرتا ہے بلکہ ایک ایک سوال پر بہت خرچہ آتا ہے۔ اس بات کا اظہار بھی ہمارے ممبران اکثر اوقات کرتے رہتے ہیں اگر ان کے سوال کا جواب نہ آئے۔ افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ اکثر ممبران جنھوں نے سوال دیے ہوتے ہیں وہ خود موجود نہیں ہوتے۔ بہرحال منیس صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔ ممبران کو آنا چاہیے جمعہ کی وجہ سے آج 9 بجے اجلاس شروع ہونا تھا وہ بھی وقت پر شروع نہیں ہو سکا تو اس کے باوجود ابھی تک حاضری بہت کم ہے۔ بہرحال اب سوالات کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، سوال نمبر 689۔

گاڑیوں کی تعداد

*689۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ریسٹ ہاؤس، پولیس لائن بھکر، کے لیے کتنی رقم منظور ہوئی اور کتنی رقم خرچ ہوئی۔

(ب) پولیس ویلفیئر کے لیے کون کون سے منصوبے زیر غور ہیں۔

(ج) ضلع بھکر کی پولیس کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد کتنی ہے اور اس مد میں سالانہ کتنے اخراجات ہو رہے ہیں۔

(د) ضلع بھکر کی پولیس کے پاس اس وقت ناکارہ گاڑیاں کتنی ہیں اور کب سے ناقابل استعمال ہیں۔ حکومت نے ناکارہ گاڑیوں کے سلسلہ میں کیا اقدامات کیے ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) پولیس ریسٹ ہاؤس پولیس لائن بھکر کے لیے دو لاکھ روپے پیپلز ورکس پروگرام سے منظور ہوئے، جو متعلقہ محکمہ نے اپنی نگرانی میں خرچ کیے مزید دو لاکھ روپیہ ضلع کونسل بھکر سے مورخہ 19-02-97 کو وصول ہوئے۔ جن میں سے ایک لاکھ روپے 5 مارچ 1997ء سے قبل ریسٹ ہاؤس پر خرچ کیا گیا۔

(ب) پولیس ویلفیئر بھکر کے لیے درج ذیل فلاحی منصوبے زیر غور ہیں۔

1۔ پولیس ڈسپنسری، 2۔ پولیس ایمبولینس، 3۔ پولیس کنٹین، 4۔ پولیس ریسٹ ہاؤس، 5۔ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ

(ج) ضلع بھکر کی پولیس کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد 38 ہے اور اس مد میں سالانہ -/22,32,300 روپے خرچ ہو رہے ہیں۔

(د) ضلع بھکر کی پولیس کے پاس اس وقت کل 4 ناکارہ گاڑیاں ہیں۔ جن کی تفصیل یوں ہے۔ یہ گاڑیاں 97-10-04 سے ناکارہ ہیں۔

پک-اپ	3 عدد
موٹر سائیکل	1 عدد

موجودہ مالی سال کے دوران مرمت کی مد میں -/6,63,360 روپے کی رقم مہیا کی گئی ہے۔
اگلے مالی سال میں ٹرانسپورٹ کی مد میں ملنے والی رقم سے ان گاڑیوں کو درست کرایا جائے گا۔
مزید براں گاڑیوں کی موجودہ کل تعداد میں موجودہ حکومت نے پانچ نئی پک-اپ اور تین نئی موٹر سائیکلوں کا اضافہ کیا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ پولیس ریسٹ ہاؤس بھکر اور پولیس لائن بھکر کے لیے دو لاکھ روپے پیپلز ورکس پروگرام سے منظور ہوئے۔ میرا ان سے سوال ہے کہ میں نے تو پوچھا تھا کہ پولیس لائن اور پولیس ریسٹ ہاؤس کے لیے کتنی رقم رکھی ہوئی ہے اور انہوں نے صرف دو لاکھ روپے بتائے ہیں۔ میرے خیال میں یہ جواب نامکمل ہے۔ صحیح جواب ہمیں ملنا چاہیے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر پولیس ریسٹ ہاؤس اور پولیس لائن بھکر کے لیے دو لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا تھا کہ ان کے لیے کتنی رقم منظور ہوئی۔ اس کی پوری تفصیل ہے دو لاکھ روپے پیپلز ورکس پروگرام سے منظور ہوئے تھے جو متعلقہ محکمے نے اپنی نگرانی میں خرچ کیے اور مزید دو لاکھ روپے ضلع کونسل بھکر سے مورخہ 97-2-19 کو وصول ہوئے جن میں سے ایک لاکھ روپیہ 5 مارچ 1997ء سے قبل ریسٹ ہاؤس پر خرچ کیا گیا۔اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب یہ پولیس لائن اور پولیس ریسٹ ہاؤس دو علیحدہ مدیں ہیں۔ یہ جواب میرے خیال میں درست نہیں ہے۔ جناب والا! 2 لاکھ روپے میں آج کون سا ریسٹ ہاؤس بن سکتا ہے اور مکمل ہو سکتا ہے' یہ جواب نامکمل ہے۔ مہربانی فرما کر وزیر موصوف سے اس کا مکمل جواب

طلب کریں۔
وزیر قانون، میں نے مکمل ہونے کی تو بات ہی نہیں کی۔ انھوں نے پوچھا ہے کہ کتنے پیسے منظور ہوئے، میں نے وہ بتا دیے ہیں۔یہاں پر کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ اس سے وہ مکمل ہو چکے ہیں۔
جناب سپیکر، نہیں مکمل کا تو انھوں نے نہیں کہا۔
سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! انھوں نے کچھ بھی نہیں بتایا کہ اس وقت ریسٹ ہاؤس کی پوزیشن کیا ہے۔
وزیر قانون، وہ پوچھی بھی نہیں گئی تھی۔ آپ نے صرف رقم کا پوچھا تھا وہ میں نے بتا دی ہے۔
جناب سپیکر، جس طرح آپ سوال کریں گے اس حوالے سے جواب آئے گا۔ اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔
سردار نعیم اللہ خان شاہانی، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ریسٹ ہاؤس مکمل ہو چکا ہے یا نہیں۔
جناب سپیکر، آپ اس کی latest پوزیشن پوچھنا چاہتے ہیں۔
سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جی۔
وزیر قانون، جناب والا اس کی latest پوزیشن یہ ہے کہ ضلع کونسل کی طرف سے ہمیں جو دو لاکھ روپے موصول ہونے تھے اس میں سے ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے اور ابھی ایک لاکھ روپیہ نیشنل بنک میں موجود ہے اور وہ ابھی خرچ ہونا ہے۔ ابھی تک ریسٹ ہاؤس نا مکمل ہے۔
سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! یہ کب تک مکمل ہو جائے گا۔
وزیر قانون، جناب والا! ہم یہ کوشش کریں گے کہ اس کو جلد مکمل کیا جائے۔
جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔
رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 730 (معزز رکن نے چودھری زاہد محمود گورایہ کے ایماء پر دریافت کیا گیا۔)
وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب ہم نے نہیں دیا۔ اس کے لیے ہم نے اسمبلی کو لکھا ہوا ہے۔
جناب سپیکر، ہاں اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ sorry' اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس پر آپ توجہ فرمائیں کہ یہ جو سوال نمبر 730 ہے۔ اس کی تاریخ وصولی 11-06-97 ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب نے پہلے mention کیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ ایک ایسا معلمہ ہے' یہ ایک ایسا سوال ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ماورائے عدالت قتل ہو رہے ہیں اور پولیس کو اس بات کا لائسنس دے دیا گیا ہے کہ کسی کو بھی مار دیا جائے۔

جناب سپیکر، اس پر ابھی رانا صاحب نے بھی بات کی ہے۔آئندہ کے لیے میں نے کہا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ سختی سے حکومت کو کہیں کہ---

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے جو ذکر کیا ہے ۔ہم نے 25 نومبر کو اسمبلی کو ایک لیٹر لکھا ہے

Starred Assembly Question No . 730 moved by Ch Zahid Mahmood Goraia

اس کے متعلق ہم نے وضاحت کی ہے کہ،

In view of the excessive land details of the information required to be furnished which encompasses a span of 8 years the question attracts provisions of rule 48 (1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab and is not, therefore, admissible.

یہ ہماری استدعا تھی کہ یہ admissible نہیں ہے۔ اس میں بہت زیادہ ریکارڈ کی ضرورت ہوگی۔ اسمبلی کے ساتھ ہماری بات' خط کتابت ہو رہی ہے۔ہم آپ کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔ اگر آپ حکم دیں گے تو ہم اس کا جواب مہیا کر دیں گے۔ یہ بات نہیں ہے کہ محکمے نے اس کو نظر انداز کیا ہے اور اس کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ محکمے نے اسمبلی سے اس معاملے کو ٹیک اپ کیا ہوا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر اب تو بڑا کمپیوٹرائزڈ زمانہ ہے۔ اتنی بڑی حکومت کے پاس اسٹیبلشمنٹ ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ تین چار سال کا جواب دینا مشکل ہے میرے خیال میں تو یہ

بہانے ہیں۔ جناب سپیکر اس پر آپ ایکشن لیں۔

جناب سپیکر، ابھی اس پر چل رہا ہے کہ یہ سوال آ بھی سکتا ہے یا نہیں۔اس پر بحث چل رہی ہے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر ہم نے آپ کو لکھا ہے اور آپ سے یہ اجازت مانگی ہے کہ اس سوال کی اجازت نہ دی جائے۔ہم آپ سے گزارش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، پھر ابھی یہ مؤخر ہوا۔

وزیر قانون، جی یہ مؤخر ہے۔ ویسے اگر یہ ضلع وار اطلاع چاہتے ہیں تو وہ میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر، نہیں ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، لیکن انھوں نے ہر کیس کی علیحدہ تفصیل مانگی ہے ۔ اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے یہ سوال پھر موخر ہوتا ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، 735 (معزز رکن نے چودھری زاہد محمود گورایہ کے ایماء پر دریافت کیا گیا۔)

فرقہ واریت کے واقعات

*735۔چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1990ء سے لے کر اب تک صوبے میں فرقہ واریت کے کتنے واقعات رونما ہوئے ان میں کتنی انسانی جانوں کا ضیاع ہوا۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جو فرقہ واریت کے مقدمات درج ہوئے ان میں سے کتنے واقعات کے ملزمان کا سراغ لگایا جا سکا اور کتنے تاحال عدم پتہ ہیں؟

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سال 1990ء سے لے کر اب تک صوبے میں فرقہ واریت کے کل 395 واقعات رونما ہوئے۔ان میں 422 انسانی جانوں کا ضیاع ہوا۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جو فرقہ واریت کے مقدمات درج ہوئے ان میں سے 291 واقعات

کے ملزمان کا سراغ لگایا جا سکا ہے اور 43 عدم پتہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 291 ملزمان کا سراغ لگایا جا چکا ہے اور 43 عدم پتا ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنے لوگوں کو سزا ہوئی ہے اور کتنی کتنی سزا ہوئی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر آپ سوال ملاحظہ فرمائیں گے تو اس میں لکھا ہے کہ متذکرہ عرصہ کے دوران جو فرقہ واریت کے مقدمات درج ہوئے ان میں سے کتنے واقعات کے ملزمان کا سراغ لگایا جا سکا اور کتنے تا حال عدم پتا ہیں؟ جناب والا! یہاں مقدمات کے حوالے سے بات چیت نہیں ہوئی اس لیے میری گزارش سوال کے حوالے سے یہ ہے کہ نیا سوال درکار ہے۔

جناب سپیکر، جی درست ہے۔ اس کے لیے نئے سوال کی ضرورت ہے۔ یہ سوال اس سے متعلقہ نہیں ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا جو 43 آدمی عدم پتا ہیں ان کی گرفتاری کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! مذہبی دہشت گردی اور فرقہ واریت کے جو کیسز ہوتے ہیں ان میں سے بعض اوقات' ہوتا یہ ہے کہ نامعلوم افراد مار دیتے ہیں۔ عدم پتا وہ کیسز ہوتے ہیں جن میں نا معلوم افراد ہوتے ہیں اور بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں جو بعد میں کسی دوسرے مقدمے میں گرفتار ہو جاتے ہیں تو وہ اس سابقہ مقدمے کا بھی اعتراف کر لیتے ہیں۔اس لیے untrace سے ہماری مراد یہ ہے کہ جن کا ایف آئی آر میں نام درج نہیں ہوتا اور نامعلوم ہوتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ جو درج ہے کہ ان میں سے 291 واقعات کے ملزمان کا سراغ لگایا جا سکا ہے۔ سراغ لگایا جا سکنے سے مراد صرف ایف آئی آر میں نامزدگی ہے یا گرفتاری ہے؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ وہ مقدمات ہیں جو ٹریس ہو چکے ہیں ان میں سے کچھ لوگ رفتار ہوئے ہیں اور کچھ کی گرفتاری باقی ہے۔ یہ 291 مقدمات وہ ہیں جن کا اس وقت تک پولیس کو علم ہو چکا ہے اور ان میں سے بعض میں گرفتاریاں بھی ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 813 (معزز رکن نے مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ایماء پر دریافت کیا گیا۔)

سپرنٹنڈنٹ جیل کی اسامی

*813۔مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال کے سپرنٹنڈنٹ جیل کی اسامی گریڈ اٹھارہ کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اسامی پرگریڈ سترہ کے افیسرمسٹر فاروق نذیرکو سپرنٹینڈنٹ جیل تعینات کیا گیا ہے جبکہ اس سے سینئر گریڈ اٹھارہ کے دو افسران موجود ہیں۔

(ج) کیا حکومت گریڈ سترہ کے جونیئر افیسرمسٹر فاروق نذیر کو فوری طور پر اس اسامی سے تبدیل کر کے سینئر گریڈ اٹھارہ کے آدمی کو سپرنٹینڈنٹ جیل تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، 813 - یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس وقت گریڈ اٹھارہ میں کوئی آفیسر موجود نہ تھا۔ البتہ فاروق نذیر سے دو افسران حاجی محمد اسلم چدھڑ اور چودھری افضال محمود گریڈ سترہ میں سینئر تھے، لیکن ان دو افسران کے خلاف محکمانہ انکوائری کی وجہ سے انہیں تعینات نہیں کیا گیا تھا۔

(ج) اب فاروق نذیر کو گریڈ اٹھارہ میں بذریعہ ہوم ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبر Prs.A-3/96 مورخہ 27-12-97 ، عارضی طور پر (On Officiating Basis) ترقی دی گئی ہے۔ اس کو بذریعہ ہوم ڈیپارٹمنٹ آرڈر نمبر SO.Prs.-1-3/98-HD مورخہ 20-4-98 سنٹرل جیل ساہیوال سے تبدیل کر کے سپرنٹنڈنٹ جیل میانوالی تعینات کیا گیا۔ اس وقت گریڈ اٹھارہ کا کوئی آفیسرموجود نہ ہے۔ اس لیے سنٹرل جیل ساہیوال پر گریڈ سترہ ہی کا سپرنٹنڈنٹ جیل تعینات کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 814 (معزز رکن نے مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

یکساں گریڈ دیا جانا

*814۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں مذہبی امور سے متعلق خدمات سر انجام دینے والے ملازمین کے بنیادی سکیل درج ذیل ہیں۔

محکمہ تعلیم عربی ٹیچر	گریڈ 14
محکمہ بہبود معذوراں ٹیچر	گریڈ 14
محکمہ اوقاف خطیب	گریڈ14
محکمہ جیل خانہ جات Religious Teacher	گریڈ12

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا اسامیوں میں بھرتی کے لیے بنیادی اہلیت کی شرائط ایک جیسی ہیں۔ یعنی میٹرک درس نظامی۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان اسامیوں کے گریڈ میں اتنا تضاد کیوں ہے۔

(د) کیا حکومت محکمہ جیل خانہ کے Religious Teachers کی پوسٹ اپ گریڈکر کے دوسرے محکموں کے برابر گریڈ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

جناب سپیکر، یہ جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ اسامیوں میں بھرتی کے لیے بنیادی اہلیت کی شرائط ایک جیسی نہ ہیں۔

(ج) جزو (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے اور اسامیوں کے گریڈ میں تضاد (ضمنی الف) میں درج ہے۔

(د) محکمہ جیل خانہ جات میں مذہبی ٹیچر (Religious Teachers) کی اسامی کی بھرتی کے لیے صرف میٹرک بمعہ درس نظامی کی اہلیت کی وجہ سے گریڈ 12 کو اپ گریڈ کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

ضمنی "الف"

اسامیوں کے گریڈ میں تضاد کی تفصیل

نمبر شمار	محکمہ	پوسٹ مع گریڈ	اہلیت
1۔	تعلیم	عربی ٹیچر' بی۔ایس14	فاضل تربیت یافتہ' مع بی۔اے / بی۔ایس۔سی سیکنڈ ڈویژن اور پانچ سالہ پڑھائی کا تجربہ رکھتا ہو یا ایم۔اے عربی یا اس کے مساوی تعلیم یافتہ ہو۔
2۔	اوقاف	خطیب' بی۔ایس۔14	تمام اسامیاں بذریعہ پروموشن سکیل نمبر 12 کے سینئر خطیب / امام (بالحاظ فرق) پر ہوں گی۔ امیدوار اوقاف اکیڈمی سے تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھی شہرت کا حامل ہو۔ دوسرے مسالک کے علوم سے آگاہی' واعظ کرنے کی تربیت دینے کی اہلیت رکھتا ہو۔ ایم۔اے' اسلامیات / اسلامک سٹڈیز/ عربی پاس کے حامل افراد کو ترجیح دی جائے گی۔
3۔	جیل خانہ جات	مذہبی ٹیچر' بی۔ایس۔12	(i) میٹرک پاس بمعہ کسی منظور شدہ دار العلوم سے درس نظامی کی سند رکھتا ہو۔ (ii) عربی زبان میں کام کرنے کی اہلیت اور قرآن و حدیث میں دسترس رکھتا ہو۔
4۔	محکمہ بہبود معذوراں	ٹیچر' بی۔ایس14	محکمہ بہبود معذوراں کے سروس رولز ابھی تک نہیں بنائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید احمد خان منیس، سیلمنٹری۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! اس وقت جیلیں جرائم کے اڈے بن چکی ہیں اور اصلاح کے مراکز سے زیادہ جرائم کی نرسریاں بنی ہوئی ہیں۔ چھوٹے جرائم کرنے والے لوگ جب وہاں جاتے ہیں تو اس سے وہ ایسے نکلتے ہیں جیسے یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو کر ٹیکنیکل ٹریننگ کی ڈگریاں لے کر نکل رہے ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیل عادی مجرموں اور منشیات فروشوں کے لئے عبرت گاہ کی بجائے محفوظ ترین کاموں کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ منشیات فروشی جیسی جرائم کے بارے میں ملنے والے الزامات آپ کے سامنے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب سعید احمد خان منیس: میں اس پر یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حکومت کے علم میں ہے اور کیا حکومت اس بارے میں کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! سوال نمبر 814 جس کا میں نے جواب دینا ہے یہ ایک religious مجرم جیل کا ہے اس کے سپاہ سکیل سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: یہ اس سے ملتا جلتا سوال بھی نہیں ہے۔

وزیر قانون: یہ تو اس کے پے سکیل سے متعلق سوال ہے جس کا میں نے جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر: اگلا سپلیمنٹری کوئی نہیں۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب۔

حاجی امداد حسین: 1078 (الف)

پولیس مقابلہ

*1078 (الف)۔حاجی امداد حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

اپریل 1997ء سے آج تک لاہور میں کتنے پولیس' کہاں کہاں ہوئے اور کتنے افراد نشانہ بنے؟

جناب سپیکر: یہ جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

اپریل 1997ء سے آج تک ضلع لاہور میں 18 پولیس مقابلے ہوئے جن میں 19 ملزمان جاں بحق ہوئے۔ تفصیل پولیس مقابلہ درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مقدمہ نمبر مع جرم و ضلع و تھانہ	ہلاک
1-	476/97' جرم 353/324/392/ت۔پ /65-20-13 اے۔او تھانہ مغل پورہ لاہور	2
2-	327/97 جرم 148/149/324/353ت۔پ تھانہ ٹاؤن شپ لاہور	1
3-	387/97جرم 353/324/332ت۔پ' /65-20-13 اے۔او تھانہ گلبرگ' لاہور	1
4-	174/97 جرم 34/324/353/186 ت۔پ /65-20-13 اے۔او تھانہ نصیر آباد	2
5-	136/97 جرم 186/353/395/365ت۔پ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور	-
6-	212/97 جرم 149/148/427/186/346/395/353 ت۔پ تھانہ گارڈن ٹاؤن لاہور	-
7-	314/97 جرم 353/186/324ت۔پ تھانہ لیاقت آباد' لاہور	1
8-	178/97 جرم 353/324 ت۔پ 65-20-13 اے۔او تھانہ سبزہ زار لاہور	1
9-	192/97 جرم 353/324 ت۔پ65-20-13۔اے او تھانہ سبزہ زار لاہور	1
10-	259/97 جرم 324/34/353ت۔پ 65-20-13 اے۔او تھانہ سبزہ زار لاہور	1

11-	222/97 جرم353/324/332/186 ت۔پ تھانہ گلشن راوی لاہور	-
12-	304/97جرم186/353/302/324ت۔پ تھانہ نواں کوٹ لاہور	-
13-	154/97جرم186/342/353/324/393 ت۔پ13-20-65 اے۔او تھانہ مسلم ٹاؤن لاہور	1
14-	379/97 جرم353/186ت۔پ13-20-65' اے او تھانہ مانگا منڈی لاہور	1
15-	207/97جرم 148/186/324/353ت۔پ 13-20-65 اے۔او تھانہ لوئر مال لاہور	1
16-	210/97 جرم 148/149/353/302/324/427ت۔پ تھانہ شاہدرہ لاہور	2
17-	453/97 جرم 324/394/353 ت۔پ 13-20-65 اے۔او تھانہ شاہدرہ لاہور	2
18-	634/97 جرم224/353/227/324/392 ت۔پ تھانہ شاہدرہ لاہور	2

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی امداد حسین، جی سپلیمنٹری۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب! سپلیمنٹری۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! میں نے یہ سوال چودہ ماہ پہلے کیا تھا۔ چودہ ماہ کی رپورٹ نامکمل ہے۔ جو انھوں نے لکھا کہ انہیں ملزمان جاں بحق ہوئے۔ یہ مکمل جواب نہ ہے۔ اور جگہ کا نام بھی نہیں لکھا گیا!

جناب سپیکر، آپ latest position پوچھنا چاہتے ہیں؟

حاجی امداد حسین، جناب والا! وہ تو پوچھ ہی لیں گے مگر جو چودہ ماہ پہلے سوال کیا گیا تھا کہ اپریل

1997ء سے آج تک لاہور میں کتنے پولیس مقابلے کہاں کہاں ہوئے؟ اور کتنے افراد نشانہ بنے؟

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب!

وزیر قانون: اپریل 1997ء سے لے کر 19-11-198 تک 67 پولیس مقابلے لاہور میں ہوئے اور ان مقابلوں میں تین پولیس ملازمین شہید اور چار زخمی ہوئے۔ اور باقی جو لوگ ہیں ان کی تعداد میں دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی حاجی صاحب اور سپلیمنٹری۔

حاجی امداد حسین: جناب والا! جگہ کا نام نہیں لکھا گیا کہ پولیس مقابلے کہاں کہاں ہوئے؟

وزیر قانون: جناب والا! وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ تھانہ مغلپورہ' تھانہ ٹاؤن شپ' تھانہ گلبرگ لاہور' تھانہ نصیر آباد' تھانہ گارڈن ٹاؤن۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جگہ کا نام پوچھا۔

حاجی امداد حسین: جناب والا! میں نے جگہ کا نام پوچھا ہے تھانے کا نام نہیں پوچھا۔ جس جگہ پر وقوعہ ہوا اس جگہ کا نام پوچھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں' وہ اس ایریا کا ہی نام ہوتا ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! جب ایک وقوعہ ہو تو اس سے متعلقہ بات یہ پوچھی جاتی ہے کہ یہ وقوعہ کون سے تھانے میں ہوا؟ ہم نے تھانے کا بتانا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی ظاہر ہے تھانے کا ہی نام ہوتا ہے۔

حاجی امداد حسین: میں نے تھانے کا نام ہی نہیں لکھا نہ میں نے پوچھا ہے۔ میں نے جگہ کا نام پوچھا ہے اس لیے مجھے جگہ کا نام بتایا جائے کہ کہاں کہاں مقابلے ہوئے؟

جناب سپیکر: آپ نے سوال میں یہ کس جگہ پوچھا ہے؟ آپ کا جو سوال ہے اسے ذرا پڑھ لیں۔

حاجی امداد حسین: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ اپریل 1997ء سے آج تک لاہور میں کتنے پولیس مقابلے کہاں کہاں ہوئے اور کتنے افراد نشانہ بنے؟

وزیر قانون: نمبر1۔ 476/97 جرم 392, 353 ت پ 13/20/65 کو تھانہ مغلپورہ میں پولیس مقابلہ ہوا۔

جناب سپیکر: جی۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! محترم منسٹر صاحب پھر وہی بات کرتے ہیں کہ یہ تھانے کا نام بتا دیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ میں نے جگہ کا نام پوچھا ہے۔ تھانوں کا نام تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔ لاہور تو بہت بڑا ہے مجھے جگہ کا نام بتایا جائے۔

وزیر قانون، کسی گلی یا محلہ کا نام تو معلوم نہیں یہاں پر ہمارے پاس جو معلومات ہیں وہ تھانے کے حوالے سے ہیں کہ کس پولیس اسٹیشن میں پولیس مقابلہ ہوا؟

حاجی امداد حسین، نہیں سر! میں نے پولیس اسٹیشن کا پوچھا ہی نہیں۔ میں نے پوچھا ہی یہ ہے کہ مجھے جگہ کا نام بتایا جائے؟

جناب سپیکر، ویسے آپ نے جگہ کا بھی نہیں پوچھا۔

حاجی امداد حسین، جی میں نے نہیں پوچھا۔ معذرت کے ساتھ کہ کہاں کہاں ہوئے اور کتنے افراد نشانہ بنے؟

جناب سپیکر، یہ جو سوال ہے کہ اپریل 1997ء سے آج تک لاہور میں کتنے پولیس مقابلے کہاں کہاں ہوئے اور کتنے افراد نشانہ بنے؟ اس میں جگہ کا کوئی نہیں۔

حاجی امداد حسین، سر کہاں کہاں کا مطلب کیا ہے؟

جناب سپیکر، کہاں کہاں تو پھر تھانے کا ایریا ہوتا ہے۔

حاجی امداد حسین، سر! وہ تو جو مرضی بن سکتا ہے تھانے کا ایریا۔ میں نے تھانے کا ذکر ہی نہیں کیا۔ میں نے جو جگہ کا پوچھا ہے۔

جناب سپیکر، اس سوال میں جگہ کا بھی ذکر نہیں ہے جو اصل سوال ہے اس میں بھی۔ اسی سے ملتا جلتا ضمنی سوال ہوتا ہے نا۔

حاجی امداد حسین، جی۔ جناب والا! میں نے یہی عرض کیا ہے کہ کہاں کہاں ہوئے؟

جناب سپیکر، کہاں کہاں میں انھوں نے اس تھانے کے ایریا کو لکھا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! ہمارے پاس جو ریکارڈ ہے۔ اگر یہ معزز رکن چاہتے ہیں تو میں یہ تمام ایف آئی آر کی فوٹو کاپی ان کو مہیا کر دیتا ہوں۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو میں ان کو جائے واردات کا نقشہ بھی

دے دیتا ہوں۔ یہ ملاحظہ فرمالیں گے۔

حاجی امداد حسین، جی منگوا دیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، سپلیمنٹری؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میرا سپلیمنٹری یہ ہے کہ معزز وزیر صاحب نے یہاں تھانوں کا ذکر کیا ہے' لاہور میں فلاں تھانے میں یہ پولیس مقابلے ہوئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ لاہور میں مختلف پولیس ڈویژن ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں بھی یہ سوال کیا تھا تو وہ confuse ہوگئے تھے کہ جی' پورے ڈویژن کا ہم نہیں دے سکتے۔ میں پولیس ڈویژن کی بات کر رہا ہوں جیسے مثلاً صدر ڈویژن ہے' ماڈل ٹاؤن ڈویژن ہے' جہاں ایس پی ماڈل ٹاؤن ہوتا ہے' ایس پی صدر ڈویژن ہوتا ہے۔ ایس پی کینٹ ہوتا ہے۔ یہ جو تھانے انھوں نے جتائے ہیں اس میں سب سے زیادہ کون سے پولیس ڈویژن میں یہ پولیس مقابلے لاہور میں ہوئے ہیں؟ مثلاً ایس پی کینٹ کے ماتحت زیادہ مقابلے ہوئے ہیں' صدر کے ماتحت زیادہ ہوئے ہیں' ماڈل ٹاؤن کے ماتحت زیادہ ہوئے ہیں' کس کے ماتحت زیادہ پولیس مقابلے ہوئے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! میں نے تھانہ وائز معلومات فراہم کی ہیں۔ اب اگر ڈویژن وائز کہتے تو میں دو منٹ میں فراہم کر دیتا۔ کیونکہ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ کون سا تھانہ کون سے ڈویژن میں ہے۔ اگر یہ نیا سوال دیں گے تو ہم ڈویژن وائز اس کا بریک اپ دے دیں گے۔ کیوں کہ وہ بھی اسی سے conclude ہوتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ذرا ******* استعمال کرکے ابھی گیلری میں سے پوچھ لیں۔ مجھے پولیس کی کیپ نظر آرہی ہے۔ یہ لوگ اسی لیے آتے ہیں کہ وہ ان کو گائیڈ کریں۔ یہ کوئی اتنا لمبا سوال نہیں۔ یہ ایک منٹ میں جا سکتے ہیں۔ وہاں سے چٹ منگوا کر کہ کون سے سب ڈویژن میں سب سے زیادہ پولیس مقابلے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی حرج والی بات بھی نہیں ہے۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! وہ سامنے پی کیپ پڑی نظر آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں پر پولیس کے لوگ بیٹھے ہیں۔ اور لازماً ہوم ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی بیٹھے ہوں گے۔ ****** استعمال کرلیں کوئی حرج نہیں ہے۔ relexation of rules آپ کردیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! This is not proper attitude اور خاص طور پر معزز قائد حزب اختلاف کا یہ کہنا کہ ****** یہ انتہائی قابل اعتراض ہیں--

جناب سپیکر، یہ الفاظ ******** حذف کر دیے جائیں۔ راجہ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ آپ کو یہ بتانا ضروری ہے کہ ایک اطلاع آپ کے سوال کے بارے میں کہ اگر یہاں پر متعلقہ لوگ اس محکمے کے ہیں' ان کو بلانے کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے تاکہ وہ ہاؤس کی کارروائی سنیں اور اس میں جو چیزیں سامنے آتی ہیں وہ نوٹ بھی کریں تاکہ آئندہ جب وہ آئیں تو پوری تیاری سے آئیں۔ اور دوسرا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر ان کے پاس انفرمیشن ہے تو وہ فوری آنی چاہیے' آپ کے پاس پہنچنی چاہیے۔ کوئی ٹیسٹ یا امتحانات نہیں ہو رہے کہ اس میں ******** کی کوئی بات ہو۔ جی راجا صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جواب ہم نے تھانہ وائز دیا ہے اگر ہم تھانہ وائز نہ دیتے' سب ڈویژن وائز دیتے تو یہ کہتے کہ کس کس تھانے میں ہوئے ہیں۔ ہم نے تفصیلاً جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اگر سب ڈویژن کی حد تک جواب دیں گے تو یہ کہیں گے کہ نہیں' پورے ضلع میں بتا دیں' کس ایس پی کے متعلقہ ہیں تو میں consolidate کر کے اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا بڑا جائز سوال تھا اور وقفہ سوالات اسی لیے ہوتا ہے اور یہ غیر نشان زدہ سوال نہیں' یہ نشان زدہ سوال ہے اس پہ ضمنی سوال آنے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میں نے آپ کو اجازت دی ہے آپ ضمنی سوال کریں۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سعید احمد خان منیس، میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اخبارات کے مطابق لاہور کے صدر سب ڈویژن میں سب سے زیادہ پولیس مقابلے ہوئے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

وزیر قانون، میں یہ معلومات انھیں اسی وقفہ سوالات کے دوران فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، 1078 (ب)

گاڑیوں کے چالان

*1078(ب)۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ٹریفک پولیس نے لاہور میں دھواں چھوڑنے والی کتنی گاڑیوں کے چالان کیے کتنا جرمانہ وصول کیا تفصیل بتائی جائے اور آئندہ کے لیے کیا لائحہ عمل اختیار کیا؟ تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

ٹریفک پولیس لاہور نے سال رواں کے دوران دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے 33486 چالان کیے اور عدالتوں کی طرف سے مبلغ -/2,846,310 روپے جرمانہ ہوا۔

آئندہ کے لیے لائحہ عمل،

اس سلسلہ میں چیف سیکرٹری پنجاب' سیکرٹری ماحولیات' سیکرٹری ٹرانسپورٹ' اور ڈی۔ آئی ۔جی ٹریفک پنجاب' کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں Environment Squad ترتیب دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سکاڈ میں ایک ٹریفک مجسٹریٹ' نمائندہ ماحولیات' موٹر وہیکل ایگزیمنیر (نمائندہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ) اور ٹریفک پولیس کا عملہ شامل ہوگا۔ جو گاڑیوں کو چیک کریں گے۔ جو گاڑیاں درست ہوں گی ان کو گرین سٹکر اور جو زیادہ دھواں چھوڑنے والی یا شور کرنے والی ہوں گی ان کو وارننگ سلپ جاری کریں گے۔ جس کے تحت وہ مقررہ میعاد کے اندر گاڑیوں کی آواز درست کرائیں گے اور دھواں دینے کے اسباب کو دور کرائیں گے۔ مقررہ میعاد کے بعد دھواں دینے والی اور شور کرنے والی گاڑیوں کو موقع پر جرمانہ کیا جائے گا اور مزید قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جائے گی۔

بعد ازاں مورخہ 27-10-97 کو اسسٹنٹ کمشنر ٹریفک لاہور کے دفتر میں میٹنگ ہوئی جس میں مندرجہ ذیل افسران نے شرکت کی۔

1۔ ڈاکٹر وقارحسین چودھری' اسسٹنٹ کمشنر ٹریفک لاہور (سربراہ)

2۔ سجاد شیرازی RTA/MMPI لاہور C/O سیکرٹری RTA

3۔ ذوالفقار احمد' ڈی۔ایس۔پی ٹریفک سٹی لاہور

4۔ قیصر کھتانہ' پریذیڈنٹ NEAT لاہور

5۔ عبدالقیوم اعوان' چیئرمین لوکل منی بس فیڈریشن لاہور

6۔ اشفاق احمد خان' ٹریفک مجسٹریٹ' لاہور

7۔ امتیاز احمد خان نیازی' STM لاہور

8۔ امیر گل خان' پریذیڈنٹ رکشہ یونین لاہور

اس میٹنگ میں کیے گئے فیصلے کے مطابق دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف مہم مورخہ 15-11-97 سے شروع کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

حاجی امدادحسین، جناب! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر! میرا سوال تھا ٹریفک پولیس لاہور میں دھواں چھوڑنے والی کتنی گاڑیوں کے چالان کیے' کتنا جرمانہ وصول کیا۔ تفصیل بتائی جائے۔ آئندہ کیا لائحہ عمل اختیار کیا گیا۔

جواب میں آئندہ کا لائحہ عمل لکھا گیا کہ جو گاڑیاں درست ہوں گی ان کو گرین سٹکر اور جو گاڑیاں زیادہ دھواں چھوڑنے یا شور کرنے والی ہوں گی ان کو وارننگ سلپ جاری کریں گے جس کے تحت وہ مقررہ میعاد کے اندر گاڑیوں کی آواز درست کرائیں گے اور دھواں دینے کے اسباب کو دور کرائیں گے۔ کیا اس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، جی عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔

وزیر قانون، جناب! نہ صرف عمل درآمد شروع ہو چکا ہے بلکہ اس سے مزید یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر وزیر ٹرانسپورٹ کی سربراہی میں ایک ٹاسک فورس بنائی گئی ہے جس میں چیف سیکرٹری

پنجاب چیئرمین ٹاسک فورس اینڈ ٹریفک، آئی جی، ہوم سیکرٹری، سیکرٹری ٹرانسپورٹ، سیکرٹری انوائرنمنٹ، ڈی آئی جی ٹریفک اورکمشنر لاہور اس کے ممبر ہیں۔ یہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے اور اس کمیٹی کو یہ فرض سونپا گیا ہے کہ وہ 31 دسمبر تک نہ صرف لاہور بلکہ تمام بڑے شہروں کی ٹریفک کو درست کرنے کے لیے اور جس طرح معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں اور دوسری ٹریفک violation کے لیے ایک جامع پالیسی مرتب کر کے دیں تاکہ اس پر پورے پنجاب میں عمل درآمد کرایا اور اس کے لیے 31 دسمبر ڈیڈ لائن دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب۔

حاجی امداد حسین، جناب! انھوں نے لکھا ہے کہ اس میٹنگ میں کیے گئے فیصلے کے مطابق دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف مہم 15-11-97 سے شروع کی جا چکی ہے، لیکن جہاں تک مجھے معلومات حاصل ہیں، اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ اگر لاہور میں کسی گاڑی کو گرین سٹکر لگایا گیا ہے تو اس کا نمبر بتایا جائے۔ یہ پورے پنجاب کی بات کرتے ہیں میں لاہور کی بات کرتا ہوں کسی ایک گاڑی کا نمبر بتایا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ صرف کل کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں اس میں بھی سٹکر لگانے کی تصاویر موجود ہیں یعنی سٹکر لگائے جا رہے ہیں اور میں نے جس 15 نومبر کا ذکر کیا ہے، 15 نومبر کو اس مہم کا آغاز ماڈل ٹاؤن سے کیا گیا تھا اور یہ اخبارات میں بھی خبر آئی تھی اور وہ بھی میں معزز رکن کی خدمت میں ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ 15 نومبر سے اس کا کام شروع ہو چکا ہے۔ جناب! میں 15-11-97 کی بات کر رہا ہوں اور یہ 15-11-98 کی بات فرما رہے ہیں۔

یہاں جو جواب دیا ہے میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔ اس میٹنگ میں کیے گئے فیصلے کے مطابق دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف مہم مورخہ 15-11-97 سے شروع کی جا چکی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں کل کی بات بتا رہا ہوں۔

حاجی امداد حسین: آپ کل کی بات کرتے ہیں میں اس جواب کی بات کرتا ہوں جو ایک سال پہلے آپ نے دیا تھا۔

وزیر قانون، میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ اس میں تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ مہم شروع ہو چکی ہے اور کل کے اخبارات میں بھی یہ خبر تھی کہ سٹکر لگائے جا رہے ہیں اور دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! کب تک سٹکر لگنے شروع ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر، ان کے پاس جو انفرمیشن ہے اس کے مطابق سٹکر لگنے شروع ہو چکے ہیں؟

حاجی امداد حسین، جناب! لاہور میں ایسی ایک بھی گاڑی مجھے بتائی جائے جس میں سٹکر لگ گیا ہو۔ اس کا نمبر اور مالک کا نام بتایا جائے۔

وزیر قانون، میں نے سٹکر نہیں لگایا اس لیے نہ مجھے مالک کا پتا ہے' نہ گاڑی کا پتا ہے۔ میں تو کل کے اخبارات کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

حاجی امداد حسین، انھوں نے اخبارات کی بات کی۔ اس مہم پر عمل درآمد کی بات تو حکومت نے کرنی ہے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ کو اس کے لیے نیا سوال کرنا پڑے گا کہ کن کن گاڑیوں کو گرین سٹکر لگے' ان کے مالکان کے نام اور گاڑیوں کے نمبر بتائے جائیں۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب نے لکھا ہے کہ 15-11-97 سے کام شروع ہو چکا ہے یہ کل کی بات بتا رہے ہیں۔ میں 15-11-97 کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر یہ چاہیں تو نیا سوال دیں میں تمام ریکارڈ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ نیا سوال دے دیں۔ اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 1151۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1151۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ داخلہ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر

اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ داخلہ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم پر کوئی سرکاری ملازم معطل نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! یہ تو آپ کا ہر محکمے کا pet سوال ہے۔ جی ضمنی سوال۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ایک تو اس میں misprint ہے غالباً اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے ہوگا۔ میں نے سوال کیا تھا کہ موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1998ء تک، آپ appreciate کریں گے۔تاریخ وصولی 25-11-98 ہے تو ایک تو اس میں یہ کمی رہ گئی ہے اور دوسرا

جناب سپیکر، میں نے ابھی پتا کیا ہے۔ منیس صاحب نے جو سیکرٹریٹ کے بارے میں بات کی ہے۔ تاریخ وصولی 02-10-97 ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہاں ایسے لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، وہ جواب کا حصہ یہ ہے۔ آپ نیچے پڑھ رہے ہیں۔ جب آپ نے سوال بھیجا اس کی تاریخ 02-10-97 تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا انھیں یقین ہے کہ اس عرصے میں وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے کوئی معطلی نہیں ہوئی کیوں کہ ہم اخبارات میں اکثر پڑھتے رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ نے فلاں کو معطل کر دیا اور وزیر اعظم نے فلاں کو معطل کر دیا۔

جناب سپیکر، جی راجا صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جب میں نے جواب دیا ہے تو میں نے سوچ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، جواب سوچ سمجھ کر دیا ہے۔(قہقہہ) اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

چودھری غلام احمد خان، (سوال نمبر 1273۔ (جناب شاہد محمود بٹ کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

پولیس تشدد سے ہلاکت

*1273۔ **جناب شاہد محمود بٹ**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2-11-97 کو موضع شاہو والا کے رہائشی مسمی محمد یار، صدر سب ڈویژن کے تھانہ جھال چکیاں کے پولیس افسران کے تشدد سے ہلاک ہو گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہلاک ہونے والا شخص مسمی محمد یار کسی مقدمہ میں پولیس کو

مطلوب بھی نہ تھا۔

(ج) اگر یہ درست ہے تو مسمی محمد یار کسی مقدمہ میں مطلوب نہ تھا تو پھر پولیس افسران نے تشدد سے کیوں مار دیا۔ اس واقعہ میں ملوث کتنے افراد کے خلاف ایف۔آئی۔آر درج کی گئی ہے اور کیا ملزمان کی گرفتاری عمل میں لائی جا چکی ہے۔ نیز حکومت بے گناہ افراد پر پولیس تشدد کے واقعات کے تدارک کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)؛

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 1-11-97 کو محمد یار ولد شیر محمد قوم نجوتھہ ساکن شاہ والی تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی موت پولیس افسران تھانہ جھال چکیاں کے تشدد سے واقع ہوئی۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ مسمی محمد یار ایک سابقہ ریکارڈ یافتہ شخص تھا۔ دوران تفتیش مقدمہ نمبر 184 مورخہ 27-05-97 جرم 379 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں میں ایس۔آئی/ ایس۔ایچ۔او محمد فرید نے بحوالہ ضمنی نمبر 5 مورخہ 05-08-97 میں اے۔ایس۔آئی محمد متاع کو حکم دیا تھا کہ سابقہ ریکارڈ یافتہ مجرمان محمد یار عرف یارو مع دیگران کو شامل تفتیش کر کے مال مسروقہ کی برآمدگی کی کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں متوفی محمد یار کو شامل تفتیش کیا جانا ضروری تھا۔ کیونکہ متوفی تھانہ جھال چکیاں شاہ پور صدر کینٹ تھانہ صدر ضلع سرگودھا تھانہ مٹھہ ٹوانہ ضلع خوشاب کے مقدمات میں سابقہ ریکارڈ یافتہ تھا۔ ان مقدمات کی فہرست درج ذیل ہے:۔

1۔مقدمہ نمبر 19' مورخہ 10-6-82 جرم 380/454 ت۔پ تھانہ شاہ پور صدر

2۔ مقدمہ نمبر 37' مورخہ 21-3-83 جرم 324 ت۔پ تھانہ شاہ پور صدر

3۔ مقدمہ نمبر 72' مورخہ 30-5-85 جرم 411/370 ت۔پ تھانہ شاہ پور

4۔ مقدمہ نمبر 101' مورخہ 20-6-85 جرم 34/307 ت۔پ تھانہ شاہ پور صدر

5۔مقدمہ نمبر 327' مورخہ 6-9-83 جرم 411 ت۔پ تھانہ کینٹ

6۔ مقدمہ نمبر 128' مورخہ 7-4-84 جرم 411' ت۔پ تھانہ صدر سرگودھا

7۔ مقدمہ نمبر 41' مورخہ 6-2-84 جرم 380/457 ت۔پ تھانہ صدر سرگودھا

8۔ مقدمہ نمبر 629' مورخہ 19-11-87' جرم 411/379' ت۔پ تھانہ صدر سرگودھا

9۔ مقدمہ نمبر 19' مورخہ 89-12-28 جرم 411/379 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں

10۔ مقدمہ نمبر 409' مورخہ 89-12-24' جرم 380/457 ت۔پ۔ تھانہ جھال چکیاں

11۔ مقدمہ نمبر 46' مورخہ 95-3-1 جرم 380/357 ت۔پ تھانہ مٹھہ ٹوانہ ضلع خوشاب

12۔ مقدمہ نمبر 48' مورخہ 95-3-3 جرم 380/357 ت۔پ تھانہ مٹھہ ٹوانہ ضلع خوشاب

13۔ مقدمہ نمبر 254' مورخہ 95-10-3 جرم 13/20/65 اے۔او تھانہ جھال چکیاں

14۔ مقدمہ نمبر 332' مورخہ 94-12-31 جرم 380/457 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں

15۔ مقدمہ نمبر 196' مورخہ 95-8-16 جرم 380/457 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں

16۔ مقدمہ نمبر 66' مورخہ 95-3-16 جرم 411/457 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں

17۔ مقدمہ نمبر 204' مورخہ 93-3-17 جرم 302 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں

18۔ مقدمہ نمبر 258' مورخہ 95-10-11 جرم 411 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں

19۔ مقدمہ نمبر 15' مورخہ 89-1-22 جرم 411/379 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں

(ج) محمد یار متوفی کو اے۔ایس۔آئی' محمد ممتاز' کانسٹیبل محمد حیات نمبر 386 اور کانسٹیبل منظور احمد نمبر 1120 نے تشدد کے ذریعے ناجائز اور غیر قانونی طور پر ہلاک کیا۔ جس کی بابت ان کے خلاف مقدمہ نمبر 355 مورخہ 97-11-1 جرم 34/302 ت۔پ تھانہ جھال چکیاں درج ہوا۔ اے۔ایس۔ آئی محمد ممتاز اور کانسٹیبل منظور احمد نمبر 1120 کو مورخہ 97-11-7 کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا۔ جبکہ تیسرا ملزم محمد حیات نمبر 386 تاحال مفرور ہے۔ جس کی گرفتاری کے لیے کوشش جاری ہے۔ مقدمہ مندرجہ بالا کی تفتیش ڈی۔ایس۔پی صاحب صدر سرکل کی ذاتی نگرانی میں جاری ہے۔ جنہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مفرور ملزم کو فوری طور پر گرفتار کریں اور بعد از تکمیل تفتیش چالان عدالت میں بغرض ساعت بھجوائیں۔ بے گناہ افراد پر پولیس تشدد میں ملوث پولیس ملازمین کے خلاف بغیر کسی رعایت کے مروجہ قانون کے مطابق فوری طور پر کارروائی عمل میں لائی جا کر محکمانہ سزا دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں تمام پولیس افسران کو پہلے سے ہدایات دی گئی ہیں کہ کسی بے گناہ شخص کو ناجائز حراست میں نہ رکھیں۔ اور نہ ہی تشدد کریں۔ اس سلسلہ میں اس امر کی یقین دہانی کی جا رہی ہے کہ پولیس افسران سرکاری فرائض کی ادائیگی کے دوران رولز کے مطابق عمل کریں اور اپنے اختیارات و حدود سے تجاوز

نہ کریں۔

چودھری غلام احمد خان، متوفی 1982ء سے لے کر 95-10-11 تک 19 مقدمات میں مطلوب تھا۔ میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ آج تک کسی مقدمے میں گرفتار ہوا اگر نہیں ہوا تو کیا وجوہات تھیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! وہ گرفتار ہوا تھا تو تب ہی پولیس کی حراست میں وہ فوت ہوا۔

جناب سپیکر، وہ گرفتار ہوا ہی تھا تو دوران تفتیش اس کی موت واقع ہوئی۔

چودھری غلام احمد خان، جناب! وہ تو آخری مقدمے میں گرفتار ہوا تھا۔ اس سے پہلے 82ء سے لے کر 95ء تک مقدمات کی بڑی لمبی فہرست ہے۔ یہ بتائیں کہ وہ کسی مقدمے میں گرفتار ہوا؟

جناب سپیکر، راجا صاحب! وہ پوچھنا یہ چاہ رہے ہیں کہ وہ اس سے پہلے کسی بھی مقدمے میں کبھی گرفتار ہوا؟

وزیر قانون، جناب! ہم نے اس کے خلاف مقدمات کی فہرست دی ہے۔ وہ جس مقدمے میں گرفتار ہوا ہے اس کا جواب دیا ہے اور یقینی طور پر 16 سال کے دوران وہ کسی نہ کسی مقدمے میں ضرور گرفتار ہوا ہو گا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ 16 سال میں کسی نے اسے پوچھا نہ ہو۔

جناب سپیکر، جی ہاں' اس وقت اس کی تفصیل تو مشکل ہے۔

چودھری غلام احمد خان، جناب سپیکر! اس میں تفصیل بڑی ضروری ہے۔

جناب سپیکر، اگر آپ سوال کے حوالے سے ضمنی سوال کرتے ہیں تو اس میں آپ کو جواب دیا جاتا ہے۔ آپ ذرا اس سوال کو پڑھ لیں۔

جناب سپیکر، اب ضمنی سوال کریں۔

چودھری غلام احمد خان، جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو الزام علیہان ہیں ان کے خلاف تفتیش وہ ڈی ایس پی کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ کوئی specific officer ہو گا؟ جس کے ذمے وہ تفتیش لگی ہوئی ہے۔ اس کے متعلق یہ فرمائیں کہ کون کر رہا ہے۔ نگرانی تو SDPO تمام تفتیشوں کی متعلقہ حلقے میں کرتا ہے۔

جناب سپیکر، یہ جو ہلاکت ہوئی اس کی تفتیش کس کے ذمے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! چالان مکمل ہو چکا ہے اور عدالت میں جا چکا ہے۔ ان کی ہلاکت کے مقدمہ میں ملزمان محمد ممتاز اور منظور گرفتار ہو کر ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں مقید ہیں۔ جب کہ ملزم حیات اشتہاری ہے۔ ملزمان کے خلاف نامکمل چالان مورخہ 31-8-98 کو برائے سماعت عدالت جناب سیشن جج صاحب سرگودھا داخل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، یہ کیس عدالت میں پہنچ چکا ہے۔

چودھری غلام احمد خان، میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس کی جوڈیشل انکوائری ہوئی؛ اگر ہوئی تو کس آفیسر نے کی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جن پولیس ملازمین کی حراست میں اس کی ہلاکت ہوئی تھی' جو اس میں ملوث پائے گئے' ان کے خلاف محکمانہ انکوائری ہوئی' اس میں وہ ملوث پائے گئے۔ چالان مکمل ہو کر عدالت میں جا چکا ہے۔ اب عدالت نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر، محکمانہ انکوائری ہوئی' اور انکوائری ہونے کے بعد کیس عدالت تک پہنچ چکا ہے۔ اگلا سوال بھی شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 1274 (معزز رکن نے جناب شاہد محمود بٹ صاحب کے ایماء پر دریافت کیا)۔

تھانہ احمد پور میں ڈکیتی کی واردات

*1274۔ **جناب شاہد محمود بٹ۔** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2-11-97 کو ڈاکوؤں نے شام پانچ بجے کے قریب ریلوے پھاٹک نزد تھانہ احمد پور' منڈی ڈھاباں سنگھ کے علاقے میں ناکہ لگایا تھا اور تقریباً 100 افراد سے لاکھوں روپے لوٹ گئے اور مسافروں پر تشدد کیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا کسی ڈاکو کی گرفتاری عمل میں لائی جا چکی ہے اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 2-11-97 کو تین نامعلوم مسلح اشخاص نے شام کے وقت ریلوے

پھاٹک نزد تھانہ احمد پور منڈی ڈھاباں سنگھ کے علاقے میں راہ گیروں سے رقم چھین لی۔ مسمی غلام رسول اور اس کے ہمراہی تاجدین سے بھی نقدی' -/8027 روپے چھینی گئی۔ ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں سے بھی رقم چھینی گئی۔ جس پر مقدمہ نمبر 255/97 مورخہ 2-11-97 بجرم 392 ت۔پ تھانہ احمد پور (ڈھاباں سنگھ) درج ہوا۔

(ب) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ مورخہ 2-11-97 کو ڈاکوؤں نے چند راہ گیروں کو لوٹا اور فرار ہو گئے۔ ان ملزمان میں سے ابھی تک کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں نہ لائی جا سکی ہے تاہم ان کی گرفتاری کے لیے ایک ٹیم مقرر کر دی گئی ہے اور کوشش جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کے جواب میں درج ہے کہ ملزم کی گرفتاری کے لیے ایک ٹیم مقرر کی دی گئی ہے اور کوشش جاری ہے۔ یہ جواب تقریباً چھ ماہ پہلے کا ہے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس میں تازہ ترین صورت حال کیا ہے؟ اس ٹیم کی کیا کارکردگی اب تک سامنے آئی ہے؟

جناب سپیکر: جی' راجا صاحب اس کی تازہ ترین صورت حال کیا ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! جیسا کہ جواب میں بھی بتایا گیا ہے کہ نامعلوم افراد تھے اور ابھی تک یہ مقدمہ trace نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا ابھی تک کچھ پتا نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلا سوال بھی جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا سوال ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 1456 معزز رکن نے چودھری سلطان محمود محمود گوندل کے ایماء پر دریافت کیا)

محکمہ پولیس میں ترقی کے لیے کوٹہ کا تناسب

*1456۔ **چودھری سلطان محمود گوندل:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ پولیس میں ایس۔پی کے عہدہ پر ترقی کے لیے ڈی۔ایس۔پی کے لیے کتنا کوٹہ مقرر

ہے اور اے۔ایس۔پیز کے لیے کتنا کوٹہ مقرر ہے۔

(ب) سال1980ء سے1997ء تک کتنے DSP حضرات ایس۔پیPromote کیے گئے اور کیا یہ کوٹے کے مطابق پورے ہیں۔

(ج) کیا DSP سے SP یاDIG ترقی یاب کرتے وقت DPC کے لیے کوئی تاریخ مقرر کی جاتی ہے؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) محکمہ پولیس میں ایس۔پی کے عہدے پر ترقی کے لیے ڈی۔ایس۔پیز کے لیے 40 فی صد اور اے۔ایس۔پیز کے لیے 60 فی صد کوٹہ مقرر ہے۔

(ب) سال 1980ء سے 1997ء تک 137 ڈی۔ایس۔پی حضرات ایس۔پی کے عہدے پر ترقی یاب کیے گئے۔ اس وقت 60 صوبائی افسران کے کوٹہ کے برعکس 45 افسران حاضر سروس ہیں۔ جبکہ 15 صوبائی افسران کی ترقی کی گنجائش موجود ہے۔

(ج) ڈی۔ایس۔پی کے عہدے سے بطور ایس۔پی کی ترقی کے لیے حکومت پنجاب کا مقرر کردہ پرونشل سلیکشن بورڈ موجود ہے۔ پروموشن کے کیسوں پر غور کرنے کے لیے باقاعدہ تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ جبکہ ایس۔پی سے ڈی۔آئی۔جی کے عہدے پر ترقی کے کیسوں پر غور کرنے کے لیے مرکزی حکومت کا قائم کردہ بورڈ تاریخ مقرر کرتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس کے جواب کے جز (ب) میں ہے کہ سال 1980 سے 1997 تک 137 ڈی ایس پی حضرات ایس پی کے عہدے پر ترقی یاب کیے گئے۔ اس وقت 60 صوبائی افسران کے کوٹے کے برعکس 45 افسران حاضر سروس ہیں جب کہ 15 صوبائی افسران کی ترقی کی گنجائش موجود ہے۔ جب یہ ترقی کی گنجائش موجود ہے تو پھر اس میں ترقی کیوں نہیں دی گئی اور ان خالی اسامیوں کو پر کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر، آپ کا سوال یہ ہے کہ 45 افسران حاضر سروس ہیں اور 15 صوبائی افسران کی ترقی کی گنجائش موجود ہے۔ اس گنجائش کو آپ کب پر کر رہے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہائی کورٹ نے stay order جاری کیا ہوا ہے۔ اس لیے ڈی پی سی نہیں ہو رہی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ہائی کورٹ سے stay کب ہوا ہے؟ اور تقریباً تین چار ماہ پہلے ڈی پی سی ہوئی ہے اور لوگوں کو ترقیاں مل گئی ہیں۔ اگر ہائی کورٹ سے stay ہوا ہے تو سوال کے جواب میں یہ بات کیوں نہیں بتائی گئی؟

وزیر قانون، جناب والا! 19-3-98 کو stay ہوا تھا اور تاحال ہے۔ جناب سپیکر! میں interim order بھی پڑھ دیتا ہوں:

> In this view of the matter the meeting of the DPC in so for as their police matters are concerned in stay. The case to come up on 19. 03.98.

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! آپ یہ نوٹ فرمائیں کہ یہ جواب 22-11-98 کو موصول ہوا ہے اور محکمہ نے یہ جواب نامکمل داخل کیا ہے۔

جناب سپیکر، نامکمل نہیں ہے۔ جی' جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 137 ڈی ایس پیز کو ایس پی کے عہدہ پر ترقی دی گئی' ان میں کتنے ڈی ایس پیز حضرات کو out of turn ترقی دی گئی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ سوال DPC کا تھا' جو ریگولر پروموشن ہوتی ہیں۔ اس میں out of turn کی بات نہیں تھی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 1542 (معزز رکن نے جناب سعید اکبر خان کے ایماء پر دریافت کیا)

محمد اسلم سب انسپکٹر کا تبادلہ

*1542۔ جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد اسلم سب انسپکٹر پولیس 1990ء سے 1993ء تک ضلع بھکر میں

تعینات رہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محمد اسلم تھانہ منکیرہ کا S-H-O بھی رہا ہے اور اس پر انٹی کرپشن کے تحت بے شمار پرچے بھی درج ہوئے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل منکیرہ کے لوگ وفد کی شکل میں ایس۔پی بھکر اور ڈی۔آئی۔جی سرگودھا کو بھی ملے اور ان کی شکایت پر اس کا تبادلہ پی۔سی میں کر دیا گیا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ اب پھر ایک ماہ بعد اس کا تبادلہ پی۔سی سے ضلع بھکر کر دیا گیا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محمد اسلم سب انسپکٹر پولیس کو ضلع بھکر سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست ہے کہ محمد اسلم، سب انسپکٹر ضلع بھکر میں مورخہ 17-11-90 سے 04-07-93 تک تعینات رہا۔

(ب) یہ درست ہے کہ سب انسپکٹر محمد اسلم تھانہ منکیرہ ضلع بھکر میں بھی بطور ایس۔ایچ۔او تعینات رہا ہے اور اس کے خلاف تھانہ منکیرہ و تھانہ انٹی کرپشن فیصل آباد میں دو مقدمات درج ہوئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ مقدمہ نمبر 124 مورخہ 12 9.91 بجرم 5.2.47 تھانہ منکیرہ بحوالہ حکم نمبر 7340 مورخہ 23.2. 92 مجاریہ ہائی کورٹ لاہور مقدمہ پینڈ نگ ہے۔

2۔ مقدمہ 249 مورخہ 19.12.97 بجرم 161 ت۔پ بجرم 47 2 5 تھانہ انٹی کرپشن فیصل آباد رجسٹر ہوا اور محمد اسلم خان نیازی ADI کے پاس پینڈ نگ پڑا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ سب انسپکٹر مذکور کا تبادلہ ضلع بھکر سے ضلع سرگودھا نہ کہ پی۔سی بحوالہ حکم نمبر 33543-46/E مورخہ 31-10-97 دفتر ہذا سے جاری ہوا۔ احکام تبادلہ و دیگر متعلقہ ریکارڈ سے یہ بات عیاں نہ ہوتی ہے کہ سب انسپکٹر محمد اسلم کا تبادلہ تحصیل منکیرہ کے وفد کی شکایت پر ہوا تھا۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ سب انسپکٹر مذکورہ کا تبادلہ ضلع سرگودھا سے دوبارہ ضلع بھکر بحوالہ حکم

نمبری 5537-40/E مورخہ 26-2-98 دفتر ہذا سے جاری ہوا۔

(ہ) مذکورہ سب انسپکٹر کا تبادلہ ضلع بھکر سے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میعاد کا قبل از وقت تعین ناممکن ہے۔ عام حالات میں ایک ضلع میں سب انسپکٹر دو سال سے لے کر تین سال تک تعینات رہ سکتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 1565۔

دہشت گردی کے مقدمات کی تعداد اور ان کی تفصیل

*1565۔جناب سعید احمد خان منیس۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1998ء سے آج تک صوبے بھر میں دہشت گردی اور مذہبی بنیادوں پر قتل کی کل کتنی وارداتیں ہوئی ہیں نیز ان وارداتوں میں ملوث کتنے افراد گرفتار ہوئے۔

(ب) جز(الف) میں مندرجہ مقدمات میں سے کتنے مقدمے دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں میں سماعت کے لیے بھیجے گئے ان میں سے کتنے مقدمات کا فیصلہ ہوا اور کتنے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں نیز ان مقدمات کی تعداد کیا ہے جن کا ان عدالتوں سے فیصلہ 15 دن کے اندر ہوا؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یکم جنوری 1998ء سے آج تک صوبہ بھر میں دہشت گردی اور مذہبی بنیادوں پر قتل کی کل 20 وارداتیں ہوئیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) پر لف ہے۔ اور ان وارداتوں میں 15 افراد گرفتار ہوئے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا مقدمات میں سے 17 زیر تفتیش ہیں۔ 3 مقدمات دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں برائے سماعت بھجوائے گئے۔ ہیں جو تاحال زیر سماعت ہیں۔ کسی مقدمے کا ابھی تک فیصلہ نہ ہوا ہے اور نہ ہی کسی مقدمہ کا فیصلہ 15 دن میں ہوا ہے۔

ضمیمہ "الف"

نام ضلع/ رینج	تعداد واردات	تعداد افراد گرفتار	تعداد مقدمات زیر تفتیش	تعداد مقدمات زیر سماعت عدالت برائے دہشت گردی
لاہور	3	3	2	1
قصور	1	-	1	-
گوجرانوالہ رینج	2	1	2	-
فیصل آباد رینج	7	-	7	-
ملتان رینج	4	-	4	-
ڈی۔جی۔خان رینج	3	11	1	2
ٹوٹل	20	15	17	3

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں برائے سماعت بھجوائے گئے ہیں جو تاحال زیر سماعت ہیں۔ کسی مقدمے کا فیصلہ ابھی تک نہ ہوا ہے اور نہ ہی کسی مقدمے کا فیصلہ پندرہ دن میں ہوا ہے؟

جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو انسداد دہشت گردی ایکٹ ہے کیا اس کے تحت یہ ضروری نہیں کہ پندرہ دن میں اس کا فیصلہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، راجا صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ اس کے تحت ضروری ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ اگر کسی مقدمے کا فیصلہ پندرہ دن کے اندر نہیں ہوتا تو متعلقہ جج صاحب وجوہات بیان کرکے اس کو آگے extend کر سکتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو مقدمات ہیں، جن کی پندرہ دن کی میعاد بڑھائی گئی ہے۔ ان کی وجوہات کیا ہے؟

وزیر قانون، یہ عدالت سے متعلقہ ہیں، میرے متعلقہ نہیں ہیں۔ اگر عدالت پندرہ دن میں فیصلہ نہیں کرتی اور اسے extend کرتی ہے تو کم از کم میں عدالت سے نہیں پوچھ سکتا کہ آپ وجہ بیان کریں۔

کیونکہ ان کا فیصلہ ہائی کورٹ کے آگے appealable ہے۔
جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! معزز وزیر محکمہ داخلہ کے جوابات دے رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ محکمہ داخلہ سے متعلقہ بھی ہیں کہ progress of the case محکمہ کو پتا ہونی چاہیے۔ کیونکہ انسداد دہشت گردی ایکٹ بہت ہی------
جناب سپیکر، آپ کس کیس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔
جناب سعید احمد خان منیس، انھوں نے جو تین کیس بتائے ہیں کہ جو پندرہ دن میں مکمل نہیں ہوئے، میں تو ان تینوں کیسوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں کہ ان کی وجوہات کیا ہیں کہ پندرہ دن سے آگے کیوں بڑھائے گئے؟
وزیر قانون، جناب سپیکر! کیا کسی عدالت سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ وہ کیسز کرنے کا فیصلہ کیوں نہیں کر رہی اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟
جناب سپیکر، نہیں، عدالت سے تو یہ نہیں پوچھا جا سکتا۔ یہ تو ہائی کورٹ ہی پوچھ سکتی ہے۔
جناب سعید احمد خان منیس، یہ آنریبل منسٹر صرف منسٹر فار ہوم ہی نہیں ہیں، منسٹر فار لاء بھی ہیں اور منسٹر فار پارلیمنٹری افیرز بھی ہیں۔ یہ بڑا relevant سوال ہے۔ یہ ان کے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔
جناب سپیکر، آپ اپنے سوال کو ذرا specify کریں۔
جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ نہیں کہتا کہ جج صاحب سے ہی جا کر پوچھیں۔ ایڈووکیٹ جنرل سے تو پوچھ سکتے ہیں۔
وزیر قانون، جناب سپیکر! ایڈووکیٹ جنرل سے متعلقہ بات ہی نہیں ہے۔ یہ عدالتیں ضلعے کی سطح پر کام کر رہی ہیں جب کہ ایڈووکیٹ جنرل ہائی کورٹ میں کام کرتا ہے۔
جناب سعید احمد خان منیس، چلیں، ڈسٹرکٹ اٹارنی سے پوچھ لیں۔
وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ معزز قائد حزب اختلاف یہاں آ کر پڑھتے ہیں۔ اگر یہ سوال کو پہلے سے پڑھ کر آتے تو انھیں معلوم ہوتا کہ کسی عدالت کو کسی مقدمے کے فیصلے کے لیے پابند نہیں کیا جا سکتا۔
رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ جو جواب داخل کیا گیا ہے اس میں انھوں نے یہ چارٹ بنا کر پیش کیا ہے۔ اس میں ٹوٹل بیس مقدمات Anti Terrorist Act کے تحت درج کیے گئے ہیں۔ جہاں تک Anti Terrorist Court کی disposal کا تعلق ہے اس سے تو خیر پوری قوم تشویش کا شکار ہے۔ لیکن اس چارٹ سے صورت حال دوسری نظر آ رہی ہے کہ لاہور رینج میں ایک اور ڈیرہ غازی خان رینج میں دو' مقدمات کے چالان عدالت میں پیش ہوئے ہیں۔ باقی قصور' گوجرانوالہ' فیصل آباد' ملتان سے کوئی بھی مقدمہ عدالت میں برائے سماعت پیش ہی نہیں کیا گیا جب کہ 20 میں سے 17 ان رینجز کے مقدمات بنتے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کی کوئی latest figure ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! انھوں نے صوبہ بھر میں دہشت گردی اور مذہبی دہشت گردی کے واقعات کا پوچھا ہے اور انھوں نے یکم جنوری 1998ء سے لے کر اب تک کی بات کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہی بات کر رہا ہوں کہ انھوں نے یہ جو چارٹ بنایا ہے۔ اس میں ضمیمہ (الف) میں بیس مقدمات ہیں جو sectarian ہیں۔ لاہور میں تین آدمی گرفتار ہوئے۔ دو زیر تفتیش ہیں' ایک عدالت میں سماعت کے لیے بھیجا گیا ہے۔ قصور میں ایک ہے' عدالت میں کوئی نہیں بھیجا گیا۔ گوجرانوالہ رینج میں دو ہیں۔ ملزم گرفتار بھی ہوا ہے لیکن عدالت میں کوئی نہیں بھیجا۔ فیصل آباد میں سات ہیں لیکن عدالت میں کوئی نہیں بھیجا گیا۔ ملتان رینج اور ڈیرہ غازی خان میں صرف دو ہیں۔ یعنی ان بیس مقدمات میں سے سماعت کے لیے صرف تین مقدمات عدالت میں پیش کیے گئے ہیں۔ باقی 17 ابھی تک عدالت کو بھیجے ہی نہیں گئے۔

جناب سپیکر، آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی۔

وزیر قانون، چونکہ وہ 17 مقدمات زیرتفتیش ہیں۔ ابھی تک ان کے چالان مکمل نہیں ہوئے۔ اس لیے وہ عدالت میں نہیں بھیجے گئے۔

جناب سپیکر، کیا ابھی ان کی تفتیش ہو رہی ہے؟

وزیر قانون: جی' ہاں۔

جناب سعید احمد خان منیس: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی'

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں نے اس سوال میں یہ بھی پوچھا ہے کہ "یکم جنوری 1998ء سے آج تک صوبہ بھر میں دہشت گردی اور مذہبی بنیادوں پر قتل کی کتنی وارداتیں ہوئی ہیں نیز ان وارتوں میں ملوث کتنے افراد گرفتار کیے؟" تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں دہشت گردی اور مذہبی بنیادوں پر میں نے جو سوال کیا ہے---

جناب سپیکر: جی ہاں۔ انھوں نے ٹوٹل بتایا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: ٹوٹل 20 ہیں؟

جناب سپیکر: جی' ٹوٹل 20 ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں آنریبل منسٹر صاحب سے ایک دفعہ پھر پوچھنا چاہوں گا کہ وہ یقین سے کہتے ہیں کہ یہ صرف 20 ہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ نے پوچھا ہے کہ "یکم جنوری 1998ء سے آج تک صوبہ بھر میں دہشت گردی اور مذہبی بنیادوں پر قتل کی کتنی وارداتیں ہوئی ہیں"؟ تو وہ 20 وارداتیں ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: تو 20 ہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی' جو کیسز رجسٹر ہوئے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ figures کم ہونے سے انھیں حیرانگی کیوں ہوئی ہے؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ واقعات نہیں ہوئے۔ آپ چاہتے ہیں کہ زیادہ ہونے تھے؟ یہ figures بالکل صحیح ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I reserve my right to check the figures.

جناب سپیکر: جی' بے شک کریں۔ اگلا سوال ہے۔ میاں عبدالستار صاحب!

چولستان میں نقل و حرکت پر عائد کردہ پابندی کو ختم کرنے کے لیے اقدامات

*1575- میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور ڈویژن کے اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز صاحبان نے چولستان میں ہر قسم کی گاڑیوں مثلاً ٹریکٹر، بس، ٹرک، ویگن اور موٹر سائیکل وغیرہ کے داخلے پرپابندی نافذ کر رکھی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چولستان کا وسیع رقبہ زرخیز ہے اور کافی علاقہ میں لوگ آباد ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چولستانی باشندوں کو اپنے عزیز و اقارب وغیرہ کو ملنے اپنے مویشوں کی نقل و حرکت، اپنی فصلوں کو مارکیٹ تک لے جانے اور بیماروں کو ہسپتال تک لے جانے میں پابندی کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہےکمشنر بہاولپور ڈویژن نے اپنے ماتحت ڈی۔سی صاحبان کو مورخہ25 نومبر 1997ء کو چولستان میں گاڑیوں کے داخلہ پر پابندی اٹھانے کا حکم دیا تھا جس کی ایک کاپی سیکرٹری داخلہ پنجاب کو ارسال کی تھی۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمشنر بہاولپور ڈویژن کے واضح احکامات کے باوجود ڈی۔سی۔رحیم یار خان نے ابھی تک چولستان میں گاڑیوں کے داخلے پر پابندی لگائی ہوئی ہے جس کی طرف سے جاری کردہ چٹھی نمبری جی۔بی۔1499 مورخہ 7 مارچ 1998ء ہے۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کمشنر بہاولپور ڈویژن اپنے احکامات نہ ماننے والے اپنے ماتحت افسران کے خلاف کارروائی کرنے اور چولستان میں گاڑیوں اور چولستانی باشندوں کے داخلہ پر نافذ کردہ پابندی اٹھانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست نہیں۔ آج کل ایسی کوئی پابندی عائد نہ کی گئی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) چونکہ ایسی کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ اس لیے مویشیوں کی نقل و حرکت یا بیمار وغیرہ کو ہسپتال لے جانے کے سلسلے میں مشکلات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(د) درست ہے۔

(ہ) ایسی کوئی پابندی ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے عائد نہیں کی ہے۔ ماضی میں ایک آدھ بار اجازت نامہ جاری کیا گیا تھا۔ لیکن اب ایسا کوئی اجازت نامہ جاری نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

(و) ہر جزو کے بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ کمشنر بہاول پور ڈویژن کے احکامات کی خلاف ورزی نہیں کی گئی، اس لیے کسی ماتحت آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ ------ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال ہے۔ حاجی احمد خان ہرل صاحب! ----- موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ہے۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب! ----- موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ہے۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب! ----- موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ہے۔ راجہ سلطان عظمت حیات صاحب ----- موجود نہیں ہیں۔ سوال دے کر تو ان کو آنا چاہیے۔ کیونکہ اس کے اوپر بڑی محنت ہوتی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری ہوم بھی آج کافی محنت کر کے آئے ہیں۔ مجھے نظر آ رہا ہے۔

خواجہ ریاض محمود: آپ بولنے ہی نہیں دے رہے۔ میں بولنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: اچھا، میں نے نہیں دیکھا کہ آپ بھی بولنا چاہ رہے تھے۔ کیونکہ آپ کے منسٹر صاحب جواب دے رہے تھے۔ اگلے سوال پر آپ کو اجازت دے دیں گے۔ جی، اگلا سوال ہے۔ جناب جانسن مائیکل صاحب! ----- وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ہے۔ جناب سعید اکبر خان صاحب! ----- موجود نہیں ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ: سوال نمبر 1877 (معزز رکن نے سعید اکبر خان کے ایماء پر دریافت کیا)

مسٹر طلعت محمود اسسٹنٹ عباس لائن لاہور کے خلاف انکوائری کرانے کے اقدامات

*1877- **جناب سعید اکبر خان۔** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملک عطا اللہ مورخہ 25-3-1977 کو پولیس میں انسپکٹر کے عہدے پر فرائض انجام دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہید انسپکٹر کی بیوہ بیٹی سے محکمہ پولیس کے مسٹر طلعت محمود

اسسٹنٹ عباس لائن بٹالین نمبر 1 لاہور نے دھوکہ دہی سے دو لاکھ پچیس ہزار روپے (2,25,000) حاصل کیے لیکن پانچ سال گزرنے کے باوجود نہ رقم واپس ہوئی اور نہ بیوہ کے بیٹے کو پولیس میں بھرتی کروایا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس نے اس سلسلہ میں مورخہ 16 جولائی 1998ء کو حکم دیا کہ 13۔ دن کے اندر اندر مذکورہ واقعہ کی رپورٹ دی جائے۔ (حوالہ نمبر 1720/ISO-SD مورخہ 17 جولائی 1998ء)

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شہید انسپکٹر کی بیوہ بیٹی کو مذکورہ رقم دلانے اور مسٹر طلعت محمود اسسٹنٹ مذکور کے خلاف محکمانہ انکوائری کر کے سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب بشارت راجا):

(الف) انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کی رپورٹ کے مطابق ملک عطاللہ نامی انسپکٹر مورخہ 77-3-25 کو شہید نہیں ہوا۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ مورخہ 98-7-16 کو مسماۃ نجمہ نے درخواست دی تھی کہ وہ انسپکٹر شہید کی بیٹی ہے اور یہ کہ اس نے بیٹوں کی بھرتی کے لیے رقم دی تھی۔

(ج) یہ درست ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس نے مورخہ 16 جولائی 1998ء کو 15 دن کے اندر انصاف کا حکم دیا تھا۔ چونکہ الزام علیہ کو 14 جولائی کو ہی نوکری سے برطرف کر دیا گیا تھا لہذا اس کے خلاف مزید محکمانہ کارروائی نہیں ہو سکتی۔

(د) الزام علیہ کی پنجاب کانسٹیبلری میں تعیناتی کی وجہ سے کمانڈنٹ پنجاب کانسٹیبلری سے رپورٹ مانگی گئی۔ رپورٹ کے مطابق طلعت محمود نوکری سے غیر حاضری کی پاداش میں مورخہ 14-07-98 کو ملازمت سے برخاست کیا جا چکا ہے۔ اس وقت طلعت محمود سرکاری ملازمت میں نہ ہے۔ اس لیے مزید محکمانہ کارروائی نہ ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ ----- کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال ہے غلام شبیر جوئیہ صاحب! ----- موجود نہیں ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ سوال بھی مکمل ہوتے ہیں۔ بہرحال سوال دینے کے بعد

ممبران کو آنا چاہیے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ سارے سوال مکمل ہو گئے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی تھی کہ جن سوالات پر on his behalf نہ کہا جائے وہ take up تصور نہیں ہوتے' اس لیے ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے جائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تھانہ ٹبی کے اشتہاری ملزمان

*590۔ حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر داخلہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تھانہ ٹبی لاہور اور اس سے منسلک چوکی کی حدود میں کل کتنے اشتہاری ملزمان ہیں ان کے نام و پتہ جات کیا ہیں۔ وہ کتنے عرصہ سے پولیس کو مطلوب ہیں نیز ان کے خلاف کس جرم کے تحت مقدمات درج ہیں۔

(ب) متذکرہ تھانہ اور اس سے منسلک چوکی کی حدود میں رہائش پذیر اشتہاری ملزمان کی گرفتاری نہ ہونے کی وجہ کیا ہے۔ کیا اس معاملے کے کسی ذمہ دار پولیس افسر کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اگر جواب ہاں میں ہو تو کس کے خلاف' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) تھانہ ٹبی' سٹی لاہور کے اشتہاری مجرمان کے بارے میں مفصل رپورٹ مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام و پتہ ملزمان اشتہاری	مقدمہ مع جرم	کب سے پولیس کو مطلوب ہیں۔
1۔	اول شیر ولد خیر یار قوم پٹھان سکنہ ضلع پشاور	18/83 جرم 364 الف' ت۔پ	23.6.83
2۔	محمد اقبال ولد احمد خان قوم نیازی	82/81 جرم 34/302 ت۔پ	4.3.81

	بھائی خیل تھانہ موچی ضلع میانوالی		
3۔	طارق محمود ولد محمود احمد قوم جٹ سکنہ مکان نمبر 2253 چیت رام جی سٹی لاہور	159/88 جرم 353/332 ت۔پ	8.5.88
4۔	عمر خان ولد مہتاب خان قوم پٹھان سکنہ سرال کودو تھانہ سرائے کرم ضلع پشاور	704/75 جرم 382 ت۔پ	16.9.75
5۔	سردار خان ولد آواز خان سکنہ غواہ منڈی ایجنسی پشاور	190/90 جرم 411/379 ت۔پ	10.8.90
6۔	اللہ دتہ ولد عبدالرشید قوم ملک نوشہرہ فوجیاں جلال پور جٹاں ضلع گجرات	291/90 جرم 307/379 ت۔پ	1.11.90
7۔	یوسف ملتانی سکنہ نامعلوم آوارہ گرد داتا دربار	302/94 جرم 302 ت۔پ	19-7-94
8۔	سید اسد عباس ولد کرم حسین قوم سید داتا دربار سکنہ عقب میاں ہوٹل سوئی شاہدرہ لاہور	513/94 جرم 302 ت۔پ	21-11-94
9۔	محمد اکرم بٹ ولد سیف اللہ قوم کشمیری سکنہ اگوکی ضلع سیالکوٹ	155//95 جرم 302 ت۔پ	27.3 95
10۔	محمد شفیق عرف بابا ولد عبدالمجید قوم آرائیں سکنہ سوتر منڈی اندرون موچی گیٹ، لاہور	155/95 جرم 302 ت۔پ	27.3.95
11۔	محمد اصغر عرف کالے خان پتہ نامعلوم	155/95 جرم 302 ت۔پ	27.3.95
12۔	محمد ندیم ولد وزیر احمد سکنہ تلہ پرانا شمسی جوکڑہ تھانہ مالی پورہ ضلع سیالکوٹ	573/94 جرم 381 ت۔پ	18.11.94
13۔	رضوان ولد عزیز خان قوم 1530/ڈی پٹھان سکنہ سوتر منڈی اندرون لوہاری گیٹ لاہور	520/95 جرم 337 ایچ 11 ق۔د	17.8.95
14۔	خالد جاوید ولد محمد غوث ورک سکنہ	512/95 جرم 324 ت۔پ	20.11.95

نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

15۔	خرم بٹ ولد جاوید بٹ مکان نمبر 4، گلی نمبر 49، وسن پورہ، شاد باغ لاہور	821/95 جرم 79-4-11	27.11.95
16۔	شبیر احمد ولد نامعلوم پتہ نامعلوم	820/96 جرم 402/399ت۔پ	27.10.96
17۔	مامون رشید ولد عبدالرشید قوم انصاری سکنہ آبادی مولا بخش گلی نمبر 4 نوشہرہ روڈ تھانہ باغبانپورہ ضلع گوجرانوالہ	822/95 جرم 79-4-11	27.11.96

(ب) تھانہ بھی سٹی لاہور کی حدود میں رہائش پذیر اشتہاری مجرمان کی گرفتاری کے لیے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی جا رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے خصوصی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ ملزمان اشتہاری جو اس عرصہ کے دوران گرفتار نہ ہوئے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی وجہ ملزمان اشتہاری کا ارتکاب جرم کے بعد اپنی رہائش گاہوں کو چھوڑ کر نامعلوم مقام پر رہائش اختیار کر لینا ہے۔ اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کے لیے ضلع بھر میں خصوصی مہم کا آغاز کیا گیا ہے۔ آفیسر مہتمم تھانہ اور حلقہ آفیسر کو ان کی جلد گرفتاری کا ہدف دیا گیا ہے۔ فی ال حال اس ضمن میں کسی کو سزا نہیں دی گئی۔ لیکن اگر کسی اہلکار نے اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کے سلسلہ میں کوئی غفلت کی تو اس کے خلاف ضروری محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔ تمام ڈی۔ایس۔پی اور ایس۔ایچ۔او صاحبان کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ اشتہاری ملزمان کی جائیداد زیر دفعہ 88 ضابطہ فوج داری قرق کروائیں۔ گرفتاری ملزمان کے سلسلہ میں سی۔آئی۔اے سٹاف لاہور کو بھی متحرک کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں علاقہ غیر میں چلے گئے اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کے سلسلہ میں بھی بذریعہ پولیٹیکل ایجنٹ کوششیں کی جا رہی ہیں۔

ضلع گوجرانوالہ میں مقدمات کی تعداد

*1333۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جون 1997ء تا آج تک ضلع گوجرانوالہ میں چوری، ڈکیتی، اغواء، قتل اور گینگ ریپ کے ہر تھانے میں کتنے مقدمات درج ہوئے۔

(ب) ان مقدمات میں نامزد ملزمان سے کتنے افراد گرفتار ہوئے اور کتنے ابھی تک مفرور ہیں۔

(ج) جز(الف) میں قائم کیے گئے مقدمات میں سے کتنے مقدمات کا مکمل چالان عدالت میں پیش کیا گیا ہے اور کتنے چالانوں کو ابھی پیش نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(د) اس عرصہ میں کتنے مقدمات خصوصی عدالت کی طرف بھجوائے گئے اور کتنے مقدمات کے فیصلے ہوئے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں یکم جون 1997ء سے آج تک تھانہ وار مقدمات چوری، ڈکیتی، اغواء، قتل اور گینگ ریپ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام تھانہ	چوری	ڈکیتی	اغواء	قتل	گینگ ریپ	میزان
1۔	سٹیلائٹ ٹاؤن	28	1	13	16	-	58
2۔	ماڈل کالونی	6	-	6	3	-	15
3۔	سول لائن	27	2	4	1	-	34
4۔	سبزی منڈی	26	-	6	5	1	38
5۔	کوتوالی	13	-	-	1	-	14
6۔	ماڈل ٹاؤن	35	-	9	6	1	51
7۔	باغبانپورہ	16	-	14	8	-	38
8۔	گرجاکھ	10	1	12	6	-	29
9۔	صدر گوجرانوالہ	46	4	28	14	2	94
10۔	کینٹ	24	-	9	12	1	46
11۔	قلعہ دیدار سنگھ	25	1	3	10	-	39
12۔	لدھیوالا وڑائچ	14	1	4	9	-	28
13۔	صدر کاموکی	25	2	12	9	1	49
14۔	سٹی کاموکی	20	-	3	-	-	23
15۔	واہنڈو	9	2	5	4	3	23
16۔	نوشہرہ ورکاں	30	-	12	12	1	55
17۔	تتلے عالی	33	2	5	7	-	47

18۔	کوٹ لدھا	40	1	3	8	-	52
19۔	صدر وزیر آباد	16	1	2	6	-	25
20۔	سوہدرہ	6	2	-	5	-	13
21۔	سٹی وزیر آباد	6	-	4	2	-	12
22۔	گکھڑ منڈی	7	-	7	6	-	20
23۔	احمد نگر	16	-	3	8	-	27
24۔	علی پور چٹھہ	31	-	7	6	-	44
	میزان	509	20	171	164	10	874

(ب) ان مقدمات میں ملوث کل ملزمان کی تعداد 962 تھی جن میں سے 951 ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں جب کہ 11 ملزمان کی گرفتاری بقایا ہے جن کی گرفتاری کے لیے سعی جاری ہے۔

(ج) اس عرصہ میں کل 874 مقدمات درج کیے گئے جن میں سے 668 مقدمات کا چالان عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ جبکہ 64 مقدمات تفتیش کے بعد قابل اخراج پائے گئے ہیں۔ 105 مقدمات عدم پتہ کیے گئے۔ اب صرف مقامی پولیس کے پاس 37 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ جن کے قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد یہ مقدمات بھی جلد از جلد عدالت میں پیش کر دیے جائیں گے۔ اس عرصہ میں 120 مقدمات خصوصی عدالت میں بھجوائے گئے جن میں سے 13 مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں۔

پولیس ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی

*1617۔حاجی احمد خان ہرل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جولائی 1997ء سے آج تک ضلع سرگودھا میں محکمہ پولیس میں جزو وقتی کام کرنے والے 46 ملازمین جن کی تنخواہ بحساب -/950 روپے فی ماہ بنتی ہے ابھی تک ادا نہیں کی گئی۔

(ب) اگر جزبالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا جزو وقتی ملازمین کو تنخواہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ پولیس سرگودھا میں 46 جز وقتی ملازمین کام کر رہے ہیں۔ جن کی ماہانہ تنخواہ بحساب -/930 روپے فی کس بنتی ہے۔ مذکورہ بالا ملازمین کو اپریل 1998ء تک کی تنخواہ ادا کی جا چکی ہے۔

(ب) اس ضمن میں تحریر کیا ہے کہ سالانہ بجٹ مطابق اپریل 1998ء تک ادائیگی کی جا چکی ہے۔ مئی 1998ء تا جون 1999ء کے عرصے کی ادائیگی تنخواہ کے لیے مبلغ -/611800 روپے کا مطالبہ زر بھجوایا ہوا ہے۔ جونہی تنخواہ کی رقم موصول ہو گی ان جزوقتی ملازمین کو ان کی تنخواہ بحساب -/930 روپے فی کس ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ برتی جائے گی۔

پوسٹ مارٹم رپورٹ مہیا کرنا

*1661۔ **چودھری سلطان محمود گوندل**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب کوئی شخص قتل ہو جاتا ہے تو اس کے لواحقین کو پوسٹ مارٹم رپورٹ دو دن کے اندر مہیا کی جانی ضروری ہوتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عبدالرحمان ولد محمد دین محلہ مولا نگر ملکوال مورخہ 16-10-97 کو قتل ہوا جس کی ایف۔ آئی۔ آر نمبر 481/97 ہے اس کے لواحقین کو اب تک پوسٹ مارٹم رپورٹ ڈاکٹرز صاحبان کی طرف سے مہیا نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مقتول کے لواحقین کو کب تک پوسٹ مارٹم رپورٹ مہیا کر دی جائے گی نیز اس تاخیر کی وجہ بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ اگر مدعی/ لواحقین کو نقل پوسٹ مارٹم رپورٹ درکار ہوتی ہے تو وہ متعلقہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو درخواست دیتا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم پر نقل پوسٹ مارٹم رپورٹ میڈیکل آفیسر مدعی کو مہیا کرتا ہے۔ اس کے لیے مدت کا کوئی تعین نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ عبدالرحمان ولد محمد دین کی پوسٹ مارٹم رپورٹ وقوعہ کے ایک ہفتہ بعد مقتول کے ورثاء کو مل چکی ہے۔

(ج) وضاحت جزو(ب) میں بیان کر دی گئی ہے۔

قیدیوں کو غیر معیاری کھانے کی فراہمی

*1667۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کوٹ لکھپت جیل اور سنٹرل جیل لاہور میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت ان جیلوں میں کتنے قیدی ہیں۔

(ب) حکومت ان قیدیوں کو روزانہ کیا سہولیات فراہم کرتی ہے اور فی قیدی ایک دن کے کھانا کی مد میں کتنی رقم دیتی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں جیلوں میں قیدیوں کو جو کھانا فراہم کیا جا رہا ہے وہ غیر معیاری ہے۔ حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور اور ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں بالترتیب 1043 اور 994 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت سنٹرل جیل لاہور کوٹ لکھپت میں 2770 قیدی/ حوالاتی اور ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں 3536 قیدی / حوالاتی مقید ہیں۔

(ب) حکومت نے ان قیدیوں کی سہولت کے لیے پنجاب کی ہر جیل میں بجلی پنکھے، گرمیوں میں ٹھنڈے پانی کی فراہم کے لیے واٹر کولر اور قیدیوں کی تفریح کے لیے ہر بارک میں ٹیلی ویژن سیٹ نصب کر دیے ہیں۔ حکومت کھانے کی مد میں روزانہ 12/63 روپے فی قیدی یومیہ رقم دیتی ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اشیاء خوردنی	یومیہ سکیل برائے اسیران
1۔	(الف) آٹا گندم	582 گرام (برائے قیدی)
	(ب) آٹا گندم	446 گرام (برائے حوالاتی)
2۔	دال (مونگ، ماش، مسور یا چنے کی دال)	72 گرام (برائے اسیران)
3۔	نمک	14 گرام ۔ایضاً۔
4۔	گھی	18 گرام ۔ایضاً۔

5۔	سرخ مرچ	2.32 گرام	۔ایضاً۔
6۔	چائے پتی	2.32 گرام	۔ایضاً۔
7۔	چینی	15 گرام	۔ایضاً۔
8۔	ہلدی	1.16 گرام	۔ایضاً۔
9۔	دودھ	58 گرام	۔ایضاً۔
10۔	لکڑی سوختی (کھانا پکانے کے لیے 350 گرام) (ناشتے کے لیے 117 گرام)	467 گرام	۔ایضاً۔
11۔	گوشت گائے / بھینس	58 گرام	۔ایضاً۔
12۔	چاول	233 گرام	۔ایضاً۔
13۔	مصالحہ جات	3.48 گرام	۔ایضاً۔
14۔	پیاز	2.32 گرام	۔ایضاً۔
15۔	سبزی	58 گرام	۔ایضاً۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ اسیران کو مہیا کی جانے والی خوراک غیر معیاری ہوتی ہے۔ اسیران کو پاکستان پریزن رولز 1978، (472 تا 494) کے تحت مقرر سکیل کے مطابق جیل حکام اور اسیران میں کمیٹی کی نگرانی میں کھانا تیار اور تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری و غیر سرکاری معائنہ کنندگان جیلوں میں کھانے کا معیار چیک کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر کبھی کوئی شکایت ہو تو اس کا فوراً ازالہ کیا جاتا ہے۔

قیدیوں کی پیرول پر رہائی

*1830۔راجہ سلطان عظمت حیات، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پیرول پر رہائی کے لیے محکمہ کی کیا پالیسی اور شرائط ہیں۔

(ب) قواعد کے تحت پیرول پر رہائی کے حق دار قیدی کی درخواست نمٹانے کے لیے کتنا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قیدی محمد نواز ولد بشیر احمد، انٹری نمبر 7911 مورخہ 15-12-1988، محمد

اشفاق ولد بشیر احمد انٹری نمبر 7910 مورخہ 15-12-88 سنٹرل جیل فیصل آباد اور ناصر محمود ولد ظہورالحق انٹری نمبر 2471 مورخہ 18-4-89 ڈسٹرکٹ جیل جھنگ پیرول پر رہائی کے مستحق ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کی درخواست برائے رہائی پیرول کتنے عرصے سے زیر التواء ہے
کیا حکومت مذکورہ قیدیوں کی درخواست برائے رہائی پیرول پر فیصلہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

یر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

ب) 1۔ پیرول پر رہائی کے لیے شرائط

I۔ اچھے چال چلن قیدیان ایکٹ مجریہ 1926، رول (9) کے تحت عمر قید سزا پانے والے قیدی کو پیرول پر رہائی کے اہل ہونے کے لیے دس سال قید (بغیر کسی معافی کے) جیل میں گزارنی ضروری ہے۔

II۔ ضلعی حکام (سپرنٹنڈنٹ پولیس / ڈپٹی کمشنر) سے قیدی کی پیرول پر رہائی کے بارے میں رائے لی جاتی ہے۔ عموماً وہی قیدی پیرول پر رہا کیے جاتے ہیں جن کے بارے میں ضلع انتظامیہ کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔

III۔ صرف ان قیدیوں کے پیرول پر رہائی کے کیس زیر غور لائے جاتے ہیں جو عادی مجرم نہ ہوں۔

IV۔ جیل میں چال چلن اچھا ہو اور سپرنٹنڈنٹ جیل نے پیرول پر رہائی کی سفارش کی ہو۔

V۔ قیدی کا جسمانی اور ذہنی طور پر ٹھیک ہونا ضروری ہے تا کہ پیرول پر رہائی کے بعد کام کر سکے۔

2۔ محکمہ کی پالیسی

قیدی کا پیرول پر رہائی کا کیس اس وقت تک زیر غور نہیں لایا جاتا۔

1۔ جب تک وہ جرمانہ / معاوضہ ادا نہ کر دے۔

2۔ اگر وہ منشیات، زنا، زنابالجبر، بینک فراڈ اور اخلاقی جرائم وغیرہ میں سزا یاب ہوا ہو۔

3۔ اگر اس کے خلاف نگرانی / اپیل یا کوئی اور کیس عدالت میں زیر سماعت ہو۔

(ب) قیدی کی کوئی درخواست زیر التوانہیں ہے۔ محکمہ نے از خود کارروائی شروع کی ہے۔ حتمی طور پر عرصے کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ قیدی کا قواعد کے مطابق مطلوبہ سزا گزارنے پرضلعی انتظامیہ سے رائے لی جاتی ہے۔ جس کے بعد حکومت پیرول پر رہائی کے بارے میں مناسب احکام جاری کرتی ہے۔

(ج) 1۔ قواعد کے مطابق پیرول پر رهائی کسی کا استحقاق نہیں ہے۔ تاہم قیدیان محمد نواز و محمد اشفاق پسران بشیر احمد (سنٹرل جیل فیصل آباد) نے اپنی دس سال حقیقی سزا بسر کر لی ہے۔ چونکہ ابھی تک ضلعی انتظامیہ کی مطلوبہ رائے موصول نہیں ہوئی ہے اس لیے ان کی پیرول پررہائی کے بارے ابھی تک فیصلہ نہیں ہو سکا۔ مزید یہ کہ مذکورہ قیدیان نے ابھی اپنا جرمانہ / معاوضہ بھی ادا نہ کیا ہے۔

2۔ قیدی ناصرمحمود ولد ظہور احمد (ڈسٹرکٹ جیل جھنگ) حال (سنٹرل جیل فیصل آباد) کی پیرول پر رہائی کے بارے میں ضلعی انتظامیہ کی رائے موصول ہو چکی ہے چونکہ مذکور نے ابھی تک اپنا جرمانہ ادا نہیں کیا ہے۔ جرمانہ / معاوضہ کی ادائیگی کے بعد ہی حکومت اس کی پیرول پر رہائی کے بارے میں مناسب احکام جاری کر دے گی۔

(د) حکومت قواعد و پالیسی کی شرائط پوری ہونے پر مذکورہ قیدیان کی پیرول پر رہائی کے بارے میں مناسب احکام جاری کرے گی۔

اغواء کا پرچہ درج نہ کرنے کی وجوہات

*1854۔جناب جانسن مائیکل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیامت مسیح سکنہ چک نمبر 74۔ج۔ب، فیصل آباد نے اپنے 13 سالہ بیٹے پرویز مسیح کے اغواء کا پرچہ درج کروانے کے لیےمتعلقہ تھانہ ٹھیکری والا کے علاوہ ڈی۔آئی۔جی اور ایس۔ایس۔پی فیصل آباد سے اس سلسلہ میں رجوع کر چکا ہے لیکن آج تک نہ کوئی پرچہ درج ہوا اور نہ ہی کوئی کارروائی ہوئی ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو پرچہ درج نہ کرنے اورمغوی کو برآمد کرنے کی کارروائی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ نیامت مسیح سکنہ چک نمبر 74 ج۔ب فیصل آباد نے اپنے بیٹے پرویز مسیح بعمر 13 سال کے اغواء کا مقدمہ درج کروانے کے لیے صرف ایس ایس پی فیصل آباد کو تین درخواستیں دی تھیں جو کہ بسلسلہ ضروری کارروائی ایس ایچ او تھانہ ٹھیکری والا کو بھجوائی گئیں۔ درخواست ہائے کی انکوائری سے یہ پایا گیا کہ نیامت مسیح کے بیٹے پرویز مسیح کو جہانگیر عرف گڈو ولد اصغر علی اور طارق ولد محمد علی ارائیں سکنہ چک نمبر 74 ج ب سمیت کسی نے اغواء نہ کیا ہے۔ لہذا نیامت مسیح کی درخواست پر اغواء کا مقدمہ درج نہ کیا گیا۔البتہ ہرسہ درخواستوں کی مکمل انکوائری کی گئی ہے اور رپٹ گمشدگی درج کی گئی ہے۔

(ب) پرویز مسیح کے اغواء کا مقدمہ درج نہ کرنے کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

1۔ پرویز مسیح بعمر 13 سالہ کا دماغی توازن درست نہ ہے اور اس کو مرگی اور غشی کے دورے پڑتے ہیں۔اس سے پیشتر بھی 3/2 مرتبہ وہ خود ہی گھر سے چلا گیا تھا اور خود ہی واپس گھر آ گیا تھا۔

2۔ الزام علیہان جہانگیر عرف گڈو ولد اصغر اور طارق ولد محمد علی بعمر 11/10 سالہ کے والدین نے درخواست دہندگان کی خواہش کے مطابق روبرو معززین مبلغ ایک لاکھ روپے کا اشٹام لکھ کر دیا ہے کہ اگر کسی وقت بھی الزام علیہان کسی طرح سے پرویز مسیح کے گم ہونے میں ملوث پائے گئے تو معززین پنچایت کے روبرو ایک لاکھ روپیہ درخواست دہندگان کو ادا کریں گے اور مقدمہ میں چالان بھی ہونگے۔

3۔ معززین علاقہ نے الزام علیہان کی صفائی پیش کی ہے اور وہ اس بارے میں حلف بھی دینے کو تیار ہیں۔

4۔ انکوائری کے دوران درخواست دہندہ نہ تو اپنے بیٹے کے اغواء کی کوئی شہادت یا ثبوت پیش کر سکا ہے اور نہ ہی الزام علیہان کے خلاف اپنے الزام کو ثابت کر سکا ہے

آج تک کی دریافت سے پایا گیا ہے کہ پرویز مسیح کاتر العقل ہونے کی وجہ سے از خود کہیں نامعلوم جگہ پر چلا گیا ہے ۔ اسے کسی نے اغواء نہ کیا ہے ۔ علاوہ ازیں پرویز مسیح کی گرد و

نواح میں ہرممکن تلاش کی گئی ہے ۔ لیکن وہ دستیاب نہ ہو سکا ہے ۔ تلاش بہرحال جاری ہے۔

دہشت گردی کے مقدمات کی سماعت کے لیے جج کی تقرری

*1939۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی میں دہشت گردی ایکٹ 1975ء کے تحت ہزاروں مقدمات درج ہیں اور ہزاروں افراد جیل میں بند ہیں۔ جون 1998ء میں عدالت دہشت گردی ختم کر دی گئی ہے۔ ان مقدمات کی سماعت کرنے کے لیے کہیں بھی عدالت نہ ہے۔ لیکن نئے مقدمات رجسٹر ہو کر آ رہے ہیں۔

(ب) میانوالی ضلع کے تمام اضلاع سے مقدمات زیادہ ہیں اور تقریباً -/2500 مقدمات زیرا لتواء ہیں اور کیا حکومت میانوالی کے لیے جج دہشت گردی ایکٹ 1975ء جج دہشت گردی مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) میانوالی میں دہشت گردی ایکٹ 1975ء کے تحت تقریباً 800 کے قریب مقدمات درج ہیں۔ جون 1998ء میں دہشت گردی کی عدالت ختم کر دی گئی مگر اب دوبارہ عدالت نے کام شروع کر دیا ہے۔ یہ اختیارات سیشن جج میانوالی اور ایڈیشنل سیشن جج نمبر 1 کو حاصل ہوئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ میانوالی ضلع کے مقدمات دوسرے اضلاع سے زیادہ ہیں اور تقریباً 800 کے قریب مقدمات ہیں جو اب مذکورہ عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

تھانہ سٹی لالہ موسیٰ کے ایس۔ایچ۔او کے خلاف کارروائی

381۔جناب عبدالمنان شیخ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مورخہ 16-02-98 کو محکمہ انٹی کرپشن میں تھانہ لالہ موسیٰ کے ایس۔ایچ۔او کے خلاف درج ہونے والے مقدمہ کے نتیجے میں محکمہ پولیس کے اعلیٰ حکام نے کیا ایکشن لیا۔

(ب) مورخہ 4 مارچ 1998ء کو ڈپٹی ڈائرکٹر اینٹی کرپشن کی طرف سے مذکورہ ایس۔ایچ۔او کی معطلی کی سفارش پر اعلیٰ حکام نے کیا عمل کیا۔

(ج) ابھی تک محکمہ پولیس کے مذکورہ افسر کے خلاف کارروائی کیوں نہ عمل میں لائی گئی۔ اس تاخیر کی وجہ کیا ہے۔ آئندہ محکمہ پولیس ایسے افسران کے خلاف ایکشن لینے کا کس حد تک ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سب انسپکٹر مظہر مسعود ایس۔ایچ۔او تھانہ سٹی للہ موسیٰ کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں مقدمہ درج ہونے کے نتیجے میں اسے بحوالہ حکم نمبری 1090-93/ST مورخہ 98-1-1 پولیس لائن گجرات حاضر کیا جا چکا ہے۔ جو بدستور لائن حاضر ہے۔ آرڈر میں اس بات کا واضح طور پر ذکر ہے کہ مذکورہ ایس۔ایچ۔او کو انٹی کرپشن کے مقدمہ میں ملوث ہونے کی بناء پر لائن حاضر کیا گیا ہے۔

(ب) کسی بھی سرکاری ملازم کو محض اس کے خلاف فوجداری مقدمہ درج رجسٹر ہونے پر معطل کرنا قانون میں ضروری نہ ہے۔ جب تک کہ وہ اس مقدمہ میں گرفتار نہ ہوا ہو یا چالان عدالت نہ ہوا ہو۔ اس سلسلہ میں پولیس رولز 19-16 کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو "الف" میں بیان کیا گیا ہے کہ ایس۔ایچ۔او مذکورہ کو انٹی کرپشن کے مقدمہ میں ملوث ہونے کی بناء پر ایس۔ایچ۔او کے عہدہ سے ہٹا کر لائن حاضر کر دیا گیا ہے۔ تاہم مذکورہ ایس۔ایچ۔او کے خلاف مزید محکمانہ کارروائی کا انحصار اس بات پر ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن اس کے خلاف درج ہونے والے مقدمہ کی تفتیش کا کیا نتیجہ نکالتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب تحریک التوائے کار ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ سب ڈویژن وائز break-up قائد حزب اختلاف نے مانگی تھی میں ان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، قائد حزب اختلاف کے لیے ایک انفرمیشن منسٹر صاحب کے پاس آئی ہے وہ آپ کو

pass on کر رہے ہیں۔ اب ہم سیدمسعود عالم شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار take up کر رہے ہیں۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I am on a point of order before the adjournment motion is taken up.

جناب سپیکر، یہ سیدمسعود عالم شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ وہ اس پر کافی stress کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پھر اس کے بعد مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ اس کے بعد پھر کرلیں۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور pending چلی آ رہی ہے۔ یہ ایجوکیشن منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے یا راجہ صاحب! آپ نے دینا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! تحریک استحقاق؟

جناب سپیکر، نہیں، تحریک استحقاق آج کوئی نہیں ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب انھوں نے دینا ہے۔ ان کا ابھی ابھی مجھے message ملا ہے۔ وہ تشریف نہیں لائے۔ ان کی request تھی کہ اگر اس کو pending کرلیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کو pending کرتے ہیں۔ شاہ صاحب! ٹھیک ہے اس کو کل کے لیے، اگلے دن کے لیے pending کرتے ہیں۔

سیدمسعود عالم شاہ، ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میڈیکل/ڈینٹل کالجز میں داخلہ ٹیسٹ میں وسیع پیمانے پر دھاندلی

(--------جاری)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کل میری ایک تحریک التوائے کار انٹری ٹیسٹ میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالجز پر تھی۔ اس میں آنریبل منسٹر صاحب نے میری کچھ باتوں کا جواب دیا تھا اور میں نے یہ عرض کیا تھا کہ وہ transparent نہیں ہونے۔ آج اخباری تراشے کے مطابق میری وہ جو بات تھی اس کو زیادہ مضبوط کیا گیا ہے جہاں پرائم منسٹر آف پاکستان نے ایک بچے کے پیپر کو چیک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا ہے،

"Manual checking changes candidates' fortune"

ایک بچہ حسن عامر خان راولپنڈی کا ہے اس نے پرائم منسٹر کو جب اپنے grievances پیش کیے تو پرائم منسٹر صاحب نے گورنر پنجاب کو حکم دیا کہ اس کے marks دوبارہ چیک کروائیں۔ تو جب وہ دوبارہ چیک کیے ہیں تو اس کے marks دگنا ہو گئے ہیں۔ تو میری وہ بات درست ہے کہ ان کی اس میں کافی غلطیاں اور نااہلیاں شامل ہیں۔ میں اس تراشے کی مدد سے یہ جتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ غلطیوں کے بارے تو چیف منسٹر صاحب کا بھی بیان ہے کہ جو غلطیاں تھیں وہ درست کر لی گئی ہیں۔ غلطی تو ہو سکتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ شفاف نہیں' یہ non-transparent تھے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کی خدمت میں میں نے کل بھی وضاحت کی تھی کہ یہ entry test حکومت پنجاب نے نہیں لیا' یہ آئی۔بی۔اے نے لیا ہے جو حکومت کا ایک حصہ ہے اور جو autonomous body ہے۔ اس بات کا اعتراف یہ ہے کہ سارے candidates کو ان کے پرچے کی کاپیاں مل چکی ہیں۔ on the floor of the House میں commit کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ شفاف ہونے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا' کیونکہ انھوں نے جو answers دیے ان کی answer کی کاپی ان کو مل گئی۔ اگر اب بھی کسی بچے کو اپنے کسی رزلٹ پر یا کسی بات پر کوئی اعتراض ہے تو وہ ہم سے رابطہ کرے۔ on the floor of the House ہم یہ یقین دلاتے ہیں کہ کسی بچے

کا career تباہ کرنے کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں۔ ہم ان کے career کو بہتر کرنا چاہتے ہیں اور ہم اس معاملے میں ان کی support کریں گے۔

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 35 راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔ یہ pending کی جاتی ہے کیونکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی طرف سے یہ request آئی ہے ــــــ

وزیر قانون، جناب والا! اس کو بے شک take up کرلیں، کیونکہ محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے، وہ جواب اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ ان کا cause of action تو ویسے ہی پورا ہو چکا ہے اور یہ dispose of ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، اس سلسلے میں تحریک استحقاق بھی ہو چکی ہے۔ اب اسے take up کر لیتے ہیں۔ جی راجہ صاحب۔

ایکسئین پبلک ہیلتھ راولپنڈی کا ٹھیکے داران کو ٹنڈر جاری نہ کرنا

راجہ محمد جاوید اخلاص، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ راولپنڈی نے P.R.W S.S.PROJECT کے تحت مورخہ 3-11-98 کو 78.10 ملین کے ٹنڈر طلب کیے۔ جو 4-11-98 کو ایکسئین P.R.W.S.S North راولپنڈی نے کھولنے تھے۔ مگر متعلقہ ایکسئین نے ٹھیکے داران کو ٹنڈر جاری نہ کیے اور پول کے ذریعے سے کام الاٹ کر دیے۔ جس سے حکومت کو کروڑوں روپے کے نقصان کا احتمال ہے اور کسی بھی قانونی ضابطے اور طریقہ کار کو ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا اور انصاف کے تقاضے پورے نہ ہوئے۔ لہذا اس معاملہ کو اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے اور محکمہ اس ملی بھگت کو ختم کر کے از سر نو صاف اور شفاف طریقہ سے کام دے۔

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! محکمے نے یہ جواب دیا تھا کہ متعلقہ ایکسئین کو دوبارہ ٹنڈر طلب کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، تو کیا یہ دوبارہ ٹنڈر طلب نہیں ہوئے؟

وزیر قانون، جناب والا! وہ ٹنڈر دوبارہ طلب ہو چکے ہیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس کا ازالہ کر دیں۔ میں نے محکمے سے پوری انفرمیشن لے کر یہ تحریک پیش کی تھی اور جس سے تقریباً ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن وزیر موصوف سے میری یہ گزارش ہے کہ وسیع پیمانے پر دھاندلی کی گئی ہے' حالانکہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ اعلان ہے کہ کسی بھی جگہ پر دھاندلی نہ کی جائے اور وہ بڑی سختی سے اس بات کا نوٹس لیتے ہیں۔ تو آج کے اس دور میں اگر یہ لوگ اس طرح کا کوئی غلط کام کر رہے ہیں تو کم ازکم ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ لہذا اس ایکسیئن کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور اگر واقعی یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے یہ غلط کام کیا ہے تو اس کو سزا ملنی چاہیے اس کی explanation call ہونی چاہیے اور اس کو کم از کم وہاں سے ٹرانسفر کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں سمجھتا تھا کہ ٹنڈر recall ہونے سے ان کی تسلی ہو جائے گی' لیکن اگر معزز رکن یہ چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو شفاف بنایا جائے تو ہم متعلقہ ایس۔ای صاحب کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی نگرانی میں آئندہ ٹنڈر کروائیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! اس ایکسیئن کے خلاف ضرور انکوائری ہونی چاہیے کیونکہ یہ کوئی آٹھ نو کروڑ روپے کا معاملہ ہے۔

وزیر کوآپریٹو، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر کوآپریٹو، (چودھری محمد ریاض)، جناب سپیکر! جب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ایکسیئن نے گھپلا کیا ہے اور پیسے لے کر غلط آدمیوں کو اس نے ٹنڈر دے دیے ہیں اور محکمے نے کہا ہے کہ اس کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ دوبارہ ٹنڈر call کریں' تو ثابت ہو گیا ہے کہ اس نے غبن کیا ہے۔ تو جناب' اس کے خلاف کارروائی کی جائے اور وزیر قانون صاحب on the floor of the House بتا دیں کہ اس کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جناب والا! راولپنڈی کے اخبارات میں آیا ہے اور ہمارے علم میں آیا ہے کہ اس نے مکمل طور پر غبن کیا ہے' بددیانتی کی ہے اور ہماری حکومت کا یہ اصول ہے کہ جو شخص غلط بات کرے گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے

گی تو جناب میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ یہاں بات کریں کہ اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کے خلاف ابھی کوئی کارروائی نہیں کی گئی ------

جناب سپیکر، چودھری صاحب ایک ذمہ دار منسٹر ہیں اور وہ اس بات کی تائید کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون، جناب ان کی خواہش کے احترام میں ان شاء اللہ تعالیٰ انکوائری کروا کر اس کی رپورٹ ان کے سامنے پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر، اس کی انکوائری ہونی چاہیے۔

وزیر کوآپریٹو ،جناب والا! انکوائری تو ہو چکی ہے۔ اگر انکوائری ہوئی ہے تب ہی انھوں نے re-tender کیا ہے ۔ اگر کوئی بات ثابت ہوئی ہے تب ہی تو re-tender ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے انکوائری کے بعد ہی ایکشن ہو گا۔

وزیر قانون، جناب والا! گزارش ہے کہ محکمے نے جو re-tender کا فیصلہ کیا ہے یہ عوامی شکایات کی بنیاد پر کیا ہے لیکن جہاں تک اس ایکسین کی نااہلی اور کرپشن کا تعلق ہے اس کے خلاف باقاعدہ انکوائری کر کے ہی اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ بہرحال میں یقین دلاتا ہوں کہ انکوائری کر کے رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 36 جناب معظم جہانزیب خان وٹو صاحب کی ہے ۔

لاهور کی سڑکوں پر خراب ٹریفک سگنلز کے باعث ٹریفک میں بدنظمی

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں بیشتر سڑکوں پر ٹریفک سگنل خراب ہونے کی وجہ سے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے۔ نو تعمیر شدہ مین بلیوارڈ گلبرگ' ملتان روڈ اور وحدت روڈ پر ٹریفک سگنل کام نہیں کر رہے۔ میونسپل کارپوریشن لاہور اور ٹیپا کی نااہلی کی وجہ سے لاہور شہر میں عوام کو از حد تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق 96 ٹریفک سگنلز میں سے 54 سگنلز پچھلے کئی سالوں

سے خراب پڑے ہیں۔ ایم سی ایل (لاہور) اور ٹیپا دونوں ادارے ٹریفک سگنلز کی مرمت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ٹریفک سگنلز کے خراب ہونے سے روزانہ لاہور شہر کی بیشتر سڑکوں پر ٹریفک جام ہو جاتی ہے خاص طور پر جب کوئی .V.I.P شخصیت کو گزارنے کے لیے ٹریفک سگنل بند کیا جاتا ہے تو شہریوں کو گھنٹوں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس سے صوبے بھر اور بالخصوص لاہور شہر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: پھر اس کو pending کرتے ہیں۔ ---- اس سے آگے تحریک التوائے کار نمبر 37 میاں عبد الحمید صاحب کی ہے۔ چونکہ وہ آج آئے نہیں لہذا اس کو بھی pending کرتے ہیں۔ اس سے آگے تحریک نمبر 38 سردار سعید انور صاحب کی ہے۔ جی سردار صاحب۔

گونگے اور بہرے بچوں کا سکول کمالیہ کی بجائے کسی دوسرے مقام پر کھولنا

سردار سعید انور: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سالانہ بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر فرماتے ہوئے کمالیہ میں گونگے اور بہرے بچوں کے لیے سکول کا اعلان فرمایا اور .A.D.P میں اس سکیم کے لیے فنڈز بھی مختص کیے۔ مگر اب تک یہ سکیم شروع نہ ہوئی۔ شنید ہے کہ یہ سکیم کہیں اور تبدیل کر دی گئی ہے۔ جس وجہ سے میرے علاقہ میں بہت بے چینی اور احساس محرومی پایا جا رہا ہے۔ اس لیے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو ایوان کی کارروائی روک کر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے۔

وزیر قانون: نہیں جناب۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ آج ہی آپ کو circulate ہوئی ہے۔ تو اس کو pending کرتے ہیں۔

وزیر قانون: جی جناب۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 39 جناب سید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔ جی منیس صاحب۔

ایل ڈی اے کے مالیوں کو تنخواہ کی دوماہ سے عدم ادائیگی

جناب سید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی 26 نومبر 1998ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "ایل ڈی اے کے 2 ہزار مالی فاقوں کا شکار ہو گئے۔"

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایل ڈی اے سے پارک اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی میں جانے والے 2 ہزار سے زائد مالی دو ماہ سے تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے فاقوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ اس ہوش ربا مہنگائی میں اس ظلم پر مالیوں نے شدید احتجاج کیا۔ لاہور کے پارکوں کو عوام کے لیے خوبصورت اور گل و گلزار بنانے والے، دل و دماغ کو معطر کرنے والے پھولوں کو سجانے والے باغوں میں پودوں کی تراش خراش کرنے والے اور زمین پر سبزے کی چادر بچھانے والے غریب مالی انتظامیہ کی بے حسی کی وجہ سے فاقوں کا شکار ہو گئے ہیں اور دو ماہ سے ان پر یہ ظلم روا رکھا جا رہا ہے۔ ایل ڈی اے اور پارک اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی بے حسی اور ناروا ظلم کی وجہ سے صوبہ بھر کے عوام میں بالعموم اور فاقہ زدہ مالیوں میں بالخصوص شدید بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، کیونکہ یہ آج ہی circulate ہوئی ہے اس لیے اسے pending کرتے ہیں۔

جناب سید احمد خان منیس، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، باقی تحاریک التوائے کار بھی آج ہی circulate ہوئی ہیں اس لیے یہ بھی اگلے دن کے لیے pending کرتے ہیں۔

جناب سید احمد خان منیس، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، تو پھر اب قانون سازی take up کرتے ہیں۔ لیکن پہلے میاں عبدالستار صاحب توسیع

کے لیے ایک تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مجلس قائمہ برائے مکانات عملی ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں عبدالستار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۰

میں سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ' ایم پی اے اور سوال نمبرز 695 اور 696 پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری' ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات عملی و ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے اور سوال نمبرز 695 اور 696 پیش کردہ جناب عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات عملی و ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ دسمبر 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسودات قانون

مسودہ قانون (انضباط) ترقیاتی اداروں کا بندوبست اراضی، مصدرہ 1998ء

(جاری۔۔۔۔۔۔۔۔)

MR SPEAKER: Now, we resume Clause by clause consideration of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill 1998 from clause 5.

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Clause 5 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it. The question is :-

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of lthe Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is :-

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

سید مسعود عالم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ہے۔ لہذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں--- گھنٹیاں بجائی گئیں--- گنتی کی جائے--- گنتی کی گئی--- کورم پورا ہے۔

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is :-

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is :-

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is

no amendment in it, the question is :-

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-
>
> "(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Ordinance 1998 (XVIII of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and

Environmental Planning, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Ordinance 1998 (XVIII of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution".

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

جناب سپیکر: منیس صاحب اسے oppose کرتے ہیں۔ جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! یہ قانون جو زیر غور ہے آرڈی ننس نمبر 18 بابت 1998ء' 18-11-1998 تک نافذ العمل تھا۔ اس قانون کو جاری رکھنے کے لیے یہ ترمیم کی جا رہی ہے' منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کے اندر ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔ راولپنڈی کے ممبران سے گزارش ہے کہ وہ خاموشی اختیار کریں۔ سردار نسیم صاحب پہلی دفعہ اس اجلاس میں تشریف لائے ہیں۔ ایک تو ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں' دوسرا ان سے گزارش بھی ہے کہ وہ خاموشی اختیار کریں۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل جو بھی قانون سازی ہو رہی ہے' سب کی سب غلط طریقے سے کی جا رہی ہے۔ میں نے پچھلی قانون سازی پر بھی بڑا validly point out کیا تھا۔ میں نے محنت کر کے سپریم کورٹ اور فیڈرل شریعت کورٹ کے ریفرنسز quote کیے' میں نے محکمے کی نااہلی اور کمزوریاں ایوان کے سامنے رکھیں ۔ اس دن معزز وزیر قانون موجود نہیں تھے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب حکومت کی نمائندگی کر رہے تھے۔ تو یہ similar nature کا کیس ہے جو کہ میں پہلے ہی ایوان میں point out کر چکا ہوں۔ اُس دن انھوں نے اس بابت جو ایک غلط بات کی تھی آج اس بات کی بھی نفی ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے لوکل گورنمنٹ کے بل پہ اعتراض کیا تھا کہ ایک dead آرڈی ننس کو زندہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ آرڈی ننس جو 18 تاریخ کو dead ہو چکا تھا' 21 تاریخ کو اسے ایک ترمیم کے ذریعے

retrospective effect دینے کی کوشش کی گئی اور پھر اکثریت کی بنیاد پر تمام قوانین' آئین' رولز کو پس پشت ڈال کر اس ہاؤس نے ایک bad legislation منظور کر لی۔ جناب والا! مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ ہماری اس قانون سازی کے خلاف عدالت میں جا رہے ہیں۔ یہاں بیٹھے ہوئے میرے متعدد معزز اراکین اسمبلی خود بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ کسی طریقے سے اس قانون سازی کو چیلنج کریں۔ کیونکہ یہ ایک bad قانون سازی ہوئی ہے' اس قانون سازی کی وجہ سے 20 مئی 1998 کو جو بلدیاتی الیکشن ہونے تھے وہ بھی null and void ہو گئے۔ اور ابھی بلدیاتی اداروں کے سربراہان کے لیے جس حالیہ شیڈول کا اعلان کیا گیا ہے وہ بھی proper نہیں ہے کیونکہ بنیادی الیکشن ہی غلط ہوئے ہیں۔ یہ قانون سازی bad legislation کے زمرے میں آتی ہے۔ جناب سپیکر! مجھے بڑی معذرت سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں بات کرنا' بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔ لیکن پھر بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں آپ ' معزز وزیر قانون' معزز وزراء صاحبان اور معزز اراکین اسمبلی کی اطلاع کے لیے وہ بات عرض کروں جو کہ آئین اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔ جناب سپیکر! چونکہ میں نے اسے oppose کیا ہے لہذا اب میں مثالیں دیتا ہوں کہ میں نے اس کی کیوں مخالفت کی ہے۔ پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ یہ آرڈی ننس بار بار جاری کیا گیا جبکہ successive promulgation of Ordinances کی اجازت نہیں ہے۔ اس بارے میں سپریم کورٹ اور فیڈرل شریعت کورٹ کی رولنگز آ چکی ہیں۔ میرے بھائی نے اُس دن سپریم کورٹ کی ایک رولنگ کا حوالہ دیا کہ یہ necessity کے تحت کرنا پڑا۔ جناب سپیکر! آپ کو "Law of Necessity" یاد ہو گا۔

جناب سپیکر: منیس صاحب! آپ میری مدد فرمائیے' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سے رول یا آئین کے کس آرٹیکل کے تحت legislatures کو bar کیا گیا ہے' ہم کس رول کے تحت یہ ترمیم نہیں کر سکتے یا ایسا قانون نہیں بنا سکتے؟

جناب سعید احمد خان منیس: میں ابھی آگے آ کر آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ اس دن تشریف فرما تھے اور میں نے آئین کے آرٹیکل 128 کا حوالہ دیا تھا'264 کا حوالہ دیا تھا اور پھر میں نے سپریم کورٹ کی رولنگز کا حوالہ بھی دیا تھا۔

جناب سپیکر: میں آئین کی بات کر رہا ہوں کہ آئین کہاں پہ اسمبلی کو restrict کرتا ہے کہ یہ قانون

سازی نہیں ہو سکتی۔ اُس دن آپ نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں ابھی بتاتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ successive promulgation کو عدالتوں نے منع کیا ہوا ہے اور اس بارے کہا ہے کہ یہ ایک bad legislation ہے۔ میرے محترم' معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ایک necessity کے تحت کیا گیا تھا' چونکہ 16 تاریخ کو اسمبلی کا اجلاس بلا لیا گیا تھا' Assembly in session تھی' اس لیے دوبارہ آرڈی ننس جاری نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے محکمے کو اتنا بھی علم نہیں ہوتا کہ آرڈی ننس کس دن lapse کرنا ہے؟ کیا انھیں اجلاس سے پہلے دوبارہ آرڈی ننس جاری نہیں کر دینا چاہیے تھا یا بروقت اس میں ترمیم دے دینی چاہیے تھی۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ 18 تاریخ کو آرڈی ننس lapse ہوا اور 21 تاریخ کو ان کی ترمیم آئی۔ درمیان کے تین دنوں میں .There was no law اور پھر یہ ترمیم بھی within time نہ آئی۔ اور ایک trick game کے ذریعے یہ وقت پورا کیا گیا۔ اس کے باوجود یہ ہمیں قائل کرنے میں ناکام رہے کہ یہ retrospective effect والا period کس طرح سے پورا کریں گے۔ جناب سپیکر! اسی طرح اس آرڈی ننس کا notification بھی انھوں نے 19 اگست کو جاری کیا۔ گویا یہ بھی 18نومبر کو lapse ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں جو ترمیم دی گئی ہے وہ بھی 21 نومبر 1998ء کو 2.25 پر ہے۔ ویسے تو آج two clear days کا پیریڈ پورا ہے لیکن یہ ضرور بتانا پسند فرمائیں کہ جو درمیانی عرصہ ہے یہ اس کو کیسے پورا کریں گے؟ اگر ان کو کوئی necessity نظر آ رہی تھی تو یہ 15 تاریخ کو آرڈیننس جاری کر دیتے۔ یا پھر جس طرح معزز وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ اجلاس 20 تاریخ کو شروع ہو گا تو پھر 20 تاریخ کو ہی اجلاس شروع کرتے اور اس سے پہلے آرڈیننس کو renew کر دیتے گو کہ وہ bad legislation ہے۔ لیکن انھوں نے پھر اسی طرح سے کیا ہے۔

جناب سپیکر، منع کس نے کیا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! سپریم کورٹ نے منع کیا ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے منع کیا ہے۔ میں نے حوالے دیے تھے اگر آپ کہیں تو میں دوبارہ بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، آئین نے منع کیا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! سپریم کورٹ ایک بہت اعلیٰ ادارہ ہے اور آئین میں آرٹیکل 128 کہتا ہے کہ ایک آرڈیننس کی میعاد صرف 90 دن ہے لیکن یہاں تو کئی نوے دن گزر جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! You must kindly appreciate, کہ میں آج پہلی دفعہ point out نہیں کر رہا بلکہ میں پچھلے دو سال سے ہی point out کر رہا ہوں کہ ہم یہ غلط کام کیوں کر رہے ہیں اور میں ہمیشہ سپریم کورٹ، فیڈرل شریعت اور سپریم کورٹ آف انڈیا کے ریفرنسز quote کرتا ہوں کہ آپ کو یہ منع کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آرڈیننس راج نہیں ہو سکتا۔ صدر چار ماہ سے زیادہ دوبارہ اس کا آرڈیننس جاری نہیں کر سکتا اور گورنر تین ماہ سے زیادہ نہیں بڑھا سکتے لیکن یہ بار بار بڑھائے جاتے ہیں۔ اگر اب وہ lapse کر گیا ہے اور قانون dead ہو گیا ہے تو اس کے درمیان میں جو وقفہ رہ گیا ہے اور آپ اسے retrospective effect سے کر رہے ہیں۔ آپ یہ کس طرح کر سکتے ہیں؟ آپ وہ وقفہ کس طرح پورا کریں گے؛ چلیں مان لیں کہ اگر آپ نے وہ ترمیم دینی تھی تو پھر 18 تاریخ کو دے دیتے جو کہ اس آرڈیننس کا آخری دن تھا۔ میں پھر کہوں گا کہ آپ ایک مردے چیز میں جان ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ تین دن سے مرا ہوا ہے اور چوتھے دن آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو گلوکوز کا ٹیکہ لگا دیں اور خون کی ایک بوتل لگا دیں تاکہ اس کو زندہ کر دیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

جناب والا! میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا اور ابھی recently احتساب بنچ میں ایک کیس آیا تھا جس میں جسٹس شیخ امجد صاحب اور جسٹس عباسی صاحب نے ایک بڑے مشہور کیس میں شہناز آف اے آر وائی گولڈ جس میں بے نظیر بھٹو بھی co-accused ہیں۔ اس میں صرف اسی بنیاد پر کہ آرڈیننس lapse کر گیا ہے اور Shahnaz was acquitted. یہ ایسی باتیں ہیں جو کہ قانون کی باتیں ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ معزز وزیر قانون کیوں غلط کام کر رہے ہیں؛ ان کا محکمہ ان کو صحیح طریقے سے guide کیوں نہیں کر رہا؛ ہم یہ تمام چیزیں خلاف قانون کر رہے ہیں۔ ہم یہاں قانون سازی کے لیے آئے ہوئے ہیں خدارا! یہاں پر اپوزیشن اور حزب اقتدار والی بات نہ رکھیں۔ اس کے لیے ہم سب ذمہ دار ہیں، پورا ایوان ذمہ دار ہے۔ ایک چیز جو 18 تاریخ کو مردہ ہو گئی ہے آج پھر اس میں جان ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعاً درست نہیں ہے۔ جناب والا! میں پہلے رولنگز quote کر چکا ہوں پھر آپ یہ فرمائیں گے کہ یہ repetition ہے لیکن میں اس دن کے حوالے سے آپ کو تھوڑا سا یاد کراؤں گا کہ میں نے سپریم کورٹ کی تین رولنگز پیش کیں۔ میں

نے سپریم کورٹ آف انڈیا کی رولنگ پیش کی ہے اور فیڈرل شریعت کورٹ کی رولنگ پیش کی ہے اور اس میں یہ بھی بتایا کہ retrospective effect بھی خلاف قانون ہے۔ جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارا ایوان اس کو کسی slavery کے کیٹیگری میں نہ لائے۔ صرف چودھویں ترمیم کے ڈر سے ہم ایک غلط قانون سازی کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہو گا۔ آئین میں freedom of speech کا حق دیا ہوا ہے ۔ میں معزز ہاؤس کو دونوں آرٹیکل پڑھ کر بھی سناتا ہوں اور یہ عرض کروں گا کہ یہ ہمارے fundamental rights ہیں کہ ہم کھلے دل سے بات کریں اور جو غلط کام ہے اسے reject کریں اور جو صحیح کام ہے اسے accept کریں۔ جناب والا! میں جو slavery والی بات کر رہا ہوں اس کا مقصد کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا نہیں ہے۔ یہ انگریزی کا لفظ ہے اور چونکہ آئین نے slavery کہا ہے' اس لیے میں اسے استعمال کر رہا ہوں۔ جناب والا! اگر آئین کا آرٹیکل 11 پڑھیں تو آپ چودھویں ترمیم سے قطعاً نہ ڈریں،

> "(1) Slavery is non-existent and forbidden and no law shall permit or facilitate its introduction into Pakistan in any form."

اس میں بڑا واضح طور پر ہے کہ آپ کو کسی ترمیم سے ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو غلط کام ہے آپ اسے غلط کہیں اور جو صحیح ہے اسے صحیح کہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم تو روزانہ غلط کام کر رہے ہیں اور روزانہ point out کرنا پڑتا ہے۔ میرے بھائی وزیر قانون اپنے محکمے کے کان کیوں نہیں کھینچتے؟ جناب سپیکر! آپ حکومت کے کان کیوں نہیں کھینچتے کہ ہم سے روزانہ غلط قانون سازی کیوں کروائی جاتی ہے؟ میں ڈیموکریسی پر یقین رکھتا ہوں اور "Majority is a Authority" لیکن majority غلط کام نہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ایوان پر ایک بد نما دھبہ ہو گا ہمیں کوئی اچھا نہیں کہے گا۔ ہمیں کوئی یہ نہیں کہے گا کہ انھوں نے آج اچھی قانون سازی کی ہے پھر میں جو چودھویں ترمیم کی بات کرتا ہوں آپ دیکھیں کہ آئین کے آرٹیکل 19 میں freedom of speech دی گئی ہے اس میں میرے دوستوں کو قطعاً گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آرٹیکل 19 کہتا ہے کہ،

> "Every citizen shall have right to freedom of speech and expression, and there shall be freedom of the press, ..."

انھوں نے پریس کو بھی آزادی دی ہے اور آپ کو بھی آزادی دی ہے بلکہ ہر شہری کو آزادی دی ہے۔ تو میں آپ سب کے بھلے کے لیے point out کر رہا ہوں میں for the

betterment of legislation کر رہا ہوں صوبے کی بھلائی کے لیے کر رہا ہوں کہ ہم سے ایک غلط کام پر انگوٹھا کیوں لگوایا جا رہا ہے؟

جناب والا! آپ اس بات کا ضرور نوٹس لیں حکومت سے اور خاص طور پر محکمہ قانون سے پوچھیں کہ ہم سے غلط انگوٹھے کیوں لگوا رہے ہیں اور ایک bad legislation کیوں کروا رہے ہیں؟ باہرلوگ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ ہمارا تمسخر ہو رہا ہے۔ ہمیں کہا جا رہا ہے کہ ہم یہاں پر صرف بھتے لینے کے لیے آتے ہیں ہم صرف الاؤنسز لینے کے لیے آتے ہیں۔ ہمارے پڑھے لکھے ووٹر ہمیں blame کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ان لوگوں کو ووٹ دے کر بڑی غلطی کی ہے ----

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب !

وزیر خوراک، جناب سپیکر! آج سے چند روز پیشتر بھی اپوزیشن لیڈر نے معزز ممبران اسمبلی کے الاؤنسز کے بارے میں اپنے ریمارکس دیے تھے اور آج پھر انھوں نے تمام ممبران کے بارے میں کہا کہ ہم یہاں الاؤنسز اور بھتہ لینے کے لیے آتے ہیں۔ جناب سپیکر! جب اپنے منہ سے ہم یہ بات کریں گے تو سیدھی سی بات ہے کہ بھتے کے بارے میں جو عام فہم چیز ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک زبردستی اور ناجائز وصول کیا جاتا ہے۔ کیا ممبران اسمبلی کو آئین، قانون اور رولز کے مطابق جو بھی ان کا استحقاق ہے اس کے مطابق نہیں ملتا؟ اس پر تو بحث کی جا سکتی ہے کہ وہ زیادہ یا تھوڑے ہیں۔ لیکن قانون کے مطابق وہ لیے جاتے ہیں۔ ان کو بھتا کہنا یہ عوام کو کیا پیغام جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم پورے پنجاب کے سات کروڑ عوام کے نمائندگان بھتا وصول کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اس لیے جناب والا! آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ انتہائی نازیبا الفاظ ہیں، اسے کارروائی سے حذف فرمائیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے اپنی طرف سے نہیں کہا۔ انھوں نے کہا ہے کہ لوگ کہتے ہیں۔ یہی کہا ہے نہ آپ نے؟ یا آپ نے اپنی طرف سے کہا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ "بھتے" کا لفظ معزز وزیر صاحب بڑے غلط انداز میں لے رہے ہیں۔ وہ ایم کیو ایم والا کراچی میں جو بھتہ دیا کرتے تھے میں اس کی بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، پہلے واضح کریں ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا!! یہ الاؤنسز کا جو اردو ترجمہ ہے اسے "بھتا" ہی کہتے ہیں۔ آپ سیکرٹری اسمبلی سے پوچھیں کہ اردو میں الاؤنسز کو کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں ایک منٹ کے لیے مجھے یہ بتائیں کہ بھتے کے متعلق جو مثال دے رہے تھے وہ لوگوں کی طرف سے مثال دے رہے تھے یا اپنی طرف سے بات کر رہے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ لوگ ہمیں یہ طعنہ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، لوگوں کی طرف سے انھوں نے کہا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اور اس کو بھتا ہی کہا جاتا ہے ۔

جناب سپیکر، انھوں نے لوگوں کی طرف سے کہا تھا اپنی طرف سے نہیں کہا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ ہی بتا دیں کہ الاؤنسز کو اردو میں کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ سیکرٹری اسمبلی سے ضرور یہ پوچھیں کہ اس کو اسمبلی کی زبان میں جہاں سیلریز اینڈ الاؤنسز لکھا ہوا ہے۔ کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر، لیکن ایک ہی چیز کو اگر آپ غلط انداز میں پیش کریں گے تو اس کا مفہوم بدل جاتا ہے اور اس کا مقصد غلط ہی نکلے گا۔

جناب سعید احمد منیس، معزز وزیر صاحب اس کو غلط سمجھ رہے ہیں۔ میں تو متعلقہ بات کر رہا ہوں۔ میں نے تو وضاحت کی ہے کہ میں ان بھتوں کی بات نہیں کر رہا۔ یہ تو قانونی بھتے ہیں۔

جناب سپیکر، اچھا' ترمیم کے حوالے سے ذرا مختصر بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس یہ تو جناب قانون سازی ہے۔

جناب سپیکر، قانون سازی کے لیے بھی وقت مقرر ہوتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کو یہ کیسے سمجھاؤں کہ ہم غلط کام کر رہے ہیں۔ میں تو یہ کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کے ذہن میں یہ بات بٹھاؤں۔ کیونکہ آپ جس منصب پر بیٹھے

ہیں ----

جناب سپیکر: جی مجھے اس کا علم ہے۔ ابھی تک آپ نے مجھے کوئی ایک شق آئین کے مطابق ایسی نہیں بتائی یا رولز میں سے کوئی ایسی کلاز نہیں بتائی کہ وہ اس اسمبلی کو اس قانون سازی سے منع کرتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اب میں آپ کو کیا بتاؤں؟

جناب سپیکر: ایک بھی متعلقہ کلاز آپ نے نہیں بتائی۔ بہرحال اس کا جواب وزیر قانون صاحب دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں' آپ میرے بڑے بھائی ہیں اور آپ اس منصب پر بھی بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: چیزیں تو وہی ہیں جو پہلے بھی آچکی ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: وہ اسی لیے میں دوبارہ عرض کر رہا ہوں کہ اس دن بھی آپ کے ذہن میں یہ باتیں نہیں بیٹھی تھیں۔

جناب سپیکر: میرے ذہن میں پہلے دن سے یہ بات بیٹھی ہوئی ہیں کہ آئین کے تحت کوئی پابندی نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں آج بھی یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ایڈووکیٹ جنرل کو آپ یہاں ضرور طلب کرلیں۔

جناب سپیکر: ایڈووکیٹ جنرل کو تو میں تب طلب کروں جب میں خود مطمئن نہ ہوں کہ یہ قانون سازی غلط ہو رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! ایک چیز میں آپ کو عرض کر رہا ہوں گورنمنٹ اس کو صحیح طریقے سے defend نہیں کر پا رہی اور وہ نہیں بتا سکی اور ----

جناب سپیکر: آپ نے آئین کا کوئی ایک آرٹیکل ایسا نہیں دکھایا جس سے یہ پتا چلے کہ یہ قانون سازی نہیں ہو سکتی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں نے بتایا تو ہے کہ آرٹیکل 264 بھی یہ کہتا ہے کہ آپ اس طرح نہ کریں۔

جناب سپیکر: بالکل نہیں کہتا آرٹیکل 264۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب پھر آپ پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ لیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ ایک ترمیم پیش نہیں ہو سکتی؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں تو عرض کر رہا ہوں کہ یہ ترمیم نہیں آ سکتی۔ اس لیے نہیں آ سکتی کہ 18 تاریخ کو یہ ایک dead law بن چکا ہے۔ اس کا جو intervening period ہے، اگر آپ یہ کہتے کہ اس دن اس کی بہت necessity تھی اور پھر وہ ان کو 18 تاریخ کو necessity یاد نہیں آئی۔

جناب سپیکر: وہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ اس کا جواب وزیر قانون خود دیں گے۔ لیکن اس قانون سازی میں کوئی bar نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں تو اپنی بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں آپ ریکارڈ پر لے آئیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! یہ اگر necessity کی بات بھی کرتے ہیں اور اگر یہ محسوس ہو گئی تھی تو 18 تاریخ کو ہی ترمیم لے آتے۔ اس دن بھی ان کو یاد نہیں رہا اور 21 تاریخ کو ترمیم لے آئے۔ تین دن بعد لے کر آئے اور یہ آرڈیننس dead ہو چکا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں necessity کوئی نہیں تھی۔

جناب سپیکر: جی آپ اپنی بات کو اب مختصر کر لیں اور مکمل کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس کو wind up کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ میں آپ سے گزارش اور اپیل کرتا ہوں کہ آپ ایڈووکیٹ جنرل کو یہاں بلائیں وہ یہاں ہاؤس کو assist کریں۔ اگر وہ مجھے مطمئن کر لیتے ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے اس طرح کر

لیں اور اگر وہ مجھے مطمئن نہ کر سکے تو پھر ہم یہ جو قانون سازی کر رہے ہیں یہ بے کار ہو جائے گی۔ میں ان الفاظ کے ساتھ پھر آپ سے یہ دوبارہ گزارش کروں گا کہ آپ اس پر ہمدردانہ غور فرمائیں۔ جناب سپیکر! آپ جس منصب پر بیٹھے ہیں یہاں جو فیصلہ فرمائیں گے وہ نہایت اہمیت کا حامل فیصلہ ہو گا۔

جناب سپیکر، شکریہ' وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ' میرے خیال میں معزز قائد حزب اختلاف نے آج سے کچھ دن پہلے لوکل گورنمنٹ کی ترمیم پر بات کی تھی' وہ اپنی اسی بات کو دہرانا چاہتے تھے اور وہی سارے دلائل جو اس دن دیئے آج پھر ان کو دہرایا۔ اور ایک تاثر انھوں نے اس سے پہلے بھی قائم کرنے کی کوشش کی تھی اور آج پھر ایک bad legislation کے حوالے سے بات کرتے رہے ہیں۔ میں جناب والا! آپ کے توسط سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آج پنجاب اسمبلی میں یہ پہلا موقع ہے کہ ہم re promulgation کی بات کر رہے ہیں؟ کیا آج سے پہلے کبھی یہ آرڈیننس re promulgate نہیں ہوئے؟ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جب ایک آرڈیننس اپنی مدت پوری کر لیتا ہے تو اس کو دوبارہ نافذ کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک routine رہی ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب قانون سازی کی بھی یہاں مثالیں موجود ہیں۔ 1995-96 ء میں دو قانون جو اس اسمبلی نے پاس کیے بالکل اسی طرح کے تھے۔ ایک سپیکر الاؤنسز والا بھی تھا جس میں موبلی صاحب کی گاڑیوں کو پچھلی تاریخ سے دیا گیا تھا اور وہ بھی ریکارڈ پر ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے آئین کی بات کی تھی - جناب والا! آرٹیکل 142 کے تحت صوبائی اسمبلی کو قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ اس پر جو قدغن لگائی گئی ہے وہ آرٹیکل 12 کے تحت ہے کہ آپ صرف criminal law کو پچھلی تاریخ سے نہیں کر سکتے۔ وہ مجھے کہیں اس کی مثال دے دیں۔ ساری دنیا میں جہاں قانون بنانے کی منشا ہے سول قانون مؤثر بہ ماضی ہو سکتا ہے اور یہ چلتے رہے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ لیکن وہ خواہ مخواہ کے لیے ایک بات کو اٹھا رہے ہیں کہ یہ bad law ہے اور یہ gap کیسے cover ہوگا۔ اس gap کو اگر موثر بہ ماضی کر لیا جائے تو یہ خود بخود cover ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ سول لاء ہے کوئی criminal law نہیں اور آئین کے تحت اس پر کوئی پابندی نہیں، اس لیے جناب سپیکر! قانون کی ہمیشہ یہ منشا ہوتی ہے کہ موثر بہ ماضی قانون آپ ہر وقت بنا سکتے ہیں اور بنتے رہے ہیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کو خواہ مخواہ confuse کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور خاص طور پر بلدیات کا جو بل پاس ہو چکا ہے اس کے حوالے سے یہ confusion پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ بلدیاتی ادارے وجود میں نہیں ہیں فلاں نہیں ہے۔ ایڈووکیٹ جنرل کو بلا لیا جائے۔ جو بھی آئے گا یہی کہے گا کہ اس اسمبلی کو قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے اور اس کا تعین بھی آپ نے کرنا ہے کہ آپ موثر بہ ماضی قانون سازی کر سکتے ہیں یا نہیں۔ آئین نے بھی آپ کو یہ تحفظ دیا ہوا ہے کہ آپ قانون سازی کر سکتے ہیں۔ شکریہ جناب سپیکر!

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-
>
> "(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Ordinance 1998 (XVIII of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is :-

> That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since

there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE:

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it, the question is.-

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move.

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill, 1998 be passed".

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill, 1998 be passed"

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

جناب سپیکر، اپوزیشن لیڈر اپوز کرتے ہیں۔ تو بسم اللہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب والا! میں اس bad legislation کا یہ آخری موقع بھی avail کرنا چاہتا ہوں کہ کسی طریقے سے میرے معزز بھائی لاءمنسٹر اپنے ڈیپارٹمنٹ کی غلط بریفنگ اور ان کی جو لگی لپٹی باتیں ہیں ان سے ہٹ کر ذرا وہ میری اس بات پر غور فرما لیتے۔ بار بار یہ کہنا کہ پچھلی اسمبلیوں نے یہ کام کیا۔ اور فلاں فلاں نے یہ کام کیا۔ میرے خیال میں آج ہم یہاں ایوان میں بیٹھے ہیں۔

and we are answerable to the people, we are answerable to the citizen

of Pakistan, of Punjab, we are answerable to the lawyers the Judges the intellectuals or

وہ لوگ جو اس چیز میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور ہم جواب دہ ہیں لاء کے ان طلباء کو کہ کیا ہم یہ صحیح قانون سازی کر رہے ہیں یا نہیں؟ جناب والا! میں اس بات پر stress کرتا ہوں کہ میں نے جو پوائنٹس اٹھائے ہیں' وہ بڑے valid ہیں۔ اور صرف یہ بات کہہ دینی کہ چونکہ پہلے اسمبلی اس قسم کا کام کرتی رہی ہے لہذا آج ہم بھی اسی طریقے سے کردیں۔ تو کیا ہم وہی لکیر کے فقیر بنے رہیں گے۔ کیا ہم اپنے ماتحتوں کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کو یہ نہیں پوچھ سکتے کہ یہ غلط کام جس کو سمجھتے بھی ہیں کہ غلط ہے اور پھر اس بنیاد پر کہ چونکہ پچھلی اسمبلیاں کرتی رہی ہیں اس لیے ہم کر رہے ہیں۔ کیا یہ ان کے کان نہیں کھینچ سکتے؟ کیا یہ ان سے نہیں پوچھ سکتے کہ ہم سے یہ غلط کام آپ کیوں کرواتے ہیں؟ جناب والا! اکثریت کا قطعاً یہ مقصد نہیں کہ اکثریت ہو تو اس کے بل بوتے پر کوئی غلط کام bulldoze کیا جائے۔ یہ تاریخ لکھی جاتی ہے یہ جو قانون سازی ہے اس کو لوگوں نے آنے والے وقتوں میں دیکھنا ہے اس کو پڑھنا ہے' ہماری تقاریر کو لوگوں نے پڑھنا ہے گورنمنٹ کی تقاریر کو پڑھنا ہے۔ اس کے خلاف جو لوگ بول رہے ہیں اس کو پڑھنا ہے۔ میرے خیال میں جناب والا! یہ کوئی اچھا تاثر پیدا نہیں ہوگا۔ میں اب پھر آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایڈووکیٹ جنرل کو یہاں بلائیں۔ کیونکہ گورنمنٹ اس کو ثابت کرنے میں ناکام ہو رہی ہے۔ جناب والا! آپ اعلیٰ منصب پر فائز ہیں آپ کی رولنگ بہت ہی تاریخی رولنگ ہوتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کا تاریخ میں نام بہت ہی اچھے الفاظ میں لکھا جائے۔ اگر آپ میرے جائز اعتراض کو منظور کرلیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا نام آئندہ تاریخ میں سنہری کیا پلاٹینم الفاظ میں لکھا جائے گا۔ میں آپ سے دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ اس بل کو پاس نہ کیا جائے۔ پاس کرنے سے پہلے اگر آپ ایڈووکیٹ جنرل کو یہاں بلالیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! میں قائد حزب اختلاف کے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ میری ان سے استدعا ہے کہ وہ بھی تھوڑا سا اپنی طبیعت اور رویے میں تبدیلی لائیں۔ جو کچھ سٹاف ان کو لکھ کر دیتا ہے۔

وہ اس بات پر قائم رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں اپنے معزز بھائی کو مخل نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ سٹاف کی بات کر رہے ہیں۔ میرے پاس تو ایک پرائیویٹ سیکرٹری ہے اور پی اے ہے وہ مجھے کیا لکھ کر دیں گے۔ آپ کے پاس تو ماشاء اللہ سیکرٹری' ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری اور سیکشن آفیسرز کی فوج ظفر موج ہے۔ جناب والا! جو ہماری contribution ہے اس کو آپ ذرا خیال سے دیکھ لیا کریں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور میں یہی عرض کرنے لگا تھا کہ ان کی کوئی پراپر بریفنگ نہیں ہے۔ میں بھی یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ اگر ان کو کوئی سمجھانے والا ہوتا تو وہ کبھی یہ باتیں نہ کرتے۔ اور آپ سے میری استدعا ہے کہ انھیں پراپر سٹاف دیا جائے جو کم از کم انھیں پراپرلی بریف کرکے بھیجے۔ ایک پرائیویٹ سیکرٹری کی بریفنگ کا نتیجہ یہی نکلتا ہے جو پچھلے چند دنوں سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور یہ لاء ڈیپارٹمنٹ پر اور ان لوگوں پر تنقید کر رہے ہیں جو یہاں پر اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کے سامنے انھوں نے کوئی آئین اور قانون کا حوالہ دیا ہو ماسوائے اس کے کہ bad legislation - bad legislation - اس لیے میری استدعا ہے کہ اس کو پاس کیا جائے۔ اور ان کی تربیت کے لیے اگر آپ حکم دیں گے تو میں آج ہی ایڈووکیٹ جنرل کو کہتا ہوں کہ وہ ہر روز شام کو جتنا وقت چاہیں گے انھیں بریفنگ بھی دے گا اور انھیں قانون سے آگاہی بھی کروائے گا۔ شکریہ جناب والا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

> "That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Bill, 1998 be passed"

(The motion was carried)

The Bill was passed.

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آج جمعہ ہے۔ آج کتنے بجے تک ہاؤس چلائیں گے؟
جناب سپیکر، ساڑھے بارہ بجے تک وقت ہے۔
جناب سعید خان منیس، عموماً بارہ بجکر تیس منٹ پر جمعے کی نمازوں کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو یہ نئی قانون سازی ہے اس کو اگلے دن پر take up کرلیں۔ کیونکہ یہ آج پھر ادھوری رہ جائے گی۔
وزیر قانون، ابھی تو کافی وقت باقی ہے۔
جناب سپیکر، ابھی تو بہت وقت باقی ہے۔ اس کو سوا بارہ بجے تک کر لیتے ہیں۔
جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ اس میں جو بات کرنے کی روانی ہے وہ پھر رک جاتی ہے۔ یہ نئی قانون سازی ہے اس لیے میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ اس کو آپ اگلے دن پر take up کرلیں تو مناسب ہوگا۔ یہ میری آپ سے درخواست ہے۔ کیونکہ اس میں contribute تو ہم نے ہی کرنا ہے۔ ادھر سے تو جو باتیں آئیں گی۔ وہ تو آپ پہلے سن ہی چکے ہیں۔ صرف پچھلی اسمبلیوں کے حوالے آئیں گے۔
جناب سپیکر، ابھی آدھا گھنٹہ تو ہے۔ میرے خیال میں ابھی لے لیتے ہیں۔ کیونکہ ابھی آدھا گھنٹہ ہے۔
وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب والا! اختیار اصولی طور پر آپ کے پاس ہے کہ آپ کون سا وقت مقرر کرتے ہیں۔ لیکن پوری دنیا میں سب سے اول وقت سعودی عرب میں ایک بجے نماز جمعہ ہوتی ہے۔ پونے ایک بجے زوال کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔ سوا بارہ یا ساڑھے بارہ میں حیران ہوں کہ کون سا جمعہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ آج کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ سب سے اوّل جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ ایک بجے اور اس کے بعد تین بجے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگر ہم ایک بجے کو ہی بنیاد بنائیں تو ساڑھے بارہ بجے تک تو پھر بھی آپ کے پاس ایک مناسب وقت ہے کہ آپ گھر جا کر وضو بھی کرلیں اور پھر نماز کے لیے بھی جا سکیں۔ یہ سوا بارہ بجے کون سا جمعہ پڑھا جاتا ہے؟ اس وقت تو

مکروہ وقت ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، چلیں ٹھیک ہے ابھی کچھ دیر چلنے دیں۔ .First reading starts-

جناب سعید احمد خان منیس، یہ جو مولانا صاحب نے بات کی ہے کہ جن کو پڑھنے کے مطلب کا پتا نہیں ہے۔ وہ مجھے آج جمعہ نماز کا وقت بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، چلیں ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم)قیام امن عامہ پنجاب مصدرہ، 1998ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 1998. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 1998 , as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> "That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 1998 , as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

MR SPEAKER: There are two amendments in it. First amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais , Mr Saeed Akbar Khan , Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo , Sardar Rafiq Haider Khan Leghari , Pir Shujaat Hasnain Qureshi , Syed Masood Alam Shah , Mr Mansoor Ahmad Khan , Mr Ikramullah Khan Niazi, Mr Saeed Ahmad Khan Mnais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move :-

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January, 1999.

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st January, 1999.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، اس کے اوپر منسٹر صاحب بات کریں گے یا وٹو صاحب کریں گے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے ----- گنتی کی گئی ----- کورم پورا نہیں ہے 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں ----- گھنٹیاں بجائی گئیں ----- گنتی کی جائے ----- گنتی کی گئی ----- کورم پورا ہے ----- منسٹر صاحب ترمیم پر بات کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! یہ جو بل پیش کیا گیا ہے جس میں ترمیم کرنا درکار ہے اسے پنجاب مینٹیننس پبلک آرڈر بل کا نام دیا گیا ہے اور یہ بل نمبر 14 of 1998 ہے۔ جناب سپیکر! اس میں حکومت نے propose کیا ہے کہ مینٹیننس آف پبلک آرڈر آرڈیننس میں Explanation of sub section (1) Clause 2 -----

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس طرف خاموشی اختیار کی جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اپوزیشن ان کورم نہیں ہے ان کا

کورم پورا کروایا جائے۔ قہقہے

جناب سپیکر: جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! Maintenance of Public Ordinance 1960, (XXXI of 1960) کے سیکشن 3 کے سب سیکشن کی explanation 1 میں کلاز 2 میں یہ ترمیم کرنا چاہ رہے ہیں اور اس میں نمبر 3 اضافہ کرنا چاہ رہے ہیں۔ جس میں یہ چاہتے ہیں کہ:

An Act which is an offence under the Drugs Act 1976, (XXXI of 1976)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مینٹیننس آف پبلک آرڈر میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ جس مقصد کے لیے لانا چاہتے ہیں اس کے لیے پہلے ہی ایک قانون موجود ہے اور انھوں نے خود اس میں بتایا ہے کہ Under the Drugs Act 1976 اب ڈرگز ایکٹ پہلے ہی ایک قانون موجود ہے۔ آپ جو کارروائی کرنا چاہتے ہیں' حکومت کی کارروائی کی جو intention ہے کہ جعلی ادویات میں ملوث لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے تو Drugs Act 1976 پہلے ہی موجود ہے۔ اس کے تحت یہ جو بھی کارروائی کرنا چاہتے ہیں جہاں کوئی غلط کام ہو رہا ہے' جہاں جعلی ادویات بن رہی ہیں' جو جعلی ادویات بنا کر بیچ رہا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت اس کے خلاف کیس رجسٹر کر سکتے ہیں اور اس کو گرفتار کر کے سزا دے سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی اطلاع کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ Drugs Act 1976 کی تعریف یہ ہے کہ:

An Act to regulate the import, export, manufacture, storage, distribution and sale of drugs.

جناب! اس کو The Drugs Act 1976 کہتے ہیں۔ اگر اس کو پڑھا جائے تو اس کی جو تعریفیں دی ہوئی ہیں تو ان میں انھوں نے بڑا واضح طور پہ کہہ دیا ہے۔ پہلے تو انھوں نے بتایا ہے کہ ڈرگز ہیں کیا۔

Drugs include any substance or mixture of substances that is manufactured, sold, stored, offered for sale or represented for internal

or external use in the treatment, mitigation, prevention or diagnoses of disease an abnormal physical state or the symptom thereof in human beings or animals or the restoration, correction or modification of organic functions in human beings or animals... . I repeate Sir,. .... In human beings or animals" not being a substance exclusively used or prepared for use in accordance with the Unani, Homeopathy or Bio-chemic System of the treatment except those substances in accordance with such conditions as may be prescribed.

جناب سپیکر! ڈرگ کی یہ definition انھوں نے اس ایکٹ میں دے دی ہے۔ جس میں ہر وہ چیز آ سکتی ہے جو کہ Government, Maintenance of Public Order میں لانا چاہتی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی صورت بھی وہ اس ambit میں نہیں لا سکتے اور اس میں جو مزید definitions ہیں' مثلاً expiry date ہے کیونکہ ڈرگز کے ساتھ بھی ایسا کام ہوتا ہے کہ پہلے تو ڈرگز صحیح نہیں بنتیں اور اگر بنتی ہیں تو ان کی manufacturing صحیح نہیں ہوتی اور ان پر expiry dates نہیں دی ہوتیں۔ اس میں expiry date کی definition بھی Drugs Act 1976 میں دے دی ہے کہ،

Expiry date means, the date stated on the label of a drug after which the drug is not expected to return its claimed efficacy, safety, quality, potency or after which it is punishable to sell the drug.

اب اس میں پھر انھوں نے ایک definition دی ہے' جس میں انھوں نے صاف طور پر یہ کہا ہے کہ،

Means a Federal Government anaylist or Provincial Government anaylist.

تو اس میں صوبائی حکومت کو بھی اس ایکٹ میں مجاز کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھ نہیں سکا کہ یہ کیوں Maintenance of Public Order میں کلاز شامل کرنا چاہتے ہیں جس کی قطعاً کوئی ضرورت

نہیں اور ہم یہ بے کار قانون سازی کریں گے۔ اگر یہ اسے کرنا بھی چاہتے ہیں تو اسے ایک executive order کے طور پر کیا جا سکتا ہے۔ جیسے circular letters issue ہوتے ہیں 'in the allotments of plots' میں ایک مثال دیا کرتا ہوں۔ تو اسی طرح کا ایک circular letter جاری کر دیں۔ یہ اسی نوعیت کا ہے' یہ کسی بھی طریقے سے قانون سازی کے زمرے میں نہیں آتا اور صرف اس لیے کہ جس کو چاہا اس کو اندر کر دیا۔ اگر یہی کرنا مقصود ہے تو Drugs Act 1976 اس بات پر cognizance لینے کے لیے کافی ہے کہ جو بھی یہ بناتا ہے' غلط بناتا ہے' اس کو غلط label کرتا ہے تو وہ اس کو اس ایکٹ کے تحت دائرہ کار میں لیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ کہا جاتا ہے کہ فیکٹریاں غلط دوائیاں بنا کر اس پر لیبل لگا لیتی ہیں۔ اب انھوں نے Drugs Act 1976 میں label کو بھی define کر دیا ہوا ہے کہ

> Label means a display of written printed or graphic matter upon the immediate container or the out side container or wrapper of a drug pakage

پھر manufacture کے بارے میں بھی انھوں نے definition بڑی clear دے دی ہے کہ موجودہ بل جس کو لایا جا رہا ہے اور جس مقصد کے لیے لایا جا رہا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس میں شامل بھی نہیں ہیں تو

> manufacture in relation of a drug means all operations involved in the production of the drugs including processing , compounding , formulating , filling , packing , repacking , altering , ornamenting , finishing and labelling with a view to its storage sale and distribution but does not include the compounding and dispensing of the packing of any drug in the ordinary course of retail business or on a prescription of a registered medical practitioner or dentist

وغیرہ وغیرہ۔

جناب سپیکر! انھوں نے اب اس میں misbranded drugs کی بھی definition اس

Drugs Act 1976 میں دے دی ہے۔ جو ایک بہت Comprehensive Act ہے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ اس کو Punjab Maintenance of Public Ordinance 1960 کی ambit میں لایا جائے۔ اس میں Misbranded drug means ---

جناب سپیکر، آپ بے شک سارا Drugs Act پڑھ دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں صرف متعلقہ حصے پڑھ رہا ہوں۔ اس میں ایک آدھ متعلقہ حصہ رہ گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں اس لیے پڑھ رہا ہوں کہ میں آپ کو بتا سکوں کہ جو قانون سازی اس وقت لائی جا رہی ہے' اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ میں یہ ساری چیزیں بتانا چاہتا ہوں کہ جو ایکٹ پہلے ہی موجود ہے' اس میں یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ میں صرف ایک اور بڑی متعلقہ definition پڑھنا چاہتا ہوں کہ،

Misbranded Drug means a drug which is not labelled in a prescribed manner

اور اسی طرح آگے دیا گیا ہوا ہے' اب میں وہ نہیں پڑھتا۔ اب Section 3(2b) میں spurious drugs کی meanings دی گئی ہے کہ spurious drugs کیا ہے۔

It means a drug which purports to be a drug but does not contain the active ingrediant of that drug or which purports to be a product of a manufacture place or country of whom or which it is not truly a product or which is imported or exported or sold offered or exposed for the sale under particular name which actually it is another drug.

اور پھر اسی Section 4(2b) پر ہے کہ،

The label of which bears the name of an individual or company purporting to be its manufacture or producer or individual Storage means "for the sale and to store, or stored"

اب sub-standard drugs کا بھی اس میں دے دیا گیا ہے کہ

Sub-standard drug means which is not of specification.

یہ سارا کچھ اس میں دے دیا گیا ہے۔ اگر وزیر قانون اس کا سیکشن 6 پڑھیں تو میرا خیال ہے کہ وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ اس میں دیا گیا ہے،

The Provincial Government shall regulate the sale of drugs in the prescribed manner and may for that purpose make such orders and issue such directions to the importers and manufacturers, stockists, retailers, or other dealers of drugs as they may deem fit.

تو پہلے ہی جو Drugs Act 1976 میں ہے کہ صوبائی حکومت کو کافی اختیارات دے دیے گئے ہیں کہ آپ اس میں جس طریقے سے چاہیں executive order جاری کریں، آپ circular order جاری کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قطعاً کوئی ضرورت ہی نہیں۔

جناب سپیکر! اب حکومت ان سب کو Maintenance of Public Order میں لانا چاہتی ہے۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ یہ بات کسی بھی صورت میں Maintenance of Public Order میں نہیں آتی۔ کیونکہ اس کے لیے Drug Act 1976 پہلے ہی موجود ہے اور جو Maintenance of Public Order ہے اس کو پہلے ہی بڑا misuse کیا جا رہا ہے۔ جس مقصد کے لیے اس کو بنایا گیا تھا، اس کو اس کے لیے ہی misuse کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے کچھ خاص مقاصد ہیں کہ اس میں ایک نئی چیز ڈال رہے ہیں۔ ورنہ صوبائی حکومت کو اختیارات under the Drugs Act 1976 دے دیے گئے ہیں۔ یہ offence ہے اور اس offence کو جو کہ directly Maintenance of Public Order میں نہیں آتی۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کی ساری بات آ گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے ابھی بات مکمل نہیں کی۔

جناب سپیکر، جلد مکمل کر لیں۔ کیونکہ بار بار وہی repeat ہو رہا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ repeat نہیں ہو رہا۔ میں نے Act بتایا ہے، ابھی میں Maintenance of Public Order کا بتاؤں گا۔ پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ Maintenance

of Public Order کس طریقے سے غلط استعمال ہو رہا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کس طرح اس کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، پھر رولز کے مطابق میں time fix کر دوں گا۔ اسے اس طرح تو جاری نہیں رکھا جا سکتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے موقع دیں۔

جناب سپیکر، میں نے پہلے ہی آپ کو اس ترمیم کے اوپر 15 منٹ دیے ہیں۔ آپ ایک دو منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں ایک دو منٹ میں کس طرح wind up کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر، نہیں' wind up ہو جائے گی۔ 15 منٹ میں نہیں ہو سکی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ قانون سازی ہے۔ جب تک میں اپنی تمام باتیں سامنے نہ لاؤں میں کس طرح آپ کو قائل کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، بالکل قانون سازی ہے۔ میں نے آپ کو پورا ٹائم دیا ہے۔ پہلے بھی آپ کو پورا ٹائم دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں' مجھے آپ کم از کم آدھا گھنٹا اور دیں۔

جناب سپیکر، نہیں' مزید آدھا گھنٹا نہیں دیا جا سکتا۔ پہلے تو آپ کہہ رہے تھے کہ آپ ہاؤس ہی نہ چلائیں۔ اب کہہ رہے ہیں کہ آدھا گھنٹا مزید دے دیں۔ اس ترمیم میں آپ کو دو منٹ اور ملیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں اسی ترمیم کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں ہماری ترامیم اور ہیں ہی نہیں۔ اسی ترمیم پر میں بول سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' آپ کی اور ترامیم آگئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی' ایک اور ترمیم ہے۔ اس پر میں نہیں بول سکتا۔ کیونکہ ان دو ترامیم میں سے ایک ترمیم پر بول سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ ہیں ہی نہیں۔

جناب سپیکر، اس کے بعد بھی ترامیم ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کے بعد میری ترمیم نہیں ہے۔ وہ گورنمنٹ کی ترمیم ہو گی۔ کیوں کہ میں تو بنیادی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون سازی کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' میں آپ کو 2 منٹ اور دے رہا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ یہ قدغن نہ لگائیں۔

جناب سپیکر، نہیں' میں رولز کے مطابق time fix کر سکتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں 2 منٹ میں کس طرح wind up کر سکتا ہوں؟ 2 منٹ میں تو میں آپ کو جا ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر، آپ 2 منٹ میں wind up کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں۔ جناب سپیکر! یہ تو آپ زیادتی فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں زیادتی نہیں کر رہا۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ موقع دیں کہ میں آنریبل منسٹر کو ایک بات سمجھاؤں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ نے تو پہلے اٹھا کر سارا اے سے زیڈ تک ڈرگ ایکٹ ہی پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! میں پڑھ کر کیوں نہ سناؤں۔ کسی کی عقل میں کوئی بات بھی تو آئے۔

جناب سپیکر، اس کا تو کوئی تک نہیں بنتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے تو کوئی بات عقل میں ڈالنی ہے ناں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کو روکا نہیں۔ آپ کو اجازت دی۔ اے سے زیڈ تک آپ نے وہ سارا پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ اس کا تو کوئی تک نہیں بنتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، ابھی میں نے آپ کو Constitution پڑھ کر سنانا ہے کہ یہ Maintenance of Public Order کیا چیز ہے؟

جناب سپیکر، آپ 2 منٹ میں wind up کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! یہ تو پھر آپ بادشاہی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ 2 منٹ میں wind up کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اب جناب! اس میں' میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت اس کو M.P.O کے ambit میں لانا چاہتی ہے اور کچھ لوگوں کو detain کرنا چاہتی ہے۔ میں اس spurious drugs کے خلاف ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ یہ کام کرتے ہیں ان کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ لیکن حکومت پہلے ہی M.P.O کو غلط استعمال کر رہی ہے اور عموماً succesive Governments victimization کے طور پر M.P.O کو استعمال کرتی رہی ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تین مہینے کا آرڈر جاری کر کے اس کو پھر خود ہی extend کرتے رہتے ہیں اور وہ جو احکامات ہوتے ہیں حالانکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان کو مزید آگے نہیں extend کر سکتے۔ اس کے لیے آرٹیکل میں پروویژن دی ہوئی ہے کہ کس آرٹیکل اور کس رول کے تحت وہ اس کو extend کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی شراب پیتا ہے تو اس کو M.P.O کے تحت اندر دے دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی عورتوں کو تنگ کرتا ہے تو اس پر M.P.O لگا دیا جاتا ہے۔ اگر شادی پر کوئی کھانا پکاتا ہے جس کا ایک علیحدہ قانون موجود ہے تو اس پر بھی M.P.O لگا دیا جاتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک ڈی۔ ایس۔ پی کے خلاف M.P.O کے تحت پرچہ درج کر لیا گیا کہ اس نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی پر کھانا پکایا تھا۔ تو یہ چیزیں M.P.O کے ambit میں نہیں آتیں۔ پہلے ہی یہ ایک غلط کام ہو رہا ہے اور میں آپ کی اجازت سے آئین کا آرٹیکل 10(4) پڑھوں گا۔ یہ صفحہ 11 پر ہے' میں آپ کی آسانی کے لیے بتا دوں کہ اس کو آپ ذرا غور سے پڑھیں۔ اب یہ اس میں بتاتا ہے کہ Maintenance of Public Order ہے کیا! 10 (4) کہتا ہے کہ،

> No law providing for preventive detention shall be made except to deal with persons acting in a manner prejudicial to the integrity, security or defence of Pakistan or any part thereof, or external affairs of Pakistan, or public order, or the maintenance of supplies or services, and no such law shall authorise the detention of a person for a period

exceeding three months unless the appropriate Review Board has, ...

یہ میں آپ کو آگے بتاتا ہوں۔ اب اس میں بڑا واضح طور پر دے دیا گیا ہے کہ M.P.O کی ambit میں کیا چیز آتی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ یہ spurious drugs جو ہیں' یہ جو آپ اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ integrity,security and defence of Pakistan میں آ رہی ہیں؟ کیا یہ external affairs of Pakistan میں آ رہی ہیں؟ اور پبلک آرڈر کا مطلب صرف غل غپاڑہ نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! you would appreciate کہ میں Constitution quote کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' جی۔ میں نے کلاز دیکھ لی ہے۔ میں ایک منٹ اور آپ کو دے رہا ہوں۔ آپ نے 2 منٹ کے علاوہ 5 منٹ سے لیے ہیں۔ میں ایک منٹ اور دے رہا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ آج بہت ہی زیادہ جلدی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جلدی نہیں کر رہے۔ آپ 20 منٹ ایک ترمیم پر بول رہے ہیں اور اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر آپ پچھلی روایات کو اٹھا کر دیکھیں تو اس میں تو پانچ پانچ دن بھی لوگ بولتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ اللہ کرے آپ بولیں۔ پانچ دن بولیں لیکن to the point بولیں۔ repetition نہ ہو۔ اس میں کوئی مواد ہو۔ یہ نہیں کہ آپ آئین کی کتاب لیں اور آرٹیکل 1 سے پڑھنا شروع کر دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کیا میں آئین سے متعلقہ آرٹیکل کو بھی define نہ کروں۔

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ تو پھر دیکھیں ناں آپ بھی کہ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کو 20 منٹ ایک ترمیم پر دیے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! اب میں اس میں آگے ایک لفظ پڑھتا ہوں کہ یہ سب کچھ آتا ہے' usdamjeneris۔

جناب سپیکر، اب آپ اس کا مطلب جاننے کے لیے ڈکشنری لے آئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! یہ اسی کے متعلق ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ،

Birds of feather, flock together.

اب اس میں یہ سارا دیا ہوا ہے اور میں جو بات کر رہا ہوں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تین مہینے کی جو extension دے دیتے ہیں وہ لاء کے مطابق نہیں ہوتی۔ آئین کیا کہتا ہے؟ آئین کہتا ہے کہ،

. . . .unless the appropriate Review Board has, after affording him an opportunity......

جناب سپیکر، جی، منیس صاحب! wind up کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، wind up کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، لیکن اس کے لیے بھی 2 منٹ لگ جائیں گے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ایک منٹ میں نے کہا ہے اور اب ایک منٹ سے بھی آدھا منٹ ہو گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب! میں یہ آئین آپ کو بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، میں نے آئین پڑھا ہوا ہے۔ میں نے آئین دیکھ لیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ یہاں کیا سننا چاہتے ہیں؟ مطلب، آئین کی بات بھی آپ نہیں سننا چاہتے۔

جناب سپیکر، اس میں بات بالکل relevance نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ relevance نہیں ہے؟

جناب سپیکر، نہیں۔ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس میں integrity of Pakistan آتا ہے۔

جناب سپیکر، یہ اس ترمیم کے حوالے سے نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ کمال کرتے ہیں۔ یہ جو ریویو بورڈ ہے۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈپٹی کمشنر حکومت کے ایماء پر لوگوں کو جو بند کرتے ہیں اور اس کی extension دے دیتے ہیں وہ بھی نہیں کر سکتے اور اس میں ریویو بورڈ کیا ہوتا ہے کہ

.....under a Provincial law, a Board appointed by the Chief Justice of the High Court concerned and consisting of a Chairman and two other persons, each of whom is or has been a Judge of a High Court."

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ منیس صاحب! شکریہ۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS:- Mr. Speaker! I must protest.

جناب سپیکر، protest والی بات نہیں ہے۔ دیکھیں! آپ کو 22 منٹ ایک ترمیم کے اوپر دیے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل ترمیم ہے۔ گورنمنٹ جو قانون لا رہی ہے اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ صرف نمبر بنانے کے لیے پھر کہیں گے کہ جناب! ہم نے ریکارڈ قانون سازی کر دی۔

جناب سپیکر، آپ نے فرما دیا کہ ضرورت نہیں ہے۔ اس کو آپ نے 20 منٹ تک argue کیا۔ 20 منٹ کے لیے آپ کو میں نے پوری اجازت دی۔ اب یہ تو آپ غلط بات نہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ایک ترمیم پر پانچ پانچ' دس دس دن بھی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ مجھے آپ کی بات پر بڑا دکھ ہوا ہے کہ آپ نے بڑی غلط بات کی ہے۔ آپ کو میں نے پورا ٹائم دیا ہے اور ہمیشہ پورا ٹائم دیا ہے اور اب ایک ترمیم کے اوپر آپ کو میں نے 22 منٹ دیے ہیں۔ شکریہ۔ جی' لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر ٹیپ چلا کر دیکھی جائے تو یہ جو ان کی ترمیم تھی اس کے اوپر انھوں نے ایک بات بھی نہیں کی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر، انھیں بات کرنے دیں۔

وزیر قانون، میں بات تو کر لوں۔

جناب سپیکر، انھیں جواب دینے دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ابھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دی۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ چاہتا ہوں کہ میری اس ترمیم کے ذریعے اسے elicit opinion کے لیے بھیجیں۔

وزیر قانون، یہ آپ نے ابھی کہا ہے۔ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں اگر یہ لفظ انھوں نے اپنی پوری تقریر میں کہا ہو۔۔۔۔

جناب سپیکر، چلیں، ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ totally irrelevant تھے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے اپنی ترمیم move نہیں کی۔ انھوں نے ترمیم پر بات نہیں کی اور ہمیں M.P.O کے حوالے سے ڈرگ ایکٹ کی سیکشنز اور کلازز پڑھ کر سناتے رہے۔ میری ان کی خدمت میں استدعا یہ ہے کہ جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے ان کی اپنی سوچ اور سمجھ کے مطابق وہ اپنی جگہ پر درست ہوگا لیکن اس صوبے کے شہری اس وقت یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس قانون کی ضرورت ہے اور یہ پچھلے تین مہینے سے نافذ العمل بھی ہے۔ اس لیے اس میں یہ کہنا کہ ابھی اس کو for public opinion elicit کر دیں جس کی انھوں نے بات ہی نہیں کی۔ اس لیے اس پر تو میں بات ہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! جعلی اور غیر معیاری ادویات کے خطرناک حد تک پھیلاؤ سے تو کوئی آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے اس وقت جو نافذ العمل قانون ہے جس کا یہ بار بار حوالہ دے رہے تھے اس کے تحت مؤثر طور پر انسداد نہیں ہو رہا تھا۔ اس لیے اس نئے قانون کی ضرورت تھی اور نیا قانون لایا جا رہا ہے۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is :-

"That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 1998 , as recommended by Standing Committee on Home Affairs , be circulated for the purpose of eliciting opinion

thereon by 31st January, 1999."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan and Mr Ikramullah Khan Niazi.

جناب سعید اکبر خان صاحب نے move کرنی تھی - وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں منیس صاحب، آپ اسے move نہیں کر سکتے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی - میں اسے move نہیں کر سکتا، چونکہ آپ ہمیں بولنے نہیں دیتے، اس لیے ہم move ہی نہیں کرتے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ move ہی نہیں کر سکتے - یہ رول 98(2) میں clear ہے کہ آپ اس امنڈمنٹ پر نہیں بول سکتے۔

MR SPEAKER: The motion moved and that the question is:

" That the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill, 1998, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried).

CLAUSE 2

Mr SPEAKER: Now We take up the Bill clause by clause. Now clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is :-

"That clause-2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried).

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now clause-3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause-3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now clause-1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from Law Minister. He may move.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move-

"That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, the following be substituted:-

(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Ordinance 1998 (XVI of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution."

MR SPEAKER: The motion moved is :-

"That for sub-clause(2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Home Affairs, the following be substituted:-

(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Ordinance 1998 (XVI of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I oppose.

جناب سپیکر، اس کو منیس صاحب oppose کرتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب، اس پر پہلے آپ تھوڑا سا بول لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! قانون زیر غور آرڈیننس نمبر 16 بابت 1998 کے ذریعے 9-11-1998 تک نافذالعمل تھا اس قانون کو جاری رکھنے کے لیے یہ ترمیم کی جا رہی ہے یہ منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، جی۔ منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! مجھے آنریبل منسٹر interrupt کر رہے تھے میں نے وزیر قانون کی بات سنی نہیں ہے۔ انھوں نے ایک ہی sentence بولا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اسے repeat کر دیں۔

وزیر قانون، میں نے گزارش یہ کی ہے کہ قانون زیر غور آرڈیننس نمبر 16 بابت 1998 کے ذریعے 09-11-1998 تک نافذالعمل تھا اس قانون کو جاری رکھنے کے لیے یہ ترمیم کی جا رہی ہے - یہ منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، جی - منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس میں مجھے آدھا گھنٹہ درکار ہو گا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آدھا گھنٹہ نہیں۔ آپ کو پانچ منٹ دیے جاتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں۔ جناب یہ مشکل ہے۔

جناب سپیکر، چلو۔ چھ منٹ دیے جاتے ہیں۔ میں رولز کے تحت ٹائم fix کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پھر آپ اس کو next day پر لے جائیں۔

جناب سپیکر، کیوں next day پر لے جاؤں؟ ابھی وقت ہے۔ یہ کتاب ہے اور میں رولز کے مطابق چل رہا ہوں۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, Sir, you are very honourable and respectable.

لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ legislaltion بڑی اہم ہے آپ مجھے آدھا گھنٹہ تو دیں۔

جناب سپیکر، آپ رولزquote کریں کہ میں وقت fix نہیں کر سکتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب میں رولز بھی دکھاتا ہوں اور میں آپ کو آرٹیکل بھی پڑھ کر سناتا ہوں -----

جناب سپیکر، (سیکرٹری اسمبلی سے) نجمی صاحب' آپ ان کو کتاب دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اور ویسے آپ یہاں پر حال بھی دیکھ لیں کہ کیا حال ہے؟

جناب سپیکر، آپ اس میں سے مجھے دیکھا دیں کہ میں وقت fix نہیں کر سکتا۔ رولز کے مطابق میں وقت fix کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کے لیے پانچ منٹ fix کر دیے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، مجھے اس کے لیے آدھا گھنٹہ چاہیے ۔ اگر آپ مجھے آدھا نہیں دیتے تو پہلے آپ ہاؤس کو in quorum کر لیں۔

جناب سپیکر، جی۔ گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی۔ کورم نہیں تھا----پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ گھنٹیاں بجائی گئیں----- گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی---- کورم پورا ہے۔ سیدمنیس صاحب' آپ اپنی امنڈمنٹ پر بسم اللہ کیجیے۔ آپ کے لیے صرف پانچ منٹ ہیں۔ ویسے تو آپ نے تین منٹ خود ہی ضائع کیے ہیں۔ لیکن بہرحال پانچ منٹ ابھی سے شروع ہوتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ پانچ منٹ مجھے لیجسلیشن کے لیے دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ کو میں نے آدھا آدھا گھنٹہ دیا ہے ۔بیس بیس منٹ دیے ہیں ۔ لیکن اس میں relevancy نہیں رہی۔ ابھی میں دیکھتا ہوں آپ کتنے relevant رہتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ کیوں جلدی ختم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کو جلدی ہے ۔ تین دفعہ آپ نے کہا ہے کہ ابھی ہاؤس ختم کر دیں ۔ میں نے جانا ہے۔ ہمیں تو کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہم تو لیجسلیشن کے لیے بیٹھے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں تو اس لیے کہہ رہا تھا کہ میرے سارے پوائنٹس درمیان میں رہ

گئے ' سارے آرٹیکل جن کا میں نے حوالہ دینا تھا وہ درمیان میں رہ گئے ۔

جناب سپیکر، بسم اللہ کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ جو امنڈمنٹ دی گئی ہے پھر آپ کہیں گے کہ repetition ہوتی ہے ۔ اور میں یہ کہوں گا کہ غلطیوں پہ غلطیاں دہرائے جا رہے ہیں۔ آپ یہ آرڈیننس اٹھا کر دیکھیں ۔ یہ Ordinance No. 16 of 1998 ہے ۔ یہ 10 اگست کو جاری ہوا تھا اور 9 اگست کو یہ مردہ ہو گیا۔ اور اس مردے میں پھر یہ جان ڈال رہے ہیں اور 21 نومبر کو انھوں نے امنڈمنٹ دی ہے ۔ اب اس مردے میں جان ڈالنے کے لیے انھیں بارہ دن درکار تھے ۔ کیا میں یہ نہ کہوں کہ یہ محکمے کی نا اہلی ہے؟ میں اسے نا اہلی نہ کہوں تو کون سا دوسرا لفظ ہے جو میں اس کے لیے استعمال کروں کہ پچھلے دو آرڈیننسز کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جی وہ 19 تاریخ کو جاری ہوا تھا اور 18 تک ہوا ۔ اب یہ تو much before the summoning of the Assembly ہے۔ یہ 10 تاریخ کا ہے۔ یہ 9 تاریخ کو سوئے ہوئے تھے۔ یہ سارا ڈیپارٹمنٹ جو سیکرٹریٹ میں پڑا ہوا ہے یہ سویا ہوا تھا ۔معزز وزیر صاحب تو چلو سیاسی آدمی ہیں ' ان کو اور بہت زیادہ کام ہوتے ہیں ۔ انھوں نے ڈسٹرکٹ کونسل کے معاملات چلانے ہوتے ہیں۔ آج کل الیکشن کا زور ہے وہاں بھی انھوں نے آنا جانا ہوتا ہے ۔ وہاں بھی کافی گڑ بڑ ہوئی ہوئی ہے۔ چلیں کم از کم ڈیپارٹمنٹ جو ہے۔ وہ ڈیپارٹمنٹ تو اتنا active رہے ۔ وہ تو نہ سویا رہے کہ دیکھے کہ یہ کس دن lapse ہو رہا ہے تاکہ ہم فوراً دوسرا آرڈیننس لے آئیں جو کہ جاری کرنا بھی غلط کام ہے۔ غلط کام بھی کرنا ہے تو کسی طریقے سے کریں۔ انھوں نے یہ آرڈیننس بھی اسی طریقے سے جاری کیا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ law of necessity کی ضرورت تھی ۔ کیا یہ law of necessity وہی 1977، والی ہے؟ یہ law of necessity کا حوالہ دیتے ہیں کہ اس کے تحت ہم نے یہ کیا کیونکہ اسمبلی کا اجلاس summon ہو گیا تھا ۔ اب یہ 10 تاریخ کے بعد 6 دن اور پڑے تھے ۔ ان کو چاہیے تھا کہ چھ دن اور پڑے تھے ۔ غلط کام کرتے ہوئے بھی ایک نیا آرڈیننس جاری کر دیتے ۔ اگر ان کو پانچ دن یاد نہیں رہا ' چھ دن یاد نہیں رہا ۔ کم از کم اسمبلی کے اجلاس کے شروع ہونے سے ایک دن پہلے آرڈیننس جاری کر دیتے ۔ اور اگر انھوں نے امنڈمنٹ دینی تھی تو پھر یہ 16 تاریخ کو دے دیتے یا 17 کو دے دیتے۔ یہ امنڈمنٹ پھر 21 تاریخ کو جا کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایوان کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے ۔ یہ معزز اراکین کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں اسی لیے کہتا ہوں کہ آپ مجھے پورا موقع دیں کہ یہ تمام باتیں کہ جو ہم سے غلط لیجسلیشن کرائی جا رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ آپ کے علم میں ہو ۔ جب میں یہ بات کرتا ہوں کہ انگوٹھا چھاپ تو کیا یہ ہمیں انگوٹھا چھاپ بنانے کے مترادف نہیں ہے ۔ یہ بالکل اسی طریقے سے ہے کہ جو کچھ انھوں نے ہمیں بنا کے دیا' غلط بنا کے دیا ۔ انھوں نے اپنے سائیکلوسٹائل کاغذات بنا کے رکھے ہوئے ہیں اور مشین گھمائی اور ہمارے سامنے پھینک دیے ۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہم سے لیجسلیشن کرائی جا رہی ہے یہ قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ اور اسی سیشن میں دیکھ لیں کہ یہ تیسرا آرڈیننس ہے جو کہ dead ordinance ہو گیا لیکن اسے retrospective effect سے دوبارہ مردے کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! کوئی حد بھی ہوتی ہے۔ پھر آپ قدغن لگا رہے ہیں کہ ہم اس پر بات نہ کریں۔ ہم بات نہیں کریں گے تو اور کون بات کرے گا۔ میرے دوست جو اس طرف بیٹھے ہیں یہ تو چودھویں ترمیم کی لٹکتی ہوئی تلوار کے نیچے بیٹھتے ہیں۔ یہ تو بات نہیں کر سکتے اور مجھے ان کی چہرے بتا رہے ہیں کہ یہ مجھ سے متفق ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ واقعی جو بات میں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے ۔ اور میں ان کا بھائی ہونے کے ناتے اور ان کا colleague ہونے کے ناتے اور اس معزز ایوان کا رکن ہونے کے ناتے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ معزز وزیر قانون سے کہیں کہ اگر ان کی بات ڈیپارٹمنٹ نہیں مانتا تو کم از کم چیف منسٹر صاحب سے کہیں کہ وہ ان سے پوچھیں کہ یہ کیوں بار بار ایسی lapses کیے جا رہے ہیں۔ یہ کسی ایک کاغذ میں ہوتی ہے ' کسی دو کاغذوں میں ہوتی ہے جو بھی لیجسلیشن ہے وہ vague legislation ہو رہی ہے۔ کوئی definite legislation ہم نہیں کر رہے۔ پھر یہ اوپر سے ہم پر بات کرنے کی بھی قدغن ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی یہ ترمیم قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اور میں پھر آپ سے درخواست کرتا ہوں آپ ایڈووکیٹ جنرل کو ضرور بلوائیں۔ ان کی باقاعدہ سیٹ ہے ۔ یہ ان کا لاء ڈیپارٹمنٹ اگر اندر آ کے نہیں بول سکتا تو وہ ایڈووکیٹ ایک واحد ایسا شخص ہے جو کہ اس ہاؤس میں آ کے بات کر سکتا ہے۔ یہ ان کا ایڈووکیٹ جنرل ہے۔ چلیں' انھی کی مرضی کی بات کرے گا لیکن کم از کم ہاؤس میں آ کے بات کرے گا۔ ہم face to face ایک دوسرے سے سوالات کر سکتے ہیں ۔ وہ میرے سوالات کا جواب دے سکتے ہیں یا میری تجاویز کو rectify کر

سکتے ہیں یا ان کو annul کر سکتے ہیں یا حکومت کی کسی بات کو کسی آرٹیکل کے حوالے سے میں annul کر سکتا ہوں۔ لیکن میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ایڈووکیٹ جنرل کو یہاں ضرور بلائیں۔ میں بھی لاء گریجوایٹ نہیں ہوں ، آپ بھی لاء گریجوایٹ نہیں ہیں اور ہم سے غلطیاں سرزد ہوسکتی ہیں۔ جو ممبر کی biography دی ہوئی ہے اس میں آپ اور میں ہم دونوں صرف گریجوایش ہیں۔ ہم اگر ان سے رائے لے لیں ، ان کی تجاویز لے لیں، ان کا کام ہے۔ They are paid for it اور اسی لیے ایوان میں یہاں ان کی مستقل سیٹ رکھی ہوئی ہے۔ اور وہ سیٹ بھی لاءمنسٹر صاحب کے پیچھے رکھی ہوئی ہے کہ اگر لاءمنسٹر صاحب کو کوئی بات سمجھ نہیں آتی تو ان سے بات کر کے جا سکتے ہیں۔ ان کو بار بار لابی میں جانا پڑتا ہے، وہاں ایڈیشنل سیکرٹری سے بات کرنا پڑتی ہے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اس ترمیم کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے پہلے بات کر دی تھی لیکن میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بار بار ان کا یہ استدلال کہ لاء ڈیپارٹمنٹ نے سمری move نہیں کی۔ یہ پہلے ہو جانا چاہیے تھے۔ 09-11-98 کی سمری ہم نے اس کی move کی ہوئی تھی۔ لیکن ایک پروسیس ہے کہ لاء ڈیپارٹمنٹ سے سمری چیف منسٹر صاحب کے پاس جاتی ہے، چیف منسٹر صاحب سے گورنر صاحب اور گورنر صاحب سے واپس چیف منسٹر اور پھر لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس آتی ہے۔ یہ ٹیکنیکل بات علیحدہ کریں گے لیکن میری یہ استدعا ہے کہ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ It is not a bad law. اس کو منظور فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home affairs the following be substituted":-
>
> " It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect the day the Punjab Maintenance of Public Order

(Amendment) Ordinance 1998 (XVI of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is:

That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law.

میرا خیال ہے اب اسے کل پڑھے جائیں۔ کیونکہ ساڑھے بارہ ہو گئے ہیں۔ اجلاس بروز سوموار 3:00 بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

پیر' 30- نومبر 1998ء

(دو شنبہ' 10- شعبان المعظم 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 48 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۪﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا
الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
لِلْاَنَامِ ۙ﴿۱۰﴾ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۪ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۖ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ
ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۚ﴿۱۲﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

سورۃ الرحمٰن آیات 1 تا 13

اللہ تعالیٰ جو نہایت مہربان اُسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔ اُسی نے انسان کو پیدا کیا اُسی نے اس کو بولنا سکھایا۔ سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں۔ اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔ اور اُسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی۔ کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو۔ اور اُسی نے خلقت کے لیے زمین بچھائی ہے۔ اِس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبو دار پھول۔ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ ہ

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ C&W کے سوالات ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ بڑی خوشی ہوئی کہ آج آپ کو اجلاس میں دیکھا ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں تو کورم کی نشان دہی کر رہا ہوں کہ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے پورے اجلاس میں قائد حزب اختلاف پر ہی بوجھ ڈالا ہوا تھا۔ وہ بے چارے ساری ترامیم خود ہی پیش کرتے رہے ہیں لیکن اپوزیشن کے باقی ممبران کی طرف سے کوئی مدد نہیں ہوئی سوائے کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کے۔ ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ آپ آج تشریف لائے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں آپ کی یاد دہانی کے لیے عرض کرتا ہوں کہ میں یہاں دو دن مستقل حاضر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، میرا تو دل چاہتا تھا کہ آج آپ ان ترامیم میں حصہ لیتے اور ہم کچھ سنتے۔ گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ہے۔ لہٰذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں---- گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی ---- کورم پورا نہیں ہے' لہٰذا آدھے گھنٹے کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی ہو گیا)

(جناب سپیکر 4 بج کر 34 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ہے لہٰذا میں رول 5(2) کے

تحت اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کرتا ہوں۔

(بعد میں اُسی دن گورنر پنجاب نے مندرجہ ذیل حکم کے ذریعے اسمبلی کا اجلاس برخاست کر دیا

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Shahid Hamid, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from November 30, 1998, on the conclusion of the sitting on that day.

Dated Lahore, the
30 November, 1998.

SHAHID HAMID
GOVERNOR OF THE PUNJAB.")